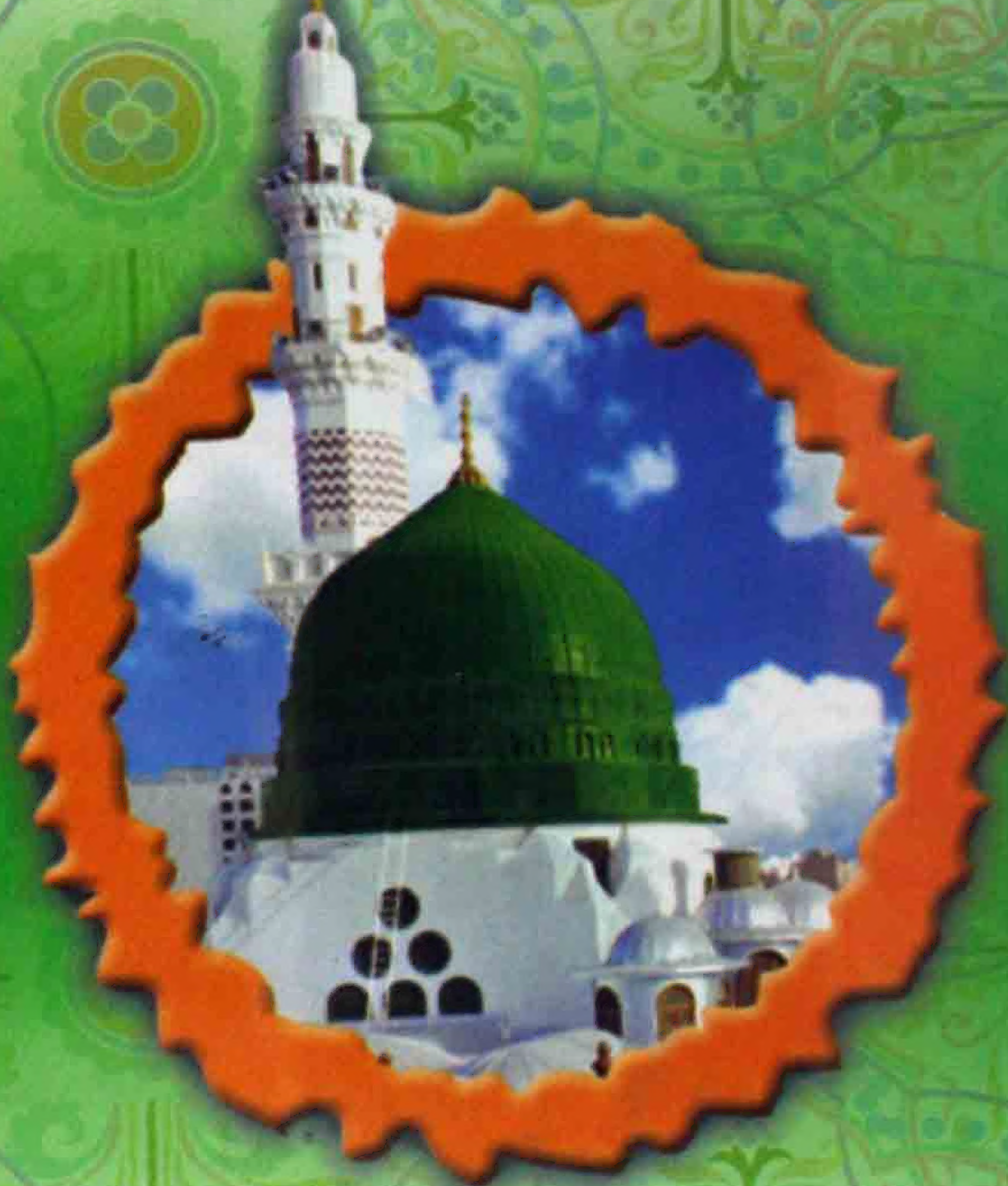


علم غیبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بے مثال مدلل کتاب

علم غیبِ مصطفیٰ

بعطاء ربِّ الانام



مؤلف
حضرت مولانا ابوالباسم محمد عابدی رحمہ اللہ رضوی نقشبندی

نورِ نیرِ ضوئِ نیرِ پیکِ کیشین

۱۱۔ گنج بخش روڈ - لاہور

علم غیب مصطفیٰ من اللہ علیہ السلام پر ایک مثال مدلل کتاب

علم غیب و اللہ

بعض ارب الانام

حضرت مولانا ابوالبارہ محمد عیسیٰ بن علی بن ابی حمزہ رضوی نقشبندی

نوریندر ضویر پبلی کیشنز

۱۱۔ گنج بخش روڈ - لاہور

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	علم خیر الانام بعطاء رب الانام علی رحمہ
تالیف	مولانا ابوالباسط محمد عبدالسلام رضوی نقشبندی
بار دوم	فروری 2006ء
کمپوزنگ	ورڈز میکر
باہتمام	سید محمد شجاعت رسول شاہ قادری
ناشر	نوریہ رضویہ پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور
مطبع	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
کمپیوٹر کوڈ	1N08
قیمت	Rs 200

ملنے کے تے

نوریہ رضویہ پبلیکیشنز

37۔ الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور

مکتبه نوریہ رضویہ

گلبرگ اے فیصل آباد فون: 2626046

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
۱۹	علم غیب کے متعلق عقیدہ اہل سنت	۱
۲۱	عالم ما کان وما یکون صلی اللہ علیہ وسلم	۲
۲۳	اعتراض علم ما کان و ما یکون کی کوئی دلیل نہیں اس کا جواب	۳
	آیہ عَلَّمَکَ پر اعتراض و آیہ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ سے غلط استدلال	۴
۲۸	اس کا جواب	
۳۱	اطلاق علم غیب بروحی	۵
۳۵	علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۶
۳۹	معلم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم	۷
۴۲	ذاتی علم غیب کی نفی اور عطائی کا ثبوت	۸
۴۵	دعویٰ علم غیب کی نفی اور ثبوت علم غیب	۹
۵۰	مخالفین کی قرآن میں تحریف	۱۰
۵۳	عطائے مفاہیج عالم صلی اللہ علیہ وسلم	۱۱
۶۰	غیب کی کنجیاں	۱۲
۶۳	ذاتی قدرت کی نفی علم غیب کا ثبوت	۱۳
۷۰	مخالفین کا خدا تعالیٰ کے علم سے انکار	۱۴
۷۱	شان رب العزت میں توہین کفر ہے	۱۵
"	علم شعر اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۶
۷۵	عالم جمیع اللغات صلی اللہ علیہ وسلم	۱۷
۷۷	مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء کا علم	۱۸

- ۱۹ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا اور تمام کے احوال کا علم ۸۲
- ۲۰ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین کا علم ۹۱
- ۲۱ منافقین کا علم نبوت پر طعن ۹۷
- ۲۲ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اُن قوموں کا کیا حال ہے جو میرے علم میں طعن کرتے ہیں قیامت میں جو ہونے والا ہے جو چاہو سوال کرو میں خبر دوں گا
- ۲۳ فیصلہ خداوندی انبیاء میں جس کو چن لیتا ہوں غیب کا علم عطا فرمادیتا ہوں ۱۰۲
- ۲۴ مخالفین کا عقیدہ عطائی علم غیب ماننا بھی شرک ہے ۱۰۳
- ۲۵ منافقین کا رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پر تمسخر ۱۰۴
- ۲۶ انبیاء علیہم السلام کا بارگاہِ علام الغیوب میں ادب ۱۰۷
- ۲۷ شہید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ۱۱۰
- ۲۸ شہید کا لفظ اُمت پر وارد ہونے کے معنی ۱۱۳
- ۲۹ علوم خمسہ کی تحقیق ۱۱۹
- ۳۰ علم قیامت اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲۶
- ۳۱ علم غیب اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۳۳
- ۳۲ علم مافی الآرحام اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۳۶
- ۳۳ علم مافی غد اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۴۳
- ۳۴ علم بآی اَرْضِ تَمُوت اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۴۵
- ۳۵ علم لوح و قلم اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۴۸
- ۳۶ مخالفین کا عقیدہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شیطان سے بھی کم ہے ۱۵۹
- ۳۷ علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں توہین کفر ہے ۱۶۱
- ۳۸ علم روح اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۶۳
- ۳۹ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبل از نزول آیات برأت اپنی صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی کا علم تھا ۱۶۵

- ۱۷۱ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور واقعہ عبداللہ بن ابی
- ۱۷۶ مسئلہ تحریم اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
- ۱۸۱ کلام جو ریات اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
- ۱۸۳ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام اہل جنت و نار کے اسماء و آباء و قبائل کو جانتے ہیں۔
- ۱۸۶ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک کی تمام اشیاء کو جانتے ہیں۔
- ۱۸۷ مصطفیٰ کائنات کو کف دست کی مثل ملاحظہ فرما رہے ہیں۔
- ۱۸۹ عالم جمیع مغیبات صلی اللہ علیہ وسلم
- ۱۹۵ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ عظیم
- ۱۹۹ تحقیق نبوت اور علم غیب
- ۲۰۳ علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان
- ۲۰۴ علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین مخالفین کی زبانی
- ۲۰۶ الحدیث تلخیص اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
- ۲۰۹ واقعہ بئر معونہ اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
- ۲۱۸ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عمر و عثمان رضی اللہ عنہما کی شہادت کا علم
- ۲۱۹ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہادت حضرت زید و جعفر و روادہ رضی اللہ عنہم کا علم
- ۲۲۰ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہادت حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا علم
- ۲۲۱ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا علم
- ۲۲۲ زہر آلود گوشت اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
- ۲۲۸ بارگاہ نبوی میں بے فائدہ سوالات کی ممانعت
- ۲۳۱ مسئلہ دریافت اور امت کو مفید ہدایت
- ۲۳۳ حدیث لحن الحجۃ اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
- ۲۳۶ قلاوۃ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
- ۲۴۱ پہچان نیک و بد اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

- ۶۳ علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور زمانہ حاضریہ ۲۴۶
- ۶۴ آثار و ضو اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۲۵۸
- ۶۵ احوال بیت المقدس اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۲۵۹
- ۶۶ اطلاق غیب اور مشاہدہ بیت المقدس ۲۶۲
- ۶۷ مضمرات قلب غیب نہیں ۲۶۳
- ۶۸ مسئلہ دریافت اور وجہ مصلحت ۲۶۴
- ۶۹ پاپوش اتارنے میں کمال مصطفوی ۲۶۵
- ۷۰ حدیث ذوالیدین اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۲۶۶
- ۷۱ مسئلہ نسیان اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۲۶۹
- ۷۲ علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حضرت علامہ ملا علی قاریؒ کا عقیدہ ۲۷۳
- ۷۳ علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ کا عقیدہ ۲۷۹
- ۷۴ مخالفین کی زبردست مکاری ۲۸۳
- ۷۵ علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق علامہ شاہ عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ محدث دہلوی کا عقیدہ ۲۸۵
- ۷۶ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا آگے اور پیچھے یکساں دیکھنا ۲۹۰
- ۷۷ عبارت قاضی خان و بحث فقہاء کرام ۲۹۲
- ۷۸ کفار کا ذوالقرنین اور روح اور اصحاب کہف کے متعلق سوال ۲۹۹
- ۷۹ معلّم رب العالمین و معلّم رحمۃ للعالمین ۳۰۲
- ۸۰ آیت عَلَّمَکَ کے بعد نزول وحی کا بیان ۳۱۱
- ۸۱ جمیع اشیاء متناہی ہیں غیر متناہی نہیں ۳۱۴
- ۸۲ علم غیب حضرت سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ۳۱۵
- ۸۳ علم غیب حضرت سیدنا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام ۳۱۹
- ۸۴ علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور فتنہ نجدیت ۳۲۰

- ۳۲۲ ۸۵ علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور نجدیوں کی علامات
- ۳۲۹ ۸۶ علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور فتنہ پرور اشخاص
- ۳۳۰ ۸۷ علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حالات مدینہ منورہ
- ۲۳۱ ۸۸ علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حالات عرب
- ۳۳۲ ۸۹ علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک دوزخی شخص
- ۳۳۳ ۹۰ علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتد کاتب وحی کو زمین کا قبول نہ کرنا
- ۹۱ علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کا
فتنہ سے محفوظ رہنا
- ۳۳۵ ۹۲ علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حالات امت
- ۳۳۶ ۹۳ علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم باطل فرقوں کی پیداوار اور سواہر اعظم
کی صداقت
- ۳۳۷ ۹۴ اہل سنت بریلویوں کی محبت رسول اور علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
- ۳۳۸ ۹۵ علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور قیصر و کسریٰ کی ہلاکت و
حضرت سرقہ رضی اللہ عنہ کو کسریٰ کے کنگن
- ۳۳۹ ۹۶ علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور قاتل و مقتول دونوں جنتی
- ۳۴۰ ۹۷ علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا بیان
- ۳۴۱ ۹۸ علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ
- ۳۴۲ ۹۹ علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور سونے کی اینٹ
- ۳۴۳ ۱۰۰ علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام ستاروں اور نیکیوں کا علم
- ۳۴۴ ۱۰۱ علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی قوم نعال الشعر سے
جنگ اور فتح اسلام
- ۳۴۵ ۱۰۲ علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی یہودیوں سے جنگ
اور فتح اسلام
- ۳۴۶ ۱۰۳ علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی جزیرہ عرب و فارس

دروم سے جنگ اور فتح اسلام

- ۳۵۶ ۱۰۴ علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حالات بصرہ
- ۳۵۷ ۱۰۵ علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور خزانہ کعبہ و نہر فرات
- ۳۵۹ ۱۰۶ علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حجاز سے آگ کا ظہور
- ۳۶۰ ۱۰۷ علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور زمانہ آخر میں لوگوں کی حالت
- ۳۶۱ ۱۰۸ علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور زمانہ آخر میں اشیاء کا کلام کرنا
- ۳۶۲ ۱۰۹ علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور علامات قیامت و فتح قسطنطنیہ
- ۳۶۳ ۱۱۰ علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور
- ۳۶۵ ۱۱۱ علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور دجال کا ظہور
- ۳۶۸ ۱۱۲ علم غیب مصطفوی صلوات اللہ وسلامہ
- ۳۷۰ ۱۱۳ علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام
- ۳۷۱ ۱۱۴ علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور فتنہ یاجوج و ماجوج
- ۳۷۳ ۱۱۵ علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
- ۳۷۴ و ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما
- ۳۷۶ ۱۱۶ علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلیفہ حجاز و دھواں و طلوع الشمس من مغربھا
- ۳۷۹ و دابة الارض و سرد ہوا کا ظہور
- ۳۷۷ ۱۱۷ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے وصال و مقام کا علم
- ۳۸۱ ۱۱۸ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کا علم
- ۳۸۲ ۱۱۹ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے انتقال کا علم
- ۳۸۳ ۱۲۰ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کا علم
- ۳۸۴ ۱۲۱ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا علم
- ۳۸۵ ۱۲۲ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا علم
- ۳۸۵ ۱۲۳ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی پینائی
- چلے جانے کے متعلق علم۔

- ۱۲۴ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کی عمر کا علم ۳۸۶
- ۱۲۵ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مانی الارحام کا علم ۳۸۷
- ۱۲۶ علم غیب حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ۳۹۰
- ۱۲۷ علم غیب حضرت سیدنا یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ۳۹۳
- ۱۲۸ علم غیب حضرت سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام ۳۹۹
- ۱۲۹ علم غیب حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ۴۰۱
- ۱۳۰ علم غیب لدنی حضرت سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام ۴۰۵
- ۱۳۱ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام اعمال کا علم درود شریف پیش ہونے پر ۴۰۷
- اعتراض اور اس کا جواب
- ۱۳۲ علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اہل پاکستان و بھارت ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ ۴۰۹
- ۱۳۳ پاکستان کی جنگ میں مسلمانوں کا نقصان ہونے پر اعتراض اور اس کا جواب ۴۱۳
- ۱۳۴ عرب کی حالیہ جنگ میں عربوں کے نقصان ہونے پر اعتراض اور اس کا جواب ۴۲۱
- ۱۳۵ علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم و انبیاء و اولیاء کے متعلق غوث صمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ مخالفین کا اعتراض اور اس کا جواب ۴۲۱
- ۱۳۶ مخالفین کی کمال فریب کاری ۴۲۴
- ۱۳۷ علم غیب حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام اور ہدہد کے کلام کی بحث اس پر اعتراض اور اس کا جواب ۴۲۶
- ۱۳۸ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غم کی وجہ اس پر اعتراض اور اس کا جواب ۴۳۰
- ۱۳۹ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس فرشتوں کا آنا اور بیٹے کو ذبح کرنے کی تیاری اس کی تحقیق ۴۳۱
- ۱۴۰ حضرت عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعہ کی تحقیق ۴۳۷
- ۱۴۱ شان سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا عقیدہ ۴۳۹



ایمان

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِرْ
وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفُرْ (کہف)

اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم، آپ اپنے رب کی طرف سے حق فرما دیجئے۔
جس کا دل چاہے ایمان لائے جس کا دل چاہے انکار کرے۔

ادب

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ
صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ
بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ
لَا تَشْعُرُونَ (حجرات)

اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب کی خبریں بتانے والے نبی،
سے۔ اوجھان کے حضور بات چلا کر نہ کرو۔ جیسے آپس میں ایک دوسرے کے
ساتھ چلاتے ہو۔ کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں۔ اور یہ کہ تم
شعور نہیں رکھتے

قرآن

أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ
غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا۔ (نہا)

کیا لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے۔ اگر یہ خدا کے سوا کہیں اوسے آیا ہوتا
تو اس میں بہت سا اختلاف پاتے۔

لعنت

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا

مُهِينًا۔ (احزاب)

بے شک جو لوگ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ کی
لعنت ہے دنیا و آخرت میں اور اللہ نے ان کے لیے عذاب کا عذاب
تیار کر رکھا ہے۔



دعوتِ عام

تمام دہائی اور دیوبندی چھوٹے بڑے سب اکٹھے ہو کر قرآن کریم کی ایک آیہ قطعی الدلالت یا ایک حدیث یقینی الاقارہ چھانٹ لائیں، جس سے صاف صریح طور پر ثابت ہو کہ حضور آقائے دو جہاں سرور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فلاں چیز کا علم حق سبحانہ و تعالیٰ نے مرحمت نہیں فرمایا۔

وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِمَّنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ۝ (۱۲-۱۳-۱۴)

اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو بلا لیا کرتے تھے۔ پھر اگر نہ لاسکو اور ہم فرمانے دیتے ہیں کہ برگزیدہ لاسکو گئے تو ذرا اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں تیار کر رکھے ہیں کافروں کے لیے۔

علمِ نبوت

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ

أَقْوَامٍ طَعَنُوا فِيَّ عَلَيَّ لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ فِيَّ مَا
بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ السَّاعَةِ إِلَّا أَنْبَأْتُكُمْ بِهِ ۖ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان قوموں کا کیا حال ہے جو میرے علم
میں طعن کرتے ہیں۔ آج سے قیامت تک جو ہونے والا ہے اس میں کوئی
چیز ایسی نہیں جس کا تم مجھ سے سوال کرو اور میں خبر نہ دوں۔ یعنی جو بھی تم مجھ
سے پوچھو اس کا جواب دوں گا۔

مشاہدہ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ
تَعَالَى تَدْرَفَعُ لِي الدُّنْيَا فَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهَا وَ
إِلَى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّمَا
أَنْظُرُ إِلَى كَفِّ هَذِهِ ۖ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے دنیا کو سامنے
کیا۔ اور میں دیکھ رہا ہوں اس میں جو کچھ ہے اور جو کچھ قیامت تک اس
میں ہونے والا ہے جس طرح میں اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

مقدمہ

اس کتاب میں جو آیات پیش ہوں گی ان کی تفسیر بڑے بڑے مفسروں اور اماموں کے حوالجات سے درج کی جائیں گی کیونکہ اپنی مرضی سے تفسیر کرنے والے کے لیے عذابِ جہنم کی خبر دی گئی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے :

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بَرَأَيْتَهُ فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وَفِي رِوَايَةٍ مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بَغَيْرِ عِلْمٍ فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص قرآن پاک میں اپنی رائے سے معنی بیان کرے اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔ اور ایک روایت میں آتا ہے کہ جس نے قرآن کے معنی بغیر علم کے بیان کیے ؟ چاہیے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جو شخص قرآن کا مطلب اپنی رائے سے بیان کرے وہ دوزخی ہے۔ اس لیے آیاتِ قرآنی کا ترجمہ و تفسیر غلط کرنا اپنی مرضی کا مطلب حاصل کرنا حرام ہے۔ ہاں جو معنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے ثابت ہوں یا اماموں نے جو معانی شرعی اصولوں کے مطابق بیان فرمائے ہوں وہی درست ہیں۔ اس میں اپنی عقل و خیال سے دخل اندازی کرنا جائز نہیں۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرقات میں اس مسئلہ کو بڑی وضاحت سے درج کیا ہے۔

زیر نظر کتاب میں معتبر احادیث پیش کی جائیں گی اور ان احادیث کی شرح محدثین اور

لے رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ کتاب العلم ص ۳۵

اُمہ کرام کی زبانی بیان کی جائے گی کیونکہ حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف غلط بات منسوب کرنے یا حدیث کا مطلب بے غلط بیان کرنے والے کے لیے دوزخ کی بشارت دی گئی ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے :

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ يَتَفَوَّضُ عَنِّي وَلَوْ آيَةً وَحَدَّثَنَا
عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ
وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا
فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ -
حضرت عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
پہنچاؤ لوگوں کو میری طرف سے اگرچہ
ایک ہی بات ہو اور بنی اسرائیل سے
جو قصے سنواں کو لوگوں کے سامنے بیان
کرنے میں کوئی گنہ نہیں۔ اور جو شخص
جان بوجھ کر میری طرف جھوٹ منسوب
کرے گا وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں تلاش

مرواہ البخاری ۱۰

کرے۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جو حدیث حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے ہے۔ اور اپنے مطلب کو پورا کرنے کے لیے جھوٹ بول کر یہ کہے کہ یہ بات نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے ہے۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں کرے۔ جو حوالہ اس کتاب میں پیش ہو گا اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر پوری تحقیق سے دُن کیا جائے گا۔

علم غیب کے متعلق جو شبہات ہیں ان کے جوابات قوی دلائل اور نہایت احسن طریق سے دیے جائیں گے اگر ان کا مطالعہ تعصب و عناد کے بغیر کیا جائے گا تو ان شاء اللہ العزیز راہ ہدایت نصیب ہو جائے گا۔

اب میں اپنے صحیح دعا کی طرف آتا ہوں۔ بارگاہِ خداوندی میں دعا فرمائیں کہ اللہ کریم

بغیر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام حق پیش کرنے اور اس پر مجھے اور قارئین کو عمل کرنے کی توفیق
 عطا فرماتے اور مسلک حق پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائیں اور اپنے محبوب کی بارگاہ کا نیاز مند بن سکے۔ آمین
 وما توفیقی الا باللہ علیہ توکل والیہ انیب۔



علمِ غیب کے متعلق عقیدہ اہلسنت

علمِ غیب کی قسمیں

۱۔ علمِ غیب ذاتی

۲۔ علمِ غیب عطائی

علمِ غیب ذاتی، قدیم بالذات ازلی جو تمام کلیات و جزئیات ممکن الوجود اور غیر ممکن الوجود کو حاوی ہو۔ صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم ذاتی کو غیر خدا کا علم حاوی نہیں ہو سکتا۔

تمام اولین و آخرین، انبیاء مرسلین اور ملائکہ مقربین سب کے علوم مل کر بھی علومِ الہیہ سے وہ نسبت نہیں رکھ سکتے جو کروڑ ہا کروڑ سمندروں سے ایک ذرہ بھی بوند کے کروڑویں حصہ کو اس کیونکہ وہ تمام سمندر اور اس بوند کا کروڑواں حصہ دونوں قنا ہی ہیں۔ علومِ الہیہ غیر قنا ہی ہیں یعنی خدا کے علم کی کوئی انتہا نہیں، مخلوق کے علم اگرچہ پرش و فرش، شرق و غرب، جملہ کائنات از روز اول تا روز آخر کو محیط ہو جائیں آخر قنا ہی ہیں۔ جملہ علوم خلق کو علمِ الہی سے کوئی نسبت نہیں۔

علمِ غیب عطائی، جو اللہ تعالیٰ کے اعلام اور سکھانے سے حاصل ہو۔ یہی علم انبیاء کرام

علی نبیہم الصلوٰۃ والسلام کا ہے اور بعض خواص ادیاء کرام کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیض و عطیات حاصل ہیں۔

انبیاء کرام علیہم السلام کو کثیر غیبوں کا علم ہے مگر اس فضل علیل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حصہ تمام انبیاء کرام و تمام جہان سے اتم و اعظم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع اشیاء جملہ کائنات یعنی تمام ممکنات حاضرہ و غائبہ کا علم مرحمت فرمایا ہے۔

تمام کائنات انبیاء مرسلین اور تمام ملائکہ مقربین کے علم کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وہی نسبت ہے جو ایک قطرہ کے کرڑوں کے حصے کو کرڑا سمندروں سے ہے۔ یعنی آپ اپنی صفت علم میں لامثال ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو علم الہی سے کوئی نسبت نہیں۔ نہ ہم ممانعت و مساوات کے قائل اور نہ عطا نے خداوندی کے منکر۔ اللہ و نبی کی ممانعت کسی صورت میں نہیں ہو سکتی۔

مساوات توجب لازم آئے کہ اللہ کے لیے بھی اتنا علم ثابت کیا جائے۔ ذات عالم متناہی ہیں اور اس کا علم لا متناہی۔ ورنہ جہل لازم آئے گا۔ اور یہ محال ہے کہ خدا جہل سے پاک ہے نیز ذاتی و عطائی کا فرق بیان کرنے پر بھی مساوات کا الزام دینا صراحتاً ایمان و اسلام کے خلاف ہے۔

اس فرق کے ہوتے ہوئے مساوات ہو جایا کرے تو لازم آتا ہے کہ ممکن اور واجب وجود میں معاذ اللہ مساوی ہو جائیں کہ ممکن بھی موجود ہے اور واجب بھی موجود ہے اور وجود میں مساوی کہنا صریح کفر و کھلا شرک ہے۔

مناسب سمجھتا ہوں کہ اس صدی کے مجدد و برحق اعلیٰ حضرت عظیم البرکت حضرت علامہ الحاج اشاد مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک اور عبارت پیش کر دوں :

”بصیرت کے اندھوں کو اتنا نہیں سوجھتا کہ علم الہی ذاتی، علم خلق عطائی، وہ واجب یہ ممکن، وہ قدیم یہ حادث، وہ نامخلوق یہ مخلوق، وہ نامستور یہ

مقدور، وہ ضروری البقاء یہ جائز الفتا، وہ ممتنع التغير یہ ممکن التبدل،
ان عظیم تفرقوں کے بعد احتمال شرک نہ ہوگا مگر کسی مجنون بے عقل کو۔ (خالص الاعتقاد
الکلمۃ العلیا، بہار شریعت، الدولۃ المکیہ)

ناظرین انصاف کی نظر سے توجہ فرمائیں کہ یہ عقیدہ علم غیب کے متعلق اہلسنت (بریلوی) کا ہے
جس کو اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے واضح فرمایا۔

افسوس ہے کہ اس قدر صحیح عقیدہ رکھنے والوں پر شرک و بدعت کا فتویٰ لگانا جھوٹ اور
ظلم ہے۔ اب بھی مخالفین اپنی ضد سے باز نہ آئیں تو اس کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ
خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَ عَلٰی
سَمْعِهِمْ وَ عَلٰی اَبْصَارِهِمْ
غِشَاوَةً وَّ لَہُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ۔
مگر لگا دی اللہ نے ان کے دلوں پر اور
ان کے کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر
پردہ ہے اور ان کے لیے عذاب بہت
بڑا ہے۔

اب وہ قرآنی آیات مع تفسیر پیش کی جاتی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کو ہر شے کا علم عطا فرمایا گیا ہے۔

عَالِمِ مَا كَانَ وَ مَا یُکُونُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

وَزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتَابَ تَبَیِّنًا
لِّکُلِّ شَیْءٍ وَ هَدًی وَ رَحْمَةً
وَبُشْرٰی لِّلْمُسْلِمِیْنَ۔
اے محبوب ہم نے جو کتاب آپ پر نازل
فرمائی ہے اس میں ہر چیز کا بیان ہے
اور یہ ہدایت اور رحمت اور بشارت
ایمان والوں کے لیے ہے۔

اس آیت شریفیہ سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم میں کل شے یعنی ہر چیز کا بیان موجود ہے۔

۱۔ پ ۱، اس البقرہ، ۱۷۱

۲۔ پ ۱۷، اس نحل، ۱۰۷

چنانچہ اسی آیت کے تحت صاحب تفسیر اتقان فرماتے ہیں:

حَكَّ ابْنُ سِرَاقَةَ فِي كِتَابِ الْأَعْجَازِ
عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ مُجَاهِدٍ أَنَّهُ
قَالَ يَوْمًا مِنْ شَيْءٍ فِي الْعَالَمِ
الْأَهْوَى فِي كِتَابِ اللَّهِ فَقِيلَ لَهُ
فَإِنْ ذَكَرَ الْخَانَاتِ فَقَالَ فِي
قَوْلِهِ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ
تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَكُونَةٍ فِيهَا
مَتَاعٌ لَكُمْ فَهِيَ الْخَانَاتُ ۖ

ابن سراقہ نے کتاب الاعجاز میں ابو بکر
بن مجاہد سے حکایت کی کہ انہوں نے
ایک روز کہا کہ کوئی چیز جہاں میں ایسی
نہیں جس کا ذکر کلام اللہ شریف میں نہ ہو۔
کسی نے کہا سرؤں کا ذکر کہاں ہے؟
فرمایا کہ اس آیت میں لیس علیکم
جناح ان تدخلوا بیوتا غیر
مکونۃ۔

ثابت ہوا کہ تمام اشیاء کا ذکر قرآن پاک میں ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے
عالم ہوئے تو تمام اشیاء کے عالم ہوئے۔ چنانچہ قرآن کریم نے اس کی بھی توضیح فرمادی ہے:
أَلَمْ نَخْلُقْكُمْ عَلَّمَ الْقُرْآنَ خَلَقَ
الْإِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۖ

رحمن نے سکھایا قرآن پڑھو کیا انسان کو
سکھایا اس کو بیان۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قرآن کی تعلیم
فرمائی اور قرآن میں ہر شے کا بیان ہے تو حضور سید الانس والجان صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر شے کا
علم ہے۔

جو لوگ حضور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب شریف کے منکر ہیں وہ یہ بھی
شبہ کہا کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہا کان و ہا یكون کا علم ہونا کسی
مفسر نے نہیں لکھا۔ یہ مذہب اہلسنت بریلوی نے اپنی طرف سے من گھڑت بنایا ہے۔ لہذا
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ماکان و ما یكون جو ہو چکا ہے اور جو ہونے والا ہے اس کا

لے تفسیر اتقان

جلد پ ۱۲، س ۱۰، ج ۱۰

علم ماننا غلط ہے۔

کاش اگر مخالفین اس شبہ کو دور کرنے کے لیے مفسرین کرام کی تقاسیر کا جواب مطالعہ کر لیتے کہ آیا مفسرین نے سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ماکان و مایکون کا علم ہونا نکھا ہے یا نہیں، تو ہرگز علمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن نہ کرتے۔ چنانچہ شیخ المفسرین صاحبِ معالم خلق الانسان عِلْمُهُ الْبَيَانِ کے تحت فرماتے ہیں:

قال ابن كيسان خلق الانسان
يعني محمد صلي الله عليه
وسلم علمه البيان يعني بيان
ماكان وما يكون لانه صلي
الله عليه وسلم ينو عر
خبار الاولين و الاخيرين و
عن يوم الدين به

ابن كيسان نے کہا کہ انسان سے مراد
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں علمہ
البيان یعنی بیان ماکان و مایکون
جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے
سب کا علم آپ کو عطا فرما دیا گیا
اس لیے کہ آپ اولین و آخرین اور قیامت
کے دن کی بھی خبر رکھتے ہیں۔

صاحبِ تفسیر معالم التنزیل کی مندرجہ بالا عبارت سے صاف واضح ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ماکان و مایکون کا علم ہے۔ لیجئے ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیں:

سند المفسرین علامہ علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر خازن میں زیرِ آیت خلق الانسان علمه البيان فرماتے ہیں:

قل اراد بالانسان محمد
صلي الله عليه وسلم علمه
البيان يعني بيان ما كان
وما يكون لانه عليه الصلوة
والسلام نبى عن خبر الاولين

کہا گیا ہے کہ انسان سے مراد محمد
صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ کو ماکان و
مایکون جو ہو چکا ہے اور جو ہونے والا
اس کا علم دیا گیا اولین و آخرین
قیامت کی بھی خبریں آپ کو

لہ تفسیر معالم التنزیل جز سابع، مطبوعہ مصر

والآخِرِينَ وَعَنْ يَوْمِ الدِّينِ ۚ دیکھتی ہیں۔

صاحبِ خازن کی عبارت سے آفتاب کی طرف روشن ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو
ماکان و مایکون اولین و آخرین قیامت تک کا بھی علم ہے۔

جو لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ کسی مفسر نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے علمِ ماکان و مایکون
نہیں لکھا انھیں مفسرینِ کرام علیہم الرحمۃ کی ان عبارتوں سے پسینہ تو آ ہی گیا ہو گا کیونکہ تعابیر سے
توصاف ظاہر ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علمِ ماکان و مایکون ہے۔

لیکن افسوس تو یہ ہے کہ مخالفین لوگ اہلسنت و سیرت پر یہ الزام کس قدر جھوٹ چسپاں
کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی طرف سے ماکان و مایکون مانا بتایا ہے اگر ان دلائل کے
باوجود بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے علمِ ماکان و مایکون ماننے سے ہم پر الزام دیتے ہیں
تو یہ آیت سن لیں کہ

جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَذِبِينَ۔

اب ایک حدیث بھی ملاحظہ فرمائیے :

اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ حضرت
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
ایک بھیڑیا بکریوں کے ایک چرواہے کی
طرف آیا۔ اس نے بکریوں کے دیوڑھے
رک بکری پکڑی۔ چرواہے نے اس
بھیڑیے کو ڈھونڈا یہاں تک کہ اس بکری
کو اس سے چڑا لیا۔ کہا ابو ہریرہ نے
کہ بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑا کر بیٹھ گیا اور
اپنی دم اپنے دونوں پیروں کے درمیان کی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ ذِئْبٌ
إِلَى سَاعِي غَنَمٍ فَأَخَذَ مِنْهَا شَاةً
فَطَلَبَهُ رَاعِي حَتَّى انْتَزَعَهَا
فَصَعِدَ الذِّئْبُ عَلَى تَلٍّ فَأَقْعَى
وَأَسْتَفْرَ وَ قَالَ قَدْ عَسَدْتُ
إِلَى رِزْقٍ تَرَزَقْنِيهِ اللَّهُ أَخَذْتُهُ
ثُمَّ انْتَزَعْتُهُ مِنِّي فَقَالَ الرَّجُلُ
تَمَّ اللَّهُ إِنَّ سَاعِي كَالْيَوْمِ
ذِئْبٌ يَتَكَلَّمُ فَقَالَ الذِّئْبُ

لے تفسیر خازن، جز سابق، مطلبہ درمصر

أَعْجَبُ مِنْ هَذَا أَنْجَلُ فِي
النَّخْلَاتِ بَيْنَ الْحَرَّتَيْنِ يُخْبِرُكُمْ
بِمَا مَضَىٰ وَمَا هُوَ كَائِنٌ بَعْدَكُمْ
قَالَ فَكَانَ الرَّجُلُ يَهُودِيًّا
فَجَاءَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ وَأَسْلَمَ فَصَدَّقَهُ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور کہا کہ میں نے اس رزق کا ارادہ کیا جو
اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا تھا اور میں نے اس کو
لے لیا پھر تو نے مجھ سے پھر لیا چرواہے
نے تعجب سے کہا خدا کی قسم میں نے آج کی
طرح کبھی بھیڑ یا کلام کرتے نہیں دیکھا۔
بھیڑیے نے کہا اس سے زیادہ تعجب انگیز
ایک شخص کا حال ہے جو دو سنگتافوں کے
درمیان کھجور کے درختوں یعنی مدینہ میں ہے
وہ شخص گزشتہ اور آئندہ یعنی جو کچھ
ہو چکا اور جو آئندہ تمہارے بعد ہو گا دنیا
و عقبی میں، سب کی خبریں دیتے ہیں۔
ابو ہریرہ نے کہا کہ وہ چرواہا یہودی تھا۔
یہ واقعہ دیکھ کر خدمت بارگاہ رسالت نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ واقعہ
سنایا اور اسلام لے آیا۔ حضور سیدہ یوم النشور
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خبر کی
تصدیق فرمائی۔

علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری اس حدیث شریف کی شرح یوں فرماتے ہیں:

حاصل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
گزشتہ اور آئندہ تم سے پہلوں اور

یخبرکم بما مضی ای بسا
سبق من خبر الاولین من

لہ مشکوٰۃ باب المعجزات ، ص ۴۱ د

فَبَلَّغُوا مَا هُوَ كَائِنٌ بَعْدَ كَوَايِ
 مِنْ نَبَأِ الْآخِرِينَ فِي الدُّنْيَا
 وَمِنْ أحوالِ الْآجِئِينَ فِي الْعَقْبِ

تمہارے بعد والوں کی دنیا اور عقبی کے
 جمیع احوال کی خبر دیتے ہیں۔

اس حدیث شریفہ سے صاف واضح ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام گزشتہ و آئندہ
 یعنی ماکان و مایکون کا علم ہے اور لطف یہ کہ جانور اور جانوروں میں دندہ تو حضور نبی اکرم
 صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم ماکان و ماہو کائناتیں جانیں اور بیان کریں۔ مگر انفسوس کہ نبی پاک
 صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول ماننے والا انسان ابھی علم ماکان و مایکون میں جگہ اکر رہا ہے
 اللہ تعالیٰ کا فرمان کیا خوب ہے،

أُولَئِكَ كَانُوا لَنَا نِعَامٌ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ۔ (اعراف ۱۷۹)

ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیے،

حدثني ابو زيد قال قال صلى
 بنا رسول الله صلى الله
 عليه وسلم الفجر و
 صعد المنبر فخطبنا حتى
 حضرت الظهر فنزل
 فصلي ثم صعد المنبر
 فخطبنا حتى حضرت العصر ثم
 نزل فصلي ثم صعد المنبر حتى
 غرت الشمس فاخبرنا بما كان
 وبما هو كائن فاعلمنا احفظنا

ابوزید (عمر بن الخطاب) فرماتے ہیں
 کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی
 نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے
 اور ہمیں خطبہ ارشاد فرماتے رہے یہاں تک
 کہ نماز ظہر کا وقت ہو گیا حضور منبر سے
 اترے نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف فرما
 ہو کر خطبہ شروع کیا یہاں تک کہ عصر کی
 نماز کا وقت ہو گیا حضور نیچے تشریف لائے
 اور عصر کی نماز پڑھائی۔ پھر منبر پر جلوہ افروز
 ہو کر اپنا خطبہ جاری فرمایا اور یہ خطبہ
 غروب آفتاب تک جاری رہا۔ اس

۱۔ مرقاة المصابیح جزء الخامس

۲۔ مسلم شریف، ج ۲، کتاب الفتن و اشراط الساعة

طویل خطبہ میں (جو صبح سے شام تک
جاری رہا، حضور نے ہیں (ماکان)
جو کچھ پہلے گزر چکا تھا کی خبر دی اور (ما
ہو کان) جو کچھ ہونے والا تھا
اس کی بھی خبر دی ہم میں سے بڑا عالم
وہ ہے جسے یہ خطبہ زیادہ یاد ہے۔

اس حدیث مبارکہ سے بھی صاف واضح ہو گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماکان و ما
یکون (یعنی جو کچھ ہو چکا ہے اور جو آئندہ قیامت تک ہونے والا ہے) سب کا علم ہے۔
اگر مخالفین ان احادیث کے باوجود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم ماکان و ما یکون کا انکار
ہی کرتے رہیں تو ان کی اپنی بے نصیبی ہے۔

مٹ گئے مٹے ہیں مٹ جائیں گے اعدائے تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا
آپ نے چند آیات و احادیث پڑھ لی ہیں۔ اب ایک اور ارشاد باری ملاحظہ فرمائیے:
وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ
وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ
عَظِيمًا
(اے محبوب) تمہیں سکھا دیا اللہ نے
جو کچھ آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر
اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے۔

اس آیت شریفہ سے صاف واضح ہو گیا کہ آپ کو تمام امور کا علم عطا فرمایا جو بھی آپ نہ
جانتے تھے۔ آیت کے اس حصہ کی جو تفسیر امام المفسرین ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے
کی ہے دینیہ ناظرین کرتا ہوں،

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ
مِنْ خَبَرِ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ
اور سکھا دیا اللہ نے جو آپ نہ
جانتے تھے تمام اولین و آخرین کی

لے پ د، سورہ نساء، رکوع ۱۳

خبریں اللہ جو جو چکا ہے اور جو ہونیوالا
 ہے پہلے اس سے آپ پر اللہ کا بڑا
 فضل ہے اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 جب آپ کو اللہ تعالیٰ نے پیدا

وَمَا كَانَ وَمَا هُوَ كَاثِرٌ
 قَبْلَ ذَلِكَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ
 عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ مَذْ
 خَلَقَكَ بِهِ

فرمایا ہے۔

تفسیر ابن جریر کی عبارت سے ثابت ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پیش
 سے پہلے ہی اولین و آخرین، گزشتہ اور آئندہ تمام امور کا علم اللہ تعالیٰ نے عطا
 فرمایا ہے۔

صاحب تفسیر عرائس البیان اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں:
 وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ
 اِیْ عُلُومَ عَوَاقِبِ الْخَلْقِ
 عَلَّمَ مَا كَانَ وَ مَا
 سَیَكُونُ بِهٖ

سکھا دیا اللہ نے جو آپ نہ جانتے تھے
 یعنی تمام خلقت کے عواقب اور
 جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہونیوالا ہے
 سب کا علم مرحمت فرما دیا۔

تفسیر عرائس البیان سے بھی واضح ہو گیا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری کائنات
 کے عواقب اور ماضی و مستقبل کا علم ہے۔
 تفسیر احوالہ ملاحظہ فرمائیے:

وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ انچہ نبودی کہ خود بدانی از خفیات امور و
 مکنونات ضمائر و جہور غفۃ اند کہ آن علم است بر بوبیت حق سبحانہ
 و جلال او و شناختن عبودیت و قدر حال او و در بحر الحقائق بیفرماید
 کہ آن علم مَا كَانَ وَ مَا سَیَكُونُ است کہ حق سبحانہ تعالیٰ در شب

لے تفسیر ابن جریر
 عرائس البیان

اسرا بدان حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا فرمودہ چنانچہ در احادیث معراجیہ
آمدہ است کہ در زیر عرش قطره در حلق من ریختند فَقَلَنْتُ مَا كَانَ وَمَا
سَيَكُونُ پس دانستم آنچه بود و آنچه خواہد بود
مندرجہ فارسی عبارت کا حاصل یہ ہے کہ :

اے محبوب خَلَقَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ خفیات اور کمونات ضما ز جو آپ نہ
جانتے تھے ہم نے تعلیم فرمائے۔ اور جمہور مفسرین نے کہا ہے کہ وہ ربوبیت و
جلال حق کا جانتا ہوا اپنے نفس کی عبودیت اور اس کی قدر حال کا پہچاننا ہے
اور بحر الحقائق میں فرماتے ہیں کہ وہ علم ماحکان اور ماسیکون کا ہے۔
کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے شب معراج میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو
عطا فرمایا۔ چنانچہ احادیث معراجیہ میں آیا ہے کہ عرش سے ایک قطرہ میرے حلق میں
پسکایا گیا کہ اس کے ذریعہ فیضان سے ماکان اور ماسیکون یعنی گزشتہ اور آئندہ
کے سب امور کا علم ہو گیا۔

ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ماکان و ماسیکون جو کچھ ہو چکا اور جو ہونیوالا ہے
بہشت کا علم ہے۔

تین معتبر تفسیروں کے حوالے آپ دیکھ چکے ہیں۔ اب اس تفسیر کا بیان نیچے جس کو
تمام شیعہ، دیوبندی اور غیر مقلدین اپنے مدرسوں میں پڑھاتے ہیں۔ گویا کہ اس کے معتبر اور
صحیح ہونے پر سب کی تہ ہے۔ ذکرہ آیت کے ماتحت اس میں درج ہے :

خَلَقَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ مَسْنُوعًا
الاحکام و الغیب ہے
سکھا دیا آپ کو جو آپ نہ جانتے تھے
یعنی احکام اور غیب۔

تفسیر جلالین کی عبارت سے واضح ہو گیا کہ تمام احکام اور علم غیب عطا فرما دیا گیا۔

۱۔ تفسیر

۲۔ جلالین

پانچواں حوالہ بھی ملاحظہ فرمائیے۔ صاحب تفسیر خازن ج ۱ ص ۵۹۶ مطبوعہ مصر اسی آیت کے ماتحت فرماتے ہیں،

وَعَلَيْكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ يَعْنِي
مِنْ أَحْكَامِ الشَّرْعِ وَأَمْوَالِ الدِّينِ
وَقِيلَ عَلَيْكَ مِنْ عِلْمِ الْغَيْبِ مَا لَمْ
تَكُنْ تَعْلَمُ وَقِيلَ مَعْنَاهُ وَ
عَلَيْكَ مِنْ خَفِيَّاتِ الْأُمُورِ وَ
أُطْلِعَكَ عَلَى ضَمَائِرِ الْقُلُوبِ
مِنْ أَحْوَالِ الْمَنَافِقِينَ وَكَيْدِهِمْ
مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ
اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا يَعْنِي وَلَمْ
يَزَلْ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَظِيمًا

مذکورہ عبارت کا حاصل ہے کہ سرور
کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ
نے احکام شریعت اور دین کے کام
سکھادیے۔ ایک قول یہ ہے کہ علم
غیب میں سے وہ جو آپ نہ جانتے تھے
وہ سکھادیں۔ ایک قول کے مطابق
یہ معنی ہیں کہ آپ کو چھپی ہوئی چیزیں
سکھائیں اور دلوں کے رازوں کا علم
عطا فرمایا اور منافقین کے کمر و فریب کا
علم دیا گیا۔

ناظرین انصاف کی نظر سے ملاحظہ فرمائیں کہ ایسے روشن دلائل کے ہوتے ہوئے جو
لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم ماکان و مایکون کا انکار کرتے ہیں وہ حقیقہً اللہ تعالیٰ
میں عیب اور نقص ثابت کرتے ہیں کیونکہ اللہ سکھانے والا ہے اور حضور سیکھنے والے ہیں۔
دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرمائے سب کچھ سکھا دیا اور یہ رٹ
لگائیں کہ کچھ نہیں! اس طرح تو معاذ اللہ خداوند تعالیٰ کا جھوٹ بولنا ثابت ہو جاتا ہے۔
بعض لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ عَلَيْكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ سے صرف احکام شرعی
مراد ہیں۔ اگر احکام شرعی مراد نہ لیں تو اللہ تعالیٰ کے فرمان علم الانسان
مَا لَمْ يَعْلَمْ (سکھا دیا انسان کو جو وہ نہ جانتا تھا) سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ ہر شخص کو

علم غیب ہے۔ لہذا علمک مالہ تکن تعلم سے آپ کا بیان کردہ معنی مراد لینا غلط ہے۔
 بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ علمک مالہ تکن تعلم کے مقابل مذکورہ
جواب آیت سے ہر شخص کے لیے علم ماکان وما یكون یا علم غیب ثابت کرنا بڑی
 جہالت ہے۔ انہی آتنا معلوم نہیں کہ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ میں انسان معرفت بالام کے
 اور اس میں الف لام عہدیہ ہے جس سے فرد کامل شخص معین مراد ہے عام انسان نہیں چنانچہ
 صاحب تفسیر معالم اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں:

عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ وَ
 قِيلَ الْإِنْسَانُ هَهُنَا مُحَمَّدٌ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيَّانُهُ
 عِلْمُكَ مَا لَمْ يَكُنْ يَعْلَمُ بِهِ
 کہا گیا ہے کہ یہاں انسان سے مراد
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اس کا
 بیان آیت علمک مالہ تکن
 تعلم میں ہے۔

ثابت ہو گیا کہ مخالفین کا یہ اعتراض بھی باطل ہے۔ علاوہ ازیں یہاں ایک سوال یہ ہے
 کہ یہاں انسان سے عام انسان مراد لے کر اس کے لیے علم ماکان وما یكون
 ثابت کرنا آسان کام نہیں۔ اس کے لیے دلیل اور ثبوت کی ضرورت ہے۔ جیسے ہم نے
 بطور اختصار چند حوالے پیش کیے ہیں۔ آپ لوگ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں کوئی حوالہ پیش
 کر دیں کہ یہاں عام انسان ہی مراد ہے اور اسے علم ماکان وما یكون دیا گیا ہے۔

اطلاق علم غیب بر وجی

شُبہ، مخالفین کہا کرتے ہیں کہ جو چیز بتادی جائے اس پر لفظ غیب نہیں بولا جاسکتا۔
 چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم بذریعہ وحی دیا جاتا ہے لہذا آپ کو غیب نہ تھا۔
جواب : بڑے افسوس کی بات ہے کہ منکرین دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ علم ہے تو ہمارے
 پاس ہے۔ لیکن حالت یہ ہے کہ ابھی تک اقسام وحی، غیب کے معنی اور تعریف سے ہی

لے معالم التنزیل

ناواقف ہیں۔ اب آپ غیب کے معنی اور اس کی تعریف ملاحظہ فرمائیے :

هَذِي لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ
يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ
(یہ کتاب) ہدایت ہے واسطے
پر ہیزگاروں کے اور وہ جو ایمان لائے
ہیں دیکھئے۔

صاحب تفسیر ضیاء غیب کی تعریف فرماتے ہیں :

وَالْمُرَادُ بِهِ الْخَفِيُّ الَّذِي لَا
يُذَرِّكُهُ الْحِسُّ وَلَا تَقْتَفِيهِ
بِدَاهَةُ الْعَقْلِ
یعنی غیب اس پوشیدہ چیز کا نام ہے
جس کو حس ادراک نہیں کرتی اور ہدایت
عقل پانہیں لیتی۔

دوسرا حوالہ ملاحظہ فرمائیے ۔

صاحب تفسیر کبیر اسی آیت شریفہ کے ماتحت فرماتے ہیں :

قَوْلُ جَمْعٍ الْمُتَقَرِّبِينَ أَنَّ الْغَيْبَ
هُوَ الَّذِي يَكُونُ غَائِبًا عَنِ الْحَاضِرِ
هَذَا الْغَيْبُ يَنْقَسِمُ إِلَى مَا عَلَيْهِ
دَلِيلٌ وَ إِلَى مَا لَا دَلِيلَ عَلَيْهِ
جمہور مفسرین کا قول ہے کہ غائب وہ ہے
جو حواس سے غائب ہو۔ پھر اس غیب
کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جس پر دلیل ہو
اور ایک وہ جس پر دلیل ہو۔

ثابت ہو گیا کہ غیب وہ چھپی ہوئی چیز ہے جس کو انسان آنکھ، ناک، کان وغیرہ حواس
سے محسوس نہ کر سکے اور بلا دلیل ہدایت عقل میں نہ آ سکے۔ جو اس قسم سے جو چیز ادھیل ہے
اسے غیب کہا جاتا ہے اور جو چیز حواس خمسہ یا بذریعہ آلات و ذرائع کے معلوم ہو اُسے غیب
نہیں کہا جاتا۔ اب قرآن کریم ہی کی زبانی سنئے کہ نبی اللہ کی وحی کا تعلق مذکورہ حواس سے ہے
یا کسی اور چیز سے ۔

چنانچہ ارشاد ہے :

۱۔ وَلَا تَنْزِيلُ مَرْبِّ الْعَالَمِينَ
اور بے شک یہ قرآن رب العالمین کا

لے پ ۱۔ س بقرہ ۱۰۰

نَزَّلَ بِهِ الرُّوحَ الْأَمِينَ ۝ عَلَىٰ
قَلْبِكَ لِيَكُونُ مِنَ الْمُنذِرِينَ ۝

اُتارا ہوا ہے اسے روح الامین لے کر
اترا آپ کے قلب مبارک یعنی دل پر
کہ آپ ڈرنا ڈلکہ دل کے ساتھ تھا۔
فرما دیجیے جو کوئی جبریل کا دشمن ہو تو
اُس نے تو آپ کے قلب (مبارک)
پر اللہ کے اذن سے یہ اُتارا۔

۲۔ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ
فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ
بِإِذْنِ اللَّهِ - (۹۱:۲)

اس آیت مبارکہ سے بھی واضح ہو گیا کہ وحی کا تعلق حواسِ خمسہ کے ساتھ نہیں بلکہ نبی اللہ
کے قلب اقدس کے ساتھ تعلق ہے۔ یہ عقل انسانی سے بالاتر ہے اور نبوت کا اولین خاصہ بھی
یہ ہوا کرتا ہے کہ ان کے قلب پر خداوند کریم وحی نازل فرماتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو پھر عام انسانوں اور
مقامِ نبوت میں کچھ فرق نہ ہوا۔ اور قلب ہی ایک ایسا مقام ہے جو کہ تمام جزوؤں کے مقام کا منبر ہے
حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر کی عظمت جو تفاسیر و احادیث و علمائے امت
نے بیان کی ہے اگر اس کا ذکر کیا جاوے تو اس کے لیے کئی دفتر بھی کم ہیں۔

تیسری آیت ملاحظہ فرمائیے :

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُفْثِرَ أَنْ يُكَلِّمَهُ
اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ
حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا
فَيُوحِي بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ
عَلَىٰ حَكِيمٍ عَاطِلٍ

اور نہیں ہے کسی بشر کی طاقت کہ اُس کو
اللہ کلام کرے۔ مگر القاسم یا پردے
کے پیچھے یا جبرائیل بھیج کر وحی کرتا ہے
وہ اللہ کے اذن کے ساتھ جو چاہتا ہے
بیشک وہ اللہ بڑا جانتے والا بڑا
دانا ہے۔

اس آیت سے صاف واضح ہو گیا کہ وحی القاسم یا بذریعہ رسول یا پردے کے پیچھے جو یہ

لے پ ۱۹، سورہ الشراء، ۱۲ ع

ٹ پ ۲، سورہ شوریٰ ۶ ع

عام انسانوں کی برداشت سے باہر ہے کیونکہ یہ خاص انبیائے کرام علیہم السلام کا ہے۔ ان کا تعلق انبیاء عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے دل کے ساتھ ہوا کرتا ہے۔ تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا جو چیز اللہ تعالیٰ نے نبی اللہ پر ظاہر فرمادی اُس پر غیب کا اطلاق ضرور ہو گا کیونکہ علم واسلے سے تو غیب کا پردہ ہی اُٹھ گیا ہے جبکہ دوسروں سے پوشیدہ ہے تو غیب ہی ہو گا۔

چنانچہ مذکورہ آیت یٰٰمَنُوْنَ بِالْغَيْبِ کے تحت تمام مفسرین کرام فرماتے ہیں:

الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ بِمَا
خَبَّرَهُ عَنْهُمْ مِنَ الْبُعْثِ وَالْجَنَّةِ
وَالنَّارِ
جو لوگ ایمان لانے ساتھ غیب کے
وہ جو غیب ہے اُن سے قیامت
اور جنت و دوزخ۔

(وہذا فی کلّ تفاسیر)

اس آیت و تفسیر سے یہ ثابت ہو گیا کہ سب جانتے ہیں قیامت برحق ہے۔ جنت و دوزخ برحق ہے۔ ان چیزوں کا علم تمام کو ہونے کے باوجود بھی غیب ہیں۔ اب بقول مخالفین کے جو چیز بتا دی جائے وہ غیب نہیں ہو سکتا تو پھر عقل کے پرے کھول کر غور کریں جب کہ ہم کو جنت و دوزخ و قیامت کا علم ہے تو قرآن نے پھر غیب کیوں کہا ہے۔

اس لیے نبی اللہ پر جو وحی کی گئی ہے اس کو غیب کہا جاتا ہے کیونکہ ہم جو اس سے نہ ہم بدلتے عقل سے اس کو پاسکتے ہیں۔ لہذا نبی اللہ کو جو چیز وحی کی گئی اسے غیب ہی کہا جائے گا ورنہ یٰٰمَنُوْنَ بِالْغَيْبِ کا انکار لازم آئے گا۔

چنانچہ جو وحی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کی گئی ہے اُس کو قرآن کریم نے بھی غیب کہا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

دَبَّكَ مِنَ الْبُأَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيْدٍ
لَّنَا يَكْ
(اے محبوب) یہ غیب کی خبریں ہیں جو
ہم آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں۔

اس آیت شریفہ سے آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو جو وحی بھی کی گئی ہے وہ غیب ہی ہے۔ اگر ان تمام دلائل کے باوجود بھی مخالفین کی تسلی نہ ہوئی ہو تو وہ اسی آیت کے مصداق ٹھہرے۔ فَأَصْنَهُمْ وَاتَّخِذْ أَبْصَارَهُمْ۔

علم غیب اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

شُبہ: منکرین علم نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ بھی کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر علم غیب کا لفظ نہیں استعمال کرنا چاہیے۔ آج کہہ کسی عالم یا مفسر نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے علم غیب کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ اس لیے کہ عالم الغیب اللہ تعالیٰ کے اسما میں سے ہے۔ لہذا یہ صفت مخلوق پر استعمال کرنے سے شرک فی الاسماء ہو گا۔ اس واسطے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اطلاع علی الغیب کہہ سکتے ہیں علم غیب نہیں کہہ سکتے۔

جواب: مخالفین کا یہ اعتراض ان کی ہٹ دھرمی کی بنا پر ہے۔ پھر ہٹ دھرمی کی بنا پر انکار بھی کرتے ہیں۔ عجیب الٹی منطق ہے کہ نبی اللہ کے لیے اطلاع علی الغیب ہونا کہہ سکتے ہیں علم غیب نہیں کہہ سکتے۔

آئیے سب سے پہلے مفسرین کرام علیہم الرحمۃ کی تفاسیر سے مخلوق پر علم غیب کا استعمال کرنا ملاحظہ فرمائیے۔

سید المفسرین صاحب تفسیر ابن جریرؒ اس آیت قال انک لن تستطیع معی صبراً کے ماتحت فرماتے ہیں،

سُورَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَبَّارٍ	حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ	سے مروی ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام
صَبْرًا وَكَانَ سَاجِدًا يُعَلِّمُ	نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا
عِلْمُ الْغَيْبِ قَدْ عَلِمَ ذَلِكَ لَهُ	آپ میرے ساتھ نہ ٹھہریں گے حضرت

لہ التفسیر ابن جریر

خضر علیہ السلام علم غیب جانتے تھے
انہیں علم غیب دیا گیا۔

لیجئے آنکھیں کھول کر دیکھیے کہ علامہ ابن جریرؒ نے سیدنا حضرت خضر علیہ السلام کی ذات کے لیے
كَانَ مَرَجُلٌ لَا يَعْلَمُ عِلْمُ الْغَيْبِ کہ وہ علم غیب جانتے تھے یہ الفاظ استعمال فرمائے ہیں
اور لطف یہ کہ حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت پیش کی کہ حضرت
خضر علیہ السلام علم غیب جانتے تھے۔

دوسرا حوالہ ملاحظہ فرمائیے،

صاحب تفسیر بیضاوی اس آیت وَعَلَّمَتهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا کے ماتحت

فرماتے ہیں،

إِنِّي هَمَّا يَخْتَصُّ بِنَا وَلَا يَعْلَمُ
الْغَيْبُ إِلَّا بِتَوْفِيقٍ وَهُوَ عِلْمُ
الْغَيْبِ

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ علم کہ ہمارے
ساتھ خاص ہے اور بے ہمارے بتائے
نہیں معلوم ہوتا۔ وہ علم غیب ہمارے
حضرت خضر علیہ السلام کو عطا فرمایا۔

عقل کو ٹھکانے لگا کر غور کر لیجئے کہ صاحب تفسیر بیضاویؒ نے بھی مخلوق پر لفظ علم غیب استعمال
فرمایا ہے۔ وہو علم الغیب حضرت خضر علیہ السلام کو علم غیب عطا فرمایا گیا۔
تیسرا حوالہ ملاحظہ فرمائیے،

صاحب تفسیر خازن اس آیت وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِنَعِيمٍ کے ماتحت

فرماتے ہیں،

يَقُولُ إِنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَأْتِيهِ عِلْمُ الْغَيْبِ فَلَا
يَخْلُ بِهٖ عَلَيْكُمْ بَلْ
يَعْنِي أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى فَرَمَاتَا ہے کہ میرے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم آتا ہے
وہ تمہیں بتانے میں غل نہیں فرماتے

یعلمکم
 علامہ خازنؒ نے بھی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم غیب ہونا استعمال فرمایا ہے یہ نہیں کہ غیب آتا ہے اور علم نہیں یا علم آتا ہے تو غیب نہیں بلکہ یاتییہ علم الغیب علم غیب آتا ہے۔

چوتھا حوالہ ملاحظہ فرمائیے :
 علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ اباری مرقاة شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں :
 لتتقد ان العبد ینقل فی الاحوال
 حتی یرالی نعت المر وحانہ
 فیعلم الغیب
 ہمارا عقیدہ ہے کہ بندہ ترقی مقامات
 پا کر صفت روحانی تک پہنچتا ہے
 اس وقت اسے علم غیب حاصل
 ہوتا ہے۔

مولانا علامہ علی قاری نے مخلوق کے لیے علم غیب ہونا استعمال فرمایا ہے کہ جب بندہ مقرب بارگاہِ ربی ہو جاتا ہے تو اسے فیعلم الغیب یعنی علم غیب حاصل ہو جاتا ہے۔

ناظرین انصاف کی نظر سے توجہ فرمائیں کہ اتنے عظیم مختران کرام کی تفاسیر سے مخلوق پر علم غیب استعمال کرنا ثابت ہے۔ اب اگر مخالفین کو یہ معلوم ہو جائے کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عبد اللہ بن عباس حبیل القدر صحابی رضی اللہ عنہما اور علامہ ابن جریر و علامہ بیضاوی و صاحب خزائن صاحب معالم التنزیل و ملا علی قاری رحمہم اللہ تعالیٰ نے مخلوق پر علم غیب ہونا استعمال فرمایا ہے۔

تو معلوم نہیں کہ وہ خدا کے برگزیدہ نبی اور ان پاک بزرگ ہستیوں پر کیا کیا کفر و شرک کے فتوے جڑیں۔ جبکہ مخالفین نے اہلسنت و جماعت بریلوی حضرات کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

۱۔ التفسیر الخازن

۲۔ المرات

کے لیے علم غیب ماننے پر مشرک و کافر بنانے سے خالی نہیں رکھا۔ تو کیا وہ ایسا عقیدہ رکھنے والی عظیم شخصیتوں کا کچھ لحاظ کر سکیں گے ہرگز نہیں۔

خود ہی فیصلہ کر لیں کہ ان خارجیوں کے نزدیک نبی کلیم اللہ و بلیل القدر صحابہ و عظیم المرتبت مفسرین و ائمہ محدثین کی کیا قدر ہوگی۔ نیز اگر علم غیب کی نسبت مخلوق پر کرنا شرک فی الاسماء ہو تو قرآن میں کئی اسماء اللہ تعالیٰ کے مخلوق پر بولنے ثابت ہیں۔

پہلی آیت ملاحظہ فرمائیے،

وَكَانَ اللَّهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ۝

اور اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر ہے۔

دوسری آیت ملاحظہ فرمائیے،

فَإِنَّ مَا بَعَثْنَا لَدُوكَ رَحِيمًا ۝

بے شک تمہارا رب رؤف اور

رحیم ہے۔

ان آیات طیبات سے واضح ہو گیا کہ سمیع، بصیر، رؤف اور رحیم اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ ہیں۔ اب یہی اسماء مخلوق کے لیے ہونا ملاحظہ فرمائیے۔

پہلی آیت،

إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ ۝

بے شک ہم نے پیدا کیا انسان کو ملی ہوئی

أَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ ۝

مٹی سے کہ اُسے جائیں پس کیا اُس کو

سَمِيعًا بَصِيرًا ۝

سمیع اور بصیر۔

دوسری آیت،

حَرِيقٌ عَلَيْكُمْ يَا مُؤْمِنِينَ ۝

تمہاری بھلائی کے چاہنے والے ہیں

رَأُوفٌ تَرْحِمُ ۝

اور مسلمانوں پر رؤف اور رحیم ہیں۔

آپ ۱۲، س، النمل، ج ۱۱

آپ ۵، س، النساء، ج ۱۵

آپ ۲۹، س، البقرہ، ج ۱۸

آپ ۱۱، س، التوبہ، ج ۱۱

غور فرمائیے کہ ان آیات میں جو اسماء اللہ تعالیٰ کے ہیں وہ مخلوق پر وارد ہیں کہ مخلوق بھی سمیع و بصیر اور رؤف و رحیم ہے۔ کیا یہاں بھی قرآن پر شرک فی الاسماء کا فتویٰ لگائیں گے۔ ہرگز نہیں۔

اب اگر مخالفین یہ کہیں کہ اس کے لیے تو دلیل ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے لیے کوئی دلیل نہیں۔

جواب سنیے۔ پہلی بات یہ کہ دلیل موجود ہے پھر بھی انکار کر کے غلط بیانی کرتے ہیں۔ اگر بالفرض مان لیا جائے کہ دلیل نہیں تو پھر ان کے قاعدے کے مطابق ثابت ہوا کہ دلیل موجود ہو تو شرک جائز ہے۔ دیکھیے کیسے توحید پرست ہیں کہ شرک دلیل سے ثابت کر رہے ہیں بہر حال ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ علم غیب جاننے کی نسبت انبیاء و اویاد کی طرف کرنا جائز ہے اور بزرگ ایسے الفاظ استعمال کر رہے ہیں اس لیے شرک ہرگز نہیں ہو سکتا۔ مگر شک بے ادب کا کیا علاج جو کہے کہ علم غیب نہیں بلکہ اطلاع علی الغیب کہنا چاہیے غالباً ان علم غیب کا انکار کرنے والوں کو کتابوں پر اطلاع ہوتی ہے علم نہیں ہوتا۔ یعنی مطلع تو ہوتے ہیں لیکن ہوتے بے علم ہیں۔

ولكن نجدية قوم يجهلون۔

معلم کائنات صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

شُبہ : مخالفین یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ اگر علمک ما لم تکن تعلم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم ماکان و مایکون ہونا مراد لیا جائے تو قرآن میں آتا ہے :
وعلمتم ما لم تعلموا۔ (۹۱:۶) سکھا دیا گیا تم کو جو نہ جانتے تھے۔

اور دوسرے مقام پر فرمایا :

و یعلمکم ما لم تکنوا تعلمون۔ (۱۵۱:۲) سکھا دیا تم کو جو نہ جانتے تھے۔

لہذا معلوم ہوا کہ پھر تمام عوام بھی عالم ماکان و مایکون ہو گئے۔

جواب : منکرین کا یہ اعتراض بھی بے فائدہ ہے کیونکہ مذکورہ آیات سے جو مطلب وہ

نکالتے ہیں وہ کسی طرح ثابت نہیں ہوتا اور نہ ہی کسی مفسر نے بیان فرمایا ہے۔ ان ارشادات سے تو حارام ثابت ہوتا ہے۔

چنانچہ پہلی آیت ملاحظہ فرمائیے:

عَلِمْتُمْ مَا لَمْ تَعْلَمُوا اِيْه

سکھائے گئے جو تم جانتے تھے۔

صاحب تفسیر خازن اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں:

اکثر المفسرين على ان هذا

اکثر مفسرین نے یہی کہا ہے کہ یہ خطاب

خطاب لليهود ومعناه

یہود کو ہے اور معنی اس کے یہ ہیں کہ

انکم علمتم على لسان محمد

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی زبان

صلى الله عليه وسلم ما لم

(مبارک) نے سکھایا جو ان کے باپ

تعلموا انتم ولا اباؤكم

دادا نہ جانتے تھے۔

دوسری آیت جو پیش کی جاتی ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیے:

وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُ تَعْلَمُونَ

اور سکھاتے ہیں تم کو جو نہیں

جانتے ہو۔

چنانچہ اس آیت کے تحت صاحب تفسیر خازن فرماتے ہیں:

يعني يعلمكم من اخبار الامم

یعنی بتاتے ہیں تم کو پہلی امتوں اور

الماضيہ والقرون الخاليه

گزشتہ ہوئے زمانوں کے حالات

وقصص الانبياء والخبر

اور انبیاء کرام کے قصے اور

عن الحوادث المستقبله

خبر دیکھتے ہیں مستقبل حوادث کی

ما لم تكونوا تعلمون و

جو تم نہیں جانتے ہو جو کہ حضور

ذلك قبل بعثة رسول

صلی اللہ علیہ وسلم سے

۱۔ تفسیر الخازن، جزء الثانی

۱۔ پ، س، الانعام، ۱۶ ع

۲۔ پ، س، البقرہ، ۱ ع

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لہ قبل ہیں۔

ذکرہ بالا ارشادات سے معلوم ہو گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عام مسلمانوں کو جو وہ نہ جانتے تھے ان کو بتانے اور سکھانے والے حضور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور سیکھنے والے عام مسلمان ہیں۔ اب ذرا غور فرمائیے کہ آیت میں عَلَّمَكَ فاعل اللہ تعالیٰ ہے جو مبداء فیاض ہے۔ اس کا فیض عام ہے۔ کسی قسم کی پابندی مقرر نہیں کی گئی۔ کاف خطاب کا مصداق حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو متعلم صاحب استعداد کامل ہیں۔ لفظ ما عام ہے جس کی تخصیص حدیث صحیح بھی نہیں کر سکتی سوا متواتر اور مشہور کے۔ (کما تقرر فی الاصول)

کیونکہ تخصیص نسخ ہوتی ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ خود معلم ہوں جن کی صفت اِنَّ اللہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہے اور سرکار سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متعلم ہوں جن کی صفت اِنَّکَ لَعَلٰی خُلِقَ عَظِیْمٌ ہے اور لفظ ما عام ہے۔ عند الخواص والعوام پھر علم دون علم کی تخصیص اور عہد بند ی جہالت و سفاہت کا مظاہرہ نہیں تو کیا ہے۔ اب ہمارا مدعا یہ ثابت ہو گیا کہ نقض اجمالی وارد کرنے کے لیے شرط ہے کہ بعینہ وہ دلیل مادہ نقض میں موجود ہو۔ اور یہ تین اجزاء کا مجموعہ ہے :

- ۱۔ فاعل معلم صاحب فیض عام ہے۔
- ۲۔ مخاطب متعلم صاحب استعداد تام ہے۔
- ۳۔ لفظ ما عام عند الانام ہے۔

کیا یہ تین اجزاء فیض کی پیش کردہ دلیل میں ہیں۔ ہرگز نہیں فاندفعہ النقض بحذا فیہ۔ اور اگر جمع کا لفظ جمع کے مقابل ہو جائے تو تقسیم افراد کی افراد ہوتی ہے۔ یہ مسئلہ علم اصول اور صدر شریعت و قایہ میں مبرہن ہے۔

اس قاعدہ علیہ کی رو سے دونوں آیتوں میں خطاب یُعَلِّمُکُمْ بھی جمع کو ہے اور آگے متقابل میں بھی مَا اَمْ تَلَمُّوْنَ جمع کا صیغہ ہے۔ لہذا ایک علم ایک مخاطب کا ثابت ہوگا

لہ التفسیر الخازن جزء الاول

نہ کہ تمام مخاطبین کے لیے عالم ماکان و مایکون ہو جائے گا جو کہ ان حضرات کے خیال میں محال ہے۔ نیز پہلی آیت میں خطاب یہود کو ہے اور دوسری آیت میں خطاب عوام مسلمانوں کو ہے تو گویا مخالفین علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی کی بنا پر جو بالاجماع اعلم المخلوق ہیں یہود اور عوام مسلمانوں پر قیاس کیا اور یہ بہت بڑی بے ادبی و گستاخی بلکہ سفاہت کبریٰ ہے۔

لہذا ثابت ہوا کہ مخالفین کا یہ شبہ بھی باطل ہے۔ اگر ان تمام دلائل کے باوجود بھی مخالفین کی تسلی نہ ہوئی ہو تو وہ اس آیت کے مصداق ٹھہرے،

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَ يَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطَانٍ مَّوْبِيلٍ ۝

ذاتی علم غیب کی نفی

اور عطائی کا ثبوت

شبہ، منکرین علم نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ قرآن میں آتا ہے:

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَ الْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ۔
اور زمین میں ہے غیب مگر اللہ تعالیٰ۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو علم غیب نہیں۔

جواب: حیران ہوں کہ مخالفین حضرات کلام اللہ شریف کی آیات مبارکہ سے اس قدر غلط استدلال کیوں کرتے ہیں۔ اس آیت شریفہ میں یہ کہاں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کو علم غیب نہیں عطا فرمایا یا آپ کو باعلام خداوندی بھی علم غیب حاصل نہیں ہو سکتا حالانکہ

اس آیت شریفہ میں ذاتی علم غیب مراد ہے کہ خدا کے سوا ذاتی علم غیب کوئی نہیں جانتا اور عطائی علم غیب ہونے کا واضح ثبوت ہے کہ خود بخود کوئی غیب نہیں جانتا۔ اس کی نفی ہے اور جو تعلیم

خداوندی سے ہے اس کی نفی نہیں ہے۔

چنانچہ علامہ علاء الدین اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں،

نَزَلَتْ فِي الشُّرُكِيِّنَ حِينَ سَأَلُوا
یہ آیت نازل ہوئی اس وقت جب کہ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مشرکین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے
عَنْ وَقْتُ السَّاعَةِ ۝ وقت قیامت دریافت کیا۔

قیامت ایک غیبی خبر ہے جس کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خبر دی تھی کہ تم پر قیامت
آئے گی تو مشرکین نے یہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کا وقت دریافت کیا تو اللہ تعالیٰ نے
اس آیت شریفہ کو نازل فرما کر ان مشرکین کا رد فرمایا۔

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَ
الْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ ۚ وَمَا
يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ۝ بَلِ
أَدْرَكَ عَلَيْهِمْ فِي الْآخِرَةِ بَلٌ
هُمْ فِي شَكٍّ مِّنْهَا بَلٌ هُمْ
مِّنْهَا عَمُونَ ۝

آپ فرمادیجئے ان کو کہ خود کوئی غیب نہیں
جانتے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں مگر
اللہ، اور انھیں خبر نہیں کب اٹھائے
جائیں گے۔ کیا ان کے علم کا سلسلہ آخرت
تک پہنچ گیا ہے کوئی نہیں وہ اس کی
طرف سے شک میں ہیں بلکہ وہ اس سے

اندھے ہیں۔

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جن مشرکین نے وقت قیامت دریافت کیا تھا ان کا رد
فرمادیا گیا۔ کیونکہ اگر وقت قیامت بتا دیا جائے تو مقصد قیامت ہی نہ رہے۔

صاحب نیشاپوری اسی آیت قل لا یعلم کے ماتحت فرماتے ہیں :

لَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ تَكُونُ فِيهِ
دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّ الْغَيْبَ بِالْإِسْتِقْلَالِ
لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللَّهُ ۚ

آیت کے معنی یہ ہیں کہ علم غیب
جو بذات خود ہو وہ خدا کے ساتھ
خاص ہے۔

دوسرا حوالہ ملاحظہ فرمائیے :

امام ابن حجر مکی فتاویٰ حدیثیہ میں اسی آیت قل لا یعلم کے متعلق فرماتے ہیں :

لَا تَفْسِيرُ الْفَحَانِ جَنَّاتِ الْخَامِسِ ص ۱۵۴ مطبوعہ مصر ۱۲۰۰ھ پ ۲۰، سورۃ النحل ع ۱
۱۲۰۰ھ التفسیر نیشاپوری

وما ذکرنا فی الایة صرح به
النودی رحمۃ اللہ تعالیٰ فی
فتاواہ فقال معناہا لا یعلم
ذلک استقللاً و علم احاط
بکل المعلومات اللہ تعالیٰ۔
یعنی ہم نے جو آیات کی تفسیر کی امام نوویؒ
نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تصریح کی۔
فرماتے ہیں آیت کے معنی یہ ہیں کہ غیب
کا ایسا علم صرف خدا کو ہے جو بذاتِ خود
اور جمیع معلومات الہیہ کو محیط ہو۔

تیسرا حوالہ ملاحظہ فرمائیے :

علامہ غفاجی شرح شفا شریعت میں اسی آیت کے متعلق فرماتے ہیں،
ہذا لاینافی الایات الدالۃ
علیٰ انہ لا یعلم الغیب الا اللہ
تعالیٰ فالنفی علیہ من غیر
واسطۃ واما اطلاعہ
علیہ باعلام اللہ تعالیٰ فامر
متحقق بقولہ فلا یظہر
علیٰ غیبہ احدا۔

اپنے غیب پر کسی کو مستط نہیں کرتا
سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

جیسا کہ ارشاد باری ہے،
عِلْمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ
أَحَدًا إِلَّا مَن أَرَادَ تَضَيُّ مِّنْ
رَّسُولٍ ۖ

مندرجہ بالا عبارات سے آفتاب کی طرح روشن ہے کہ اس آیت شریفہ میں علم بذاتہ
ومن ذاتہ کی نفی کی گئی ہے اور جو تعلیم الہی سے ہو اس کی نفی نہیں۔ یہ حق تو بحمد اللہ تعالیٰ

لے پ ۲۵، س ابن

واضح ہے مگر منکر متعصب کی چشم بصیرت وا نہیں۔ نیز بقول مخالفین اس آیت قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ کے وہی معنی لیے جائیں کہ کوئی غیب نہیں جانتا یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں۔ تو میرے خیال میں وہ اگر قرآن کریم کی ایک اور آیت ملاحظہ کر لیں تو وہ بے دھراک یہ بھی کہہ دیں گے کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کو بھی علم غیب نہیں۔
آیت شریفہ ملاحظہ فرمائیے:

فرا دیجئے کیا خبر دیتے ہو اللہ کو جو اللہ تعالیٰ	قُلْ اَسْتَشِیْتُونَ اللّٰهَ بِمَا لَا یَعْلَمُ
آسمانوں اور زمین میں نہیں جانتا پاک ہے	فِی السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِی الْاَرْضِ مِنْ
وہ اور بلند ہے اُس چیز سے جو تم شرک	سُبْحٰنَہٗ وَ تَعَالٰی عَمَّا یُشْرَکُّوْنَ ۝
کرتے ہو۔	

اس آیت شریفہ سے اگر مخالفین کے کہنے کے مطابق لَا یَعْلَمُ مسدود ہی معنی لیے جائیں تو معاذ اللہ وہ خدا تعالیٰ کو بھی علم غیب ہونا تسلیم نہیں کرتے ہوں گے۔ کیونکہ لَا یَعْلَمُ من فی السموات والارض الغیب الا اللہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کی نفی ہونا مراد لیتے ہیں وہ بِمَا لَا یَعْلَمُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِی الْاَرْضِ سے یہ بھی مراد لیں گے کہ اللہ تعالیٰ کو بھی علم غیب نہیں ہے۔ اب تو یہ آیت جان کر مخالفین اپنی انگلیوں کو چباتے ہوں گے۔ بہر کیف ثابت ہو گیا کہ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ سے ذاتی علم غیب کسی غیر کو ہونے کی نفی کی جا رہی ہے اور عطائی علم غیب کا ثبوت ہے۔

دعویٰ علم غیب کی نفی

اور ثبوت علم غیب

شعبہ مخالفین یہ بھی کہتے ہیں کہ قرآن میں ہے:

آپ فرما دیجیے کہ میں تمہیں کب کتابوں	قُلْ لَا اَقُوْلُ لَکُمْ عِندِی
--------------------------------------	---------------------------------

خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ ۚ

کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں لہ

نہ یہ کہ میں غیب جان پتا ہوں۔

لہذا معلوم ہوا کہ حضور علیا الصلوٰۃ والسلام کے پاس نہ خزانے ہیں نہ اُن کو علم غیب ہے۔
جواب : اس آیت شریفہ سے خزانوں کے مالک ہونے کی نفی اور عدم علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل بنا نام علمی ہے۔ اس آیت میں خزانہ اور علم غیب کی نفی کب ہے نفی ہے تو قول و دعویٰ کی۔ دعویٰ کی نفی علم کی نفی کو کب مستلزم ہے۔

نیز اس آیت میں مشرکین کے سوالوں کا جواب دیا جا رہا ہے جو انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیے تھے۔

چنانچہ صاحب تفسیر خازن اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں :

يقولون للنبي صلى الله عليه وسلم ان كنت رسولا من الله فاطلب منه ان يوسع علينا عيشا ويعني فقرنا۔
مشرکین کہنے لگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو آپ ہیں خزانے تقسیم کریں دولت دے کر مالدار کر دیں تاکہ ہم محتاج نہ رہیں اور اپنی زندگی عیش و عشرت سے گزار سکیں۔

مشرکین کا دوسرا سوال :

فأولاه اخبرنا بمصالحنا و مضارنا في المستقبل حتى نستعد لتحصيل المصالح و دفع مضار۔
اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہمارے مستقبل کی خبر دیجئے کہ ہمارے ساتھ کیا ہوگا ہمارے آئندہ کام میں نقصان ہو گا یا کہ نفع تاکہ ہم پہلے ہی اپنا انتظام کر لیں۔

مشرکین کا تیسرا سوال :

لے الانعام۔ آیت۔ د

قَالُوا هَذَا الرَّسُولُ يَأْكُلُ
الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ وَ
يَتَزَوَّجُ الْفِسَاءَ ۚ

اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو کھاتے پیتے
کیوں ہیں اور بازاروں میں کیوں چلتے
ہیں نکاح عورتوں سے کیوں کرتے ہیں۔

دیکھ تو سب بشر کے کام ہیں

چنانچہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے ان تینوں سوالوں کا جواب پیارے انداز
سے یوں فرمایا:

آیت شریفہ ملاحظہ فرمائیے،
قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ
اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ
لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ إِنِّي أَتَّبِعُ إِلَّا مَا
يُوحَىٰ إِلَيَّ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي
الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ أَفَلَا
تَتَفَكَّرُونَ ۝

اے پیارے حبیب محرم علیہ الصلوٰۃ و
السلام! ان کو فرما دیجئے کہ میں تم سے
نہیں کہتا کہ میرے پاس خزانہ الہیہ ہیں
اور نہ یہ کہ میں غیب جانتا ہوں اور میں
تم سے کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں
میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی آتی
ہے۔ اے پیارے رسول! ان کو فرما
دیجئے کیا اندھے اور آنکھ والے برابر
ہو جائیں گے۔ کیا تم غور نہیں کرتے۔

چنانچہ صاحب تفسیر خازن میں لفظ قل کے بعد فرماتے ہیں،

قُلْ يَا مُعْتَذِرِينَ لَهُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
لَا أَقُولُ لَكُمْ بِنِعْمَةِ
اللَّهِ مَلَكٌ إِنِّي أَتَّبِعُ إِلَّا مَا
يُوحَىٰ إِلَيَّ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي
الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ أَفَلَا
تَتَفَكَّرُونَ ۝

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ان مشرکین
کو فرمادو کہ میں نہیں کہتا تم کو۔

ثابت ہوا کہ ان مشرکین کو ہے کہ میں تم سے یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ میرے

لے پ، س، نعام، ۱۰۷

لے تفسیر خازن

پاس خزان الیہ میں اور نہ یہ کہ میں غیب جانتا ہوں اور فی الواقع نااہل کسب اس قابل ہیں کہ ان کے سامنے ایسے دعوے کیے جائیں کیا مخالفین بھی اپنے آپ کو ان بنیابوں میں سے سمجھتے ہیں مخالفین حضرات لفظ لَکُمْ کا مخاطب اُمت کو سمجھاتے ہوئے معنی رستے ہیں کہ "اے نبی اُمت کو نُسار دے"۔ حالانکہ کسی مفسر نے اس کے یہ معنی نہیں کیے اور نہ ہی یہ لوگ اس بات کو ثابت کر سکتے ہیں۔ پھر معلوم نہیں کہ دیدہ و دانستہ قرآنی آیات کی تفسیر میں کیوں خیانت کی جاتی ہے۔

ایسی ضد کا کیا ٹھکانا دینِ حق کو چھپان کر

ہم ہوئے مسلم تو وہ مسلم ہی کافر ہو گیا

چنانچہ امام نظام صاحب تفسیر نیشاپوری مذکورہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں

وَهَذَا قَوْلٌ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي

خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَمْ يَقُلْ لَيْسَ عِنْدِي

خَزَائِنُ اللَّهِ لِيَعْلَمَ أَنَّ خَزَائِنَ اللَّهِ

وَهِيَ الْعِلْمُ بِحَقَائِقِ الْأَشْيَاءِ

وَمَاهِيَّاتِهَا بِأَسْمَاءِ تَهْمُ سَتْرُيُهَا

آيَاتِنَا فِي الْأَفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ

وَبِاسْتِجَابَةِ دُعَائِهِ فِي قَوْلِهِ

عَلَيْهِ السَّلَامُ أَرِنَا الْأَشْيَاءَ مَرَكَمًا

هِيَ وَلَكِنَّهُ يُكَلِّمُ النَّاسَ عَلَى

قُدْرَتِهِمْ وَلَمْ يَعْلَمْ الْغَيْبِ

أَيُّ لَا أَقُولُ لَكُمْ هَذَا مَع

أَنَّهُ يُخَبِّرُهُمْ عَمَّا مَضَى وَعَمَّا

سَيَكُونُ بِإِعْلَامِ الْحَقِّ وَقَدْ

قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اللہ تبارک و تعالیٰ نے قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ

عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ فرمایا ہے لَيْسَ

عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ نہیں فرمایا۔ یعنی

کسی چیز کے ہونے کا انکار علمہ چیز ہے

اور اس کا دعویٰ نہ کرنا دوسری چیز ہے

اور خزانِ اللہ سے یہاں مراد اشیا کی

حقیقتوں کا علم ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ

نے بھی وعدہ فرمایا تھا کہ ہم عنقریب انھیں

اپنی تمام آیات قدرت کا معائنہ کریں گے

خواہ وہ نفوس کے اندر ہوں یا آفاق کے

اندر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دعا

مانگی تھی جو قبول ہوئی کہ خداوند ابھر تمام

اشیاء کو حقیقتوں پر اطلاع بخش دے

جس طرح کہ وہ فی الواقع ہیں لیکن یہ

فِي قِصَّةٍ لَّيْلَةِ الْمَعْرَاجِ
قَطْرَةً عَلِمْتُ مَا كَانَ وَمَا
يَكُونُ ۝

اسرار امدوں کو نہیں بتلائے بلکہ ہر شخص
کے ساتھ اس کی عقل و سمجھ کے مطابق
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کلام فرمایا کرتے تھے
اس لیے فرمایا میں نے کبھی دعویٰ نہیں کیا
کہ میں غیب نہیں جانتا حالانکہ آپ گزشتہ
واقعات ابتداء سے آفرینش سے لے کر
اپنے ظہور تک اور آئندہ ہونے والے
واقعات قیامت تک کی خبر باسلام
خداوندی انھیں بتایا کرتے تھے اس لیے
کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا معراج کی رات میرے حلق میں ایک
قطرہ ٹپکا یا گیا اور میں عالم ماکان
وما یکون ہو گیا۔

دوسرا حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

صاحب تفسیر خازن اسی آیت قل لا اقول کم کے تحت فرماتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات شریفہ
سے ان اشیاء کی نفی اپنے رب کے
حضور بطور انکساری فرمائی۔ یعنی اس
سے میں کچھ نہیں کہتا۔ کسی چیز کا
دعویٰ نہیں کرتا۔

إِنَّمَا نَفَىٰ عَنْ نَفْسِهِ الشَّرِيفَةِ
هَذِهِ الْأَشْيَاءَ تَوَاضَعًا لِلَّهِ
تَعَالَىٰ أَوْ اعْتِرَافًا لَهُ بِالْعَبُودِيَّةِ
فَلَسْتُ أَقُولُ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ
وَلَا ادَّعِيهِ ۝

۱۔ تفسیر نیشاپوری
۲۔ تفسیر خازن

مفسرین کرام کی عبارتوں سے آفتاب کی طرح روشن ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعویٰ کی نفی فرمائی۔ دعویٰ کی نفی علم کی نفی کو کب مستلزم ہے جیسے میں دعویٰ نہیں کرتا کہ میں عالم ہوں۔ اس کے یہ معنی کس طرح ہو سکتے ہیں کہ مجھے علم ہی نہیں۔

جس کی طرف حکم مشیر ہے۔ خطاب کفار تا بکار مشرکین سے ہے اور فی الواقع ایسے نااہل کب اس قابل ہیں کہ اُن کے سامنے ایسے دعوے کیے جائیں۔ جیسا کہ علامہ نیشاپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے۔ اسی لیے اُن کفار کو فرمایا گیا:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ

اے پیارے حبیب! آپ ان کو فرمائیے

أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝

کہ کیا اندھے اور آنکھ والے برابر ہو سکتے

ہیں۔ کیا تم عقل نہیں رکھتے۔

مطلب یہ ہوا کہ اگر تم کو عقل ہوگی تو آئندہ کبھی ایسی باتیں نہ کرو گے نیز تواضع کو عدم علم کی دلیل بنانا اور عدم دعویٰ سے عدم علم پر استدلال کرنا انتہا درجہ کی جہالت ہے۔ بحمدہ تعالیٰ ان دلائل سے ثابت ہوا کہ سرکار سیدنا آقاؐ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم خزانوں کے امین بھی ہیں اور عالم ماکان و مایکون بھی ہیں۔

لیجئے اس آیت شریفہ سے متعلق مخالفین علم غیب مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رد و بدل کا ایک نمونہ دیکھتے جائیے۔

مخالفین کی فتران میں تحریف

مخالفین کے پیشوا معتبر حکیم مستند صادق یا کوئی نے حضور پر نور شافعِ یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا انکار کرنے کے لیے سخت بددیانتی کا مظاہرہ کیا ہے۔

چنانچہ وہ اپنی کتاب 'اجازہ حدیث' صفحہ ۳۵۱ میں تحریر کرتے ہیں:

قُلْ لَا أَعْلَمُ الْغَيْبُ ۖ

اے پیغمبر! (اپنا) شکوہ اس میں غیب نہیں جانتا۔

مندرجہ بالا عربی عبارت بطور آیت قل لا اعلم الغیب پارہ ۷ رکوع ۷ کا حوالہ دیتے ہوئے درج کی گئی جو پورے قرآن مجید میں موجود نہیں ہے۔ محض اس بناء پر کہ قرآن سے علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نفی ہو۔ ناظرین کے سامنے یہ بھی پیش کیے دیتا ہوں کہ پارہ نمبر ۷ رکوع نمبر ۱ کی وہ کون سی اصل آیہ شریفہ ہے جس سے سخت خیانت کی گئی ہے :

قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ
لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ ۚ

قرآن کریم کی اس اصل آیت کے ابتدائی لفظ قل لا کو چن کر اگلی آیت اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا سب ہضم کرنے کے بعد اس کے آگے لفظ اعلم الغیب لگا کر نئی آیت گھڑ دی۔

قُلْ لَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ جس کا ترجمہ یہ بنتا ہے "اے پیغمبر! کہدے میں غیب نہیں جانتا" آپ انصاف کی نظر سے ملاحظہ فرمائیں کہ قرآن کریم کی آیت شریفہ میں کس قدر بددیانتی کی گئی ہے صرف آیت میں ہی نہیں بلکہ ترجمہ بھی جان بوجھ کر ویسا ہی کر دیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حکیم صادق صاحب یہ خوب جانتے تھے کہ پورے قرآن کریم میں ایک آیت بھی ایسی موجود نہیں ہے جس میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہ دینے کا ثبوت ہو جیسی تو من گھڑت آیت لکھ دی۔ اعاذنا اللہ من هذا الشر۔ اور یہ واقع ہی حقیقت ہے کہ مخالفین آج تک پورے قرآن عظیم سے ایک آیت بھی پیش نہیں کر سکتے اور نہ قیامت تک پیش کر سکیں گے کہ فلاں چیز کا علم اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مرحمت نہیں فرمایا۔

جس طرح حکیم صاحب نے جڑی بوٹیوں سے نسخہ تیار کرنا آسان سمجھا ہے۔ غالباً ایسے ہی قرآن حکیم سے بھی نفی علم غیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک آسان نسخہ تیار کر دیا کہ اس طرح بے چارے ان پڑھ لوگ خوب گمراہ ہوں گے۔ اب رہا حکیم صاحب کا قل لا اعلم

الْغَيْبِ لکھ کر یہ ترجمہ کرنا اُسے پیغمبر (اپنی اُمت کو) سنا دے میں غیب نہیں جانتا۔
 اس ترجمہ سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ آنجناب یہ بھی جانتے تھے کہ آیت میں جو خطاب ہے
 وہ اُمت کو نہیں ہے بلکہ مشرکین کو ہے۔ اس لیے (اپنی اُمت کو) لکھ کر ارد گرد بریکٹ
 کر دیا۔ کس قدر ظلم اور ستم ہے کہ دشمنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے قرآن میں بھی
 بددیانتی شروع کر دی گئی ہے۔ جیسا کہ علمائے یہود ملعونین کیا کرتے تھے۔

ۛ

یوں ترچی نگاہوں سے مجھے بھی قتل کرنا

پھر صاف مکنا میں اس سے بری ہوں

شاید حکیم صاحب اور اُن کے حواری یہ کہہ بیٹھیں کہ یہ آیت دیدہ دانستہ غلط نہیں لکھی گئی۔
 آخر تحریر میں غلطی ہو ہی جاتی ہے۔ لہذا اس آیت کا غلط لکھا جانا کوئی جرم نہیں۔

جواب: بڑے افسوس کی بات ہے کہ مصنف کتاب اعجاز حدیث اتنے ہی غیر ذمہ دار
 شخص ہیں کہ قرآن پاک میں جو آیت موجود نہ ہو وہ اپنی طرف سے ایجاد کر کے لکھ دیں تو یہ کوئی
 جرم نہیں۔ طریقہ یہ ہے کہ اگر کتاب میں غلطی ہو جائے تو اس کی تصحیح کا اعلان بذریعہ اشاعت
 ہونا چاہیے۔ لیکن یہاں کئی سال گزر چکے ہیں اب تک اس کی درستی نہیں کی گئی اور نہ ہی
 اغلاط نامہ شائع کیا گیا ہے۔ پھر لطف کی بات یہ ہے کہ یہ بناوٹی آیت قُلْ لَا أَعْلَمُ
 الْغَيْبَ صفحہ ۵۲ میں لکھی ہے، دوسری دفعہ صفحہ ۵۴ پر، تیسری دفعہ صفحہ ۵۵ پر بھی ایسے
 ہی درج کی ہے۔ آیت کو تین مرتبہ پیش کرنے کے بعد بھی یہ کہا جاسکتا ہے کہ غلطی ہو گئی ہے
 ہرگز نہیں۔ یہ دیدہ دانستہ علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی کے لیے بار بار اس بناٹی ہوئی
 آیت کو نکھا گیا ہے تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی نفی قرآن سے ثابت ہو۔

حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و عظمت میں بے ادبی و گستاخی جیکہ اُن کے
 نزدیک کچھ جرم نہیں ہے تو آیہ شریفہ میں رد و بدل کرنا اُن کے نزدیک کیا جرم ہو سکتا ہے۔
 یہ تو تھا مخالفین کے قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ کا جواب
 اب مناسب سمجھا ہوں کہ مختصر طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خزانوں کے عطا ہونے کے

دلائل پیش کر دوں۔

عطائے مفاتیح عالم صلی اللہ علیہ وسلم

وَمَا أَشْكُرُ الرَّسُولَ فَعِذُّهُ وَمَا
نَعَمْتُ عَنْهُ فَأَنْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللَّهَ
إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝
اور تمہیں جو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) عطا
فرمائیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں
باز رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اللہ کا عذاب
سخت ہے۔

دوسری آیت ملاحظہ فرمائیے:

وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ
عَلَيْهِ وَآلَعَمْتُ عَلَيْهِ ۝
(اے محبوب) یاد کرو جب آپ فرماتے
اُس سے جسے اللہ تعالیٰ نے نعمت دی اور
(یا رسول اللہ) آپ نے نعمت دی۔

تیسری آیت ملاحظہ فرمائیے:

وَكُذِّبَتْهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَ
رَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ يَتُوبُنَا
إِلَى اللَّهِ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى
اللَّهِ رَاغِبُونَ ۝
اور کیا ہی اچھا ہوتا کہ اگر وہ اس پر راضی
ہوتے جو اللہ تعالیٰ و رسول (صلی اللہ
علیہ وسلم) نے ان کو دیا۔ اور کہتے ہمیں
اللہ کافی ہے کہ دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے
فضل سے اور اس کا رسول (صلی اللہ
علیہ وسلم) اور ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے۔

چوتھی آیت ملاحظہ فرمائیے:

۱۔ پ ۲۸، س حشر، ع ۳
۲۔ پ ۲۲، س الاحزاب، ع ۱
۳۔ پ ۱۰، س التوبہ، ع ۱۲

وَمَا لَكُمْ أَلَّا أَنْتُمْ اللَّهُ وَ
رَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ فَإِنْ يَتُوبُوا
يَكُ خَيْرًا لَهُمْ وَإِنْ يَتُوبُوا
يُعَذِّبُهُمُ اللَّهُ عَذَابًا أَلِيمًا فِي الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ مِنْ
وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۝

اور انھیں کیا برا لگا۔ یہی ناکہ اللہ و رسول
(صلی اللہ علیہ وسلم) نے انھیں اپنے فضل سے
غنی کر دیا۔ تو اگر وہ توبہ کریں تو ان کا بدلہ ہے
اور اگر نہ پھریں تو اللہ انھیں سخت عذاب
دے گا دنیا و آخرت میں اور زمین میں کوئی
ان کا حمایتی و مددگار نہ ہوگا۔

ان آیات طہیات سے آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خزانوں،
غنائم اور نعمتوں کے عطا فرمانے والے ہیں۔ عطا وہی کر سکتا ہے جو مالک و مختار ہو۔ یہ ثابت ہوا
کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مالک و مختار ہیں۔

قرآن کریم کی آیات اس مضمون پر توبہ شمار ہیں۔ لیکن مختصر طور پر یہ چند احادیث بھی ملاحظہ

فرمائیے:

عن عقبہ بن عامر ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم خرج
یوماً فعلى على اهل احد
صلاته على الميت ثم
انصرف الى المنبر فقال
إِنِّي فَرَطُكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ
وَاللَّهُ لَا يَنْظُرُ إِلَى هَوْنِي الْآنَ
وَأَنِّي قَدْ أَعْطَيْتُ خَزَائِنَ
مَغَاتِبِ الْأَرْضِ وَأَنِّي
وَاللَّهُ مَا أَخَافُ بَعْدِي أَنْ
تَشْرِكُوا وَلَكِنْ
أَخَافُ أَنْ تَنَافِسُوا

حضرت عقبہ بن عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر تشریف لائے
اور آپ نے شہداء احد پر اس طرح نماز
پڑھی جس طرح میت پر نماز پڑھی جاتی ہے
اس کے بعد منبر پر تشریف لا کر فرمایا کہ
میں تمہارا نگہبان اور گواہ ہوں۔ خدا کی قسم
میں اس وقت اپنے حوض کی طرف دیکھ
رہا ہوں اور بے شک مجھے تمام ہوئے زمین کے
خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں۔ خدا کی
قسم میں اپنے بعد تمہارے مشرک ہو جاؤ گا
کوئی خوف نہیں کرتا بلکہ اس بات
سے ڈر رہا ہوں کہ تم صرف دنیا میں

لے پ ۱۰، اس توبہ، ع ۱۰

فِيهَا

مک جاؤ گے۔

مندرجہ بالا حدیث شریفہ سے تین باتیں واضح ہو گئیں :

اول : حضور نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی قسم اٹھا کر فرماتے ہیں کہ میں فرش پر رہ کر حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں۔ حوض کوثر بھی غیب کی چیزوں میں سے ایک ہے۔

اُن لوگوں پر افسوس آتا ہے جو بے دھڑک آقاؐ کے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ کہتے ہیں کہ ان کو تو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے۔ نبی اللہ کے ارشاد پر یقین کرنا تو درکنار ان کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کا بھی اعتبار نہیں کیا ایسے لوگ امت نبی کد نے کے کس قدر حقدار ہو سکتے ہیں۔ خود ہی اندازہ فرمائیں۔

دوم : سورہ بک الامم صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی قسم اٹھا کر فرماتے ہیں کہ مجھے روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں۔

بتائیے وہ لوگ حضور کو کیا منہ دکھائیں گے جو یہ کہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کے مختار نہیں۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو حضور آقاؐ کے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی خاص دشمنی ہے۔

سوم : حضور نبی کریم رؤف رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم خدا کی قسم اٹھا کر فرماتے ہیں کہ میں اپنے بعد تمہارے مشرک ہونے کا کوئی خوف نہیں کرتا بلکہ صرف دنیا میں محو ہو جانے کا خوف ہے۔

حضور سرور دو جہاں تو اپنی امت کو مشرک نہ فرمائیں لہذا ان کے شرک کرنے کا خطرہ سمجھیں پھر مذہب حق اہلسنت (بریلوی) پر شرک و کفر کے فتوے لگاتے ہیں اُن کو ابھی تک اتنی سمجھ

نہیں آئی کہ جس امت کے شرک نہ کرنے کا بیان سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں ہم ان کو بے دھڑک مشرک اور کافر بنا رہے ہیں حالانکہ حدیث پاک میں موجود ہے کہ جو کسی مسلمان کو

مشرک و کافر کہے اور وہ اس بات سے بری ہو تو کفر و شرک کئے والے پر لوٹتا ہے۔ ۷

سنبھل کر پاؤں رکھنا میکہ سے میں شیخ جی یہاں پڑی اچھلتی ہے اے میخانہ کتے ہیں

لے البخاری جز ثانی علامات نبوت باب ص ۱۸۵ مہجود مصر

دوسری حدیث ملاحظہ فرمائیے :

أُعْطِيَتْ الْكَنْزَيْنِ إِلَّا حُسْرًا
وَالْأَبْيَضَ ۚ

(حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے کہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے دونوں

خزانے سُرخ اور سفید عطا فرمائیے گئے۔

اس حدیث شریفہ سے معلوم ہوا کہ حضور ماکہ و مختار صلی اللہ علیہ وسلم کو خزانوں کی کنجیاں عطا
فرمادی گئی ہیں۔ اور مخالفین یہ کہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کے مالک و مختار نہیں۔

چنانچہ امام الخاضعین مولوی اسماعیل دہلوی اپنی کتاب تقویۃ الایمان ص ۴۸ مطر آحضر میں
رقطراز ہے، (بلفظ) اور جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

ناظرین اندازہ فرمائیں کہ آیات و احادیث کو تو ان حضرات نے پس پشت ڈال کر رسالت
صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی دشمنی کی ہے اور دعویٰ یہ ہے کہ ہم سب سے بچے مسلمان ہیں۔

تیسری حدیث ملاحظہ فرمائیے :

قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَ

فَصُرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيَّتَا أَنَا نَائِمٌ

رَأَيْتُنِي أَتَيْتُ بِمِفَاتِيحِ خَزَائِنِ

الْأَرْضِ فَوَضَعْتُ فِي يَدِي ۚ

حضور (مالک خزان صلی اللہ علیہ وسلم) نے

فرمایا کہ میں جوامع الکلم کے ساتھ مبعوث

فرمایا گیا اور رعب سے میری نصرت

فرمائی گئی اور میں نے بحالت خواب دیکھا

کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں

لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھی گئیں۔

اس حدیث شریفہ سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام خزانوں کے

مالک ہیں اور آپ کے دست مبارک میں کنجیاں ہیں۔

چنانچہ مولوی محمد اسماعیل دہلوی اپنی کتاب تقویۃ الایمان ص ۲۰ میں رقطراز ہے،

لے الشکوۃ باب فضائل سید المرسلین ص ۵۱۲

لے ایضاً

”بلفظہ، جس کے ہاتھ میں کنجی ہوتی ہے قفل اسی کے اختیار میں ہوتا ہے جب چاہے کھولے، جب چاہے نہ کھولے۔“

لیجئے صاحب! یہ وہی اسمعیل دہلوی ہیں جو اپنی قلم سے تو پہلے یہ لکھ چکے ہیں کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں ہے اب تو مخالفین کو یہ تسلیم کرنا ہی پڑے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں خزانوں کی گنجیاں قفل آپ کے اختیار میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کُل اختیار اس سے ظاہر ہے۔

شُبہ: ہو سکتا ہے کہ مندرجہ بالا حدیث پر یہ کہہ سکیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حالتِ خواب میں تھے لہذا یہ کوئی زیادہ قابلِ اعتماد نہیں۔

جواب: یہ بات خوب سمجھ لینی چاہیے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے خواب بھی حقیقت ہوتے ہیں کیونکہ دل ہمیشہ بیدار رہتا ہے۔

سعید بن مینا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند کی حالت میں آنکھیں سو جاتیں اور دل بیدار رہتا۔

۱۔ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تنام عینہ ولا ینام قلبہ رواہ سعید بن مینا عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

(حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ وتر پڑھنے سے پہلے آرام فرماتے ہیں آپ نے فرمایا میری آنکھ سو جاتی ہے لیکن میرا دل بیدار رہتا ہے۔

۲۔ فقلت یا رسول اللہ تنام قبل ان توتر قال تنام عینی ولا ینام قلبی۔

۱۔ البخاری تنام عینی ولا ینام قلبی باب۔ ص ۱۸۲ جز ثانی مطبوعہ مصر
۲۔ ایضاً

ثابت ہو گیا کہ حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آرم فرمانا بھی بشل جاننے کے ہے
 کیونکہ انبیاء علیہم السلام کا ہر مردل کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام
 کی خواب ناقص و ضو نہیں۔ یہاں انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنے جیسا بشر قیاس کرنے والوں کے لیے
 بھی قابل غور مسئلہ ہے۔ چنانچہ قرآن میں بھی اس کی تائید موجود ہے:

قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّىْ اَرٰى فِى الْمَنَامِ
 اَنِّىْ اَذْبُحُكَ فَاُنْظُرُ مَاذَا تَرٰى قَالَ
 يٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ
 اور کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
 اے پیارے بیٹے! میں نے خواب میں
 دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں تیری
 کیا مرضی ہے؟ حضرت اسمعیل علیہ السلام
 نے فرمایا اے پیارے ابا جان! جو

آپ کو حکم ہوا ہے اسی طرح کرو۔

قرآن کریم کی اس آیت شریفہ سے واضح ہو گیا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے خواب بھی حکم الہی
 ہوا کرتے ہیں۔ انبیاء کرام کے دل جاگتے ہیں آنکھیں سوتی ہیں۔ الحمد للہ اس شبہ کا ازالہ بھی ہو گیا۔
 اور قرآن و حدیث سے واضح ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں ہر شے کی کنجیاں ہیں۔
 اب ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیے:

عَنْ سَرِيحَةَ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كُنْتُ
 اَمِيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى
 اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْتَمَيْتُهُ بِوَضْرِيْهِ
 وَحَاجَبْتُهُ فَقَالَ لِيْ سَلْ فَقُلْتُ
 اَسْئَلُكَ مِرَافِقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ
 قَالَ اَوْ غَيْرُ ذَلِكَ قُلْتُ هُوَ
 ذَلِكَ قَالَ فَاَعْنِيْ عَلَى نَفْسِكَ
 حضرت ربيع بن کعبؓ کہتے ہیں کہ میں حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رات کو حاضر
 رہتا اور آپؐ کے ہاتھوں کا پانی اور جس چیز کی
 ضرورت ہوتی لایا کرتا تھا۔ آپؐ نے
 مجھ سے فرمایا ما لگ کیا مانگتا ہے؟ میں
 نے عرض کیا یا رسول اللہ! جنت میں آپؐ
 کی رفاقت چاہتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا

بکثرة السجود

اس کے سوا کچھ اور بھی چاہتا ہے : میں
نے عرض کی بس یہی - تو میری اعانت کر
اپنے پرکثرت سجدے سے ۔

(رواہ المسلم)

یہ حدیث صحیح مسلم و سنن ابوداؤد و سنن ابن ماجہ و معجم کبیر طبرانی میں بھی موجود ہے ۔ اس
حدیث شریفہ سے کتنا واضح ہو رہا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلقاً بلا قید و بلا تخصیص
ارشاد فرمانا، اے ربیعہ ! مانگ جو چاہتا ہے ہم تجھے عطا فرمائیں گے اور پھر لطف یہ کہ حضرت ربیعہ
رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اسألك مرافقتك فی الجنة جنت میں رفاقت
والاعطا ہو کہ یا رسول اللہ ! آپ سے جنت مانگتا ہوں ۔

چنانچہ اس حدیث مبارکہ کی شرح میں شیخ الشیوخ علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ
القوی اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں :

از اطلاق سوال کہ فرمودہ مسل بخواہ و تخصیص نکرد و مطلوبے خاص معلوم می شود کہ
کار ہمہ بدست ہمت و کرامت اوست صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہرچہ خواہد و ہر کر خواہد
بازن پروردگار خود بددے ۔

ترجمہ : حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی خاص چیز کے مانگنے کو نہ فرمایا جس سے
ثابت ہوا کہ کارخانہ الہیہ کی باگ ڈور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست تقدس میں ہے
آپ جسے چاہیں جو چاہیں باذن اللہ عطا فرماتے ہیں ۔

اسی حدیث کے تحت ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں :

يُؤْخَذُ مِنْ اِطْلَاقِهِ صَلَّى	یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگنے کا حکم
اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	مطلق دیا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ
الامر بالسؤال است الله	اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو
تَعَالَى مَلَكْتَهُ مِنْ اَعْطَاءِ	عام قدرت بخشی ہے کہ خدا کے خزانوں

۱۔ مشکوٰۃ باب سجود و فضله ص ۸۴ ۲۔ اشعۃ اللمعات جزء الاول ص ۳۹۶

حُكِّلَ مَا أَدَّاهُ مِنْ خَزَائِنِ الْحَقِّ ۖ سَے جو کچھ چاہیں عطا فرمادیں۔

ان تلم قرآنی آیات و احادیث صحیحہ و علماء شارحین کی عبارات سے خوب واضح ہو گیا کہ اُس مالک الملک شہنشاہ قدیر جل و علانے اپنے طبل الاقدار عظیم الاختیار حبیب کردگار آقا نے نامدار سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے خزانوں کی کنجیاں، زمین کی کنجیاں، دنیا کی کنجیاں، نصرت کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں، جنت کی کنجیاں، ہر شے کی کنجیاں عطا فرمادی ہیں۔ دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے طفیل ہم سب کو ایسا ہی ایمان نصیب فرمائے۔

غیب کی کنجیاں

شُبْرہ: مخالفین یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ قرآن میں ہے،

وَعِنْدَهُ مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ ۚ
اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی
نہیں جانتا کوئی اس کو مگر وہی۔

لہذا معلوم ہوا کہ غیب اُسی کے پاس ہے اور کسی کو علم غیب نہیں اور نہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہے۔

جواب: معلوم نہیں منکرین قرآن عظیم کی آیات طیبات سے غلط استدلال کیوں کرتے ہیں اس آیت شریفہ میں کوئی ایک ایسا لفظ نہیں جس کے یہ معنی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبولوں کو غیب کا علم نہیں عطا فرمایا۔ پھر قرآن کریم کی آیات مبارکہ کا مذاق کیوں اڑاتے ہیں۔ اب وہی آیت ملاحظہ فرمائیے جو وہ پیش کرتے ہیں:

وَعِنْدَهُ مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ ۚ
اور اُسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی
نہیں جانتا کوئی اس کو مگر وہی۔

اس آیت شریفہ سے تو عطائی علم غیب کی نفی ہی نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب ذاتی کا ثبوت ہے۔

۱۱۱ المراتب شرح مشکوٰۃ

جلد پ ۴، ع ۱۲ سورۃ الانعام

اب مفسرین کرام علیہم الرحمۃ کی عبارتیں مفاتیح الغیب کے تحت ملاحظہ فرمائیے۔
 چنانچہ امام فخر الدین رازی صاحب تفسیر کبیر اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں،
 فَكَذَلِكَ هُمَّا لَمَّا كَانَا عَالَمًا اللہ تعالیٰ جانتا ہے تمام معلومات کو
 بِجَمِيعِ الْمَعْلُومَاتِ عِبْر تو اس معانی کو اس عبارت سے
 هَذَا الْمَعْنَى بِالْعِبَارَةِ بیان کیا۔ اور دوسری صورت پر مراد
 الْمَذْكُورَةِ وَعَلَى التَّفْسِيرِ الثَّانِي اس سے سارے ممکنات پر فتور
 الْمُرَادُ مِنْهُ الْقُدْرَةُ عَلَى كُلِّ ہونا ہے۔
 الْمُمَكِّنَاتِ ۛ

دوسرا حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

صاحب تفسیر خازن اس آیت کے تحت فرماتے ہیں،
 لَا يَلْقَى اللَّهُ تَعَالَى لَمَّا كَانَ جبکہ اللہ تعالیٰ تمام معلومات کا جاننے
 عَالَمًا بِجَمِيعِ الْمَعْلُومَاتِ والا ہے تو اس معنی کو اس عبارت
 مَا غَابَ مِنْهَا وَمَا لَمْ يَغِبْ سے بیان کیا اور دوسری تفسیر میں
 عَنْ هَذَا الْمَعْنَى بِهَذِهِ اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اللہ کے
 الْعِبَارَةِ وَعَلَى التَّفْسِيرِ الثَّانِي پاس غیب کے خزانے ہیں۔ اور اس
 يَكُونُ الْمَعْنَى وَعِنْدَهُ خَزَائِنُ سے مراد ہے ہر ممکن چیز پر
 الْغَيْبِ وَالْمُرَادُ مِنْهُ الْقُدْرَةُ قدرت کاملہ۔
 الْكَامِلَةُ عَلَى كُلِّ الْمُمَكِّنَاتِ ۛ

اب آپ بتائیے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو غیب کی کنجیاں دینے کی طاقت رکھتا ہے یا نہیں۔
 اگر یہ قدرت ہے اور یقیناً ہے تو ہمارا دعوای ثابِت۔ اور اگر آپ یہ کہیں کہ اللہ تعالیٰ کو یہ اختیار

ۛ التفسیر کبیر
 ۛ التفسیر الخازن

اور قدرت نہیں تو پھر خدا کو آپ نے مجبور مانا اور دائرہ اسلام سے خارج ہوئے۔

ملاحظہ فرمائیے تفسیر عرائس البیان میں اسی آیت کے تحت درج ہے:

قال الجریدی لا یعلمہا	یعنی جریدی نے کہا کہ مخفیاتِ غیب کو
الاہو و من یطلعہ علیہا	کوئی نہیں جانتا۔ مگر اللہ اور وہ شخص
من صفی و خلیل و حبیب	جس کو اللہ تعالیٰ ان پر اطلاع دے
و ولی ای لا یعلمہا الاہو	خواہ وہ صفی ہو یا خلیل ہو یا حبیب
ای الاولون و الآخرون قبل	یا ولی ہو۔ یعنی اس آیت کا مطلب
اظہارہ تعالیٰ ذللت	یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ظاہر کرنے سے
لہم ینہ	پھلے کوئی نہیں جان سکتا۔

ان تفاسیر سے آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ باعلام خداوندی حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اصفیاء و اولیاء کو مخفیاتِ غیب کا علم حاصل ہو جاتا ہے اب پھر اس آیت شریفہ سے علمِ انبیاء کے انکار کی سند بنانا دیدہ دانستہ قرآن کریم کی مخالفت ہے۔

مولوی اسماعیل دہلوی اپنی کتاب تہذیب الایمان میں رقمطراز ہیں:

”غیب کے خزانہ کی کنجی اللہ ہی کے پاس ہے اُس نے کسی کے ہاتھ میں نہیں دی اور کوئی اس کا خزانچی نہیں۔ مگر اپنے ہی ہاتھ سے قفل کھول کر اس میں سے جتنا چاہے جس کو بخش دے اس کا ہاتھ کوئی نہیں پکڑ سکتا۔“

امید ہے کہ مخالفین کو اپنے پیشوا کی عبارت سے تو کافی تسلی ہوئی ہوگی۔ قرآن و تفاسیر و احادیث سے تو تسلی ان حضرات کی کبھی ہوئی نہیں۔ ہاں اپنے دہلوی کی عبارت تو کافی تسلی بخش ہوگی۔

۱۔ التفسیر عرائس البیان

۲۔ تقویۃ الایمان ص ۲۴

جکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے غیب کے دروازے کھول دیے تو کون ہے جو اس کا ہاتھ پکڑ سکتا ہے۔

ثابت ہو گیا کہ وعندہ مفاتیح الغیب لا یعلمہا الا هو سے ذاتی علم غیب مراد ہے اور عطائی علم غیب کا ثبوت ہے۔ اس آیت شریفہ سے عدم علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم مراد لینا قرآن کریم پر بہت بڑا ظلم ہے۔

اگر اب بھی مخالفین کی تسلی نہ ہوئی ہو تو وہ اسی آیت کے مصداق ٹھہرے:

اُولَٰئِكَ الَّذِیْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاصْنَهُمْ وَاَعْمٰی اَبْصَادَهُمْ ۔

ذاتی قدرت کی نفی اور علم غیب کا ثبوت

شبہ : مخالفین یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ قرآن میں آتا ہے :

وَلَوْ كُنْتَ اَعْلَمُ الْغَيْبِ لَاسْتَكْمَلْتَ
مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسْنِيَ السَّوْءُ ۚ
اگر میں غیب جانتا تو بہت جمع کر لیتا بھلائی
اور نہ چھوٹی مجھے کوئی بُرائی۔

لہذا معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب نہ تھا۔

جواب : منکرین کی حق پوشی اور باطل کو شنی انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ اس آیت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم عطائی کی نفی کے لیے سند بنانا بالکل باطل ہے کیونکہ اس میں نفی ہے تو علم ذاتی کی نہ کہ عطائی کی۔ آیت میں لفظ لو کی شرط اور جزا و ما عطف فیہا اگر مثبت ہوں تو منفی ہو جاتے ہیں اور اگر منفی ہوں تو مثبت ہو جاتے ہیں۔

مناذ علیہ مخالفین کے نزدیک اس آیت کا معنی اس طرح ہو جائے گا کہ میں غیب بالکل نہیں جانتا اور بھلائی قطعاً مجھ میں کوئی نہیں اور بُرائی موجود ہے۔

اب بتائیے یا ایہا الظالمون کہ حضور رسالتاً علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں اس سے بڑھ کر اور کون سی سب و شتم ہو سکتی ہے کہ انبیاء علیہم السلام جو تمام اوصاف کمال کا مجموعہ

ہوتے ہیں ان میں بھلائی بالکل نہ ہو اور بُرائی موجود ہو۔ جس شخص میں بُرائی موجود ہو تو وہ لازماً بُرا ہوتا ہے ورنہ لازم آئے گا کہ علم ہو اور عالم نہ ہو۔ سیاہی ہو اور سیاہ نہ ہو۔

اب وہی آیت ملاحظہ فرمائیے :

وَلَوْ كُنْتَ أَعْلَمَ الْغَيْبِ لَاسْتَكْثَرْتَ
مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ
إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ
لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝

اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بہت
جمع کر لیتا بھلائی اور نہ پہنچتی مجھے کوئی
برائی۔ میں تو ڈرانے والا ہوں اور
خوشخبری سنانے والا ہوں ایماندار

قوم کے لیے۔

اس آیت میں توجہ فرمائیے کہ الخیر اسم جنس معرف باللام ہے اور لام عہد خارجی کا ہے
ہو الاصل جس سے اشارہ ہوگا نبوت کی طرف جو خیر کافر و کامل۔ اور السُّوء سے جنونی کی طرف
اشارہ ہوگا، جو سوء کافر و کامل ہے۔ اور یہ امر امور معلومہ ثابتہ میں ہے کہ کفار اور منافقین جنو
صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی تسلیم نہیں کرتے تھے۔

جیسا کہ صلح مدینہ کے موقع پر حضرت سہل جو اس وقت کفار کی طرف سے نمائندہ تھے
انہوں نے قرطاس صلح سے رسول اللہ کا لفظ محو کر دینے پر زور دیا اور کہا کہ ہم آپ کو
اگر پیغمبر سمجھتے تو پھر جھگڑا کا ہے کا تھا، کعبۃ اللہ سے کیوں روکتے۔ قرآن کریم میں کفار کا مقولہ صراحۃً
موجود ہے ملاحظہ کیجئے :

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا
لَسْتَ مُرْسَلًا ۝

اور کہتے تھے وہ لوگ جو کافر تھے کہ
آپ رسول نہیں۔

اسی طرح آپ کو مجنون بھی خیال کرتے تھے :

قَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ

کہتے تھے کافراے وہ جس پر نازل

۱۔ پ ۹، ع ۱۲، س الاعراف

۲۔ پ ۱۳، ع ۱۱، س الرعد

عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ ۖ

اللہ تعالیٰ نے کفار کی ان باتوں کا جواب فرمایا۔ ملاحظہ فرمائیے:

لَيْسَ دَوَّالِقُرْآنِ الْحَكِيمُ إِنَّكَ
لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝

اے سید! حکمت والے قرآن کی قسم
بیشک آپ رسول ہیں۔

دوسری آیت:

مَا أَنْتَ بِنِعْمَةٍ مِنْ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ ۖ

(اے محبوب) آپ اپنے رب کے
فضل سے مجنون نہیں ہیں۔

شاید آپ سوال کر دیں کہ السَّوَاءُ کے معنی جنون کس مفسر نے لکھے ہیں۔ حوالہ ملاحظہ

فرمائیے:

وقوله تعالى:

مَا مَسَّنِي السَّوَاءُ يَعْزِي

نہ پہنچتی مجھے برائی یعنی

الْمَجْنُونُ ۝

جنون۔

اب قانونِ نحو پر مذکورہ کو مدِ نظر رکھیے اور قیاسِ استثنائی منطقی بتائیے۔ کفارِ سائلین کے قول کے مطابق کلام جاری کیجئے اور ”رفع تالی“ سے رفعِ مقدم کا نتیجہ اخذ کیجئے۔ کیسے عمدہ معنی ہونگے جو اوصافِ کمال پر وال ہوگا۔ اگر میں غیب جانتا۔ تمہارے نزدیک اے کفار اور منافقو! تو البتہ میں جمع کر لیتا نبوت کو اور مجھے جنون ہرگز نہ چھوٹتا۔ تمہارے نزدیک لیکن لازم باطل ہے تو صاف معنی یہ ہوئے کہ میں خدا کا رسول ہوں اور مجھے جنون نہیں۔ لہذا میں غیب کا علم باعلامِ خداوندی جانتا ہوں میں تو ایمان والوں کے لیے ڈرانے والا اور خوشی سنانے والا ہوں۔

یہاں تک تو تھا اس سوال کا پہلا جواب جس سے یہ ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں اور آپ کو جنون نہیں ہے جبکہ آپ نبی و رسول ہیں اور مجنون نہیں تو

۱۔ پ ۲۲، ع ۱، س یست
۲۔ التفسیر الخازن جزء الثانی وکذا تفسیر جبل

۱۔ پ ۱۴، ع ۱، س الحجر
۲۔ پ ۲۹، ع ۲، س القلم

معنی یہ ہوں گے کہ میں غیب جانتا ہوں۔

اب اس سوال کا دوسرا جواب بھی ملاحظہ فرمائیے :

مذکورہ آیت میں لفظ لَوْ آیا ہے اور لَوْ تین امور پر دلالت کرتا ہے :

① شرط کو سبب بناتا ہے ۔

② دونوں کا تحقق زمانہ ماضی میں ہوتا ہے ۔

③ سبب ممتنع ہوتا ہے ۔

اس لیے آیت وَلَوْ كُنْتُ اعْلَمُ الْغَيْبِ میں آنکھیں کھول کر غور کیجئے کہ اگر یہاں علم غیب سے مراد علم ذاتی جو قدرت کو مستلزم ہے نہ لیا جائے تو یہ سبب نہیں بن سکتا کیونکہ صرف علم سے خیر کثیر جمع کر لینے اور ضرر کو دور کرنے کا سبب نہیں ہو سکتا کیونکہ کسی تکلیف کے وقوع کا علم قبل از وقت ہر جاتا ہے لیکن انسان اس سے بچ نہیں سکتا۔

مثلاً کسی شخص کو اگر عدالت عالیہ سے پھانسی کا حکم ہو جائے تو وہ یہ جانتے ہوئے کہ اُسے پھانسی دے دی جائے گی اپنے آپ کو بچا نہیں سکتا۔ اس لیے حصول خیر اور دفع ضرر کا سبب علم ذاتی ہی ہو سکتا ہے جو قدرت ذاتی کو مستلزم ہے تب ہی لَوْ شرط اور حشر اُ میں سببیت کا علاقہ پیدا کر سکتا ہے جو اس کا پہلا خاصہ ہے۔

دوسرا خاصہ : کلام کو نفاذ ماضی کے ساتھ مخصوص کرنا ہے اور زمانہ ماضی میں کسی چیز کی نفی اس امر کو مستلزم نہیں کہ آئندہ بھی نہ پایا جائے۔

تیسرا خاصہ : وہ سبب کے ممتنع ہونے پر دلالت کرتا ہے اور علم غیب جس کا حصول ممتنع ہے وہ علم ذاتی ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے کسی غیب کو جان لینا کسی کے نزدیک بھی ممتنع نہیں بلکہ سب اس کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سکھلا دینے سے علم غیب حاصل ہو جاتا ہے

اب لفظ لَوْ سے جس علم غیب کی نفی کی جارہی ہے وہ وہ ہے جس کا حصول ممتنع ہے۔

وہ علم غیب ذاتی ہے اس لیے یہاں عطائی کی نفی نہیں ہوتی۔

مذکورہ بالا تحقیق سے آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ آیہ وَلَوْ كُنْتُ سے تو حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کے علم غیب عطائی کا ثبوت ہے اور ذاتی علم غیب کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کریمہ سے نفی فرمادی۔ کیونکہ جو ذاتی قدرت اور ذاتی صفت رکھتا ہو اس کا علم بھی ذاتی ہے۔ اگر مجھے غیب کا علم ذاتی ہوتا تو قدرت بھی ذاتی ہوتی۔

اس لیے اس آیت سے واضح ہو گیا کہ عطائی علم غیب کی نفی ہرگز نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ صاحب نسیم الریاض اسی آیت کے متعلق فرماتے ہیں:

قَوْلُهُ وَكَوْنُكَتُ أَعْلَمُ الْغَيْبِ فَإِنَّ
النَّفِيَّ عِلْمَهُ مِنْ غَيْرِ وَاسْطَةِ
وَأَمَّا إِطْلَاعُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
بِإِعْلَامِ اللَّهِ تَعَالَى فَأَمْرٌ
مُتَحَقِّقٌ بِقَوْلِهِ تَعَالَى فَلَا
يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا
مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْصُرَ مِنْ رُسُلٍ إِلَيْهِ

آیہ ولو كنت أعلم الغیب میں علم
بغیر واسطہ کی نفی ہے۔ لیکن حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کا غیب پر مطلع ہونا
اللہ کے بتانے سے یہ امر واقع ہے
جیسا کہ قول خداوندی ہے فلا یظهر
علی غیبہ احدا الا من اراد ان یرضی
من رسول۔

دوسرا حوالہ ملاحظہ فرمائیے:

علامہ شیخ سلیمان حمل فتوحات الہیہ عاشیہ جلالین میں اسی آیت کے ماتحت

فرماتے ہیں:

فَإِنْ قُلْتَ قَدْ أَخْبَرَصَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْغَيْبَاتِ وَقَدْ
جَاءَتْ أَحَادِيثُ فِي الصَّحِيحِ بِذَلِكَ
وَهُوَ مِنْ أَعْظَمِ مُعْجَزَاتِهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَيْفَ الْجَمْعُ
بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَوْلِهِ وَكَوْنُكَتُ

پس اگر تم کہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے بجزرت غیبات کی خبریں دیں اور احادیث
صحیحہ اس باب میں وارد ہوئیں اور غیب کا
علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعظم
معجزات میں سے ہے تو آیہ ولو كنت
اعلم الغیب میں مطابقت کس طرح

لے نسیم الریاض

اَعْلَمُ الْغَيْبِ لَا اسْتَكْبَرْتُ مِنْ
 الْخَيْرِ قُلْتُ يَحْتَمِلُ اَنْ يَكُونِ
 قَالَهُ عَلَى مِثْلِ التَّوَاضِعِ وَالْاَدَبِ
 وَالْمَعْنَى لَا اَعْلَمُ الْغَيْبِ اِلَّا اَنْ
 يَطَّلِعَنِي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَيَقْدِرُ عَلَيَّ
 ہوگی تو کہا جائے گا۔ یہاں احتمال یہ ہے
 کہ یہ کلام تواضع کے طور پر فرمایا اور
 معنی یہ ہیں کہ میں غیب نہیں جانتا مگر
 اللہ تعالیٰ کے مطلع فرمانے اور مستدر
 کرنے سے۔

ان دلائل سے واضح ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے غیب کا علم اعظم معجزات میں
 سے ہے۔ لیکن یہاں پر یہ کلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات شریفہ سے بطور تواضع فرمایا
 کہ میں بذات خود غیب نہیں جانتا بلکہ باعلام خداوندی جانتا ہوں۔

مخالفین حضرات آیہ ولو كنت اعلم الغيب لاستكثرت من الخير وما ماستنى
 الاستواء کا ترجمہ یہ کرتے ہیں:

اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بہت جمع کر لیتا خیر اور مجھے کوئی مصیبت نہ پہنچتی۔
 تو بھی ہمارا مدعا ثابت ہے۔ کیونکہ کسی چیز کا جانتا خیر جمع کرنے اور مصیبت سے بچنے کے لیے کافی
 نہیں جب تک کہ خیر کے حاصل کرنے اور مصیبت سے بچنے پر قدرت نہ ہو۔ مجھ کو علم ہے کہ بڑھاپا آویگا
 اس میں مجھے یہ تکالیف پہنچیں گی مگر بڑھاپے کے دفع کرنے پر قدرت نہیں۔ مجھے آج علم ہے کہ
 غلہ چند روز کے بعد گراں ہو جائے گا مگر میرے پاس پیسہ نہیں کہ بہت سا غلہ خرید لوں۔ تو معلوم
 ہوا کہ خیر جمع کرنا، مصیبت سے بچنا علم اور قدرت دونوں پر موقوف ہے اور یہاں قدرت کا ذکر
 نہیں۔ تو علم غیب سے دو علم مراد ہے جو قدرت کے ساتھ متلزم ہے۔ یعنی علم ذاتی جو لازم
 الوہیت ہے۔ جس کے ساتھ قدرت لازم ہے، ورنہ آیت کے معنی درست نہیں ہوں گے
 کیونکہ مقدم اور تالی میں لزوم نہیں رہتا۔

حاصل یہ ہوا کہ آیت میں پہلے خیر کا ذکر ہے اور اس کے بعد سود کا ذکر ہے۔ خواہ
 سود سے مراد برائی یا تکلیف یا جنون یا مصیبت مراد لیں۔ آخر نبی اللہ کے لیے خیر تو تسلیم
 لے تفسیر جلالین۔ وکذا اخازن جزا ثانی

کرنا ہی پڑے گا۔

من یؤت الحکمة فقد اوتی خیراً کثیراً۔
جسے حکمت عطا کی گئی اسے خیر کثیر دی گئی۔

تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ آپ کو علم غیب عطا فی حاصل ہے لیکن ذاتی نہیں ہے۔ میں یہ بھی واضح کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمارے علماء اہلسنت (بریلوی) بے شمار کتب میں اس سوال کے بہت زیادہ جوابات دے چکے ہیں۔ جن کا رد آج تک کوئی صاحب پیش نہیں کر سکا اور نہ کوئی قیامت تک پیش کر سکے گا۔

نیز میرے خیال میں جس طرح مخالف صاحبان کو آیہ ولو کنت اعلم الغیب سے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عدم علم ہونے کا شبہ پیدا ہوا ہے۔ لازم ہے کہ ان کو مندرجہ ذیل آیت سے بھی وہی شبہ ہوا ہو گا، ملاحظہ فرمائیے:

وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِیْهِمْ خِیْرًا لَّا مَسَعَهُمْ طَوْلًا اَوْ اَسَعَهُمْ طَوْلًا وَهُمْ مُّعْرِضُونَ ۝
اور اگر ان میں کچھ بھلائی جانتا ہوتا تو انہیں سنا دیتا اور اگر سنا دیتا جب بھی انجام کار نہ پھیر کر پٹ جاتے۔

اس آیت کے ظاہری معنی آیہ ولو کنت کی طرح ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر میں جانتا ہوتا ان میں کچھ بھلائی تو اسے سنا دیتا۔ اس کا مطلب مخالفین کے قول کے مطابق پھر یہی ہو گا کہ وہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کو بھی بے علم ہونا تسلیم کرتے ہوں گے۔

لیکن حضرات مخالفین کی علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسی عداوت ہے کہ اگر انہیں خداوند کریم کے علم غیب کا بھی انکار کرنا پڑے تو وہ بے دھڑک یہ بھی کہہ بیٹھتے ہیں کہ معاذ اللہ خدا تعالیٰ کو بھی علم غیب نہیں۔ چنانچہ ملاحظہ فرمائیے۔

مخالفین کا خدا تعالیٰ کے علم سے انکار

مولوی اسماعیل شکرین کے پیشوا اپنی کتاب 'تقویۃ الایمان' میں رقمطراز ہیں،
(بلغفہ) "سو اسی طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہے۔ جب چاہتے
کر لیجئے۔ یہ اللہ صاحب کی شان ہے۔"

ان الفاظ پر غور فرمائیے:

"غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہے۔"

جس ذات کی شان عالم الغیب والشہادۃ ہے اسے دریافت کی کیا ضرورت ہے۔ دریافت
تو وہ کرنا ہے جسے پہلے کچھ معلوم نہ ہو اور معلوم کرنے کے لیے دریافت کرے۔ دریافت کرنے
سے پہلے (معاذ اللہ) خداوند تعالیٰ جاہل ہوتا ہے۔
دوسرا حوالہ ملاحظہ فرمائیے:

مولوی حسین علی واں بچراں جو مولوی رشید احمد گنگوہی کے شاگرد اور مولوی غلام اللہ
خاں کے استاد ہیں اپنی کتاب 'بلغۃ المہجران' میں لکھتے ہیں:
(بلغفہ) "خدا تعالیٰ کو بندوں کے کاموں کی پہلے سے خبر نہیں ہوتی جب بنے
اچھے یا بُرے کام کر لیتے ہیں تب اس کو علم ہوتا ہے۔"

ناظرین انصاف کی نظر سے توجہ فرمائیں کہ اللہ رب العزت جل مجدہ کی شان و عظمت میں اس سے
بڑھ کر کیا گستاخی ہو سکتی ہے کہ معاذ اللہ حق تعالیٰ کو غیب کا علم نہیں، ہاں اختیار ہے کہ جب
چاہے دریافت کر لے اور استغفر اللہ خدا تعالیٰ کو بندوں کے کاموں کا علم بھی پہلے سے نہیں
ہوتا۔ جب بندے اچھا بُرا کام کر لیتے ہیں تو اسے اس کا علم ہوتا ہے۔ شان خداوندی میں
ایسا ناپاک عقیدہ رکھنے والوں کے لیے متفقہ طور پر علمائے عظام نے کیا فتویٰ دیا ہے۔

۱۷ تقویت الایمان ص ۲۴

۱۸ بلغۃ المہجران ص ۱۵۷

شانِ رب العزت میں توہینِ کفر ہے

يَكْفُرُوا إِذَا أَصَفَ اللَّهُ تَعَالَى یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کی ایسی شان
بِمَا لَا يَلِيْقُ أَوْلَسِبَهُ إِلَى الْجَهْلِ بیان کرے جو اس کے لائق نہیں یا
أَوِ الْعِجْزِ أَوِ النَّقْصِ ۝ اس کو عجز یا نقص یا جہل کی طرف نسبت
کرے وہ کافر ہے۔

مندرجہ بالا عبارت فتاویٰ عالمگیری سے واضح ہو گیا کہ شانِ بارگاہِ رب العزت میں جو کوئی عجز یا جہل یا نقص کی نسبت کرے وہ کافر ہے۔ جب یہ صاحبانِ خدا تعالیٰ کے علم شریف پر ایسا ناپاک حملہ کرنے سے ذرا بھی ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ تو کیا اسی خدائے ذوالجلال کے برگزیدہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف میں ایسی بات کہنے سے ان کو ذرا احساسِ تمک بھی ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ جب یہ لوگ خدا تعالیٰ کو بے علم سمجھنے میں کوئی عار نہیں جانتے تو اگر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بے علم ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں تو کچھ تعجب نہیں۔ و ما قدر اللہ حق قدرہ۔

بہر حال مذکورہ تمام دلائل سے ثابت ہو گیا کہ آیت ولو كنت اعلم الغيب سے ذاتی علمِ غیب کی نفی ہے اور عطائی علمِ غیب کا ثبوت ہے۔

علمِ شعر اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

شُبہ: علمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ قرآن میں ہے:
وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کل علوم عطا
يَنْبَغِي لَهُ۔ ہوتے تو پھر یوں کہا جاتا کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو شعر کا علم نہیں سکھایا گیا کیونکہ
شعر بھی تو ایک علم ہے۔

۱۔ فتاویٰ عالمگیری جلد ۱۱ ص ۵۸

جواب : معلوم ہوتا ہے کہ مخالفین کی عقل سلیم اڑ چکی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب آدمی انبیاء کرام علیہم السلام کا بے ادب اور گستاخ ہو جاتا ہے تو اس کی عقل کام نہیں کرتی۔ اللہ تعالیٰ گستاخ سے شعور ہٹا دیتا ہے۔ حیرت ہے کہ دشمنانِ رسول نے وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشَّعْر سے عدم علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیسے مراد لے لیا۔ کہاں شعر اور کہاں حبیبِ خدا علیہ التحیۃ والثناء کے علم شریف کا مقام۔
اب ملاحظہ فرمائیے۔

یہاں شعر سے مراد ہے کلامِ کذب۔ چونکہ کفار قرآن کی نسبت اور رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ کہا کرتے تھے کہ یہ قرآن شعر ہے اور نبی اللہ شاعر ہیں۔ اس کی وضاحت قرآن سے ملاحظہ فرمائیے :

بَلْ قَالُوا أَضْغَاتٌ أَحْلَامٍ مَّبْلُ
اقتُولُهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۝
بلکہ کفار بولے پریشان خوابیں ہیں بلکہ
ان کی گھڑت ہے بلکہ یہ شاعر ہیں۔

اب اس آیت شریفہ سے واضح ہو گیا کہ شعر سے مراد کلامِ کاذب ہے جو کہ کفار نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شاعر کہا اور قرآن کو شعر کہا یعنی معاف اللہ یہ جھوٹا کلام ہے۔
تو اللہ تعالیٰ نے کفار کی اس بات کا رد فرماتے ہوئے واضح فرمادیا کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کذب سے پاک ہیں :

وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشَّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي
لَهُ طَرَانٌ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ
مُّبِينٌ ۝ لَيُذَكِّرَ مَنْ كَانَ
حَيًّا وَيَحِقُّ الْقَوْلُ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝
ہم نے ان کو شعر نہیں سکھایا اور نہ ان کی
شانِ اقدس کے لائق ہے وہ تو نہیں
مگر نصیحت اور روشن قرآن کہ اُسے
ذرا سنے جو زندہ ہو اور کافروں پر بات
ثابت ہو جائے۔

جلد پ ۱، ۱۷۰، ۱۷۱ س الانبیاء
جلد پ ۱، ۱۷۳، ۱۷۴ سورہ یس

اس آیت شریفہ سے روشن ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اس باطل گوئی کا ملکہ ہی نہیں دیا اور یہ کتاب قرآن اشعار یعنی اکاذیب پر مشتمل نہیں۔ کفار قریش زبان سے ایسے بد ذوق اور منظم عروضی سے ایسے ناواقف نہ تھے کہ نثر کو نظم کہلاتے اور قرآن پاک کو شعر عروضی بتا بیٹھتے اور کلام کا محض وزن عروضی پر ہونا ایسا بھی نہ تھا کہ اس پر اعتراض کیا جاسکے۔

اس سے ثابت ہو گیا کہ اُن بے دینوں کی مراد شعر سے کلام کا ذب تھی خواہ موزوں۔ اس آیت میں اشارہ ہے کہ حضور سید العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے علوم لولین و احسین تعلیم فرمانے گئے جن سے کشف حقائق ہوتا اور آپ کے علوم واقعی نفس الامری ہیں۔ کذب شعری نہیں جو حقیقت میں جہل ہے وہ آپ کی شان کے لائق نہیں۔ وما ینبغی لہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کا دامن تقدس اس سے پاک ہے۔ اس میں شعر بھی کلام موزوں کے جاننے اور اس کے صحیح و سقیم و جید و ردی کو پہچاننے کی نفی نہیں ہے۔

اس لیے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف میں طعن کرنے والوں کے لیے یہ آیت ہرگز سند نہیں ہو سکتی۔

ایک اور آیت ملاحظہ فرمائیے :
 وَ یَقُولُونَ اِنَّا لَنَارِکُوْا اِلٰہِنَا
 لَشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ۝ بَلْ جَاءَ
 الْحَقُّ وَصَدَقَ الْمُرْسَلِ ۝
 اور کہتے تھے کہ ہم اپنے خداؤں کو
 چھوڑ دیں ایک دیوانے شاعر کے کہنے
 سے۔ بلکہ وہ تو حق لائے اور انہوں نے
 رسولوں کی تصدیق کی۔

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شاعر کہنا مراد کذب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وَمَا عَلَّمْنٰہُ الشِّعْرَ سے واضح فرما دیا کہ شعر گوئی کا ملکہ نہیں۔

کتنے مرد و عورتوں کو قافی کے جاننے والے فنِ شعر کے گماہرا یسے ہیں کہ وزن شعر کے صحیح ادا کرنے پر قادر نہیں۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ انہیں شعر کے ردی وجیدہ میں تمیز نہ ہو۔ فن کے قواعد و مصلحات سے بے خبر ہوں۔ ہاں شعر گوئی کا حکم نہیں۔ علم سے بہت مرتبہ حکم مراد ہوتا ہے۔ روزمرہ کے محاورے ہی کو دیکھیے: فلاں عالم لکھنا نہیں جانتا۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ اٹلا یا رسم الخط یا حروف کی صورت و ہیئت اور قواعد کی اس کو خبر نہیں۔ وہ سب کچھ جانتا ہے لیکن لکھنے کا حکم نہیں۔ اسی طرح یہاں مراد علم حکم ہے کچھ محاورات پر ہی منحصر نہیں بلکہ ہر حکم اور ہر زبان میں علم بمعنی حکم بکثرت مستعمل ہے۔

اس کے لیے آیت شریفہ ملاحظہ فرمائیے:

وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكَوْ
بِخَصِيصَتِكَ مِنْ بَنَاتِكَ
فَقُلْ أَنتُمْ شَاكِرُونَ ۝

اور سکھایا ہم نے اسے تمہارا پہناؤ
بنانا کہ تمہیں آئینہ سے بچانے تو کی
تم شکر کرو گے۔

اب اس آیت میں صاف واضح ہو گیا کہ علم کے معنی حکم سے ہیں۔

اسی طرح آیت و علمنا الشعر سے بھی علم مراد حکم ہے اور حکم ہی کی نفی ہے۔ نیز کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شعر کا علم نہیں۔ تو ثابت ہو گیا کہ نہ جبر اللہ و السلام شعر وجید و ردی اور مردوں و خیر مردوں میں امتیاز فرماتے تھے۔

علم شعر کی نفی آج تک کسی مفسر نے نہیں کی۔ یعنی چونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی شان کے وافی نہیں ہے اس لیے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے بطریق انشاء و نہیں ہوا۔ ہر بشری کمال آپ کے علم جامع کے تحت ہے۔ اس وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر فصیح و بلیغ اور شاعر و شاعرانہ ہر قبیلہ کو ان کی لغات اور انہی کی جہازات میں جواب دیتے تھے۔ کاتبوں کو علم خط اور اہل حرفت کو ان کی معرفت پر تعلیم فرماتے تھے۔

ان تلامذہ لائل سے ثابت ہو گیا کہ جناب رسالتاب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم شعر حاصل ہے۔

اگر اس کے باوجود بھی مخالفین ہٹ دھرمی سے کام لیتے ہوئے باز نہ آئیں تو وہ اسی آیت کے مصداق ٹھہرے:

بَلْ زُيِّنَ لِلذِّيْتِ كَفَرُوا بِمَا كُرِهُوا وَصَدَّاعُنْ سَبِيلِ ۚ وَمَنْ
يُضِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۝

عالم جمع اللغات صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

شُبہ: حضور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ غیب شریف کے انکاری یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ کو کُل زبانوں کا علم نہیں۔ لہذا معلوم ہوا کہ آپ کو کُل علمِ غیب نہیں۔

جواب: معلوم ہوتا ہے کہ علمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی خاص عداوت ہے جو تنکے کا بھی سہارا ڈھونڈتے ہیں کہ کسی طرح علمِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ثابت نہ ہو سکے۔ کسی ایک آیت یا حدیث میں نہیں ہے کہ معاذ اللہ آپ کو تمام زبانوں کا علم نہیں تھا۔ پھر معلوم نہیں ان کو ایسی بے محل باتیں کیوں سوچتی ہیں۔

اب قرآن کریم کی آیت شریف ملاحظہ فرمائیے :

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا
بِلِسَانٍ قَوْمِهِ يُبَيِّنُ لَهُمْ

ساق کڑو

اس آیت شریفہ سے یہ ثابت ہو گیا کہ ہر رسول کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اپنی قوم کی زبان میں مبعوث فرمایا۔ اُن رسولوں کو اپنی قوم کی زبان کا علم ہوتا تھا۔

چنانچہ صاحب تفسیر جبل اسی آیت کے ماتحت فرماتے ہیں :

وہو صلی اللہ علیہ وسلم
 کان یخاطب کل قوم
 بلغہم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر قوم سے
 ان کی زبان میں خطاب فرمایا
 کرتے تھے۔

۱۔ پ ۱۳، ح ۱۱، سورہ ابراہیم ۲۷ تفسیر ج ۲ ص ۵۱۲

اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوق کی زبانوں کا علم ہے۔
آئیے اور حوالہ ملاحظہ فرمائیے:

نسیم الریاض شرح شفا شریف جلد اول میں علامہ خفاجی فرماتے ہیں:

انہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے چونکہ حضور صلی اللہ علیہ
لجميع الناس علما جميع وسلم کو تمام لوگوں کی طرف بھیجا ہے تو
اللغات اللہ تعالیٰ نے تمام زبانیں بھی سکھادیں۔

ثابت ہو گیا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کی زبانوں کا علم
عطا فرما دیا ہے۔

ایک اور آیت ملاحظہ فرمائیے:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ (یا رسول اللہ) ہم نے آپ کو ساری
بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَقَلِيلٌ مِّنَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ کائنات کے انسانوں کے لیے رسول
بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اس آیت شریفہ سے ثابت ہو گیا کہ حضور آقائے دو جہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام ساری
دنیا کے رسول اور بشیر و نذیر ہیں۔ پہلے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کسی خاص قوم کے رسول بنا کر
بھیجے جاتے تھے لیکن سرور کائنات کے لیے کسی قوم کی قید نہیں فرمائی بلکہ ساری دنیا کے رسول ہیں۔
وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانٍ قَوْمِهِ۔ اب جو ساری کائنات کے رسول اور بشیر اور نذیر
ہوں تو تسلیم کرنا پڑے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر قوم کی زبانوں کا علم ہے۔ ورنہ یہی معلوم
ہو گا کہ رسالت مآب کی رسالت کل عالمین ہونے کو تسلیم نہیں کرتے جبکہ حضرت آدم علیہ السلام کو
تمام زبانوں کا علم حاصل ہے۔ تو جو تید المرسلین ہیں اُن کو تمام زبانوں کا علم نہیں۔

۱۔ نسیم الریاض جلد ۲ صفحہ ۳۸

۲۔ لکھ پ ۱۲، ع ۱، سورہ سبا

ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیے:

فَاصْبَحَ كُلُّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ يَتَكَلَّمُ
بِلِسَانِ الْقَوْمِ الَّذِي بَعَثَ
فِيهِمْ ۝
ان صحابیوں نے صبح کی تربہ صحابی جس قوم
کی طرف قاصد بنا کر بھیجا تھا۔ اسی
قوم کی زبان میں کلام کرنے لگا۔

ابن ابی شیبہ اپنے مصنف میں جعفر بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چار صحابیوں کو قیصر، کسری، مقوقس اور ناشی کی طرف قاصد بنا کر بھیجا۔ ان صحابیوں نے صبح کی تو جس صحابی کو جس قوم کی طرف قاصد بنا کر بھیجا گیا۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر پاک سے اُن صحابہ کو وہ زبانیں آگئیں حالانکہ وہ صحابی سوائے عربی زبان کے اور زبان کو نہیں جانتے تھے۔

غور کیجئے کہ مالک کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ فیض سے اُمتیوں کو بغیر سیکھنے کے دوسری زبانیں آجائیں اور خود انھیں عربی کے علاوہ کوئی زبان نہ آئے۔ سبحان اللہ! یہ کیسی عجیب توحید ہے بحمدہ تعالیٰ ان تمام دلائل سے ثابت ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر زبان جانتے ہیں بلکہ ہر زبان کے معلم تھے۔

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو

تمام انبیاء علیہم السلام کا علم

شہدہ: مخالفین یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ قرآن میں ہے:

مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ لَمَّا
نَقُصُّ عَلَيْكَ ۝
اور ہم نے تم سے کسی کا احوال
بیان کیا اور کسی کا احوال نہ بیان کیا

لہذا معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کل انبیاء کا علم نہیں۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کل

۱۔ خصائص الکبریٰ، جزو الثانی

۲۔ پ ۲۴، ۱۲۷، س المؤمن

علم غیب ہوتا تو آپ کو تمام انبیاء کا علم ہوتا۔
جواب : تعجب ہے کہ منکرین قرآنی آیات سے محض اپنے قیاس باطلہ سے کیوں غلط تفسیر کرتے ہیں۔

لیجئے جناب اپنی پیش کردہ آیت اور اس کی تفسیر پر غور فرمائیے :
وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّن قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّن لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۚ
اور بے شک ہم نے آپ سے پہلے کتنے
رسول بھیجے کہ جن میں کسی کا حال آپ
سے بیان فرمایا۔ اور کسی کا حال نہ بیان
فرمایا۔

چنانچہ صاحب تفسیر خازن اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں :
منہم من لم نقصص علیک
ان میں کسی کا حال نہ بیان کیا۔ یعنی
ای خبرہ و حالہ فی القرآن ۱۰
قرآن میں کسی کا ذکر صراحت کے ساتھ
نہ کیا۔

اس تفسیر سے واضح ہو گیا ہے کہ بعض انبیاء کے واقعات قرآن میں صراحتاً نہ بیان فرمائے
ذکر تفصیل کی نفی ہے اور اجمالاً ذکر سب کا کیا گیا ہے۔
دوسرا حوالہ ملاحظہ فرمائیے :

صاحب تفسیر صاوی اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں :
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
لم یخرج من الدنیا حتی علم
تحتیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے نہیں
تشریف لے گئے یہاں تک کہ تمام انبیاء کو
تفصیلاً جان لیا۔ کیونکہ نہ جانیں وہ سب
رسول آپ ہی سے پیدا ہوئے اور شب
لا وہم مخلوقون منه وخلقهم

۱۰ پ ۲۲، ع ۱۲، س المؤمن

۱۱ التفسیر الخازن جزا سادس

لیلة الاسراء فی بیت المقدس
 ولكن له العلم والمکنون
 وانما ترک بیان قصصهم
 لامته رحمة بهم فلم
 یكلفهم الالباء انوا یطیعون
 معراج بیت المقدس میں آپ کے
 مقتدی بنے۔ لیکن یہ علم مکنون ہے اور
 ان کے حقے چھوڑ دیے۔ امت کے لیے
 اُن پر رحمت فرماتے ہوئے۔ پس اُن کو
 طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے۔

اس تفسیر سے بھی واضح ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا علم ہے
 اور بیت المقدس میں تمام انبیاء نے امام لانبیاء علیہ النجۃ والثناء کے پیچھے نماز ادا فرمائی۔ کیا حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر بھی تمام انبیاء کا علم نہ ہوا۔

اب آیت شریفہ ملاحظہ فرمائیے،

وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ
 لَمَا آتَيْتُكُم مِّنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ
 ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ
 لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ

اور یاد کر جب اللہ نے پیغمبروں سے
 اُن کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت
 دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس
 وہ رسول (سید عالم حضرت محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم) کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق
 فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا
 اور ضرور اس کی مدد کرنا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے بعد
 جس کسی کو نبوت عطا فرمائی ان سے سید انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت عہد لیا۔
 مذکورہ آیت اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ارشاد سے ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے
 تمام انبیاء سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق عہد لیا اور واضح فرمایا کہ اس رسول معظم کی شان

لہ التفسیر صاوی

لہ پ ۳، ع ۱۶

یہ ہے کہ جو تمہارے پاس ہے۔ یعنی نبوت، کتاب اور حکمت وغیرہ ان سب چیزوں کی تصدیق فرمائیں گے۔
 معلوم غور ہے کہ جس چیز سے آدمی جاہل اور بے علم ہو اس کی تصدیق کیسے کر سکتا ہے۔ مثلاً
 کوئی آدمی کہتا ہے میں نے کراچی دیکھی ہے اور دوسرا شخص پاس سے کہہ دیتا ہے بالکل ٹھیک ہے
 واقعی تو نے کراچی دیکھی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کو اس کے کراچی جانے کا علم ہے۔ اگر علم نہ
 ہوتا تو وہ جھوٹا ہے مصدق نہیں۔ لہذا لازمی اور ضروری ہے یہ بات کہ آقائے دو عالم صلی اللہ
 علیہ وسلم تمام انبیاء کے حالات اور شریعتوں کو جانتے تھے تبھی تو تمام نبیوں کے مصدق ہو سکتے
 ہیں۔ اگر قرآن کی آیت میں شک ہے تو اپنے مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دیوبند کی تحذیر الناس
 دیکھ لیں۔ انشاء اللہ آپ کو یقین آجائے گا۔
 یہ تو ہے انبیاء کے متعلق علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت قرآن سے۔ آئیے اب دوسرے
 دلائل بھی دیکھیے۔

حوالہ ملاحظہ فرمائیے،

علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جز الاول اسی آیت کے متعلق

فرماتے ہیں،

ہذا لا ینافی قوله تعالیٰ (ولقد ارسلنا رسلنا من قبلك منهم من قصصنا علیك ومنهم من لم نقصص علیك) لام المنفی هو التفصیل والثابت هو الاجمال او المنفی عقید بالوحي الجلی الثبوت متحقق بالوحي الخفی لہ	یہ کلام اس آیت کے خلاف نہیں کیونکہ نفی تو علم تفصیل کی ہے اور ثبوت علم اجمال کا ہے۔ یا نفی وحی ظاہر کی ہے اور ثبوت وحی خفی کا ہے۔
--	--

لہ المراتب۔ جز اول لہ یعنی قرآن پاک میں نہیں دیگر وحی میں اس کا ثبوت موجود ہے۔

علامہ علی قاری رحمہ اللہ کی عبارت سے بھی صاف واضح ہو گیا کہ آیت میں لہ نقص علیک سے نفی تفصیل کی ہے اور اجمالی ثابت ہے یا آیت کی نفی وحی جلی کے ساتھ مقید ہے اور ثبوت وحی ختم سے متعلق ہے۔

نیز اگر لہ نقص علیک سے عدم علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد لیا جائے تو قرآن کریم کی دوسری آیات کا انکار لازم آئے گا۔

ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیے:

کم النبیون قال مائة الف
واربعة وعشرون اربع
نبی کم المرسلون منهم قال
ثلاثة مائة وثلاثة عشر

د حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ
میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم! کل انبیاء کتنے ہیں؟
آپ نے فرمایا: ایک لاکھ چوبیس ہزار۔
میں نے عرض کی: رسول کتنے ہیں؟ آپ
نے ارشاد فرمایا کہ تین سو تیرہ۔

اس حدیث سے بھی واضح ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء کرام کا علم ہے۔ اگر
معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نہیں تھا تو آپ نے تعدد کیسے بیان فرمادی۔
ان تمام دلائل سے آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ سید المرسلین کو تمام انبیائے کرام علیہم السلام
(ایک لاکھ چوبیس ہزار) کا علم ہے۔

یہاں تک تو تھا مخالفین کے شبہ کا ازالہ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تمام انبیاء کو
جاننے کا بیان۔ اب اگر مخالفین کی تسلی نہ ہوئی ہو تو وہ ذرا اپنے معبر مولوی کا تمام کو جان لینا
ملاحظہ کریں۔ اب یہ ہے کہ مخالفین کو کافی یقین حاصل ہو جائے گا۔

فرستہ دیو بند بہ نجدیہ کے پیشوا مولوی حسین علی واں بھچراں اپنی کتاب بدلتہ الحیران
میں لکھتے ہیں:

لہ المستدرک، جزا ثانی

(بلفظہ) درایت الانبیاء کلہم
من آدم الی نبینا صلی اللہ
علیہ وسلم کلہم -
میں نے دیکھا تمام انبیاء کو
آدم (علیہ السلام) سے لے کر
نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک -

لیجئے، یہ ہیں رشید گنگوہی کے شاگرد اور غلام خاں کے استاد اور پیشوائے حسین علی و اس پھر
نے ایک لاکھ چوبیس ہزار حضرت آدم علیہ السلام سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء
کرام کو دیکھ لیا۔

ناظرین انصاف کی نظر سے غور فرمائیں کہ مشرکین کے پیشوائے تو تمام انبیاء کو دیکھ لیا اور اُن
تمام کا اس کتاب پر ایمان ہے۔ کیونکہ آج تک انہوں نے تحریر نہیں کیا کہ وہ یہ بات لکھ کر کافریا
مشرک ہو گیا تھا۔ جب انہوں نے اپنے مولوی حسین علی کے تمام انبیاء کو دیکھ لینے پر یقین کر لیا ہے
تو حضور پر نور کی باری آنے تو انکار کر دیتے ہیں۔

افسوس صد ہا افسوس کہ حضور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو سید المرسلین ہیں ان کو تمام
انبیاء سے بے علم جانیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ معاذ اللہ نبی اللہ کے علم سے ایک مولوی کا علم زیادہ
مانتے ہیں۔ ۵

وہ حبیب پیارا عمر بھر کرے فیض وجود ہی سرسبز
ارے تجھ کو کھانے تپ سفر تیرے دل میں کس سجنار ہے

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا اور
تمام کا حال جانتے ہیں

شعبہ: منافقین یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ قرآن میں ہے:

وَمَا أَدْرِئُ مَا يُفْعَلُ بِذَٰلِكَ
بِکُمْ دَلِیْلٌ
میں نہیں جانتا کہ میرے اور تمہارے
ساتھ کیا کیا جائے گا۔

لہذا معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اتنا معلوم نہیں ہے تو پھر علم غیب کیسے ہوا۔
 جواب : مخالفین حضرات کا بارگاہ نبوت حبیب رب العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ
 اقدس میں بے ادبی و گستاخی و دیدہ دہنی و بد زبانی اس قدر انتہاء کو پہنچ چکی ہے کہ وہ غسوخ
 آیت پیش کر کے حضور آقاؐ کو دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی کہہ بیٹھے ہیں کہ معاذ اللہ حضور نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اپنا یہ علم بھی نہیں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ اب جن لوگوں کو نبی اللہ پر یہ
 اعتبار نہیں کہ ان کے ساتھ کیا ہوگا۔ کیا وہ اس نبی کا کلمہ پڑھنے کے حقدار ہو سکتے ہیں؟ ہرگز
 نہیں۔ غسوخ آیت سے عدم علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم مراد لینا کس قدر بے ایمانی کا مظاہرہ ہے۔
 اب وہی آیت پیش کیے دیتا ہوں جو مخالفین پیش کرتے ہیں۔

قُلْ مَا كُنْتُ بِدَعَاءِ مَنْ الرُّسُلِ
 وَمَا أَدْرِى مَا يَفْعَلُ بِي وَلَا
 بِكُمْ دِلِيلٌ
 آپ فرما دیجئے کہ میں کون انوکھا رسول
 نہیں ہوں اور میں نہیں جانتا کہ میرے
 ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔

چنانچہ علامہ علاء الدین صاحب تفسیر خازن اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں:

وَلَقَدْ نَزَّلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فَرَحَ
 الْمُشْرِكُونَ وَقَالُوا دَالَّاتٌ وَ
 الْعِزَّى مَا أَمَرْنَا وَامْرَ مُحَمَّدٍ
 عِنْدَ اللَّهِ إِلَّا وَاحِدٌ وَمَالَهُ
 عَلَيْنَا مِنْ مَزِيدٍ وَفَضْلٍ
 وَلَوْلَا أَنَّهُ ابْتَدَعَ مَا يَقُولُهُ
 مِنْ ذَاتِ نَفْسِهِ لِاخْبِيرَهُ
 الَّذِي بَعَثَهُ بِمَا يَفْعَلُ
 بِهِ فَإِنَّ نَزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ
 جب یہ آیت و ما ادری ما یفعل
 بی و لا بکم نازل ہوئی تو مشرک لوگ
 خوش ہوئے اور کہنے لگے لات و عزیزی
 کی قسم کہ ہمارا اور نبی کا حال یکساں ہے
 ان کو ہم پر کوئی زیادتی اور بزرگی نہیں
 اگر وہ قرآن کو اپنی طرف سے گھڑ کر
 نہ کہتے ہوتے تو ان کو بھیجنے والا خدا
 نہ بتا دیتا کہ ان سے کیا معاملہ کرے گا
 تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی لِيُفْهَمَكَ

لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک
 و ما تاخر فقال لک
 الصّحابة هینا لک یا نبی
 اللہ قد علمت ما یفعل
 بک فماذا یفعل بنا فانزل اللہ
 عزوجل لیدخل المؤمنین
 والمؤمنات جنّات تجری من
 تحتها الانهار الا یة وانزل
 و بشر المؤمنین بان لهم
 فضلا کبیراً بین اللہ ما
 یفعل به و بهم وهذا قول
 انس و قتاده و الحسن و عکرمہ
 قالوا انما قبل ان یخبر
 لیغفران ذنبه و انما اخیبر
 لیغفران ذنبه عام الحدیث
 فنسخ ذلک لے

اس آیت کی تفسیر سے صاف واضح ہو گیا کہ اس آیت سے مشرکین عرب نے خوشی
 سے وہی اعتراض نکالا جو کہ آج اسلام کا دعویٰ کرنے والے نکال رہے ہیں۔ ہائے اسلام
 کا دعویٰ اور یہ حرکتیں۔ تو انہ تعالیٰ نے لیغفرلک اللہ آیت نازل فرما کر کفار نابکار کا رد
 فرما دیا اور پہلی آیت و ما ادری منسوخ ہو گئی۔ کیا جو لوگ اب منسوخ آیت سے وہی معنی
 مراد لیں جو مشرکین نے لیے تھے تو غور کر لیں کہ کیا ان میں اور ان میں کچھ فرق رہ گیا۔

لے التفسیر الخازن جزا السادس مطبوع مصر

س

اسے چشم شعلہ بار ذرا دیکھ تو سہی
یہ جو گھر جل رہا ہے کہیں تیرا ہی گھر نہ ہو
ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیے کہ آیت وما ادری منسوخ ہے۔

علامہ عبدالرحمن بن محمد دمشقی علیہ الرحمۃ رسالہ 'ناسخ و منسوخ' میں فرماتے ہیں:
قوله تعالى ما ادری ما يفعل بى ولا بكم الاية نسخ بقوله تعالى انا فتحنا لك
فتحاً مبيناً ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر.
اس کے آگے چل کر فرماتے ہیں،

وفيها ناسخ وليس فيها منسوخ فالناسخ قوله تعالى ليغفر لك
الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر والمنسوخ قوله تعالى وما
ادري ما يفعل بى ولا بكم

ايمہ ما ادری ما يفعل بى ولا بكم منسوخ ہے اور اس کا ناسخ انا فتحنا
لك فتحاً مبيناً ہے۔

ثابت ہو گیا کہ ما ادری ما يفعل بى ولا بكم منسوخ ہے اور اس کا ناسخ انا فتحنا لك
فتحاً مبيناً ہے جس کے ذریعے دنیا میں فتح مبین اور آخرت میں غفران کا مژدہ عطا
فرمادیا گیا۔

اب رہا یہ کہ اللہ تعالیٰ کسی آیت کو منسوخ فرما کر اس سے بہتر آیت نازل فرمانے پر بھی
قادر ہے۔ ہاں ملاحظہ فرمائیے:

وَإِذَا بَدَّلْنَا آيَةً مَكَانَ آيَةٍ وَ	اور جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری
اللَّهُ أَفْهَمُ بِمَا يُنْزِلُ تَالُوتُ	آیت بدلیں۔ اور اللہ خوب جانتا ہے
إِنَّمَا أَنْتَ مُفْتِرٌ بَلْ أَكْثَرُهُمْ	جو تار تار ہے کافر کہیں تم تو دل سے

نہ رسالہ ناسخ و المنسوخ - علامہ عبدالرحمن دمشقی

لَا يَعْلَمُونَ ۝

بنالیت ہو بلکہ ان میں اکثر کو علم نہیں۔

اس آیت شریفہ سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ اگر کسی آیت کے بدلے دوسری آیت نازل فرمائے تو اس کی حکمت وہی جانتا ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی خوشی کو پامال کر کے آیت انا فتحناک فتحاً مبیناً نازل فرمائی۔

ایک اور آیت ملاحظہ فرمائیے:

مَا تَنْسَخُ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا
فَأْتِ بِخَيْرٍ مِّمَّهَا أَوْ مِثْلِهَا
أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

جب کوئی آیت ہم منسوخ فرمائیں یا
بہلادیں تو اس سے بہتر یا اس
جیسی لے آئیں گے۔ کیا تمہیں معلوم
نہیں کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ

کر سکتا ہے۔

اس آیت شریفہ سے بھی صاف واضح ہو گیا کہ منسوخ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور ناسخ بھی دونوں عین حکمت سے ہے اور ناسخ کبھی منسوخ سے زیادہ نافع ہوتا ہے۔ لہذا یہ کوئی تعجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک آیت کو منسوخ فرما کر دوسری آیت اس کی ناسخ بیان فرمادے۔

ثابت ہو گیا کہ مخالفین جو آیت پیش کرتے ہیں یہ منسوخ ہے۔ اور اس کا ناسخ انا فتحناک قرآن میں موجود ہے اس لیے منسوخ آیت سے نفی علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم مراد لینا بالکل جہالت اور غلطی ہے۔ اگر بالفرض کوئی مذکورہ آیت کو منسوخ نہ جانے تو پھر بھی اہل علم و دریافت کے لیے کوئی مشکل نہیں کیونکہ آیت میں وما ادری جو آیا ہے درایۃ سے مشتق ہے اور روایت اُنکل و قیاس سے کسی بات کو جان لینے کو کہتے ہیں۔ جیسا کہ رد المحتار میں ہے:

طہ پ ۱۴، ع ۱۹، س النمل طہ پ ۱، ع ۱۲، س البقرہ

تہ یاد رہے کہ حدیث میں بھی جو الفاظ وما ادری ما یفعل جی ولا یکم آتے ہیں وہاں بھی یہی معنی ہیں اور وہ واقعہ بھی اور ہے۔ ۱۲

الدراية اى ادراك العقل بالقياس على غيره -

آیت کے صاف معنی یہ ہوئے کہ میں اپنی عقل سے نہیں جانتا اور بتعلم الہی جاننے کا انکار کسی آیت یا حدیث سے نہیں نکلتا۔ لیکن تعجب ہے کہ مخالفین نے یہ نتیجہ نکالا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم نہیں تھا کہ اُن کے ساتھ کیا ہوگا۔ (استغفر اللہ) حالاں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

وَلِلْآخِرَةِ خَيْرٌ تِلْكَ مِنَ الْأُولَىٰ
وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ
داے پیارے محبوب) آپ کی پچھل
گھڑی پہلی گھڑی سے بہتر ہے۔ قریب
ہے کہ آپ کا رب آپ کو اتنا دے گا
کہ آپ راضی ہو جاؤ گے۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے :

عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا
مَّحْمُودًا
داے محبوب) قریب ہے کہ آپ کا
رب آپ کو ایسی جگہ کھڑا کرے گا جہاں
سب آپ کی حمد کریں گے۔

ایک اور جگہ فرمایا ہے :

يَوْمَ لَا يَخْزِي اللَّهَ النَّبِيُّ
وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ
يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ
اُس دن اللہ رُسوانہ کرے گا۔ نبی اور
ان کے ساتھ ایمان والوں کو ان کا
نور دوڑتا ہوگا اُن کے آگے اور اُن
کے دائیں۔

علامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارشادِ باری ہے :

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
اور جس نے اللہ و رسول کی اطاعت کی

۱۔ پ ۳۰، ع ۱، س الفی
۲۔ پ ۱۵، ع ۸، س بنی اسرائیل

۳۔ پ ۱۸، ع ۱۹، س التحريم

يَدْخُلُهُ جَنَّتٍ تَجْرِي مِصْرٌ
تَجْتُمِعُهَا الْأَنْهَارُ وَمَنْ يَتَوَلَّ
يُعَذِّبُهُ عَذَابًا آلِيمًا
اللہ تعالیٰ اس کو باغوں میں بیجا بیگا
جس کے نیچے نہریں ہوں گی۔ اور جو
اطاعت کرے گا اس کو دردناک
عذاب ہوگا۔

ان آیات طیبات سے واضح ہو گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا اور اپنے صحابہ اور
اپنے منکرین کے احوال کا علم ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے کیا سلوک فرمائے گا۔ لیکن ان لوگوں کو
کون سمجھائے جن کے عقاید بگڑ چکے ہیں۔ مخالفین کا عقیدہ ہے کہ نبی کو اپنے خاتمے کا بھی علم نہیں۔
چنانچہ منکرین کے امام مولوی اسماعیل قتیل دہلوی اپنی کتاب 'تقویۃ الایمان' میں رقمطراز ہیں:
(بلفظہ) جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر
میں خواہ آخرت میں۔ سوائس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں۔ نہ نبی کو نہ ولی کو
نہ اپنا حال نہ دوسرے کا۔

دیکھیے کیسی بے ادبی اور گستاخی ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام اور خصوصاً حضور سیدنا آقا و دو عالم
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کیسا عناد و عداوت ہے۔ ان لوگوں نے قرآن کریم کی بے شمار
آیات جس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا و آخرت کی عظمتوں سے سرفراز فرمانے کے وعدے
اور مومنین صحابہ عظام کے ساتھ جو سلوک ہونا ہے اور کفار نابکار کے ساتھ جو سلوک ہوگا سب کی اللہ تعالیٰ
نے بشارتیں اپنے محبوب کو دے دی ہیں۔ ان سب آیات کثیرہ کو پس پشت ڈال کر یہ کہتے ہیں
کہ نبی کو دنیا و آخرت کا حال نہ اپنا معلوم نہ اور کا۔ یعنی اپنے خاتمہ اور نجات کی بھی خبر نہیں۔ معاذ اللہ۔
کئی آیات آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کے متعلق پڑھ لی ہیں کہ ان سے کیا معاملہ ہوگا۔
اب چند احادیث بھی گوش گزار کی جاتی ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ
حضرت ابو ہریرہؓ کہ فرمایا

لے پ ۲۶، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ
يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَأَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ
عَنْهُ الْقَبْرُ وَأَوَّلُ شَافِعٍ
وَأَوَّلُ مُشَفِّعٍ لَهُ (رواه المسلم)

دوسری حدیث :

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ
الْقِيَمَةِ وَلَا فَخْرَ وَبِئْسَ
يَوْمَ الْحَمْدُ وَلَا فَخْرَ وَمَا
مِنْ نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ آدَمَ فَمَنْ
سِوَاهُ إِلَّا تَحْتَ يَوْمِئِذٍ وَأَنَا
أَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ
وَلَا فَخْرَ (رواه الترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
قیامت کے دن میں اولاد آدم کا سردار
ہوں گا اور سب سے پہلے قبر سے میں
اُٹھوں گا اور سب سے پہلے میں شفاعت
کروں گا اور میری شفاعت قبول ہوگی۔

حضرت ابوسعیدؓ سے مروی ہے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
قیامت کے دن میں آدم کی اولاد کا
سردار بنوں گا۔ اور یہ بات میں فخر کے طور
پر نہیں کہتا اور میرے ہاتھ میں قیامت
کے دن حمد کا جھنڈا ہوگا اور اس کو
فخر سے نہیں کہتا اور قیامت کے دن
آدم اور ان کے سوا تمام دوسرے
پنجمیر میرے جھنڈے تلے ہوں گے اور
قیامت کے دن سب سے پہلے میری
قبر شق ہوگی اور میں قبر سے سب سے
پہلے اُٹھوں گا اور اس پر مجھ کو فخر
نہیں۔

تیسری حدیث :

لِ الْمَشْكُورَةِ - بَابُ فَضَائِلِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ ص ۱۱۵
لَهُ اَيْضًا

عَنْ أَنَسٍ قَالَ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَكْثَرُ
 الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ
 وَأَنَا أَوَّلُ يَسْتَفْتَحُ بَابَ الْجَنَّةِ
 فَيَقُولُ الْحَازِنُ مَنْ أَنْتَ فَأَقُولُ
 مُحَمَّدٌ فَيَقُولُ بِكَ أَصْرَتْ
 أَنْ لَا أَفْتَحَ لِأَحَدٍ قَبْلَكَ إِلَّا
 حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روز قیامت
 میرے تابع تمام انبیاء کے قبیلین سے
 زیادہ ہوں گے اور پہلا وہ شخص میں ہوگا
 جہ جنت کا دروازہ کھلاؤں گا۔ خازن
 دریافت کرے گا آپ کون ہیں۔ میں
 کہوں گا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ
 عرض کرے گا مجھے آپ کے لیے ہی حکم
 دیا گیا ہے کہ آپ سے پہلے کسی کو
 جنت کا دروازہ نہ کھولوں۔

ان احادیث سے بھی واضح ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات و مراتب اور آخرت
 میں آپ کی شان و شوکت کتنی ارفع و اعلیٰ ہوگی۔
 لیکن افسوس ان ناکارے بد نصیبوں پر جو یہ کہتے ہیں کہ معاذ اللہ آپ کو اپنے خاتمہ کا بھی
 علم نہیں۔ ابھی انشاء اللہ اور احادیث بھی آئیں گی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی اشخاص کو
 جنتی ہونے کی بشارتیں دیں۔ اس لیے اختصاراً اسی پر اکتفا کرتا ہوں تو معلوم ہوا کہ وہا
 ادی سے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے اور دوسروں کے احوال سے ناواقف مانا تو کئی آیات
 اور احادیث کثیرہ کا انکار لازم آئے گا۔
 افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اللہ کے رسول کے متعلق ایسا عقیدہ اور اپنے مولیٰ کو جنتی
 یقین کرنا کیسی دررخی ہے۔

مخالفین کے مولیٰ اشرف علی تھانوی کی بشارت
 چنانچہ مولیٰ اشرف علی تھانوی کا ارشاد کتاب ”ارواحِ ثلاثہ“ میں درج ہے:

لے المشکوۃ۔ باب فضائل سید المرسلین۔ ص ۱۱۵

چوتھی بات یہ ارشاد فرمائی کہ جب ہم جنت میں جائیں گے اور یہ ایسے طور پر فرمایا
جیسے یقین ہو کہ جنت میں جائیں گے ۱۱

اس موضوع پر قرآن و حدیث میں بے شمار دلائل ہیں جن میں سے مُشتے از خردوارے پیش کیے گئے ہیں
جس شخص کے پہلو میں قلب سلیم ہے۔ اس کے لیے تو یہ آیات و احادیث بھی بہت زیادہ ہیں۔ اسے
بفضلہ تعالیٰ ضرور ہدایت نصیب ہوگی۔ اور جن لوگوں کے دل مخالفتِ رسول، تعصب اور فسق و فجور
کے عادی ہیں ان کے متعلق قرآنی فیصلہ سنئے؛

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّ يَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا وَّ مَا يُضِلُّ بِهٖ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ۔

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین کا علم

شبہ : منافقین یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ قرآن میں آتا ہے:

لَا تَعْلَمُوْا وَّ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ۔

آپ ان منافقوں کو نہیں جانتے ہم
جانتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین کا علم نہ تھا تو آپ کو کُل علم غیب کیسا۔
جواب : منکرین کا یہ اعتراض بھی کرنا بالکل بے محل ہے۔ اس آیت میں یہ کہاں ہے کہ
اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو منافقین کے احوال کا علم نہیں عطا فرمایا۔ یہ شبہ ان
حضرات کو اسی بنا پر ہے کہ وہ قرآن اور تفسیر سے بالکل کورے ہیں۔ سب سے پہلے اسی آیت پر
میں غور کیجیے اور اس کے ساتھ تفسیر ملاحظہ فرمائیے :

وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا	اور کچھ مدینہ والے اُن کی خُو ہو گئی ہے
عَلَى الْاِيْتَاَقِ لَا تَعْلَمُهُمْ ط	نفاق تم انہیں نہیں جانتے ہم جانتے
وَنَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ط	ہیں جلد ہم انہیں دوبارہ عذاب دیں گے
سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ	پھر بڑے عذاب کی طرف پھرے

إِلَى عَذَابٍ عَظِيمٍ ۝

جائیں گے۔

چنانچہ امام فخر الدین رازی صاحب تفسیر کبیر اسی آیت شریفہ کے تحت فرماتے ہیں:

عن السدي عن انس بن مالك
قام النبي صلى الله عليه
وسلم خطيباً يوم الجمعة فقال
اخرج يا فلان فانك منافق
اخرج يا فلان فانك منافق
فاخرج من المسجد ناساً و
فضحهم۔

سدی نے انس بن مالک سے روایت
کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
منبر پر یوم جمعہ کو خطبہ فرمایا اور فرمایا اے
فلان نکل جا تو منافق ہے۔ اے فلان
نکل جا تو منافق ہے۔ پس آپ نے
منافقوں کو ذیل و رسوا کر کے مسجد سے
باہر نکال دیا۔

اسی طرح محی السنۃ علامہ بغوی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر معالم التنزیل میں اس آیت کی
وضاحت فرماتے ہوئے یہی الفاظ لکھے ہیں۔

صاحب تفسیر درغشور اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں:

عن ابن عباس تمام رسول الله
صلى الله عليه وسلم يوم
الجمعة خطباً فقال قم يا فلان
فاخرج فانك منافق فاجبرهم
باسمائهم فضحهم ولم يكن
عمر ابن الخطاب شهيد
تلك الجمعة لحاجته كانت
له لقيتهم عمر رضى الله تعالى عنه
وهم يخرجون من المسجد
فاختبا، عمر منهم استحياء، اسند

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ
پڑھنے کو کھڑے ہوئے تو فرمایا کہ اے
فلان! اٹھ تو منافق ہے۔ پھر منافقوں
کے نام لے کر باہر نکال دیا اور انہیں
رسوا کیا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ
عنه اس جمعہ کسی وجہ سے حاضر نہیں ہوئے
تھے۔ منافقوں نے گمان کیا کہ حضرت
ہمارے حال سے آگاہ ہو گئے ہیں
حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں

لے پالا، اس آیت کی توجہ

داخل ہوئے درآں حایکے منافق مسجد سے
خارج ہو رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ
عزہ منافقوں سے کترائے۔ کیونکہ واقع
کی خبر نہیں تھی اس لیے کہ آپ جمعہ سے
بہ گئے تھے تو ایک آدمی نے کہا، اے
عمرؓ! خوشخبری ہو کہ آج خدا تعالیٰ نے
منافقوں کو ذلیل و رسوا کر دیا۔ پس
منافقوں کے لیے یہ پہلا عذاب ہے۔
اور دوسرا عذاب قبر میں ہے۔

يشهد ان الجمعة وظن الناس
قد انصرفوا فاختبراهم
من عمروظنوا انه علم بما هم
فدخل عمررضي الله تعالى عنه
المسجد فاذا الناس لم ينصرفوا
فقال الرجل البشريا عمر
فقد فضح الله المنافقين
اليوم وبهذا العذاب الاولى
والعذاب الثاني في القبر۔

ابو الشیخ نے ابی مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ :

یعنی خدا تعالیٰ کے اس قول کے مطابق
کہ جلد ہی ہم انہیں منافقوں کو دو
مرتبہ عذاب دیں گے۔ اس نے کہا کہ ایک
عذاب تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
اپنی زبان پاک سے منبر پر کھڑے ہو کر
ان کو دے دیا اور دوسرا عذاب
قبر میں ہوگا۔

فی قوله سعد بهم مرتین فقال
كان النبي صلى الله عليه
وسلم يعذب المنافقين يوم
الجمعة بلسانه على المنبر
وعذاب القبر۔

چنانچہ اس مذکورہ حدیث کے تحت علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری شرح شفا میں
فرماتے ہیں :

کہ منافقین مرد تین سو تھے
اور منافق عورتیں

كان المنفقون من الرجال
ثلاثة مائة ومن

له ورنشور

النساء مائة وسبعين ۱۰۰ ایک سو ستر

صاحب تفسیر سراج منیر اسی آیت لا تعلمم ونحن نعلمهم کے تحت فرماتے ہیں :
 قال قبل کیف هذا مع قوله
 تعالیٰ لا تعلمم ونحن نعلمهم
 احیب بانہ تعالیٰ اعلمہ
 بہم بعد ذلک ۱۰۰
 اگر کہا جائے خدا کے اس قول کی
 موجودگی میں کہ آپ ان کو نہیں جانتے
 ہم ان کو جانتے ہیں تو یہ کہ واقعہ کیونکر
 ہوا تو میں اس کا جواب یہ دوں گا کہ
 حق تعالیٰ نے آپ کو نفی کے بعد
 منافقوں کی اطلاع دے دی۔

صاحب تفسیر جمل اسی آیت لا تعلمم ونحن نعلمم کے ماتحت فرماتے ہیں :
 فان قلت کیف نفی عنه بحال
 المنفقین واثبتہ فی قوله
 تعالیٰ ولتعرفنہم فی لحن
 القول فالجواب ان ایتہ
 النفی نزلت قبل ایتہ الاثبات
 فلا تنافی کرخی ۱۰۰
 پس اگر تم کہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 کے منافقین کے حال جاننے کی نفی
 کیوں کی گئی ہے حالانکہ آیت
 لتعرفنہم فی لحن القول میں اس کے
 جاننے کا ثبوت ہے تو اس کا جواب
 یہ ہے کہ نفی کی آیت ثبوت کی آیت
 سے پہلے نازل ہوئی۔

توجہ فرمائیے کہ صاحب تفسیر کبیر اور صاحب معالم التنزیل ۱۰۰ اور صاحب تفسیر
 درمشور ۱۰۰ کا آیت لا تعلمم ونحن نعلمم کے تحت اس حدیث کو لانا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ
 والسلام نے منافقین کے نام لے کر ان کو مسجد سے باہر نکال دیا۔ یہ اس بات کا روشن
 ثبوت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین کا علم تھا۔ اگر معاذ اللہ آیت سے حضور انور

۱۰ شرح شفا علامہ قاری ۱۰۰ التفسیر سراج المنیر جزء الرابع
 ۱۰ التفسیر جمل جزء الرابع

صلی اللہ علیہ وسلم کا منافقوں کے حال سے بے خبر ہونا مراد ہوتا تو مفسرین کرام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا منافقین کے جاننے کی حدیث کبھی اس آیت کے تحت نہ لاتے ، بلکہ مفسرین کا حدیث مذکورہ کو آیت لا تعلم کے تحت لانے کا صرف مقصود حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے منافقین کے احوال کا علم ہے ۔

اسی طرح صاحب تفسیر سراج المنیر و صاحب تفسیر جمل نے دوسرا جواب یہ دیا ہے کہ نفی کی آیت ثبوت کی آیت سے پہلے نازل ہوئی غرضیکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منافقین کے احوال سے بے علم ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ مگر بصیرت سے محروموں کو شاید کبھی تفسیر پڑھنے کا موقع بھی نہیں ملا۔ ہاں اگر کبھی تفسیر کا مطالعہ کیا بھی ہوگا تو سرکار سید و جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف میں عیب تلاش کرنے کے لیے۔ تو پھر ایسے کو کیا نظر آسکتا ہے ۔

آنکھ والا تیرے جو بن کا تماشا دیکھے

دیدہ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے

نیز آیت ومن اهل المدينة مردوا علی النفاق میں اظہار غضب ہے ۔ جب کسی پر سختی مقصود ہوتی ہے تو اپنے زیادہ محبوب کو یہ کہا جاتا ہے کہ تم نہیں جانتے ہم جانتے ہیں واقعی یہ سخت عذاب کے لائق ہیں سنعد بہم مرتین یہاں تو منافقین کی سخت بے ایمانی کا اظہار کرنا مقصود ہے ۔ اس لیے یہاں سے تو بے علم ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہو سکتا۔ اس لیے یہ آیت علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اثبات میں ہے ۔ پھر معلوم نہیں کہ مخالفین کو لا تعلم سے ایسا وسوسہ کیوں پیدا ہوا ہے ۔ خدا نخواستہ کہیں مندرجہ ذیل آیت کو پڑھ کر علم باری کے متعلق وسوسہ میں نہ پڑ جائیں اور کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ کو بھی علم نہیں تھا۔

(اے محبوب) تم پہلے جس قبلہ پر تھے

ہم نے وہ اسی لیے مقرر کیا تھا کہ

ہم جان لیں کہ رسول کی پیروی کرتا ہے

اور کون اُلٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي

كُنْتَ عَلَيْهَا الَّا لِنَعْلَمَ مَنْ

يَتَّبِعِ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ

عَلَى عَقْبَيْهِ ۚ

لہ پ ۲، ۱۷۱ اس البقرة

اس آیت میں اَلَّا لِنَعْلَمَ کے لفظ سے منافقین کو وہی شبہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بھی پچھلے سے معاذ اللہ یہ علم نہیں تھا کہ کون رسول کی پیروی کرے گا۔ کیا پھر منافقین کا یہ کتنا قابلِ اعتناءات ہوگا۔ ہرگز نہیں۔

اسی طرح لَا نَعْلَمُ سے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کی نفی ہرگز نہیں ہو سکتی ورنہ قرآن کریم کی دیگر آیات کا انکار لازم آئے گا۔

یہاں تک تو منافقین کے شبہ کا از الہ اب قرآن کی رو سے حضور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین کا علم ہونا ملاحظہ فرمائیے :

فَقَرَى الْقُرْآنَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَّضٌ
يَسَارِعُونَ فِيهِمْ ۖ

(یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) آپ
دیکھ رہے ہیں اُن لوگوں کو جن کے
دلوں میں مرض ہے جو کہ بڑھ رہے
اس میں۔

اس آیت کریمہ سے صاف واضح ہو گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام منافقین کے دلوں کو بھی جانتے ہیں۔ اب جن شایانِ رسول کی آنکھوں پر غلاف چڑھے ہوئے ہیں ان کو کیا نظر آنے گا۔

دوسری آیت ملاحظہ فرمائیے :

وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ ۖ

(اے محبوب) آپ منافقین کی بات
کے اسلوب سے پہچان لو گے۔

اس آیت شریفہ سے بھی واضح ہو گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین کا علم ہے۔ آپ اُن کو پہچانتے تھے۔ ناظرین انصاف کی نظر سے ملاحظہ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ تو یہ فرمائیے کہ میرے محبوب منافقین کے احوال کو جانتے تھے اور یہ منافقین یہ کہیں کہ آپ کو معاذ اللہ منافقوں کا علم

۱۔ پ ۶، ع ۱۱، س المائدہ

۲۔ پ ۶، ع ۱۱، س نہ

نہ تھا حالانکہ منافقین کا یہ عقیدہ تھا کہ ہمارے نفاق کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں ہے۔۔۔ جیسا کہ آئینہ پیش کیا جائے گا۔ ان تمام دلائل سے ثابت ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقوں کا علم تھا اگر اس کے باوجود بھی منافقین کی تسلی نہ ہوئی ہو تو ان سے خدا نمٹے۔

منافقین کا علم نبوت پر طعن

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب شریف پر منافقین لوگ اکثر طعن و تشنیع کرتے رہتے تھے اور آپ کے علم شریف کا مذاق اڑاتے تھے اور لوگوں سے یہ بکتے تھے کہ ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب رہتے ہیں اگر ان کو ہمارے نفاق کا علم ہو تو ہمیں باہر نکال دیں۔ اس لیے آپ کو کوئی علم نہیں ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ
عَلَىٰ مَا عَنِتُّمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ
يَمِيزَ الْخَيْثُ مِنَ الطَّيِّبِ ط

اللہ تعالیٰ مومنین کو اس حال پر نہیں
چھوڑے گا جن پر تم جو جیت تک کہ
علوہ نہ کر دے گندوں کو سستروں سے۔

اس آیت کریمہ کے شان نزول کو ملاحظہ فرمائیے۔

علامہ علاء الدین صاحب تفسیر خازن اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں:

قال السدي قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم عرضت
على امتي في صورها في الطين
كما عرضت على ادم واعلمت
من يؤمن بي ومن يكفر
فبلغ المنافقين فقالوا متهزا

بقول سدي رسول الله صلى الله عليه وسلم
نے فرمایا جب کہ میری امت مٹی کی
شکل میں تھی اس وقت وہ میرے
سامنے اپنی صورتوں میں پیش کی گئی۔
جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام پر
پیش کی گئیں اور میں نے جان لیا کہ

زعم محمدا انه يعلم من يوم سن
ومن يكفر ممن لم يخلق ونحن
معده وما يعرفنا به

کون مجبور پر ایمان لائے گا۔ اور کون
کفر کریگا۔ پس یہ خبر جب منافقین کو
پہنچی تو انہوں نے برائے استہزاء کہا
کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ گمان ہے کہ
وہ بتاتے ہیں کہ جو لوگ ابھی پیدا بھی نہیں
ہوئے ان میں سے کون ایمان لائے گا
اور کون کفر کرے گا باوجودیکہ ہم ان کے
ساتھ ہیں اور وہ ہمیں نہیں پہچانتے۔

اس آیت و تفسیر سے واضح ہو گیا کہ منافقین کا یہ عقیدہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کو اُمت کے حالات کا علم نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ منافقین کا گروہ علم مصطفیٰ علیہ التیمم والثناء
میں طعن کیا کرتا تھا۔

چنانچہ جب منافقین کی یہ خبر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہنچی کہ منافقین میرے علم کا
استہزاء اڑا رہے ہیں کہ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ جو لوگ ابھی پیدا نہیں ہوئے اُن کے ایمان و کفر
کا علم ہو جائے۔ یہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا گمان ہے۔ اب ملاحظہ فرمائیے کہ جب منافقین
نے علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کیا تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کیا جواب فرمایا۔

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی

”ان قوموں کا کیا حال ہے جو میرے علم میں طعن کرتے ہیں۔ قیامت تک جو
ہونے والا ہے جو چاہو سوال کرو میں خبر دوں گا۔“

چنانچہ علامہ ربیعوی صاحب تفسیر معالم التنزیل اسی آیت (ماکان اللہ لیسذالمومنین)
کے ماتحت فرماتے ہیں:

لہ التفسیر الخازن۔ جزا الاول، مطلبہ مصر

فبلغ ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم فقام على المنبر فحمد الله تعالى واشتغل عليه ثم قال ما بال أقوام طعنوا في عمي لا تسئلوني عن شيءٍ فيما بينكم وبين الساعة إلا بئاءتكم به مقام عبد الله بن حذافة السهمي فقال من ابى يا رسول الله قال حذافة فقام عمر ف قال يا رسول الله رضينا بالله رباً وبالإسلام ديناً وبالقرآن إماماً وبك نبياً فاعف عنا عفا الله عنك فقال النبي صلى الله عليه وسلم فهل أنتم منتهون ثم نزل على المنبر

پس یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی۔ پھر فرمایا ان قوموں کا کیا حال ہے جو میرے علم میں طعن کرتے ہیں۔ آج سے قیامت تک جو ہو نیوالا ہے اُس میں کوئی چیز ایسی نہیں جس کا تم مجھ سے سوال کرو اور میں تمہیں اس کی خبر نہ دوں۔ جو بھی تم مجھ سے پوچھو گے میں تمہیں اس کی خبر دوں گا۔ عبد اللہ بن حذافہ نے کھڑے ہو کر سوال کیا میرا باپ کون ہے۔ آپ نے فرمایا حذافہ۔ پھر حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے انہوں نے فرمایا یا رسول اللہ! ہم اللہ کی رُبوبیت پر اسلام کے ایک دین ہونے پر قرآن کے امام ہونے پر اور آپ کے نبی ہونے پر راضی ہوئے۔ ہم کو معاف فرمائیے اللہ آپ کو معاف کرے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم باز آ جاؤ گے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے اتر آئے۔

۱۔ التفسیر معانم التنزیل جزء الاول ص ۵۶ سطر ۲ مطبوعہ مصر

اس تفسیر سے یہ آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قیامت تک کی ہر شے کا علم ہے۔ اسی لیے آپ نے ارشاد فرمایا کہ :

”جو سوال کرو گے میں اس کا جواب دوں گا، جو پوچھو گے میں اس کی تمہیں خبر دوں گا۔“

قرن ثابت ہو گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قیامت تک جو ہونے والا ہے اس کا علم ہے۔

دوسری بات یہ بھی ثابت ہو گئی کہ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے بارے میں علم صا کان وما یكون ہونے پر ایمان تھا

تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم شریف میں طعن کرنے والا

منافقین ہی کا گروہ تھا جس پر خدا کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ :

ما بال اقوام طعنوا فی ان قوموں کا کیا حال ہے میرے علم

علی میں طعن کرتے ہیں۔

آج کل جو لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پر اعتراض اور طعن کرتے ہیں انہیں خود فیصلہ کر لینا

چاہیے کہ یہ روش اختیار کر کے وہ کس گروہ میں شامل ہو رہے ہیں۔

فیصلہ خداوندی

انبیاء علیہم السلام کو علم غیب کا مطلع کیا جاتا ہے

چنانچہ جب منافقین نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب شریف کا استہزاء کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب فرمادیا کہ میں اپنے پسندیدہ رسولوں کو غیب کے علم سے مطلع کرتا ہوں۔

آیہ شریفہ ملاحظہ فرمائیے :

اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ اسے عام لوگوں کو غیب کا علم دے ہاں اللہ تعالیٰ

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْعَلُ

مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ فَاٰمِنُوْا
 بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ وَاِنْ تُوْمِنُوْا
 وَتَسْمَعُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝۱۵

پہنچ لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے
 چاہے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے
 رسولوں پر۔ اور اگر ایمان لاؤ اور پرہیزگاری
 کرو تو تمہارے لیے بڑا ثواب ہے۔

صاحب تفسیر کبیر اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں:

فاما معرفت ذلك على سبيل
 الاعلام من الغيب فهو من
 خواص الانبياء ۝

لیکن ان غیب کی باتوں کو باعلام اللہ
 جان لینا انبیاء کرام کی خصوصیت
 ہے۔

اسی طرح صاحب تفسیر جمل اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں:

والمعنى ولكن الله يحبى اى
 يعطى من رسله من يشاء
 فيطلع على الغيب ۝

لیکن اللہ تعالیٰ چن لیتا ہے یعنی برگزیدہ
 کرتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس
 کو چاہتا ہے۔ پس مطلع کرتا ہے اس
 کو غیب پر۔

صاحب تفسیر خازن اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں:

يعنى ولكن الله يعطى ويختار
 من رسله من يشاء فيطلع
 على ما يشاء من غيبه ۝

لیکن انتخاب کر لیتا ہے رسولوں میں سے
 جس کو چاہتا ہے پس مطلع کرتا ہے
 جس کو چاہتا ہے علم غیب پر۔

اس آیت اور تفاسیر کی عبارات سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جس کو
 برگزیدہ فرما لیتا ہے اس کو علم غیب سے مطلع فرما دیتا ہے۔

اب قابل غور مسئلہ یہ ہے کہ اس مذکورہ آیت میں لفظ الغیب جو آیا ہے یہ اسم جنس معرفت

۱۔ التفسیر کبیر رازی
 ۲۔ التفسیر خازن

۱۔ پ ۴، ع ۸، س آل عمران
 ۲۔ التفسیر جمل

بالام ہے اور لام استغراق کا ہے کیونکہ معہود کوئی نہیں۔ (کما تقرر فی علم الاصول و المعانی والنحو)

حيث قال اسم الجنس المعرف (سواء كان و باللام او الاضافة
اذا استعمل ولم يفرقته تخصصه ببعض ما يقع عليه فهو
الظاهر في الاستغراق دفعا للتوجيه بلا مرجح۔ (شروئ کا فیر)
اور فاضل لاہوری ضربی نمید آقا سماً کے معنی میں فرماتے ہیں:
اے جميع افراد العزب۔

اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ الغیب سے مراد تمام غیوب ہوں گے جب غیب جزئی مراد نہیں
ہو سکتا تو یقیناً استغراق مراد ہو گا اور لفظ لکن استدراک کے لیے ہوتا ہے اور دو متنافی اور
متضاد کلاموں کے درمیان ہوتا ہے۔

چنانچہ صاحب حسینی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نہیں، اللہ تعالیٰ اطلاع دیوے تمہیں
منافق اور کافر و تمام مغیبات پر اسے ماکان وما یكون پر لیکن اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔
تمام مغیبات پر اطلاع ای ماکان وما یكون پیٹیوں میں سے اس پیغمبر کو جسے چاہے تو
اب صاف معنی یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ جس کو برگزیدہ فرماتا ہے اس کو حج غیوب ماکان وما
یكون کا علم غیب عطا فرمادیتا ہے۔

اب اتفاقی طور پر یہ سب کو علم ہے کہ خداوند پروردگار کے بعد اگر کوئی افضل ہے تو وہ
ذاتِ بابرکات حضور سید المرسلین صلوٰۃ اللہ وسلامہ ہی ہیں۔ تو جب اللہ تعالیٰ نے
برگزیدہ ہی اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا ہے تو پھر خدا تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق
تسلیم کرنا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ نے غیب کا علم عطا فرمادیا ہے۔ کیا آیت میں یہ قید ہے کہ اتنا
دیا، ہرگز نہیں۔ بلا قید و تخصیص یہ ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ جس کو برگزیدہ فرماتا ہے
اس کو کل غیب کا علم عطا فرمادیتا ہے۔

مخالفین کا عقیدہ عطائی علم غیب ماننا بھی شرک

مخالفین کے امام اکبر مولوی اسماعیل دہلوی کتاب ”تقویۃ الایمان“ میں رقمطراز ہیں،
(بلفظہ) پھر خدا دیو سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی طرف سے ہے خواہ اللہ کے
دینے سے ہے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے“^۱
توجہ فرمائیے کہ ان حضرات نے علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت کی بنا پر رب کریم کی عطا کا بھی
گویا انکار کر دیا ہے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کی عطا پر ایمان رکھیں تو لازم ہے کہ اس پر بھی ایمان رکھا
جائے کہ وہ اپنے محبوبوں کو غیب کا علم عطا فرما دیتا ہے۔
یہ ان لوگوں نے خداوند تعالیٰ کی عطا کا انکار کر کے اس کے علم کو بھی عطائی ہونا ٹھہرا
دیا ہے۔ یعنی خدا کا علم ذاتی لازم و قدیم تو ہے نہیں بلکہ معاذ اللہ وہ کسی سے علم حاصل
کرنے کا محتاج ہے کیونکہ شرک وہی بات ہوتی ہے جو خدا کی صفت دوسرے میں مانی جائے
جب اللہ کے دینے سے جانتا شرک ٹھہرا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ (معاذ اللہ) خدا تعالیٰ
کو بھی علم کوئی دیتا ہے تبھی تو یہ قول درست ہو سکتا ہے۔ لیکن یاد رکھیے کہ ہمارا حقائق
الارض والسماء فالق الحب والنواجل محبہ العلی کی عطا وسعت کا عالم اور شان
یہ ہے کہ:

مَا بَلَكَ عَطَاءٌ غَيْرَ مَجْدُودٍ ۖ (اے محبوب) آپ کے رب کی

عطا بخشش ایسی ہے کہ وہ کبھی

ختم نہیں ہو سکتی۔

جب وہ ہر شے کا عطا فرمانے والا ہے اور اس کی بخشش کبھی ختم نہیں ہو سکتی تو وہ عظام

۱۔ تقویۃ الایمان ص ۱۰

۲۔ پ ۱۲، ۸۵، ص ہود

الغیوب اپنے محبوبوں کو غیب کا علم عطا فرمانے پر قادر ہے۔

اس لیے اللہ تعالیٰ نے پہلے یہ بات واضح فرمادی کہ :

ماکان اللہ لیطلعکم کہ اسے علم لوگوں میں تمہیں غیب کا علم عطا نہیں فرماتا بلکہ و لکن اللہ یجتبیٰ من یرسلہ من یشاء اپنے رسولوں میں جن کو برگزیدہ فرماتا ہوں اُن کو غیب کا علم عطا فرمادیتا ہوں۔

اب ناظرین خود ہی فیصلہ فرمائیں جبکہ خدا تعالیٰ اپنے برگزیدہ رسول کو غیب کا علم عطا فرماتا ہے۔ تو کیا یہ شرک ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پھر ان حضرات کا یہ کہنا کہ عطائی علم غیب بھی ماننا شرک ہے تو اس کے معنی یہ ہونے کہ وہ خدا کے علم کو بھی عطائی ہونا تسلیم کرتے ہیں اور قرآن کریم کی آیت شریفہ کا کھلا انکار ہے۔

آپ ہی ذرا اپنی جناؤں پر غور کریں

ہم اگر بات کریں گے تو شکایت ہوگی

بہر کیف مذکورہ آیت سے ثابت ہو گیا کہ جن منافقین نے حضور انور آقا دیوم الفتور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم شریف کا استہزاء اڑایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ نازل فرما کر اُن کا رد فرمادیا کہ میں اپنے برگزیدہ رسولوں کو غیب پر مطلع کر دیتا ہوں، تو پھر تم کو کیا تکلیف ہے۔

منافقین کا رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

کے علم غیب پر تمسخر

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے روم، فارس، مکہ مکرمہ کی فتح کی قبل از وقت جب خیر ارشاد فرمائی تو منافقین نے اس غیبی خبر کا تمسخر اڑایا۔

آیت شریفہ ملاحظہ فرمائیے :

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اگر

آپ ان سے پوچھو تو ضرور یہی کہیں گے

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ وَ يَقُولُْنَ

إِنَّمَا كُنَّا نَحْوُكُمْ وَ نَنْعَبُ

قُلْ اَبَا اللّٰهِ وَاَيَاتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ
تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ لَا تَعْتَدُوْا قَبْدُ
كُفْرَكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ۝
ہم تو یوں ہی کھیل میں تھے۔ فرما دیجئے
آپ ان کو کیا اللہ اور اس کی آیتوں
اور اس کے رسول سے ہنستے ہو۔ تم
بھانے نہ بناؤ۔ تم تو مسلمان ہو کر مُرتد
ہو گئے ہو۔

صاحب خازن اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یسیر فی غزوہ تبوک و بین
ید یہ ثلاثہ نفر من المنقیین
اثان منهم یتہزئان بالقرآن
والرسول والثالث یضحک قیل
کانوا یقولون ان محمدًا یزعم
انہ یغلب الروم ویفتح مدائنہم
ما اُبعدہ من ذلک وقیل کانوا
یقولون ان محمدًا یزعم انہ
انزل فی صحابنا قرآن انما
ہو قولہ وکلامہ فاطلم
اللہ نبیہ صلی اللہ علیہ
وسلم علی ذلک فقال احیوا
عل الرکب فدعاهم وفتال
لہم قلتہم کذا وکذا فقالوا انما
کنانموض ونلعب ۝

غزوہ تبوک میں جاتے ہوئے منافقین
کے تین نفروں میں سے دو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بطور ہنر کہتے کہ ان
کا خیال کہ یہ روم پر غالب آجائیں گے کتنا
بعید خیال ہے اور ایک نفر بوتنا نہ تھا مگر
ان کی باتوں کو سن کر ہنستا تھا۔ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے ان کو طلب فرما کر ارشاد فرمایا
کہ تم ایسا کہہ رہے تھے انہوں نے کہا ہم
ہاتھ کاٹنے کے لیے ہنس کھیل کے
طور پر دل لگی کی باتیں کر رہے تھے۔

لے پ ۱۰، ۱۲ ع، مس توبہ لے التفسیر الخازن، جزاۃ الثالث

اس آیت و تفسیر سے واضح ہو گیا کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی اس غیبی خبر یعنی علم غیب کا مذاق اڑانے والے منافقین ہی تھے جس کی مزید وضاحت قرآن کریم نے دوسرے مقام پر بھی کر دی ہے۔

آیت شریفہ ملاحظہ فرمائیے :

وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا غُرُورًا ۖ
اور جب کہنے لگے منافق جن کے دلوں میں روگ تھا کہ ہمیں اللہ و رسول نے وعدہ نہ دیا مگر فریب کا۔

اس آیت شریفہ سے واضح ہو گیا کہ منافقین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غیبی خبر کا تمسخر اڑایا کہ ہم تمہارے سے ہو کر فارس و روم و مکہ مکرمہ کو فتح کر لیں یہ بالکل غلط ہے۔ نبی اللہ تو قبل از وقت فتح کرنے کی خبر دیں اور منافقین نے اس کا تمسخر کیا۔ لیکن صحابہ کرام کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس غیبی خبر پر ایمان تھا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وَلَقَدْ آتَيْنَا الْكُرُومِينَ الْاِخْرَابَ قَالُوا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَمَا نَرَاكَ هُمُ إِلَّا اِيْمَانًا وَتَسْلِيمًا ۚ
اور جب مسلمانوں نے کافروں کے لشکر دیکھے بولے یہ ہے جو ہمیں وعدہ دیا تھا اللہ و رسول نے اور سچ فرمایا اللہ اور اس کے رسول نے اور اس سے انھیں نہ بڑھا۔ مگر ایمان اور اللہ کی رضا پر راضی ہونا۔

معلوم ہو گیا کہ مومنین صحابہ نظام کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پر ایمان تھا اور ان کو اس پر ایمان رکھنے سے ایماناً و تسلیماً کا شرف نصیب ہوا۔

آیت پ ۲۱، ع ۱۴، سورہ احزاب

آیت پ ۲۱، ع ۱۰، سورہ الاحزاب

اب ذرا ملاحظہ فرمائیے کہ جن منافقین نے حضور مصطفیٰ علیہ التحیۃ والتناء کی غیبی خبر کا تمسخر اڑایا۔ آپ کے علم شریف پر زبان درازی کی اُن کو رب کریم کی طرف سے کیا تمغہ ملا۔

وَعَذَابُ اللَّهِ الْمُنْفِقِينَ وَالْمُنْفِقَاتِ
وَالْكُفَّارَاتِ نَارُ جَهَنَّمَ خَالِدَاتٌ
فِيهَا ذَهَبٌ حَبِيبٌ وَلَعَنَهُمُ اللَّهُ
وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ۝۱۰۶

اور اللہ تعالیٰ نے اُن منافق مردوں
اور منافق عورتوں اور کافروں کو جہنم کی
آگ کا وعدہ دیا ہے جس میں ہمیشہ رہیں گے
وہ اُنھیں پس ہے اور اللہ کی اُن پر
لعنت ہے اور ان کے لیے قائم
رہنے والا عذاب ہے۔

غور فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن منافقوں کو دوزخ کا عذاب اور لعنت کا طوق عطا فرمایا ہے
علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کرنا مذاق اڑانا رب کریم جل و علا کے نزدیک کوئی معمولی
سی بات نہیں۔ قل ابا لله وایتہ ورسولہ کنتم تستهزؤن ۵
اب ناظرین انصاف کی نظر سے فیصلہ فرمائیے کہ جو لوگ بارگاہِ رسالتِ مآب علی صاحبہا علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے مقامِ علم شریف کا اور انبیاء کرام علیہم السلام کے علم کا تمسخر اڑاتے ہیں اور ہر وقت
اُن کے علم میں طعن و تشنیع کرتے ہیں ان کا کیا ٹھکانا ہوگا۔

انبیاءِ عظام علیہم السلام کا بارگاہِ علام الغیوب میں ادب

شُبہ: شاتمانِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ قرآن میں آتا ہے:
يَوْمَ يَجْمَعُ اللَّهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ
مَاذَا أُجِبْتُمْ قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا
إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۝۱۰۷

جس دن اللہ تعالیٰ سب رسولوں کو
جمع کرے گا تو اُن سے فرمائے گا تمہیں
کیا جواب ملا تو کہیں گے ہمیں کچھ علم
نہیں تو ہی غیبوں کا جاننے والا ہے۔

لے پ ۱۰، ع ۱۴، س التوبہ لے پ ۱، ع ۴، س المائدہ

اس سے یہ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں۔

جواب: ایسے شبہات مخاضیں کی کوتاہ اندیشی اور نادانی سے ناشی ہیں کیونکہ صرف آیت ہی سے اتنا تو ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو اس چیز کا علم ضروری ہے جس کی نسبت وہ لاعلم لسان فرمادیں گے۔ کیونکہ سوال یہ ہے کہ تمہاری امتوں نے تمہیں تبلیغ کے بعد کیا جواب دیا۔ تو انبیاء کرام علیہم السلام کو وہی فرمانا اور جواب دینا چاہیے جو ان کو ان کی امت نے جواب دیا تھا۔ بجائے اس کے یہ کہہ دینا کہ ہم نہیں جانتے تو خود عالم الغیب ہے۔ صاف دلیل اس کی ہے۔ وہ بتقا بل علم حق تعالیٰ کے اپنے علم کی نفی کر رہے ہیں اور یہی مقتضائے ادب بھی ہے۔

اب وہی آیت جو مخاضیں پیش کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیے:

یَوْمَ يَجْمَعُ اللَّهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ	جس دن اللہ تعالیٰ سب رسولوں کو جمع
مَاذَا أُجِبْتُمْ قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا	فرمائے گا اعدان سے فرمائے گا تمہیں
إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ	کیا جواب ملا تو عرض کریں گے بیشک
	تو غیبوں کا جاننے والا ہے۔

چنانچہ امام فخر الدین رازیؒ تفسیر کبیر میں اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں:

ان الرسل علیہم السلام لما	تحقیق انبیاء کرام علیہم السلام جلتے ہیں
علموا ان الله تعالى عالم لا	کہ اللہ تعالیٰ عالم ہے بے علم نہیں۔
يجهل وحليم لا يسهو وعادل	علیم ہے سفید نہیں۔ عادل ہے ظلم
لا يظلم علما ان قولهم لا يفيد	نہیں۔ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ان کی بات
خيرا ولا يدفع شرا وخيرا	حصول خیر یا دفع شر کے لیے چندان مفید
والادب في السكوت وتفويض	نہ ہوگی۔ پس ادب، خاموشی اور معاملہ
الامر الى الله تعالى	اللہ کے عدل کی طرف سپرد کر دینے
	میں ہے۔ لہذا وہ عرض کریں گے ہمیں
	علم نہیں۔

سے پ، ع، م، س المائدہ سے التفسیر کبیر رازیؒ

دوسرا حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

صاحب تفسیر خازن اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں :

فعلی هذا القول انما نفسوا
العلم عن انفسهم وان كانوا
علماء لان علمهم ماء مالا علم
عند علم الله
پس اس بنا پر اپنی ذات سے علم
کی نفی کی۔ اگرچہ وہ جانتے تھے کیونکہ
اُن کا علم اللہ کے علم کے سامنے مثل
نہ ہونے کے ہو گیا۔

ان تفاسیر کی عبارات سے واضح ہو گیا اور جمہور مفسرین اس کے تو مقرر ہیں کہ انبیاء
صلوٰۃ اللہ علیہم و سلامہ کو یہ علم تو ضرور ہے کہ اُن کی اُمتوں نے انہیں کیا جواب دیا ہے۔ پس اس سے
مخالفین کے شبہ کا قلع قمع ہو گیا۔ اور دم مارنے کی جگہ نہ رہی مگر یہاں سے ایک نکتہ حاصل ہوا۔
وہ یہ کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانا کہ میں علم نہیں۔ اُن کے عدم علم کی دلیل نہیں بلکہ یہ
کہ ان کا مقتضائے ادب ہے کہ حضرت حق تعالیٰ کے سامنے وہ اپنے علم کو کچھ شمار نہیں کرتے۔ اب
اگر مخالفین صاحبان کو کچھ علم اور سمجھ سے تعلق ہو تو آئندہ ایسی عبارات سے ہرگز عدم علم کا استدلال
نہ کیا کریں کہ ایسے انکار سوا ادب پر محمول ہوتے ہیں۔

نیز انبیاء کرام علیہم السلام کا لا علم لنا عرض کرنے کے بعد اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوبِ
فرمانے سے اُن کے علم ہونے کی دلیل ہے کہ ہم کو علم نہیں بے شک تو عالم الغیب ہے کیونکہ
جو کچھ تو ہم سے دریافت فرما رہا ہے اس کو تو بھی جانتا ہے اور بارگاہِ خداوندی کے حضور ادب بھی
یہی ہے اور حقیقت میں تمام مخلوقات کا علم خالق کائنات کے علم کے سامنے مثل لاشے کے ہے۔
نیز مخالفین کے اس اعتراض سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ جب لا علم لنا سے عدم علم
انبیاء کرام کا ہونا مراد لیتے ہیں۔ تو کیا بعید ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے یوم یجمع اللہ الرسل فیقول
ماذا اجبتم فرمانے سے عدم علم خداوند کریم بھی ہونا مراد لے لیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نبیوں سے
سوال کر رہے ہیں۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ جو لوگ قرآن کا مطالعہ کرتے ہیں انہیں بخوبی معلوم ہے

کہ قرآن پاک میں جتنے انبیاء کا ذکر آیا ہے ان کی قوموں کے جواب اللہ تعالیٰ نے خود بیان فرمائے ہیں بلکہ ان کے انجام کا تفصیلی ذکر کیا ہے اور کئی قومیں انبیاء کی موجودگی میں تباہ کی گئیں اور وہ اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھتے رہے۔ ایسی آیات کو دلیل بنا کر علم انبیاء کا انکار کرنا کس قدر قرآن سے جہالت ہے۔

شہیدِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے ساری اُمت کے لیے شہید فرمایا ہے اور آپ کی شہادت تب ہی صحیح ہو سکتی ہے کہ وہ اپنی اُمت کے ہر ایک فرد کے ہر ایک عمل کو جانتے ہوں اگر وہ اُمت کے اعمال سے ہی پیغمبر ہوں تو پھر ان کی گواہی کیسے ہو سکتی ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ اور اس کی تفسیر ملاحظہ فرمائیے:

وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ
شَهِيدًا ۚ
اور یہ رسول تمہارے نگہبان اور
گواہ ہیں۔

چنانچہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ تفسیر عزیزی میں اسی آیت کے ماتحت فرماتے ہیں:

وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا	یعنی حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نور نبوت
یعنی وہ باشد رسول شما بر شما گواہ	سے اپنے دین میں ہر متدین کے رتبے
زیرا کہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبہ	سے اطلاع رکھتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں
ہر متدین ہدیٰ خود کہ در کدام درجہ از	کہ میرے دین میں وہ کہاں تک پہنچا
دین من رسیدہ و حقیقت ایمان او	ہے اور اُس کے ایمان کی کیا حقیقت
چسیت و حجابے کہ ہاں از ترقی محبوب	ہے اور وہ کون سا حجاب ہے جس کی
ماندہ است کدام است پس او	بدولت وہ ترقی سے محروم رہا۔ پس آپ
یشناسد گناہاں شمار او در درجات	تمہارے گناہوں اور اخلاص و نفاق
ایمان شمار او اعمال نیک و بد شمارا	کو پہچانتے ہیں۔ اس لیے آپ کی

واخلاص و نفاق شمار اولہذا شہادت
 اودر دنیا ہر حکم شرع در حق اومت
 شہادت دنیا و عقبی میں اومت کے
 حق شرعاً مقبول اور واجب العمل ہے۔
 مقبول و واجب العمل است۔

ناظرین غور فرمائیں کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کتنی صاف اور
 ظاہر ہے کہ حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر ایک کے اخلاص و نفاق کو بھی جانتے ہیں حالانکہ
 یہ دونوں چیزیں دل سے تعلق رکھتی ہیں۔

الحمد للہ مخالفین کے اس الزام کا بھی رد ہوا کہ اہل سنت بریلوی علمائے اومت کے اقوال کا
 انکار کرتے ہیں اور ہم شاہ عبدالعزیز کو اپنا بزرگ تسلیم کرتے ہیں۔ بتائیے آپ کا دعویٰ کہاں گیا۔ اور
 آپ کے فتویٰ کے مطابق شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کیا ہوئے۔ اگر شاہ صاحب نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم کا ایسا علم مان کر شرک نہیں تو پھر ہمیں کیوں مجرم قرار دیا جاتا ہے؟

۷

ہم آدھ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
 وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چہر چا نہیں ہوتا
 چنانچہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر عزیزی میں مذکور عبارت سے
 آگے فرماتے ہیں:

وآنچه از فضائل و مناقب حاضران زماں
 خود مثل صحابہ و ازواج و اہل بیت
 یا غائبان از زمان خود مثل اویس و صلہ
 مہدی و مقتول و جمال یا از مصائب
 و مثالب و حاضران و غائبان می فرماید
 اعتقاد بر آن واجب است و از دست
 کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچھ
 اپنے زمانے میں موجودہ لوگوں کے فضائل و
 مناقب مثلاً صحابہ و ازواج و اہل بیت
 کے متعلق یا ان کے متعلق جو آپ کے
 زمانہ میں نہیں مثلاً اویس، مہدی یا مقتول
 و جمال وغیرہ بیان فرمائے ہیں یا اپنے

۱۔ تفسیر عزیزی ص ۵۸، سطر ۷

کہ در روایات آمدہ کہ ہر نبی را بر اعمال
 اقیان خود مطلع میارند کہ فلا نے
 امروز چنین میکند و فلا نے چنانچہ تا روز
 قیامت ادای شہادت تو اند کردہ ہے۔
 زمانہ میں موجودہ یا غائب لوگوں کی
 برائیاں بیان فرمائیں تو اس پر اعتقاد
 رکھنا واجب ہے اس لیے کہ روایات
 میں آیا ہے کہ ہر نبی کو اس کی امت
 کے احوال کا علم ہے کہ فلاں نے آج
 یہ کام کیا ہے اور فلاں نے ایسا کہا۔
 تاکہ قیامت کے دن وہ اپنی امت پر
 گواہی دے سکیں۔

زرقانی شرح مواہب کا اس آیت کے ماتحت حوالہ ملاحظہ فرمائیے،
 لا فرق بین موتہ و حیاتہ و
 مشاہدتہ لا ممتہ و معرفتہ
 باحوالہم و نیاتہم و عزائہم
 و خواطرہم و ذلک عندہ
 جلی لا خفا بہ۔
 حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام زندگی اور وفات
 کی حالت میں اپنی امت کے احوال
 نیات، ارادے اور قلبی و سوا اس کے
 دیکھنے اور پہچاننے میں برابر ہیں اور یہ
 بات ان کے نزدیک ظاہر ہے پوشیدہ
 نہیں۔

مذکورہ حوالہ جات سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی امت کے ہر فرد
 کے اخلاص و نفاق تک و ارادوں و نیتوں کو بھی ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ اس لیے آپ کی شہادت
 مقبول و واجب العمل ہے۔ اگر مخفیین ان تمام دلائل کے باوجود بھی شبہ میں رہیں اور ہٹ دھرمی
 سے باز نہ آئیں تو ہم اس کے سوا کیا کہہ سکتے ہیں۔ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ
 أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ۔

لے التفسیر عربی ص ۵۱۸ ، سطر ۱۱ لے زرقانی شرح مواہب ج ۱ ص ۱۳۶ مطبوعہ مصر

شہید کا لفظ اُمت پر وارد ہونے کے معنی

شہید : مخالفین کا یہ کہنا ہے کہ اگر شہید کا لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علمی پر دال ہو تو لازم آئے گا کہ سب عالم ماکان و مایکون ہوں۔

جواب : یہ ان لوگوں کا اپنا قیاس ہے اور قیاس اس زمانہ والوں کا خود ان صاحبان کے نزدیک ناقابل اعتبار ہے۔ نہ آیت کا یہ مطلب نہ کسی مفسر کا قول۔ سب سے پہلے تفسیر ہاتھ میں لیجئے اور اس سے دریافت کر لیجئے کہ اس آیت میں وسعت علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دلالت ہے یا کہ نہیں۔

چنانچہ محی السنہ امام بغوی رحمہ اللہ نے تفسیر معالم التنزیل میں اسی آیت کے تحت یہ حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے :

عن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ	ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ
عنه قال قام فینا رسول اللہ	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز
صلی اللہ علیہ وسلم یوماً بعد	عصر کے بعد ہم میں کھڑے ہو کر
العصر فما ترک شیئاً الی	قیامت تک ہونے والی چیزیں سب
یوم القیامة الا ذکوة فی مقام	ہی بیان فرمادیں اور کوئی چیز نہ چھوڑی
ذلک حتی اذا کانت الشمس	یہاں تک کہ جب دھوپ کجوروں کی
علی رؤس النمل و اطراف	چوٹیوں اور دیواروں کے کنارہ پر
الشیطان قال اما انہ	پہنچی تو فرمایا کہ دنیا کے احوال میں
لم یبق من اللہ نیا فیما	سے صرف اس قدر باقی رہ گیا جتنا
مضی منها الا کما من	دن باقی رہ گیا۔
یوم مکرمہ	

لے اتغیہ معالم التنزیل جزء الاول

علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ کا اس حدیث شریف کو اس آیت شریفہ و بكون الرسول
عليكم شهيدا کے تحت لانا صاف بتا رہا ہے کہ آیت شریفہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت
علیٰ مذکور ہے۔

جب تفسیر سے یہ ثابت ہوا کہ یہ آیت علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دال ہے تو ایسے
اشخاص کے قیاس پر کیا توجہ کی جائے جو آیت کی تفسیر سے غافل ہیں۔ غرضیکہ جب ہمارا مدعا
آیت سے اور تفسیر و حدیث سے ثابت ہے تو ثابت پھر کسی منکر کا اعتراض قابل سماعت نہیں۔ لیکن پہلی
اس کی وضاحت ملاحظہ فرمائیے۔

جاننا چاہیے کہ صحت شہادت کے لیے شاہد کو مشہود علیہ پر علم یقینی ہونا چاہیے اور یہ
بواسطہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو حاصل ہے اور اس جناب کی بدولت ان کا یقین کامل۔
یہی جواب جو مخالفین پر پیش کیا گیا ان شاء اللہ العزیز و شہادت اُن اُمتوں پر پیش کیا جاوے گا
جو تبلیغ انبیاء کا انکار کریں گی جیسا کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے تفسیر عسکری میں
تحریر فرمایا ہے،

ولہذا چوں اُم دیگر در مقام رو شہادت ایشان خواہند گفت کہ شما از چہ
رو شہادتہ میدہید حال آنکہ در وقت ما نبودید و حاضر واقعہ نشدید
ایشان جواب خواہند گفت کہ ما را خبر خدا بواسطت پیغمبر خود رسید و نزد
ما در افادہ یقین۔

بہتر از دیدن و حاضر شدن گردید و در شہادت مسلم
یقینی بہ مشہود علیہ می باید بہر طریق کہ حاصل شود

تعجب ہے کہ مخالفین نے حضور سید الانس و الجن صلی اللہ علیہ وسلم کو جملہ اُمت محمدیہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر سمجھ لیا اور کچھ فرق نہ کیا۔ شہادت کا لفظ جب اُمت کی طرف منسوب دیکھا
پھر اسی کو صاحب اُمت کی صفت پایا فوراً مرتبہ برابر سمجھ لیا اور یہ کچھ خیال نہ کیا کہ اُمت کا علم
تعلیم نبی کریم سے ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم تعلیم الہی سے۔ پھر منصب رسالت کے
لائق کہ جس سے تمام عالم کا نظام متعلق اور یہ ترتیب عبودیت کے موافق جو فقط اپنی اصلاح کے لیے ہے

اس شہادت پر پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت ضروری جیسا کہ ارشاد ہوا و یكون المرهول علیکم شہیداً یہ شہادت خود ہی کافی جو اور کسی شہادت کی محتاج نہیں۔

ان سب سے قطع نظر کیجئے اور یہ غور فرمائیے کہ ایک ہی لفظ کے معنی ہر شخص کی نسبت سے ایک ہی ہونے ضروری نہیں بلکہ کبھی ایک لفظ کے معنی ایک شخص کی نسبت سے کچھ ہوتے ہیں اور دوسرے کی نسبت سے کچھ اور۔ چنانچہ صلوٰۃ اور ہدایت وغیرہ الفاظ مختلف مرقعوں پر مختلف معانی میں مستعمل ہیں اور ان کو بھی کوئی تخصیص نہیں بلکہ تمام الفاظ مختلف مواقع پر مختلف معانی میں مستعمل ہیں۔ دیکھیے آیہ کریمہ وَهَكَوْا اللّٰهَ میں ایک ہی لفظ مکرہ ہے جو ایک جگہ کفار کے لیے اور دوسری جگہ حق تعالیٰ کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ اور ایک جگہ معنی کچھ ہیں اور دوسری جگہ کچھ اور۔

اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت یونس علیہ السلام کی نسبت کلام اللہ شریف میں لفظ ظلم وارد ہے :

وَقَوْلُهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ . وَقَوْلُهُ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا .

ان دونوں مقاموں میں ظلم بمعنی ترک اُولی ہے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ اپنی تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں :

مذاق جمہور اہل تفسیر آنست کہ ظلمی کہ ایں ہر دو بزرگ

بخود نسبت فرمودہ اند ظلم حقیقی نہ بود بلکہ ترک اُولی

تو دوسری آیت :

لَا يَمَالُ عَمْدِي الظَّالِمِينَ

میں ظلم کے معنی حقیقی جو فسق ہیں مراد ہیں۔

جیسا کہ شاہ صاحب نے یہ بھی لکھا ہے : حُر

در آیت مراد ظلم حقیقی است کہ فسق است

غرضیکہ ایک جگہ ایک لفظ سے کچھ مراد ہوتی ہے اور دوسری جگہ کچھ اور۔ اسی لفظ شہادت کو نزدیکہ لیجئے

کہ یہاں امت کے لیے معنی گواہی مستعمل ہوا۔ اور واللہ علی کل شیء شہید میں معنی

علیم کے۔ اگر مخالفین کے قاعدہ کے بموجب لفظ شہید بمعنی علیم ہو ہی نہ سکے تو اس آیت سے اللہ تعالیٰ کا علیم ہونا بھی ثابت نہ ہو سکے گا۔ معاذ اللہ

پس مخالفین کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اُمت کی نسبت جو لفظ شہادت مستعمل ہوا وہ اور معنی میں ہوا، اور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت جو لفظ شہادت مستعمل ہوا وہ علیم کے معنی میں ہوا جیسا کہ مفسرین نے فرمایا ہے۔

چنانچہ مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی تفسیر عزیزی میں لفظ شہادت کے متعلق فرماتے ہیں،
”بلکہ میتوں گفت کہ شہادت دینجا بمعنی گواہی نیست بلکہ بمعنی اطلاع و نگہبانی است تا از جادۂ حق بیرون زویہ چنانچہ واللہ علی کل شیء شہید و در مقولہ حضرت عیسیٰ کہ کنت علیہم شہیداً مادمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم وانت علی کل شیء شہید و چون اس نگہبانی و اطلاع طریق تحمل شہادت است و تحمل شہادت برائے اداسے می باشد و در احادیث اس شہادت را بگواہی روز قیامت تفسیر فرمودہ اند
بیاناً الحاصل المعنی لا تفسیر اللفظ“

مندرجہ بالا فارسی عبارت کا مختصر الحاصل یہ ہے کہ لفظ شہادت جو اُمت مرحومہ کے لیے استعمال فرمایا گیا ہے گواہی کے معنی میں ہے اور جو لفظ شہادت جناب رسالتاب کی نسبت ارشاد ہوا، یہ اطلاع اور نگہبانی کے معنی میں استعمال ہوا اب تو مخالفین کو کوئی محل اعتراض نہ رہا۔

ثانیاً اگر مخالفین کی حالت یہ رہ کر تے ہوئے یہ بات فرض بھی کر لیں کہ لفظ شہید دونوں جگہ ایک ہی معنی کے لیے ہیں تو بھی ان کا منہ صواب ثابت نہ ہو سکے گا جو مخالفت صاحبان یہ اعتراض کر سکیں کہ صواب کے لیے علم غیب کا ثبوت لازم آنے لگا۔

ہاں یہاں اُمت سے مراد مہاجرین اولین اور انصار سابقین یا علماء مجتہدین مراد ہیں کہ جن کا اجماع خلا پر ممکن نہیں۔ وہ حضور رب العالمین میں شہادت کے لیے منظور فرمائے گئے ہیں۔ چنانچہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں،

درینجا تفسیر بغایت دلچسپ کہ از بعضی قدامت مفسرین منقول شدہ و از اکثر اشکالات مذکورہ نجات میدہ حاصلش آنکہ در و کذا لک جعلتکم اُمۃ وسطاً لتکونوا مخاطب خاص کسانے اند کہ نماز بسوئے قبلتین گزارند یعنی مہاجرین و انصار سابقین کہ علودرجہ آنها در ایمان معروف و مشہور است۔
اس کے آگے صفحہ ۵۱۲ سطر ۲۰ میں تحریر فرماتے ہیں:

لیکن اگر در اینجا مقام است را از اول تا آخر اعتبار کنیم قاعدۃ تکلیف بر ہم میگردد زیرا کہ بعد از انتصاب تمام امت یکپس باقی خواہ ماند کہ قول ایشان بروی حجت تواند شد پس معلوم شد کہ مراد اہل تمانہ اندوچوں اہل ہر زمانہ مخلوط می باشند عالم و جاہلی و صالح و فاسق ہر در ہنہا۔۔۔۔۔ موجود میشوند بقرائن عقلیہ معلوم شد کہ اعتبار بکفۃ علمائے مجتہدان متین است نہ غیر ایشان و ہر حال اجماع ایشان بر خطا ممکن نیست والا ایں امت خیار و عدول نباشد و در میان ایشان و اہم دیگر فرقے نمائند و ایں شرفیت عظیم کے ایں را بہ بیات اجماعیہ حکم پیغمبر دادہ اند و چنانچہ حکم پیغمبر محصوم از خطا واجب القبول است ہم چنان حکم ایں امت باجماع محصوم از خطا واجب القبول ہے

اس عبارت سے بخوبی واضح ہو گیا کہ جعلتکم اُمۃ وسطاً لتکونوا شہداء سے تمام امت اول سے تا آخر مراد نہیں بلکہ کبرائے امت مراد ہیں۔ پس ہم کو تسلیم کہ کبرائے امت کو بھی امور غیب پر اطلاع فرمائی جاتی ہے اور یہی عقیدہ اہلسنت (بریلوی) کا ہے البتہ معتزلی انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سوائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ولی کو علم غیب حاصل نہیں۔

چنانچہ زرقانی شرح مواہب اللدنیہ میں ہے:

قال فی لطائف المنن اطلاع	لطائف المنن میں فرمایا کہ کامل بندے
العبء علی غیب من غیوب	کا اللہ کے غیوب میں سے کسی غیب پر
اللہ تعالیٰ بنور قمنہ بدلیل	مطلع ہوجانا عجب نہیں اس حدیث سے

۱۔ تفسیر عریزی

خیراتقوا فراسة المؤمن
فانه ينظر بنور الله لا يستعرب
وهو معنى كنت بصره الذى
يبصر به فمن كان الحق لبعده
فاطلاعة على غيب الله
لا يستعرب به

کہ مومن کی دانائی سے ڈرو کیونکہ وہ
اللہ کے نور سے دیکھتا ہے اور یہی
حدیث کے معنی ہیں کہ اللہ فرماتا ہے
میں اس کی آنکھ ہوجاتا ہوں جس سے
وہ دیکھتا ہے۔ اس کا دیکھنا حق کی
طرف سے ہوتا ہے۔ پس اس کا
غیب پر مطلع ہونا کیا بعید ہے۔

دوسرا حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ القوی تفسیر عزیزی سورہ جن میں فرماتے ہیں:

"اطلاع بر لوح محفوظ و دیدن نقوش
نیز از بعضی اولیاء بتواتر منقول است"۔
لوح محفوظ کی خبر رکھنا اور اس کی
تحریر دیکھنا بعض اولیاء اللہ سے بھی
بطریق تواتر منقول ہے۔

تیسرا حوالہ ملاحظہ فرمائیے :

شیخ الشیوخ علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب 'زبدۃ الاسرار'
میں محبوب سبحانی غوث صوفی شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد نقل
فرماتے ہیں :

قال رضى الله عنه يا ابطال
يا اطفال هتوا وخذوا عن
البحر الذى لا ساحل له و
هزة ربى ان السعداء والاشقياء

اے بہادر و! اے فرزند و! آؤ اس
دریا سے کچھ لے لو جس کا کنارہ ہی نہیں
قسم ہے اپنے رب کی تحقیق ینک بنت
وہ بنت لوگ مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں

اے زرقانی شریعت مواہب اللدنیہ جزء السادس

لہ التفسیر عزیزی پارہ ۲۹

يعرفون على و ان بوجوه عيني
فی اسوح المحفوظ وانا غا لئ
اور ہمارا گوشہ چشم لوح محفوظ میں رہتا
ہے اور میں اللہ کے علموں کے سمندروں
میں غوطے لگا رہا ہوں۔

جو تھا حوالہ ملاحظہ فرمائیے :

علامہ مولانا جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس میں حضرت قطب الاقطاب خواجہ
خواجگان بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں :

حضرت عزیزان علیہ الرحمۃ والرضوان
میگفتہ اند کہ زمین در نظریں طائفہ
چوں سفرہ ایست و ما میگویم چوں روئے
ناخن است بیچ چیز از ایشان غائب
نیست بلہ
یعنی حضرت عزیزان رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے
ہیں کہ زمین ادویا کے گروہ کے سامنے
ایک دسترخوان کی مثل ہے اور حضرت
خواجہ بہاؤ الدین نقشبند فرماتے ہیں کہ
ہم کہتے ہیں کہ روئے زمین ناخن کی
مثل ہے اور کوئی چیز ان کی نظر سے
غائب نہیں۔

ان عبارات سے ثابت ہو گیا کہ سعداً اور اشقیاء ادویا، پر پیش کیے جاتے ہیں اور ان کی آنکھ
کی پتلی لوح محفوظ میں رہتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے علم کے دریا میں غوطہ زن رہتے ہیں۔ اب
اگر مخالفین کا قول تھوڑی دیر کے لیے تسلیم بھی کر لیا جائے اور لفظ شہادت و دنوں جگہ ایک ہی
معنی میں لیا جائے تو بھی کچھ مضائقہ نہیں اس لیے کہ جب کہراٹے اُمت گواہ ٹھہرے اور ان کو
یہ اطلاع غیب بے عطائے عالم حقیقی میسر۔ تو اگر شہادت کا لفظ ان حضرات کے لیے بھی ثابت
علم ہوگا تو بے شک حق اور بجا ہے۔ اُمید ہے کہ اب مخالفین کو ذرا چُون و چرا کا موقع نہیں۔
تسلیم کریں یا خاموش رہیں۔

علوم خمسہ کی تحقیق

شعبہ : مکین یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ قرآن میں آتا ہے کہ علم قیامت، بارش کب ہوگی،

لے زبدۃ الاسرار لے نفحات الانس

رحم میں کیا ہے، کوئی کل کیا کماٹے گا۔ اور کوئی کس زمین میں مرے گا۔ یہ پانچ چیزیں اللہ ہی کو معلوم ہیں۔ اس کے علاوہ ان علوم خمسہ کا کسی کو علم نہیں۔ لہذا معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان چیزوں کا علم نہیں۔

جواب : یہ آیہ شریفہ ان اللہ عندہ علم الساعة سے علیم خبیث تک مشکین کی بڑی دستاویز ہے کہ اس کی ذلیعہ کی طرح ہمیشہ رٹ لگاتے رہتے ہیں کہ علوم خمسہ کو اللہ ہی جانتا ہے اور کوئی نہیں جان سکتا۔ کیا اس آیہ شریفہ میں موجود ہے کہ علوم خمسہ ہی غیب ہیں۔ اور اگر یہ منشاء کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو ان اشیاء کا علم نہیں عطا فرمایا تو بھی غلط۔ اور اگر یہ مطلب کہ اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے بھی کسی کو ان اشیاء کا علم نہیں ہوتا تو یہ سخت بے دینی ہے۔

چنانچہ مخالفین جو آیت پیش کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیے:

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَ	بے شک اللہ ہی کے پاس ہے قیامت
يُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ	کا علم اور بارش کا کہ کب ہونی ہے اور
وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّا ذَا تَكْسِبُ	ماں کہہ دیت میں کیا ہے اور کل اپنے
غَدًا وَ مَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ	لیے کیا کماٹے گا اور کوئی کس زمین پر
اَرْضٍ تَمُوتُ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ	مرے گا بے شک اللہ تعالیٰ جانتا ہے
خَيْرٌ ۝	اور بتانے والا ہے۔

مندرجہ بالا آیت میں قابل غور مسئلہ یہ ہے کہ ان پانچ چیزوں کے ذکر فرمانے میں کوئی نکتہ تو ہونا چاہیے۔ آخوان پانچ کے سوا غیب بھی تو اور بہت کثرت سے ہیں یہاں تک کہ ان پانچ کے جملہ افراد سب مل کر بھی اور غیبوں کے ہزاروں حصّہ کو بھی نہیں پہنچتے تو اللہ تعالیٰ غیب کا غیب ہے اور وہ ہر چیز پر شاہد ہے اور اس کی ہر صفت غیب ہے اور برزخ غیب ہے اور بہشت غیب ہے اور دوزخ غیب ہے اور حساب غیب ہے اور نامہ اعمال غیب ہے اور قیامت کے میدان میں جمع کیا جانا غیب ہے اور فرشتے غیب ہیں اور ان کے سوارب کے لشکر غیب ہیں اور ان کے سوا اور غیب ہیں کہ جن کی جنسیں تک ہم نہیں گنا سکتے نہ کہ اور معلوم ہیں کہ یہ سب کے سب یا ان میں

اکثر غیب ہونے سے ان پانچ سے بڑھ کر ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں ان میں سے کچھ ذکر نہیں فرمایا۔ صرف یہی پانچ ذکر فرمائے تو انہیں اس لیے نہ گنایا کہ یہ غیبت و خفا کے اندر زیادہ داخل ہیں۔

بلکہ بات یہ ہے کہ وہ زمانہ کا ہنوں کا تھا اور کافر علم غیب کا ادعا رکھتے تھے رمل سے، نجوم سے، قیافہ سے، عیافہ سے، زجر سے، طیر سے اور پانسوں سے۔ اور ان کے سوا اپنی ہوسوں سے جو اندھیروں سے ڈھانپی ہوئی تھیں اور وہ چیزیں جو مذکورہ عبارت میں ذکر کی گئی ہیں۔ مثلاً ذات صفات الہی اور آخرت اور فرشتے کچھ بحث نہ رکھتے تھے اور نہ ان چیزوں کے جاننے کی اُن برہماری کی طرف بلانے والے فنون میں کوئی راہ تھی۔

وہ تو یہی بات بکا کرتے تھے کہ مہینہ کب ہوگا، کہاں ہوگا اور پیٹ کا بچہ لڑکی ہے یا لڑکا۔ اور کسب اور تجارتوں کے حال اور یہ کہ ان میں کسے فائدہ ہوگا اور کسے نقصان اور یہ کہ مسافر اپنے گھر پہنچے گا یا وہیں پر دیس میں مرجائے گا۔ تو یہ چار چیزیں خاص ذکر کی گئیں۔

بائیں معنی کہ یہ چیزیں جن کے علم کا تم اپنے باطل فنون سے ادعا کرتے ہو ان کا علم تو اُسی بادشاہ جلیل کے پاس ہے بے شک اس کے بتانے اس کی طرف کوئی راہ نہیں اور ان چار کے ساتھ علم قیامت کو بھی شامل فرمایا کہ یہ بھی اُنہی باتوں کی جنس سے تھے جن سے بحث کرتے تھے۔

یعنی موت، تو آدمیوں کی موت سے بحث کرتے تھے اور قیامت تمام اہل زمین کی موت ہے۔

اور بے شک جو فن نجوم جانتا ہے اسے معلوم ہے کہ اس فن کے زعم پر ستاروں کی

دلالت عام حادثوں کی بہ نسبت خاص کے بہت زیادہ ہے اور کسی ایک کے گھر کی خوابی یا ایک

شخص کے موت کے لیے ان کے پاس کوئی ایسا قاعدہ نہیں جس پر وہ اپنے زعم میں بھی یقین

کر سکیں۔ اس واسطے کہ ستاروں کی نظریں اور جوگ اور باہمی نسبتیں اور دلائل جرنی باتوں میں

ایک دوسرے کے خلاف پڑتی ہیں بلکہ کسی کے زائچہ پیدائش یا عمر کے زائچہ سال ہیں۔ کم ایسا

اتفاق ہوتا ہے کہ جو ستارہ کسی گھر میں ہو یا اُس کی طرف دیکھ رہا ہو وہ قوت و ضعف کی باہم

مزاحمت سے خالی ہو تو اگر ایک طرف سے بدی پر دلالت کرتا ہے تو دوسری جانب سے

بجلائی پر اور بس وہ اٹکل دوڑاتے ہیں اور ایک جانب کو ترجیح دیتے ہیں اور جدھر کا پتہ ان کے

نزدیک جھکتا ہے۔ اس پر حکم لگا دیتے ہیں۔ مگر عالم میں انقلاب علم کے لیے ان کے یہاں ایک قاعدہ قرار پایا ہوا استراری ہے اور وہ قرآن اعظم ہے۔ یعنی دونوں اونچے ستاروں زحل و مشتری کا تینوں بروج آتشی حمل اسد قوس سے کسی کے اقول میں جمع ہونا جیسا کہ زمانہ طوفان حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام میں تھا اور معلوم ہوا کہ حساب سے آنے والے قرآن بھی یونہی معلوم کر سکتے ہیں جیسے گزرے ہوئے اور یہ کہ کتنے برس کے بعد ہوگا اور کیا ہوگا اور یہ کہ کس برج کے کس درجہ بلکہ کس دقیقہ میں ہوگا اور کس طرف ہوگا اور کتنے دنوں رہے گا۔ اور ایک ستارہ دوسرے کو چھپالے گا یا کھلا رہے گا۔ اور ان کے سوا اور باتیں اس لیے کہ ستارے تو ایک مضبوط حساب کے باندھے ہوئے ہیں اور یہ زبردست جاننے والے کا اندازہ مقرر فرمایا ہوا۔ تو قیامت کے ذکر سے ان پر تو بیخ کنی فرمائی گئی کہ تمہارے ان علموں کی اگر کچھ حقیقت ہوتی، جیسا کہ تمہارا خیال ہے، تو کسی ایک شخص کی موت جاننے سے قیامت کا علم تمہیں زیادہ جلد آجاتا ہے مگر تم نہیں جانتے تم قریوں ہی اٹکل دوڑائے جاتے ہو تو ان پانچ چیزوں کے خاص ذکر کا یہ نکتہ ہے۔ اللہ خوب جانتا ہے اور درستی فکر پر اللہ ہی کی حمد ہے نیز حدیث شریفہ میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ چیزیں ہیں جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فرما دو آسمان اور زمین میں کوئی غیب نہیں جانتا۔ سو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے پانچ چیزوں کے جاننے کے متعلق فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے عام حکم فرمایا ہے اور ہمارا سب پر ایمان ہے اس لیے کہ خاص و عام کی نفی نہیں اور غیب جو ہیں انہیں بھی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

تو خلاصہ یہ ہوا کہ اللہ ہی جانتا ہے اس کے سوا کوئی اس کی عطا کے کچھ نہیں جانتا تو بات بھی اسی طرف پلٹے گی جو کہ ائمہ کرام نے تحقیق فرمادی کہ نفی اس کی ہے کہ کوئی بذات خود بے عطلے الہی جانے۔ چنانچہ صاحب خازن اسی مذکورہ آیت رات اللہ یحذہ علم الساعۃ کے ماتحت فرماتے ہیں،

عاصم بن عمرو رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور

نزالت فی الحارث بن عمرو

ابن حنفہ من اهل الباسریہ

آپ سے پانچ چیزوں کا سوال کیا اور
یہ کہا تھا کہ میں نے کھیتی بوئی۔ خبر
دیکھی کہ مینہ کب برسے گا اور میری
عورت حاملہ ہے مجھے بتائیے کہ اس کے
پیٹ میں کیا ہے یہ تو مجھے معلوم ہے
کہ گزشتہ دن میں نے کیا کیا۔ مجھے
یہ بتائیے کہ آئندہ کل کو کیا کروں گا یہ
بھی جانتا ہوں کہ کہاں پیدا ہوا۔ مجھے
یہ بتائیے کہ کہاں پر مروں گا۔

اَقَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَسْأَلَهُ عَنِ السَّاعَةِ وَقَتِّهَا
وَقَالَ اِنَّ اَرْضَنَا اجْرَبَتْ فَقُلْ
مَتَى يَنْزِلُ الْغَيْثُ وَتَرْكُتُ اِمْرَأَتِي
حَبْلِي فَتَتَى تَلَا وَلَقَدْ عَلِمْتُ
اِنَّ فَبَايَ اَرْضِي تَمُوتُ
فَاَنْزَلَ اللَّهُ هَذِهِ الْاَيَةَ

اس تفسیر سے بھی معلوم ہو گیا کہ ان پانچ چیزوں کے متعلق جب حارث بن عمرو نے حضور
صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے خود اس کا جواب دیا کہ ان کو وہی جانتا ہے
کیونکہ یہ اس قابل نہیں ہیں کہ ان کے ایسے امور کی خبر دی جائے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے
یہ آیت شریفہ نازل فرما کر واضح فرمادیا کہ کفار آئندہ ایسے سوال کرنے کے مجاز نہ رہیں۔

اب مذکورہ آیت اِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ کے ماتحت مفسرین کرام کی تفسیر کو
ملاحظہ فرمائیے۔ چنانچہ صاحب تفسیرات احمدیہ اسی آیت کے ماتحت فرماتے ہیں،

اور تم یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ ان پانچوں کو
اگرچہ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا لیکن یہ
جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ولیوں
اور محبوبوں میں سے جس کو چاہے مطلع
فرمادے اس قول کے قرینہ سے کہ
اللہ جاننے والا ہے اور بتانے والا ہے
(خبر یعنی خبر)

وَلَكِنْ اِنْ تَقُولُ اِنَّ عَلِمَ هَذِهِ
الْخَمْسَةُ وَاَنْ لَا يَعْلَمَهَا
اَحَدٌ اِلَّا اَللَّهُ لَكِنْ يَجُوْزُ اَنْ
يَعْلَمَهَا مِنْ يَشَاءُ مِنْ مُّجِيبِهِ
وَاَوَّلِيَّامِهِ بِقَرِينَةٍ قَوْلِهِ
تَعَالٰى اِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ بِمَعْنَى
الْمُخْبِرِ

لہ تفسیر الخازن ۱۰ تفسیرات احمدیہ

اب جو حدیث مشکوٰۃ شریف میں آتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان پانچ چیزوں کو کوئی نہیں جانتا۔ اور آیت مذکورۃ تلاوت فرمائی۔

علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں اسی حدیث کے ماتحت فرماتے ہیں:

مراد آنست کہ بے تعلیم الہی بحساب	مراد یہ ہے کہ ان امور غیب کو بغیر
عقل بچکس اینہارا نداند و آہنا از	اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے عقل کے
امور غیب اند کہ جز خدا کے آترا	اندازے سے کوئی نہیں جان سکتا
نداند مگر آنکہ دے تعالیٰ از نزد	کیونکہ ان کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔
خود کے را بوحی والہام مطلع کند یہ	مگر وہ جس کو اللہ اپنی طرف سے وحی
	یا الہام سے بتا دے۔

جلال الملت والہدین علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ روض النظیر شرح جامع صغیر

میں اسی حدیث کے متعلق فرماتے ہیں:

اما قوله صلى الله تعالى عليه	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جو فرمایا ہے
وسلم الا هو فمستقر جانہ کا	کہ ان پانچ غیبوں کو کوئی نہیں جانتا۔
يعلمها احد بذاته ومن ذاته	اس کے یہ معنی ہیں کہ بذات خود اپنی
الا هو لكن قد تعلم باعلام	ذات سے انھیں اللہ ہی جانتا ہے
الله تعالى فان شئ من	مگر خدا کے بتائے سے کبھی ان کو بھی ان کا
يعلمها يه	علم ملتا ہے۔

علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری المرقاة شرح مشکوٰۃ میں اسی حدیث و خمس

لا يعلمہن کے تحت فرماتے ہیں:

لہ اشعۃ اللمعات ص ۴۴ جز اول مطبوعہ گردید لکھنؤ

لہ روض النظیر شرح جامع صغیر

فمن ادعى علم شىء منها غير
مسند الى رسول الله صلى
الله عليه وسلم كان كاذباً
فى دعواه ۛ

پس جو شخص ان پانچوں میں سے کسی چیز
کے علم کا دعویٰ کرے حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کی طرف بغیر نسبت کیے ہوئے، تو
وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔

ترجمہ ملاحظہ فرمائیے۔

علامہ شنوانی جمع النہایہ میں اسی حدیث کے متعلق فرماتے ہیں،

قد ورد ان الله تعالى لم يخرج
النسب صلى الله عليه وسلم
حتى اطلعه الله عن كل
شىء ۛ

بے شک وارد ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا سے خارج نہ
کیا، یہاں تک کہ ہر چیز پر مطلع کر دیا۔

سیدہ امجد مالکی غوث الزماں سید شریف عبدالعزیز مسعود کتاب الابریز میں فرماتے ہیں،

هو صلى الله تعالى عليه وسلم
لا يخفى عليه شىء من الخس
المذكورة فى الآية الشريفة
وكيف يخفى عليه ذلك و
الاقطاب السبعة من امته
الشريفة يعلمونها وهم
دون الغوث فكيف بالغوث
فكيف بسيد الاولين و
الآخرين الذى هو السبب
كل شىء ومنه كل شىء ۛ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ان پانچ ذکر و
میں سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں اور حضور
علی اللہ علیہ وسلم پر یہ امور کیونکر مخفی ہو سکتے
ہیں مالا کہ آپ کی امت شریفینہ کے
سات قطب ان کو جانتے ہیں۔ پس
غوث کا کیا پوچھو۔ پھر حضور سید الاولین
والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا کہنا جو ہر
چیز کے سبب ہیں جن سے ہر چیز
ہے۔

ۛ الجمع النہایہ

ۛ المرقاة شرح مشکوٰۃ

ۛ کتاب الابریز

علامہ ابراہیم بجوری قدس سرہ شرح قصیدہ بردہ شریف میں اسی کے متعلق فرماتے ہیں،
 لم يخرج النبي صلى الله تعالى
 عليه وسلم من الدنيا الا
 بعد ان اعلمه الله تعالى
 بهذه الامور الخمسة
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف نہ
 لے گئے بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ
 نے آپ کو ان پانچوں کا علم عطا
 فرمایا۔

ان تمام دلائل سے واضح ہو گیا کہ علوم خمسہ کو بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے ہیں۔ آیت میں
 ذاتی کی نفی اور عطائی کا ثبوت واضح ہے۔ مناسب سمجھتا ہوں کہ اب ان پانچوں چیزوں کو قرآنی
 آیات، احادیث صحیحہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے باعلام خداوندی یہ علوم ہونا علیحدہ علیحدہ
 پیش کروں۔

علم قیامت اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو باعلام خداوندی علم وقوع قیامت حاصل ہے۔ اگر حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے علم سے بے علم خیال کیا تو قرآن کی کئی آیات و احادیث صحیحہ کا
 انکار لازم آتا ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ بعض امور ایسے ہیں جو کہ عام نہیں بیان کیے جاتے
 جس میں ایک خاص وقوع قیامت ہے اگر اس کا وقت عوام کو معلوم ہو جائے تو مقصد قیامت
 نہیں رہتا۔

پانچہ آیت شریفہ ملاحظہ فرمائیے کہ آیا علم قیامت اللہ تعالیٰ نے کسی کو عطا فرمایا ہے یا

کہ نہیں:

عِلْمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ
 أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ
 رَسُولٍ يَهْدِي
 غَيْبِ کاجانے والا وہی ہے وہ اپنے خاص
 غیب پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا، ہاں مگر
 اپنے رسولوں میں سے جس کو پسندیدہ فرمائیے:

شرح قصیدہ بردہ شریف ۷۷ پ ۲۹، ۷۸، سورہ جن

اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے الغیب کی نسبت اپنی طرف کر کے اپنے تمام غیب کے عالم ہونے کا ثبوت بیان فرمایا ہے اور اس کے بعد اپنے خاص رسول کو غیب کا علم عطا فرمانے پر علی غیبہ فرمایا ہے تو غیبہ ضمیر کا مرجع الغیب رکھا ہے۔ اور الغیب 'ال جنس' کا ہے یہ تو ثابت ہو گیا کہ الغیب سے جب تمام غیوب کا عالم ہونا خدا تعالیٰ نے اپنے لیے بیان فرمایا ہے تو پھر یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ غیبہ کا مرجع الغیب ہوا تو اس کے معنی یہ ہونے کہ وہ اپنے خاص رسول کو کل غیبوں کا علم عطا فرمادیتا ہے۔ جب کل غیبوں کا علم اپنے خاص رسول کو عطا فرما رہا ہے تو کیا اس میں قیامت کا علم نہ ہوا۔ قیامت کا علم بھی انہی غیوب میں داخل ہے۔

چنانچہ علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ القوی اسی آیت کے ماتحت فرماتے ہیں:

آئینہ نسبت ہر مخلوقات غائب است	جو چیز تمام مخلوقات سے غائب ہو وہ
غائب مطلق است مثل وقت آمدن	غائب مطلق ہے جیسے قیامت کے
قیامت و احکام مکنونہ و شرعیہ باری تعالیٰ	آنے کا وقت اور روزانہ اور ہر شریعت
در ہر روز و ہر شریعت و مثل حقانی	کے پیدائشی اور شرعی احکام اور جیسے
ذات و صفات او تعالیٰ علی سبیل	خدا کی ذات و صفات ہر طریق تفصیل
التفصیل این قسم را غیب خاص او تعالیٰ	اس قسم کو رب کا خاص غیب کہتے ہیں۔
نیز می نامند فلا یظهر علی غیبہ	پس اپنے خاص غیب پر کسی کو مطلع نہیں
أحدًا پس مطلع نمی کند بر غیب خاص	کرتا۔ اُس کے سوا جس کو پسند فرمائیے
خود میچکس را مگر کسی را پسند می کند	اور وہ رسول ہوتے ہیں خواہ فرشتے کی
و آن کس رسول باشد خواہ از جنس	جنس سے ہوں یا انسان کی جنس سے
ملک و خواہ از جنس بشر مثل حضرت	جیسے حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
مصطفیٰ علیہ السلام اور انہار بعضے از	اُن پر اپنے بعض خاص غیب ظاہر فرماتا
غیوب خاصہ خود می فرماید	ہے۔

۱۔ التفسیر عزیزی پارہ ۲۹ ص ۷۵ ہمارے مخلوق کے علوم جمع ہو کر بھی خدا کے علم سے بعض کیا بلکہ ایک قطرہ بھی نہیں۔
جیسا کہ زشتہ ابتدا، عتیہ السنہ کے باب میں بیان ہو چکا ہے۔

شاہ صاحب کی تفسیر سے صاف واضح ہو گیا کہ عالم الغیب فلا ینظر علی غیبہ سے خدا تعالیٰ کے خاص غیب مراد ہیں جو کسی نظام نہیں فرماتا۔ لیکن الا من ارتضیٰ من رسول رسولوں میں جس کو پسند فرماتا ہے انہیں اس خاص غیب سے مطلع فرمادیتا ہے۔ تو خاص غیب ایک قیامت کے آنے کا وقت بھی ہے۔ تو ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قیامت آنے کے وقت سے بھی مطلع فرمادیا ہے۔
وہ سہرا حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

علامہ علاء الدین صاحب تفسیر خازن اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں :

الا من یعطیہ لرسالتہ ونبوتہ	یعنی خدا جس کو اپنی رسالت اور نبوت
فیظہر علی ما یشاء من الغیب	کے لیے انتخاب کرے اور جس پر وہ
حتی یتدل علی نبوتہ بما یجز	چاہے اس پر وہ غیب کا اظہار فرما
به من الغیبات فیکون معجزۃ	دیتا ہے تاکہ ان مغیبات سے جن کی وہ
لہ	خبر دیتے ہیں ان کی نبوت کہ دلیل پکڑی
	جائے اور یہ ان کا معجزہ ہوتا ہے۔

اس تفسیر سے بھی واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ رسولوں میں جس کو پسند فرماتا ہے انہیں غیب کا علم عطا فرمادیتا ہے اور یہ غیب خاص ہے جس میں قیامت کا علم ہونا بھی شامل ہے۔
قیامت کی آمد کے متعلق قرآن کریم کی بے شمار آیات اور احادیث کثیرہ میں اس قدر اشارات موجود ہیں کہ ان کا احصا مشکل ہے جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضور سرور کو من صل اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے متعلق پورا علم خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام باوجود جاننے کے بعض امور کے کتمان پر مامور تھے اور بعض کے اظہار پر مامور تھے۔ بعض اسرار الہیہ خواص کو بتائے گئے اور عوام سے چھپانے گئے اور بعض اسرار سوہرہ رکھ دیے گئے کہ جو ان کے اہل ہوں وہ معلوم کر لیں اور نا اہل کی چشم سے پوشیدہ ہی رہیں مثال

لہ التفسیر خازن

کے طور پر قرآن مجید میں حروف مقطعات کو ہی لے لیجئے۔ ان کے مطالب سے راسخون فی العلم ہی آگاہ ہیں اور دوسرے ان رموز سے واقف نہیں جیسا کہ شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی مدارج النبوت میں تحریر فرمایا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک علم ایسا عطا کیا گیا ہے جو کسی کو نہیں دیا گیا کیونکہ اس کے کتمان کا حکم دیا گیا ہے اس لیے کسی اور سے یہ برداشت نہیں ہو سکتا۔ لیکن افسوس تو یہ ہے کہ جس مخبر صادق آقاؐ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی تمام علامات بیان فرمائی ہیں وہ علم وقوع قیامت سے لاعلم ہیں۔ چنانچہ صاحب تفسیر صاوی آیہ یسئلونک عن الساعة کے تحت فرماتے ہیں:

المعنى لا يفيد علمه غيره تعالى	معنی یہ ہے کہ قیامت کا علم خدا کے سوا
فلا ينافي ان رسول الله صلى	کوئی نہیں دے سکتا۔ پس یہ آیت
الله عليه وسلم له يخرج من	اس کے خلاف نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ
الدنيا حتى اطلعه ما كان	وسلم دنیا سے تشریف نہ لے گئے یہاں
وما يكون وما هو كائن	تک کہ ان کو تمام گزشتہ و آئندہ واقعات
ومن جملة علم الساعة	پر مطلع فرما دیا جن میں قیامت کا علم

بھی ہے۔

صاحب تفسیر صاوی کی عبادت سے واضح ہو گیا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کا علم ہے کہ کب آئے گی۔

ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیے:

علم عقائد کی معتبر کتاب "شرح مقاصد" میں آیت عالم الغیب تا الا من اراد من رسول کے تحت یوں درج ہے ملاحظہ فرمائیے:

الخامس من الاعتراضات	معتزلہ جو اولیاء کرام کی کرامات کے منکر
المعتزلة المنكرون لكرامة الاولياء	ہیں وہ کہتے ہیں کہ آیت مذکورہ الا من

لے التفسیر صاوی

ارتضیٰ من رسول سے صرف رسل
 کے لیے علم غیب ثابت ہو سکتا ہے
 اولیاء اللہ کے لیے نہیں۔ تو ہجرت
 کی طرف سے جواب یہ ہے کہ یہاں
 غیب سے مراد عام غیب نہیں بلکہ
 مطلق یا معین علم وقوع قیامت ہے
 کیونکہ یہاں سے آیت شریفہ
 قیامت کے ذکر میں چلی آ رہی ہے
 لہذا بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ بعض رسل
 و ملائکہ یا رسولوں میں سے مطلع فرما دے
 غیب پر پس استثناء متصل صحیح ہوا۔

قوله تعالى علم الغيب فلا
 يظهر على غيبه احد الا من
 ارتضى من رسول الله صلى
 الله عليه وسلم من بين المرسلين باطلاً
 على الغيب فلا يطلع غيرهم وان
 كانوا اولياء مرتضين والحوادث
 من اهل الستة ان الغيب
 ههنا ليس العموم بل مطلق
 او معین هو وقت وقوع قیامة
 بقریة السباق ولا یعمد
 ان یطلع علیه بعد الرسل
 من الملئکة او الرسل فیصح
 الاستثناء متصلاً

شرح مقامہ کی عبارت سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے بعض ملائکہ اور پسندیدہ رسول کو
 وقوع قیامت کا علم عطا فرمادیا ہے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ زمانہ قدیم کے اہل سنت
 اور معتزلہ دونوں فریق اس بات پر متفق تھے کہ آیت میں استثناء الا من ارتضیٰ کا متصل ہے
 اور انبیاء کرام کے لیے علم غیب عطا فی کا قول صحیح ہے اور علم وقوع قیامت بھی ان میں جس کو
 پسند فرمایا جسے مطلق فرمادیتا ہے۔ گویا اس زمانہ کے دیوبندیوں و مایہوں سے بدتر
 بہتر تھے۔ اس زمانہ کے دیوبندی تو علم غیب انبیاء کرام علیہم السلام کے بالکل ہی منکر ہیں۔
 حتیٰ کہ ان کے بعض مولویوں نے اپنے رسالوں میں عالم الغیب فلا یظهر علی غیبہ
 احدا کے آگے آیت شریفہ ہی نوکر نہیں کی۔ اور بعض نے بڑی ڈھٹائی اور دید و دلیری سے

انشاء منقطع لکھ دیا ہے تو بھی مطلق علم کی نفی ہو جائے گی۔ دیکھیے عداوت الرسول سے ان لوگوں کے بیٹے کس طرف بہہ رہے ہیں۔

ایک اور آیت ملاحظہ فرمائیے۔

امام قسطلانی نے ارشاد الساری میں اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے:

وَلَا يَعْلَمُ صَوْمَهُ سَاعَةً أَحَدٌ
إِلَّا مَنْ أَمَرَ تَصِيٍّ مِنْ رَسُولٍ نَدَى
يُطْلَعُ عَلَى مَنَاسِدٍ مِنْ عِبَادِهِ
وَالْوَلِيُّ تَائِعٌ لَهُ يَأْتِيهِ عَسَدُهُ

اور نہیں جانتا کوئی کہ قیامت کب ہوگی
مگر رسولوں میں جس کو چن بچتا ہے پس
بے شک اس کو مطلع فرما دیتا ہے جس کو
پا ہے اس غیب پر اور ولی بھی تابع

اس سے یہ علم ماخوذ رہیتے ہیں۔

ان تمام دلائل سے آفتاب کی طرح روشن ہو گیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وقوع قیامت کا علم بنے نیز قرآن کریم کی آیت یہ نہیں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قیامت کا علم نہیں دیا گیا۔ یہ سنی تو بہت بڑے گمراہ نہیں۔ ولیس من شرط السبب ان يعلم الغیب، بصیرت علم میں آئے تو پھر یہ کھنڈی و شنی رسول کی بنا پر کہنا کہ آپ کو قیامت کا علم نہیں تھا کس قدر ظلم ہے اور ابھی انشاء اللہ آئندہ کئی احادیث آئیں گی۔

اب ملاحظہ فرمائیے کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو بھی قیامت کا علم ہے یا کہ نہیں

وَلَفِيهِ فِي لُحُوتٍ فَصِيحٍ مَن
فِي السَّمَوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ
إِلَّا مَن شَاءَ اللَّهُ ط ثُمَّ نُفِخَ
فِيهِ الْخُرَىٰ فَأَدَاهُم قِيَامُ
يُنْخَرُونَ

اور جب حور بھونکنے والا صور بھونکے گا
تو سب پہوش ہو جائیں گے جتنے آسمان
اور زمین میں ہیں اور پھر صور بھونکے گا۔
دوبارہ بھی وہ دہیختے کھڑے ہو جائیں گے۔

۱۔ ارشاد الساری دکنہ المصحح البخاری - جز ثانی ص ۶۸

نہ پ ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵

اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ صاحبِ صور حضرت سیدنا اسرافیل علیہ السلام قیامت سے پہلے صور پھونکیں گے۔ اگر حضرت اسرافیل علیہ السلام کو وقت قیامت معلوم نہ ہو تو یہ صور کیسے پھونک سکتے ہیں۔

دوسری آیت علامہ فرمائیے:

وَأَسْمِعْ يَوْمَ يُنَادِي الْمُنَادُ
مِنْ مَكَانٍ قَرِيبٍ
کان لگا کر سنو جس دن پکارنے والا
پہلے سے گا ایک پاس جگہ سے۔

یہاں اسی آیت کے تحت صاحب تفسیر خازن فرماتے ہیں:

فان المفسرون اذی هو
اسرافیل یقفہ فی صحرة
بیت المقدس فی نادى بالحتر
فیقول یا ایہا اعظام الباہیة
والارصال المتقطعة واللحوم
المتفرقة والتصور المتفرقة
ان الله باصر کن ان تجمعن
لفصل القضاء
مفسرین نے کہا ہے کہ منادی سے
مراد حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں
جو صحرہ بیت المقدس سے قیامت سے
قبل یہ ندا فرمائیں گے، اے گلی برنی
ہڈیو، بکھرے ہوئے جوڑواریزہ، ریزہ
شدہ گوشت، پر اگندہ بالو! اللہ
تعالیٰ تمہیں فیصلہ کے دن جمع ہونے کا
حکم دیتا ہے۔

اس آیت و تفسیر سے یہ معلوم ہو گیا کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام قیامت سے قبل یہ ندا کریں گے اور صور پھونکیں گے۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ قیامت کے وقت کا علم حضرت اسرافیل علیہ السلام کو ہے۔ اگر بقول مخالفین کسی کو قیامت کے وقوع کا علم نہیں تو کیا جب قیامت آئے گی اس وقت پہلا صور پھونکا جائے گا، ہرگز نہیں۔ تو تسلیم کرنا پڑے گا جبکہ ایک مقرب فرشتہ صاحبِ صور کو وقوعِ قیامت کا علم ہے تو کیا حضور

۱۔ پ ۲۰، ۱۶۷، س ق

۲۔ تفسیر الخازن

سید الانس والجان کو وقوع قیامت کا علم نہیں ہو سکتا۔

۷

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار اُن سے

یہ بازو مرے آڑھے ہوئے ہیں

الحمد لله ان تمام دلائل صحیحہ سے ثابت ہو گیا کہ حضور آقا یوم النشور علیہ الصلوٰۃ و السلام کو وقوع علم قیامت باعلام خداوندی حاصل ہے۔ اگر اس کے باوجود مخالف صاحب انکار ہی میں رہیں تو وہ اپنا ٹھکانا سوچ رکھیں۔

اب علم غیث کبریا شش کب ہوگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہونا ملاحظہ

فرمائیے۔

علم غیث اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

آیت مذکورہ وینزل الغیث سے استدلال کہ بارش کب ہوگی اس کو اللہ ہی جانتا ہے۔ اب اگر یہ کہا جائے کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ نے کسی کو عطا نہیں فرمایا تو یہ بالکل غلط ہے اور آیات قرآنی کا انکار لازم آئے گا۔ چنانچہ سب سے قبل یہ ملاحظہ فرمائیے کہ علم غیث بھی اللہ تعالیٰ نے کسی کو عطا فرمایا ہے یا کہ نہیں۔

وَالصُّفَّتِ صَفًّا قَالَتُ جِبْرَاتِ

قسم ہے ان کی کہ باقاعدہ صفت

بانہ جس اور پھر ان کو جھڑک کر چلائیں۔

نَزَجْرًا ۱۰

چنانچہ صاحب تفسیر معالم التنزیل اسی آیت شریفہ کے تحت فرماتے ہیں:

یعنی ملائکہ ابر بادل کو چلاتے

یعنی الملائکۃ تزجوا السحاب

اور حضرت میکائیل علیہ السلام

وتسوقه الخ واما میکائیل

بارش کے برسانے اور سبزہ

موصول بالعیط والنبات

۱۰ پ ۲۳ ج ۵ ، س الصفت

والا سرائق

اور پھلوں کے اگنا سنے اور رزق پر
متعین ہیں۔

قرآن کریم کی آیت شریفہ اور تفسیر سے صاف واضح ہو گیا کہ حضرت سیدنا میکائیل
علیہ السلام مقرب فرشتہ کو یہ علم ہے کہ بارش کب برساتی ہے اور کب نہیں برساتی۔ اگر ان کو
قبل بارش کے برسانے کا علم نہ ہوتا تو بارش کو برسا کیسے کہتے ہیں۔ تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ جب
فرشتہ مقرب کو یہ علم عطا کر دیا ہے کہ بارش کب ہونی ہے تو کیا حضور سید العالمین
علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ علم نہیں عطا کیا جاسکتا؟

چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بارش سے قبل یہ فرمانا کہ بارش ہوگی۔ حدیث
شریفہ ملاحظہ فرمائیے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علامات قیامت بیان فرماتے ہوئے بارش کے
متعلق ارشاد فرمایا،

پھر اللہ تعالیٰ ایک عالمگیر مینہ بھیجے گا
(برسانے گا) جس سے کوئی کچا مکان
اور خیمہ نہیں بچے گا۔

ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ مَطَرًا لَا يَكُنْ
مِنْهُ بَيْتٌ مَدَدٌ وَلَا وَبَرِيَّةٌ

پھر بارش ہوگی۔ گویا کہ وہ شبنم ہے
پس اس مینہ سے آدمیوں کے جسم
اُگیں گے۔

دوسری حدیث شریفہ میں اس طرح ہے،
ثُمَّ يَرْسِلُ اللَّهُ مَطَرًا كَأَنَّهُ
الطَّلُ فَيَنْبِتُ مِنْهُ اجْسَادَ
النَّاسِ۔

ان دونوں احادیث مبارکہ سے آفتاب کی طرح واضح ہو گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

۱۔ التفسیر معالم التنزیل

۲۔ مشکوٰۃ، ص ۴۴۴

۳۔ حدیث مشکوٰۃ باب لا تقوم الساعة الا على شواء الناس۔

نے بارش ہونے کی خبر قبل از وقت سُنا فی اور برسوں پہلے اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ حضور
 سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علمِ غیب بھی حاصل ہے کہ کب بارشیں ہونی ہے۔
 اب یہ بھی خیال رکھیے کہ رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بدولت یہ دولت آپ کے
 خادموں کو بھی میسر ہے۔

چنانچہ صاحب تفسیر عرائس البیانؒ مذکورہ وینزل الغيث کے ماتحت فرماتے ہیں،
 ولكن كثيرا ما سمعت من
 الاولياء يقول يطر السماء
 غدا اوليلا يطر كما قال
 سمعان يحيى بن معاذ
 كان راس قبر علي
 وقت دفنه وقا العامة
 من حضروا ان هذا الرجل
 من اولياء الله الهى ان كنت
 صادقا فانزل علينا المطر
 قال الراوى فنظرت
 الى السماء وما رأيت
 فيها سحابة سحاب فانشأ
 الله سبحانه صبابة مثل
 ترس فمطرت فرجعنا مبتلين
 غلامہ کلام یہ ہے کہ میں نے اویا سے
 بہت سُنا ہے کہ کل کو مینہ برسے یا
 مات کو۔ پس رستا ہے یعنی اُسی
 روز کو جس روز کی انہوں نے خبر دی ہے
 اور ہم نے سُنا ہے کہ یحییٰ بن معاذ
 ایک ولی کے دفن کے وقت قبر پر
 موجود تھے اور انہوں نے عام حاضرین
 سے کہا کہ یہ شخص یعنی جو دفن کیے گئے
 ہیں ولی میں۔ اور یا الہی! اگر میں
 سچا ہوں تو مینہ برسا دے۔ راوی
 نے کہا کہ میں نے آسمان کی طرف
 دیکھا تو بادل کا پتا نہ تھا۔ پس
 اللہ تعالیٰ نے بادل پیدا کر کے
 مینہ برسا یا کہ ہم لوٹ کر بھیگے ہوئے
 آئے۔

ان تمام دلائل سے ثابت ہو گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی بارش کے برسنے کا علم

لے التفسیر عرائس البیان

حاصل ہے اور آپ کی بدولت اولیاء کرام کو بھی بارش برسنے کا علم ہے۔

مخالفت صاحبان کے اس قول باطل کا رد ہو گیا کہ علم یَنْزِلُ الْغَيْثُ کسی کو نہیں معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کو مینہ برسنے کا علم عطا فرماتا ہے۔ اب علم مافی الارحام (ماں کے پیٹ میں کیا ہے) کی تحقیق ملاحظہ فرمائیے کہ کیا یہ علم بھی کسی کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے یا کر نہیں۔

علم مافی الارحام

اور مصطفیٰ صلوات اللہ علیہ وسلم

آیت میں و یَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ (کہ جانتا ہے جو ماں کے پیٹ میں ہے) سے بھی اگر یہ مراد لیا جائے کہ فی الارحام کا علم اللہ تعالیٰ نے کسی کو عطا نہیں فرمایا تو بھی صریح ظلم ہے۔

قَالَ لَمَّا نَزَلَ نُوْلُ سَرَاتِكَ فرشتہ جبرائیل علیہ السلام نے
لَا هَبَّ لَكَ غَلَامًا ذَكِيًّا يَهِ فرمایا کہ میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں
- تاکہ ذوں تجھے ایک پاک لڑکا -

اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے حضرت مریم علیہا السلام کو حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے کی بشارت دی۔ ایک تو بہتے کہ رحم میں کوئی چیز ٹھہر جانے تو جان لینا۔ لیکن کمال یہ ہے کہ ابھی رحم میں وہ چیز بھی نہیں آئی جس کی خبر ایک فرشتہ مقرب دے رہے ہیں۔ انھیں علم ہے کہ ان کے ہاں لڑکا ہو گا۔

اسی طرح دوسری آیت ملاحظہ فرمائیے :

قَالُوا لَا تَخَفْ وَبَشِّرُوهُ کہا ان فرشتوں نے کہ نہ خوف کیجئے اور

لے پ ۱۶، ۵۳، ۵۴، ۵۵

بِعَلْمِهِ عَلِيمٌ رَل

خوشخبری ہو آپ کو علم والے لڑکے کی۔

اس آیت شریفہ سے بھی واضح ہو گیا کہ ملائکہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت اسحاق علیہ السلام کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی۔

معلوم ہوا کہ ملائکہ کو ماں کے رحم میں کسی چیز کے قرار نہ پانے کے باوجود بھی یہ علم ہے کہ ان کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا۔

چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کافی الارحام کی خبر دینا بھی حدیث صحیحہ سے ملاحظہ فرمائیے۔

ام الفضل بنت حارث سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم سأبت خيراً	پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تلد فاطمة إن شاء الله علماً	نے کہ تو نے جو دیکھا بہتر دیکھا انشاء اللہ
يكون في حجرك فولدت	میری فاطمہ کے ہاں ایک لڑکا پیدا
فاطمة الحسين	ہوگا جو تیری گود میں رہے گا۔ تو پس
	میدہا ہوئے حضرت فاطمہ کے ہاں
	حضرت حسین (رضی اللہ عنہ)۔

اس حدیث شریفہ سے معلوم ہو گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ما فی الارحام کا علم ہے۔

ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیے :

عن انس قال مات ابن لابی

حضرت انس رضی اللہ عنہ۔ روایت ہے کہ ابو طلحہ کا بیٹا

لہ پ ۲۶ ج ۱۸ س الزریات

کے حدیث مشکوٰۃ باب مناقب اہلبیت ص ۷۲ د

طَلْحَةَ مِنْ أُمِّ سَلِيمٍ فَقَالَتْ لَا هِلَهَا
لَا تُحِبُّهُ تَوَّابًا طَلْحَةَ بِأَبْسِهِ
حَتَّى أَكُونَ أَنَا أَحَدٌ ثَلَاثًا قَالَ فَحَبَلَهُ
فَقَرَّبَتْ إِلَيْهِ عَشَاءً فَأَكَلَ
وَشَوَّبَ قَالَ ثُمَّ تَصَعَّثَ لَهُ أَحْسَنُ
مَا كَانَ تَصَنُّعٌ قَبْلَ ذَلِكَ فَوَقَّعَ
بِهَا فَلَمَّا أَتَتْ أَنَّهُ قَدْ شَهِمَ
رَأَى أَصَابَ مِنْهَا قَالَتْ يَا أَبَا
طَلْحَةَ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ قَوْمًا
أَعَادُوا عَارِيَّةَ أَهْلِ بَيْتٍ فَطَلَبُوا
عَارِيَّتَهُمْ أَلَيْسَ أَنْ يَسْتَعْزُوا
هُوَ قَالَ لَا قَالَتْ فَاحْتَسِبِ إِلَيْكَ
قَالَ فَغَضِبَ فَقَالَ تَرَكْتَنِي حَتَّى
تُتِمَّ أَخْبَارِي يَا بَنِي فَاسِدٍ تَوَّ
أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بِمَرْكَاتِ اللَّهِ لِكُفْرَانِهِ
لِيَكُنَّ قَالَ فَحَمَلَتْ -

احديث مسلم شریف باب نصال
ام سلیم

ام سلیم کے پیٹ سے تعافوت ہو گیا۔
انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہا ابو طلحہ
کو خبر نہ کرنا ان کے بیٹے کی۔ جب تک
کہ میں خود نہ کہوں۔ آخر ابو طلحہ آئے
ام سلیم شام کا کھانا سامنے لائیں انہوں
نے کھایا اور پیا۔ پھر ام سلیم نے
اچھی طرح بناوا اور سنگھار کیا۔ ان
کے لیے یہاں تک کہ انہوں نے جلا
کیا ان سے۔ جب ام سلیم نے دیکھا
کہ دو سیر ہو گئے اور ان کے ساتھ
صحبت بھی کر چکے۔ اُس وقت انہوں نے
کہا اے ابو طلحہ اگر کچھ لوگ اپنی چیز کسی
گھر والوں کو مانگنے پر دیویں۔ پھر اپنی چیزیں
مانگیں تو کیا گھر والے اس کو روک سکتے
میں۔ ابو طلحہ نے کہا نہیں روک سکتے۔ ام
سلیم نے کہا تو میں تم کو خبر دیتی ہوں تم
بیٹے کے فوت ہو جانے کی۔ یہ سن کر
ابو طلحہ غصے ہوئے اور کہنے لگے تو نے
مجھ کو خبر نہ کی یہاں تک کہ میں ہلودہ ہوا
اب مجھ کو خبر کی۔ پس رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
تم کو برکت دے۔ تمہاری گزری ہوئی
رات میں ام سلیم حائل ہو گئیں۔

اس حدیث شریفہ سے واضح ہو گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دارِ ثنوبہ اور زوجہ کے رات والے واقعہ کا جس علم میں اور رحم میں ملکہ ٹھہر جانے کا علم تھا۔ تو جی بھی فرمایا کہ تم کو مبارک ہو۔ چنانچہ اس طویل حدیث کے آخر میں ہے: فولدت غلاماً کرام سلیم کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ جس کی خبر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے سے فرمادی۔

ثابت ہوا کہ رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مافی الارحام کا علم ہے۔ یہ تو بہت بڑا بلند مقام ہے ذرا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں کو بھی مافی الارحام کا علم ہونا ملاحظہ فرمائیے۔

کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے

مروی ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

نے ان کو ایک درخت کجور کا دے دیا

تھا جس سے میس و تن کجوریں حاصل

ہوتی تھیں جب ان کی وفات کا وقت

قریب آیا تو انہوں نے حضرت عائشہ

صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اے

بیٹی! خدا کی قسم مجھے تیرا غنی ہونا بہت

پسند ہے اور غریب ہونا بہت ناگوار۔

اس درخت سے اب تک جو کچھ تم نے

نفع اٹھایا ہے وہ تمہارا تھا۔ لیکن

میرے بعد یہ مال وارثوں کا ہے

اور وارث تمہارے سے صرف دو بھائی

اور دونوں نہیں ہیں۔ اس ترکہ کو

موافق حکم شرع کے تقسیم کر لینا۔ حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ایسا

ہو سکتا ہے لیکن میری معرفت ایک

واخرج مالك عن عائشة ان

ابا بكر نزلها جدي عشرين وسف

من ماله بالغد فلو حضرت

الوفاء يا بنيته والله ما من

الماس احد احب الى غني منك

ولا اعز علي فقرا بعدى ملك و

اني كنت تملد حدا وعشرين

ومثاق فلو كنت جديته واحتردته

هانك وانما هو اليوم مال

وارث وانما هو اخوال و

اخاك فاقسموه على كتاب

الله فعالت يا بئ لو كان كذا

وكذا التركة انما هي اسماء

فمن الاخرى قال ذو بطن

ابنته خارجة اسراها جارية

واخرجها ابن سعد وقال ف

آخره قال ذات بطن ابنته

خارجہ قدالقی فی مدعی انہما
جاسریہ فاستوص بہا خیرا
فولات ام کلثوم۔
(تاریخ الخلفاء للسیوطی ص ۶)
بہن اسما، بی میں۔ آپ نے دوسری
کو سی بتادی۔ حضرت صدیق اکبر
رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک تو اسما، ہیں
دوسری اپنی ماں کے پیٹ میں ہے۔
میں جانتا ہوں کہ وہ لڑکی ہے۔ پس
ام کلثوم پیدا کریں۔

غور فرمائیے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی مافی الارحام کا علم ہے جنہوں نے
یہ خبر دے دی کہ میری بیوی بنت خارجہ جو حاملہ ہیں ان کے ہاں لڑکی پیدا ہوگی۔ چنانچہ ام کلثوم
ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں پیدا ہوئیں۔
یاد رہے کہ یہ مذکورہ واقعہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق دیوبندی جماعت
کے راہنما مولوی اشرف علی تھانوی نے کرامات صحابہ میں درج کیا ہے۔
ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیے کہ غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مافی الارحام کا علم ہے۔
حضرت علامہ کمال الدین دیرری حیۃ الجوان میں فرماتے ہیں،

خلاصہ

وعن ابی لمیعہ عن ابی الاسود
عن عروۃ قال لقی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم رجلا من الباہلیۃ
وہو متوجہ الی بدر لقیہ بالردحا
فسلہ القوم عن الناس فسلم
یجدوا عندہ خبرا فقالوا لہ
سلم علی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقال الحسبکم
رسول اللہ فقالوا نعم فجاؤ
سلم علیہ ثم قال ان کنت رسول اللہ

اس لویل عبارت کا مختصر خلاصہ کلام
یہ ہے کہ ایک اعرابی نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے دریافت کیا کہ میری اُدھنی
کے پیٹ میں کیا ہے۔
سلم نے کہا اُس اعرابی سے
کہ ایسی بات رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے

ہر ایک کے لئے ایک خاص قسم کا
 لکھ کر دینا ہوا کہ اس کے
 پیش میں تیری رکت ہونے کا
 نتیجہ ہے ۔ رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا، غرض
 کہ ہر ایک کو اپنی جگہ پر لکھا گیا۔

ہر ایک کے لئے ایک خاص قسم کا
 لکھ کر دینا ہوا کہ اس کے
 پیش میں تیری رکت ہونے کا
 نتیجہ ہے ۔ رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا، غرض
 کہ ہر ایک کو اپنی جگہ پر لکھا گیا۔
 ہر ایک کے لئے ایک خاص قسم کا
 لکھ کر دینا ہوا کہ اس کے
 پیش میں تیری رکت ہونے کا
 نتیجہ ہے ۔ رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا، غرض
 کہ ہر ایک کو اپنی جگہ پر لکھا گیا۔
 ہر ایک کے لئے ایک خاص قسم کا
 لکھ کر دینا ہوا کہ اس کے
 پیش میں تیری رکت ہونے کا
 نتیجہ ہے ۔ رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا، غرض
 کہ ہر ایک کو اپنی جگہ پر لکھا گیا۔
 ہر ایک کے لئے ایک خاص قسم کا
 لکھ کر دینا ہوا کہ اس کے
 پیش میں تیری رکت ہونے کا
 نتیجہ ہے ۔ رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا، غرض
 کہ ہر ایک کو اپنی جگہ پر لکھا گیا۔

ہر ایک کے لئے ایک خاص قسم کا لکھ کر دینا ہوا کہ اس کے پیش میں تیری رکت ہونے کا نتیجہ ہے ۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، غرض کہ ہر ایک کو اپنی جگہ پر لکھا گیا۔

نے پیٹ کا حال بتا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی کا یہ سوال سنا کر خاموشی فرمائی تاکہ اس کی نالایق حرکت کا پردہ فاش نہ ہو لیکن اس نے اعرابی کو یہ بتا دیا کہ اس اونٹنی کے پیٹ میں کس کا علقہ ہے۔

حضور سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام وفد ابی دومی کی رؤف رحیمی پر قربان جنہوں نے علم پر غرور کے باوجود اس اعرابی کا پردہ فاش کرنا مناسب نہ سمجھا۔

حضرت سید مصباحی رضی اللہ عنہ کا یہ خبر دے دینا اس بات کی دلیل ہے کہ آقا و دو عالم کے علم کی شان تو بہت بلند ہے لیکن ان کی بدولت غلاموں کو بھی مافی الارحام کا علم ہوتا ہے یہی وجہ تھی کہ اعرابی حیران ہو گیا۔

اب جو لوگ یہ کہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی کو مافی الارحام کا علم عطا نہیں فرماتا۔ معلوم نہیں کہ وہ ان احادیث کا کیا جواب دیں گے۔ ہاں جب ان کے پاس کوئی جواب نہ ہو تو یہی ایک جواب دیتے ہیں کہ ایسا عقیدہ رکھنے والے تمام مشرک ہیں حالانکہ اس کی کوئی صریح دلیل پیش نہیں کر سکتے۔

ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بستان الحدیث میں فرماتے ہیں:

نقل می کنند کہ والدہ شیخ ابن حجر	یعنی شیخ ابن حجر مستطانی کے والد ماجد
راؤز ندنی زبیت کشیدہ خاطر	کی اولاد زندہ نہیں رہا کرتی تھی۔
بجھو شیخ سید۔ شیخ فرمود از	ایک روز رنجیدہ ہو کر اپنے شیخ کے
پشت تو فرزند می خواہد برآمد کہ بعلم	حضور میں پہنچے۔ شیخ نے فرمایا کہ
دنیا را پر کنند۔	تیری پشت میں سے ایسا فرزند اچھنڈ
(بستان الحدیث ص ۱۱۴)	پیدا ہوگا کہ جس کے علم سے دنیا
	بہرہ بانے گی۔

چنانچہ ابن حجر پیدا ہوئے۔

صاحب تفسیر عرائس البیان آیت و بعلم مافی الارحام کے ماتحت فرماتے ہیں:

وسعت ایضاً من بعض الاولیاء
 اللہ انہ اخیر مافی الرحم من
 ذکر و انشی و رأیت بعینی
 ما اخیرہ (التفسیر غرالی
 البیان)

میں نے بعض اولیاء اللہ سے یہ بھی
 سنا کہ انہوں نے مافی الرحم کی خبر
 دی کہ پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی۔
 اور میں نے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا کہ
 انہوں نے جیسی خبر دی ویسا ہی وقوع

میں آیا۔

ان تمام دلائل سے ثابت ہو گیا کہ ملائکہ صحابہ اور اولیاء اللہ کو بھی مافی الارحام کا علم عطا
 ہوتا ہے تو پھر حضور سید الاولین والآخرین سے یہ علم کیونکر مخفی رہ سکتا ہے جبکہ وہ تمام
 مخلوقات سے افضل اور اعلم ہیں۔

علم مافی عنداً اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

آیت میں ہے:

ما ذا تکسب عنداً۔

کسی کو یہ معلوم نہیں کہ وہ کل کیا کرے گا۔

اس سے بھی اگر یہ کہا جائے کہ علم عنداً کسی کو اللہ تعالیٰ نے عطا نہیں فرمایا تو بھی یہ سخت
 توہین عنداوندی ہے۔ علم عنداً بتعظیم الہی حاصل ہونا ثابت ہے۔ چنانچہ ارشاد
 باری تعالیٰ ملاحظہ فرمائیے:

وَالزُّعْبُ غَرْقًا وَالنَّشْبُ نَشْطًا
 وَالسَّيْحَةُ سَبْحًا فَالْتَبَقَ
 مَبْقًا فَالْمَذَبَرَاتِ أَمْرًا يَهْ

قسم ہے ان کی کہ سختی سے جان کھینچیں اور
 نرمی سے بند کھولیں اور آسانی سے
 پیریں۔ پھر آکے بڑھ کر جلد پہنچیں
 پھر کام کی تدبیر کریں۔

لہ پ ۳۰، ۱۷ س والزعمت

اس آیت شریف میں مذکرات امرائے یہ معلوم ہو گیا کہ جو ملائکہ مقربین تدبیر پر متعین ہیں ان کو یہ علم ہے کہ کل کیا ہونا ہے۔

چنانچہ حدیث شریف سے اس کی تصدیق ملاحظہ فرمائیے کہ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان یخلق احدکم یجمع فی بطن امه اربعین یوماً نطفة ثم یكون مضغاً ثم یكون علقۃ مثل ذلک ثم یمیث اللہ الیہ ملکا باربع کلمات فیکتب عملہ و اجلہ و سراقہ و شقی او سعید ثم ینضح فیہ الروح لے

تحقیق تم میں سے ہر ایک کی پیدائش کی صورت یہ ہے کہ چالیس دن نطفہ کو پیٹ کے اندر رکھا جاتا ہے۔ پھر یہ نطفہ جمے ہوئے خون کی شکل میں تبدیل ہو کر چالیس دن تک رہتا ہے۔ پھر چالیس دن گوشت کا ٹوٹھا رہتا ہے اس کے بعد خدا تعالیٰ اس مضغہ کے پاس ایک فرشتہ کو بھیجتا ہے جو اس کے اعمال، موت کا وقت اور ذریعہ رزق اور اس کا شقی یعنی بد بخت و سعید یعنی نیک ہونا لکھتا ہے۔ پھر اس مضغہ میں روح پھونکی جاتی ہے۔

اس حدیث شریفہ سے بخوبی واضح ہو گیا کہ فرشتے کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کب تک زندہ رہے گا اور کیا عمل کرے گا۔ اس کو رزق کس ذریعہ سے ملے گا۔ کل تو درکنار تمام عمر کے احوال سے خبردار ہوتا ہے۔

اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی کل کی خبر دینا ملاحظہ فرمائیے۔ حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

من المشکوۃ شریف باب الایمان والقدر۔ ص ۲

قال يوم خيبر لا عطيت
هذه الراية غداً سراجاً
يفتح الله على يديه يحب
الله ورسوله ويحبه الله
ورسول له

ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
یوم خیبر میں کہ میں کل یہ جھنڈا ایسے
شخص کو دوں گا اللہ اس کے ہاتھ پر
فتح دے گا اور وہ شخص اللہ و رسول کو
دوست رکھتا ہے اور اللہ و رسول

اس شخص کو دوست رکھتے ہیں۔

چنانچہ ایسے ہی ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔
ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مافی غدا کا علم ہے۔ جبکہ ملائکہ مقربین کو کل کی خبر ہے
تو حضور آقا و دو جہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ امر کیسے مخفی رہ سکتا ہے۔
اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم باقی ارض تموت (کہ کب کوئی مرے گا اور
کہاں مرے گا) کا علم ہونا ملاحظہ فرمائیے۔

علم باقی ارض تموت اور

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

آیت باقی ارض تموت (کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں پر مرے گا) یہاں بھی اس علم
کے عطا ہونے کی نفی نہیں ہے۔ بلکہ یہ علم بھی اللہ تعالیٰ کا اپنے خاص محبوبوں کو عطا فرمانا
ثابت ہے۔

چنانچہ آیت شریفہ ملاحظہ فرمائیے:

قُلْ يَتَوَفَّكُمُ الْمَلَكُ الْمَمُوتُ
إِذْ تَدْعُو وَحِجَابٌ بَيْنَكُمْ وَهُمْ إِلَىٰ دَرَجَتِكُمْ
تُرْجَعُونَ

فرمادیکھئے کہ تمہاری موت کے لیے
ملک الموت ہے جو تمہیں مارتا ہے اور تم
بچے اس کی طرف لوٹ کر آنا ہے۔

۱۔ الشکوۃ باب مناقب علی بن ابی طالب ص ۵۶۳
نہ پ ۲۱، ۳۶، ۳۷، ۳۸

اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا عزرائیل علیہ السلام ملک الموت جانوں کے قبض کرنے والے ہیں۔ اور جہاں بھی قبض کر سکتے ہیں جیکہ معلوم ہو کہ جس کی موت آنی ہے وہ کہاں ہے اور اس کا وقت کب متعین ہے۔ ثابت ہوا کہ ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام کو ہر ایک کے مرنے کا وقت اور مرنے کی جگہ معلوم ہے۔ لہذا باقی ارض پر تموت کو جانتے ہیں۔

اب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا باقی ارض پر تموت کا علم ہونا حدیث شریفہ سے ملاحظہ فرمائیے :

قال عُمَرُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ کَانَ یُرِیْنَا مَصَارِعَ اَہْلِ بَدْرٍ بِالْأَمْسِ وَیَقُوْلُ هٰذَا مَصْرِعُ فُلَانٍ غَدًا هٰذَا مَصْرِعُ فُلَانٍ عِنْدَ اَنْ شَاءَ اللّٰهُ قَالَ عُمَرُوْ الَّذِیْ بَعَثَ بِالْحَقِّ مَا اَخْطَاؤُ الْاَحْدُوْدِ اَلَّتِیْ حَدَّہَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ۔	حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ بدر کے ایک روز قبل ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مقامات دکھا دیے جہاں پر وہ کفار قتل کیے جائیں گے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کل فلاں یہاں پر مرے گا ان شاء اللہ۔ کل فلاں یہاں پر مرے گا ان شاء اللہ۔ حضرت عمر قسم کھا کر کہتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا کہ جہاں جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کافروں کو کھینے کے نشانات لگائے وہاں پر ہی وہ مرے اور ذرا اس نشان سے متجاوز نہیں ہوئے۔
---	---

۱۔ الشکوۃ شریف۔ باب المعجزات ص ۵۴۲

اس حدیث شریفہ سے دو باتیں معلوم ہو گئیں :

ایک تو یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی علم ہے کہ کل کیا ہو گا۔

دوسرے یہ بھی معلوم ہے کہ کون کہاں پر مرے گا۔

ثابت ہو گیا کہ علم مافیٰ خدا اور بای ارضی تموت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔

الحمد لله رب العالمین مخالفین نے اس علومِ خمسہ کے متعلق جو شبہ پیدا کیا تھا

اس کا قلع قمع ہو گیا کہ امورِ خمسہ کا علم بتعلیم الہی انبیاء و صحابہ اور اولیاء کو حاصل ہے۔

تو یہ کہنے والے کہ حضرت کو بتعلیم الہی بھی امورِ خمسہ کا علم نہ تھا یا کسی کو مخلوقات میں سے اُن

امورِ خمسہ کا علم دیا یا تا وہ جال اور محبوظ الحواس اور دین سے بے برہ اور بے نصیب ہیں کہ اپنی

میں گھڑت بات کے مقابل خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو مجھول گئے ہیں۔ اور

قرآن سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرنا کہ بتعلیم الہی بھی ان امورِ خمسہ کو کوئی نہیں جان سکتا۔

یہ صریح کفر ہے جیسا کہ امامِ خمسہ دین رازی نے تفسیر کبیر میں فرمایا ہے :

واذ کان کذک منہد محسوسا فالقول جان القرآن متدل

علا فلا فہ ما یجران طعن الی القرآن و ذلک باطل۔

اب یہ بات صاحبِ تفسیر کبیر کے کلام سے واضح ہوئی۔

جبکہ علم قیامت اور علم غیث اور علم مافی الارحام اور مافی خدا اور بای ارضی تموت امورِ خمسہ

طاہرہ مقربین اور صحابہ کرام اور آپ کی اُمت مرحومہ کے ساتوں قطب اس کے عالم ہیں اور

غوثوں کا مرتبہ قطبوں سے بھی بالاتر ہے۔ پھر وہ کس طرح اس کے عالم نہ ہوں گے۔

اور سید الاولین والاخرین محمد مصطفیٰ علیہ التیمۃ والثناء کی بارگاہِ مقدسہ کے نیاز مند

بھی اس کے عالم ہیں۔ تو پھر حضور سرورِ دو جہاں آقا و دو عالم محمد رسول اللہ پر کیسے مخفی

ہو سکتے ہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو ہر چیز کا سبب ہیں۔ اور عالم کی ہر شے کا وجود

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی بدولت اور حضور ہی سے ہے۔

ہو سکتا ہے کہ مخالف صاحبان یہ بھی کہ مبطلین کہ علومِ خمسہ کا

ایک شبہ کا ازالہ علم جو طاہرہ مقربین کو ہونا ثابت ہے۔ یہ علم ان کو اس لیے

عطا ہوا ہے کہ ملائکہ اپنی ڈیوٹیوں کو سرانجام دینے کے لیے اس پر مطلع میں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تویہ ڈیوٹی نہیں ہے۔ اس لیے ملائکہ مقررین کا علوم خمسہ کو اپنی ڈیوٹی کی ذمہ داری کی بنا پر علم ہے اور یہ امور نبی اللہ کے علم میں ہونا ضروری نہیں۔

اس سوال کا جواب میں چند الفاظ میں سی دیے دیتا ہوں کہ ایک طرف تو مخالفین حضرات امور خمسہ کو صرف خدا ہی کے لیے ہونا مانتے ہیں۔ اور اسی پر زور دیتے ہیں کہ ان امور پر اللہ تعالیٰ نے کسی کو مطلع نہیں فرمایا۔

اور دوسری طرف یہ کہنے میں کس طرح حق بجانب ہو سکتے ہیں کہ ان امور پر ملائکہ کو ڈیوٹی سرانجام دینے کے لیے مطلع کیا گیا ہے۔

اُبھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

آج آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

عجب بات ہے کہ ایک طرف تو عقل نے خداوندی کے منکر اور دوسری طرف ملائکہ کو ان امور پر مطلع ہونے کے قائل ہیں ہمارا مدعا ثابت ہے کہ ملائکہ عظام کو امور خمسہ بتعلیم الہی حاصل ہو سکتے ہیں۔ توجہ ساری کائنات کے ملک دانس و جان کے رسول ہیں وہ بھی بتعلیم الہی ان امور پر مطلع ہیں جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے۔ اور ملائکہ کے لیے یہ امور خمسہ ہونا تسلیم کریں تو پھر بات کھل گئی کہ علوت صرف رسول خدا ہی سے ہے

پہلے اپنے عقیدہ کی توضیح درستگی فرمائیے۔ پھر بات کیجئے۔

یہ معلوم ہوا کہ مخالفین کا یہ شبہ بھی ان کی غلط فہمی ہی کا نتیجہ ہے۔ اب مزید توجہ فرمائیے کہ کیا حضور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام علوم ان علوم خمسہ کے علاوہ بھی جانتے ہیں۔

علوم لوح و قلم اور

علوم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ کے علم میں کوئی ایسی شے پیدا نہیں فرمائی گئی ہے جس کا لوح محفوظ میں ذکر

نہ ہو۔ اور جو چیزیں قیامت تک ہونے والی ہیں ان سب کا ذکر تفصیلی کتاب لوح محفوظ میں

درج ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ واضح ہے:

وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَ
الْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ۝

اور جتنے غیب ہیں آسمانوں اور زمین کے
سب ایک کتاب میں ہیں۔

اسی آیت کریمہ کے ماتحت علامہ علاء الدین تفسیر خازن میں فرماتے ہیں:

ای جملة غائبة من مكتوم
سر و خفی امور و شئی غائب
(فی السماء و الارض الا
فی کتب مبین) یعنی فی
اللوح المحفوظ ۝

یعنی جتنے غیب مکتوم اسرار اور خفیات۔
امور اور جو چیزیں غائب ہیں آسمانوں اور
زمین میں۔ وہ ایک کتاب یعنی لوح محفوظ
میں ہیں۔

اس آیت و تفسیر سے واضح ہو گیا کہ تمام زمین و آسمان میں جتنے غیب اور بھید اور خفیہ امور ہیں۔
سب اس کتاب لوح محفوظ میں موجود ہیں۔

دوسری آیت ملاحظہ فرمائیے:

وَلَا حَبَّةٌ فِي ظُلُمَاتٍ إِلَّا دُرٌّ
وَلَا سَوَّاطٍ وَلَا يَابِسٌ إِلَّا فِي
كِتَابٍ مُبِينٍ ۝

اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیروں
میں اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک مگر
یہ کہ سب ایک روشن کتاب میں لکھا ہے

اس آیت کریمہ کے ماتحت امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وفائدة هذا الكتاب امور
احد ما انه تعالى كتب هذه
الاحوال في اللوح المحفوظ

اس لکھنے میں چند فائدہ ہے۔ ایک
یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان حالات کو لوح محفوظ
میں اس لیے لکھا تھا تاکہ ملائکہ خبردار

۱۔ پ ۲۰، ع ۱، س النمل

۲۔ تفسیر خازن، جز الخامس، پ ۱۰، ع ۱۲، س الانعام

لَتَقْفَ الْمَلَائِكَةُ عَلَى نَفَاذِ عِلْمِ
 اللَّهُ فِي الْمَعْلُومَاتِ فَيَكُونُ
 ذَلِكَ عِبْرَةً تَامَةً لِلْمَلَائِكَةِ
 الْمُوَكَّلِينَ بِاللُّوْحِ الْمَحْفُوظِ
 لِأَنَّهُمْ يَقَابِلُونَ بِهِ مَا يَحْدُثُ
 فِي صَحِيفَةِ هَذَا الْعَالَمِ
 فَتَجِدُونَهُ مَرِافَقًا لَهُ
 ہو جائیں۔ اور ان معلومات کے
 جاری ہونے پر پس یہ بات فرشتوں
 کے لیے پوری عبرت بن جائے جو
 لوح محفوظ پر مقرر ہیں کیونکہ وہ فرشتے
 ان واقعات کا اس تحریر سے مقابلہ
 کرتے ہیں جو عالم میں سننے سے سنے
 ہوتے رہتے ہیں تو اس کو لوح محفوظ کے
 مطابق پاتے ہیں۔

اس آیت و تفسیر سے بھی واضح ہو گیا کہ لوح محفوظ میں ہر خشک و تر و ہر دانہ موجود ہے اور
 اس لوح محفوظ کو ملائکہ جانتے ہیں۔

تیسری آیت ملاحظہ فرمائیے،
 وَكُلُّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي
 إِمَامٍ مُّبِينٍ
 اور ہر شے ہم نے ایک روشن پیشوا
 میں جمع فرمادی۔

اس آیت شریفہ میں بھی امام مبین سے مراد لوح محفوظ ہے جس میں ہر شے جمع ہے۔ کوئی
 چیز ایسی نہیں جو اس میں نہ ہو۔ لہذا فی معالم التنزیل۔

چوتھی آیت ملاحظہ فرمائیے،
 وَكُلُّ شَيْءٍ سَفِينٌ وَكَبِيرٌ
 مُسْتَطَرٌّ
 اور ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی
 ہے۔

اس آیت کے بعد میں بھی لوح محفوظ مراد ہے جس میں ہر چھوٹی بڑی شے موجود ہے۔

تہ تفسیر کبیر رازی

صفحہ ۲۱، ۱۸۷، س ۱۱۳

صفحہ ۲۴، ۱۹۷، س ۱۱۳

ان تمام آیات طیبات و تفاسیر سے خوب معلوم ہو گیا کہ لوح محفوظ میں۔ اللہ تعالیٰ نے تمام چیزیں لکھ دی ہیں۔

اور ایک حدیث بھی ملاحظہ فرمائیے :

عَنْ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْقَلَمَ فَقَالَ لَهُ اكْتُبْ قَالَ مَا اَكْتُبُ قَالَ اَكْتُبِ الْقَدَرَ فَكُتِبَ مَا كَانَ وَمَا هُوَ حَاضِرٌ إِلَى الْآبَدِ ۝

حضرت عبادہ بن صامت سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سب سے پہلے جو چیز پیدا کی اللہ نے وہ قلم ہے۔ خدا نے قلم سے فرمایا لکھ۔ قلم نے عرض کیا : کیا لکھوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا : تقدیر کو لکھ۔ چنانچہ جو کچھ ہو چکا تھا اور جو ہونے والا تھا سب قلم نے لکھا۔

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ قلم کو اللہ تعالیٰ نے ماکان و ما یکون کے علوم عطا فرمائے اور اس قلم نے تمام تقدیرات کو لوح پر لکھ دیا۔

اب جس کتاب لوح محفوظ میں زمینوں آسمانوں کے تمام غیوب لکھے ہوئے ہیں اُن تمام کو ملائکہ مقربین جانتے ہیں اور قلم کو بھی تمام علوم عطا فرما دیے گئے۔

اب یہ ملاحظہ فرمائیے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کتنے علوم رکھے ہوئے ہیں۔

مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَى وَلَكِنْ تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ ۝

قرآن وہ بات نہیں جو بنائی جائے بلکہ

اگلی کتابوں کی تصدیق ہے اور ہر شے کا مفصل بیان ہے۔

اس آیت کریمہ سے واضح ہو گیا کہ قرآن کریم میں ہر شے موجود ہے کوئی چیز ایسی نہیں جو کہ اس کتاب

۱۔ المشکوٰۃ باب الایمان والقدر ص ۲۰

لکھ پ ۱۳، ع ۵، س یوسف

میں موجود نہ ہو۔

دوسری آیت ملاحظہ فرمائیے :

وَتَفْصِيلَ الْكِتَابِ لَا سَرِيَّ فِيهِ

اور یہ قرآن سب کی تفصیل ہے اس

میں کچھ شک نہیں۔

چنانچہ صاحب تفسیر جلالین اسی آیت کے ماتحت فرماتے ہیں :

تفصيل الكتب تبين ما كتب

یہ تفصیل کتاب ہے اس میں وہ احکام

اللہ تعالیٰ من الاحكام

اور ان کے سوا دوسری چیزیں

وغیرہا۔

بیان کی جاتی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے

لکھ دی ہیں۔

تیسری آیت ملاحظہ فرمائیے :

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ

ہم نے اس کتاب میں کوئی چیز

شئ نہ تھی

اٹھا نہیں رکھی۔

صاحب تفسیر خازن اسی آیت کے ماتحت فرماتے ہیں :

ان القرآن مشتمل علی جمیع

بے شک قرآن تمام احوال پر

الاحوال

صاحب تفسیر رائس البیان اسی آیت کے ماتحت فرماتے ہیں :

ای ما فوطنا فی الکتب ذکر

یعنی اس کتاب میں مختلفات میں سے

احد من الخلق کن لا یبصر

کسی کا ذکر نہیں چھوڑا۔ مگر اس کو کوئی

ذکرہ فی الکتاب الا الموبد

اُس آدمی کے سوا نہیں دیکھ سکتا جس

وان بانوار المعرفة

کی تائید انوار معرفت سے کی گئی ہو۔

کے تفسیر جلالین

پ ۱۱، ع ۸، س یونس

کے تفسیر رائس البیان

کے تفسیر خازن

پ ۱۲، ع ۹، س الانعام

علامہ شترانی طبقات الکبریٰ میں اسی آیت مافرطنا کے متعلق فرماتے ہیں :

لوفتح الله عن قلوبكم افمنال
السد ولا طلعت علی ما فت
القرآن من العلوم واستغثیتم
عن النظر فی سواہ فان فی
جیم ما رقیم فی صفحات
الوجود قال الله تعالیٰ مافرطنا
فی الکتاب من شیء۔

اگر اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کے قفل
کھول دے تو تم ان علوم پر مطلع ہو جاؤ
جو قرآن میں ہیں اور تم قرآن کے سوا
دوسری چیز سے لاپرواہ ہو جاؤ کیونکہ قرآن
میں وہ چیزیں ہیں جو وجود کے صفحوں میں
لکھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے
اس کتاب میں کوئی شے نہیں چھوڑی۔

تفسیر اتقان میں بھی یہ درج ہے :

ما من شیء فی العالم الا
هو فی کتاب الله تعالیٰ۔

عالم میں کوئی شے ایسی نہیں جو قرآن
میں درج نہ ہو۔

ان تمام دلائل سے یہ ثابت ہوا کہ لوح محفوظ میں جمیع علوم ہیں اور لوح محفوظ کی تفصیل قرآن کریم
میں ہے۔ تو حضور آقا نامدار احمد مختار علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے عالم ہوئے۔ جیسا کہ
ابتداء میں بیان ہو چکا ہے تو لوح محفوظ اور قرآن کے تمام علوم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے ہیں۔
حتی تبارک و تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان تمام علوم سے جو قلم نے لوح پر
لکھے مطلع فرمایا۔ لوح و قلم تنہا ہی ہیں۔ جو کچھ ان میں ہے قلم تنہا ہی پڑھتا ہی کا محیط ہونا
جائز ہے۔ لوح و قلم کے علوم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم کا ایک جز ہیں جیسا کہ علوم الہی کا
ایک جز ہیں۔

چنانچہ امام اجل علامہ محمد بوسیری شرف الحق والیرین رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ بردہ شریف ص ۲۵ میں
فرماتے ہیں :

فان من جودك الدنيا وضرتها
ومن علومك علم اللوح والقلم

اے نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے
دربانے عطا دینا میں سے دنیا و حقہ
ہے اور لوح و قلم کا تمام علم آپ کے علوم
سے ایک حقہ ہے۔

علامہ ملا قاری رحمۃ اللہ علیہ عل العقیدہ شرح بُردہ شریف میں مذکور الفاظ کی تشریح

فرماتے ہیں :

تَوْضِيحُهُ أَنَّ الْمُرَادَ بِعِلْمِ اللَّهِ
مَا أَثْبَتَ فِيهِ مِنَ النَّقُوشِ
الْقُدْسِيَّةِ وَالصُّورِ الْعَبَسِيَّةِ
وَبِعِلْمِ الْقَلَمِ مَا أَثْبَتَ فِيهِ كَمَا
شَاءَ وَإِلَاضًا فَهُوَ لِأَدْنَى مَلَابَسَةٍ
وَكُونُ عِلْمِهَا مِنْ عُلُومِهِ صَلَّى
اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ
عُلُومَهُ تَتَنَوَّعُ إِلَى الْكَلِمَاتِ
وَالْجُزْئِيَّاتِ وَحَقَائِقَ وَعَوَارِفَ
وَمَعَارِفَ تَعَلَّقَ بِالذَّاتِ وَ
الْغِيَاثِ عِلْمُهَا أَنَّهَا يَكُونُ
سَطْرًا مِّنْ سَطُورٍ عَلَيْهِ وَنَهْمًا
مِّنْ أَبْحُورٍ عَلَيْهِ ثُمَّ مَعَ هَذَا
هُوَ مِنْ بَرَكَاتِهِ وَوُجُودِهِ صَلَّى
اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

یعنی توضیح اس کی یہ ہے کہ علوم سے
مراد نقوش قدس و صور غیب ہیں جو اس
میں منقوش ہوئے اور قلم کے علم سے
مراد وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے جس طرح
چاہا اس میں ودیعت رکھے۔ ان
دونوں کی طرف علم کی اصافت ادنیٰ علاقے
یعنی محلیت نقش و اثبات کے باعث
ہے اور ان دونوں میں جس قدر علوم ثبت
ہیں ان کا علم علوم محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم سے ایک پُردہ ہوتا ہے اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کے علوم بہت اقسام کے ہیں۔
علوم کلیہ، علوم جزئیہ، علوم حقائق
اشیاء و علوم اسرار خفیہ اور وہ علوم
اور معرفتیں کہ ذات و صفات حضرت حق
سبحانہ سے متعلق ہیں اور لوح و قلم کے
معلوم علوم محمدیہ کی سطروں میں سے
ایک سطر اور ان دریاؤں میں سے نہریں
ہیں پھر بعینہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم ہی کی برکت و وجود سے تھیں۔ اگر
حضور نہ ہوتے تو نہ لوح و قلم ہوتے اور
نہ ان کے علوم۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
وہ صحابہ و بارک وسلم۔

مولانا علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت سے کتنا صاف واضح ہو گیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم کی وسعت کا عالم یہ ہے کہ لوح و قلم کے علوم آپ کے سمندر میں سے ایک نہر اور آپ کے علوم وسیعہ کی سطروں میں سے ایک حرف ہیں۔

علامہ شیخ ابراہیم بجوری رحمۃ اللہ شرح برودہ شریفین میں دمن علومك کے تحت فرماتے ہیں:

فَإِنْ قِيلَ إِذَا كَانَ عِلْمُ اللَّوْحِ
وَالْعِلْمُ بَعْضُ عِلْمِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا الْبَعْضُ الْآخِرُ
أُجِيبَ بِأَنَّ الْبَعْضَ الْآخِرَ
هُوَ مَا أَخْبَرَهُ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
مِنْ أَحْوَالِ الْآخِرَةِ لِأَنَّ الْعِلْمَ
أَنَّمَا كَتَبَ فِي اللَّوْحِ مَا هُوَ كَائِنٌ
إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ بِهِ

یعنی اگر یہ کہا جائے کہ جب علم لوح و قلم
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کا بعض
ٹھہرا تو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے علوم میں باقی کیا رہ گیا۔ تو جواب
دیا جائے گا کہ باقی احوال آخرت میں
جن کی اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کو اطلاع فرمائی۔ کیونکہ قلم نے لوح میں
قیامت تک کے امور ہی تو لکھے ہیں۔

علامہ ابراہیم بجوری رحمۃ اللہ تعالیٰ کے اس کلام سے واضح ہو گیا کہ علم لوح و قلم حضور آقا پر
یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم کا بعض ہے تو آپ کے علوم باقی احوال آخرت کے
بھی علوم ہیں۔

علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری مرقاۃ المفاتیح علوم لوح و قلم سے مطلع ہونے کے بارہ
میں فرماتے ہیں :

ان للغيب مبادی و لواحق
فبإدبها لا يطلع عليه ملك
مقرب ولا نبي مرسل واما
للواحق فهو ما ظهره الله تعالى

یہ ہے کہ غیب کے مبادی پر کوئی ملک
مقرب و نبی و مرسل مطلع نہیں۔ البتہ
غیب کے لواحق پر اللہ تعالیٰ نے اپنے
بعض اجاب کو مطلع فرمایا ہے جس کے

لہ شرح برودہ لعلامہ ابراہیم بطبوع مصر ص ۴۲

علی بعض احبابہ لوحۃ علم
 وخرج بذالك عن الغیب المطلق
 وصار غیباً اضافیاً و ذاك
 اذا قنورت الروح القدسیة
 واذا داد نوراً ینتھما واشراقها
 بالاعراض عن ظلمة عالم
 الحسن وبتجلیة القلب
 عن مداء البطیعة المواظبة
 علی العلم والعمل و فیضان
 الانوار الالهیة حتی یقری
 النور و ینبسط فی فضاء
 قلبه و تنعكس فیہ النقوش
 المرتسمة فی اللوح المحفوظ
 و یطلع علی المغیبات و یتصرف
 فی عالم السفلی بل یتجلی حیث ذن
 الفیاض الاقدس و بمعرفنة
 التي هی اشرف العطا یا فكیف
 بغيره یلے

علوم میں سے ایک لوح کا علم بھی ہے
 اور غیب اضافی ہے اور یہ جب ہے
 کہ جب روح قدسیہ منور ہوتی ہے اور
 عالم حسن کی ظلمت اور تاریکی سے اعراض
 کرنے دل صاف ہونے علم و عمل پر
 مواظبت کرنے اور انوار الہیہ کے فیضان
 کے باعث ان کی نورانیت اور اشراق
 زیادہ ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کے
 دل میں نور قوی منبسط ہو جاتا ہے اور
 لوح محفوظ کے نقوش اس میں منعکس
 ہو جاتے ہیں۔ اور یہ مغیبات پر مطلع
 ہو جاتا ہے اور عالم سفلی میں تصرف
 کرتا ہے بلکہ اس وقت خود فیاض
 اقدس بل شانہ اپنی معرفت کے
 ساتھ تجلی فرماتا ہے اور یہی بڑا عظیم
 ہے۔ جب یہی حاصل ہوا تو اور
 کیا رہ گیا۔

اس عبارت سے یہ توصف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے احباب کے دل میں
 ایسا روشن نور عطا فرماتا ہے جس میں لوح محفوظ اس طرح منعکس ہو جاتی ہے جیسے آئینہ
 میں صورت اس نور پاک سے اللہ تعالیٰ کے احباب غیروں پر مطلع ہوتے ہیں۔ عالم میں تصرف

کرتے ہیں بلکہ خود حق تعالیٰ ان کے دلوں میں تجلی فرماتا ہے تو انبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم (اولیاء قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم) ہی اللہ تعالیٰ کے اجاب میں ہیں اور یہ رتبہ انہی کو حاصل ہے۔
صاحب کتاب الابرار اپنے شیخ سے نقل فرماتے ہیں،

و اقوی الا سراوح فی ذلک روحہ صلی اللہ علیہ وسلم فانہما
لم یحجب عنہا شیء من العالم فہی مطلعة علی عروشیہ و علویہ
وسفلیہ و دنیاہ و آخرتہ و سائرہ و جنتہ لان جمیع ذلک علی
خلق لاجلہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتیزہ علیہ السلام خاریق
لہذہ العوالم باسرها فیندہ تیز فی اجرام السموت من این
خلقت و متى خلقت و کما خلقت و الی این تعیر فی جرم کل سماء
و عندہ تمیز فی ملککۃ کل سماء و این خلقوا و حتی خلقوا
و الی این یعیزون و تمیز اختلاف مراتبہم و منتهی درجاتہم
و عندہ علیہ السلام تمیز فی العجب السبعین و ملککۃ کل
حجاب علی الصفۃ السابقۃ و عندہ علیہ السلام تمیز فی
اجرام النیرۃ الّتی فی العالم العلوی مثل النجوم و الشمس و
القمر و اللّوج و القمر و البرزخ و الارواح الّتی فیہ علی
الوصف السابق و کذا عندہ علیہ الصلوٰۃ و السلام تمیز
فی الجنان و درجاتہا و عد و سكانہا و مقاماتہم فیہا و کذا
ما بقی من العوالم و کس فی ہذا مزاحمۃ للعلم القدیم
الذی لا ینہی لانہا یمعلو ماتہ و ذلک لان ما فی العلم
القدیم ینہر فی ہذہ العوالم فان اسرار الربوبیۃ و اوصاف
اللوہیۃ لا ینہایت لہا لیست من ہذا العالم فی شئ

مقامات المغایب جز الاول ص ۴۷ لے کتاب الابرار ص ۴۲

اس طویل عبارت کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ اس امتیاز میں سب سے زیادہ قوی
روح ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کہ اس روح پاک سے عالم کی
کوئی شے پردہ میں نہیں۔ یہ روح پاک عرش اور اس کی بندہ یستی، دنیا و آخرت
جنت و دوزخ سب پر مطلع ہے کیونکہ یہ سب اسی ذات مجمع کمالات کے لیے
پیدا کی گئی ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم
آپ کی تمیزان جملہ عالموں کی خارق ہے۔ آپ کے پاس اجرام سموات کی تمیز ہے کہ
کہاں سے پیدا کیے گئے۔ کیوں پیدا کیے گئے۔ کیا ہو جائیں گے اور آپ کے
پاس ہر ہر آسمان کے فرشتوں کی تمیز ہے اور اس کی بھی کہ وہ کہاں سے اور کب
پیدا کیے گئے اور کہاں جائیں گے اور ان کے اختلاف مراتب و مقامات کی بھی تمیز ہے۔
اور ستر پردوں اور ہر پردہ کے فرشتوں کے جملہ حالات کی بھی تمیز ہے۔ علوی کے
اجرام نیزہ ستاروں، سورج، چاند، لوح و قلم، برزخ اور اس کی ارواح کی
بھی ہر طرح امتیاز ہے۔ اسی طرح ساتوں زمینوں اور ہر ہر زمین کی مخلوقات خشکی و
تری جملہ موجودات کا بھی ہر حال معلوم ہے۔ اسی طرح تمام حقین اور ان کے
درجات اور ان کے رہنے والوں کی گنتی و مقامات سب معلوم ہیں۔ ایسے ہی
سب جہانوں کا علم ہے اور اس علم میں ذات باری تعالیٰ کے علم قدیم ازلی جس
کے معلومات بے انتہا ہیں۔ کوئی مزاحمت نہیں کیونکہ علم قدیم کے معلومات اس
عالم میں منحصر نہیں۔ ظاہر ہے کہ اسرار ربوبیت لوصاف الوہیت جو غیر متناہی ہیں
اس عالم سے ہی نہیں۔ انتہی

صاحب کتاب اللابریز کی یہ تفسیر تفسیر معنی لفین کے اویام باطلہ کا کافی علاج ہے۔
وہ صاف تصریح فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قدس سے عالم کی کوئی شے
عرشی ہو یا فرشی، دنیا کی ہو یا آخرت کی پردہ و حجاب میں نہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
سب کے عالم ہیں اور ذرہ ذرہ حضور سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر روشن ہے۔ بلکہ ہم
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو علم الہی سے کوئی نسبت نہیں کیونکہ علم الہی غیر متناہی ہے

اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم خواہ کتنا ہی وسیع ہو قتنا ہی کو غیر قتنا ہی سے نسبت ہی کیا۔
 منافقین جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم سے واقف نہیں حضرت تخی بل و علا
 کی عظمت کیا جانیں۔ جب یہ لوگ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی وسعت سنتے ہیں تو گھبرا
 جاتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا علم اس سے زیادہ کیا ہوگا۔ پس خدا اور رسول کو برابر
 کر دیا۔ یہ ان کی نادانی ہے کہ وہ علم الہی کو عالم میں منحصر خیال کریں یا علم قنای کے برابر ٹھہرائیں۔
 مسلمان ان دونوں میں فرق کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو اس کی وسعت کے ساتھ
 تسلیم کرتے ہیں اور علم الہی کا اقرار کرتے ہیں اور علم الہی کو اس کی بے مثال عظمت کے ساتھ
 مخصوص بحق مانتے ہیں۔

درحقیقت علم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرنے والے جہاں سنت پر مساوات ثابت
 کرنے کا الزام لگاتے ہیں۔ علم الہی کو قنای سمجھتے ہیں مبتلا ہیں اور خداوند عالم کی تنقیص کرتے ہیں اور
 یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم و قدرت سے واقف ہوتے تو حضور آقا یوم النور صلی اللہ علیہ وسلم
 کے وسعت علم کا انکار نہ کرتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا انکار وہی کریں گے جو خداوند قدوس
 کی قدرت و عظمت بخیر ہیں اگر ان حضرات کے نزدیک نبی کریم کی وسعت علمی ماننے پر اہل سنت مشرک ہی ٹھہرے
 تو پھر وہ خود ہی اس مشرک میں مبتلا ہیں۔ جیسا کہ ان کی کتابوں سے ظاہر ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

منافقین کا عقیدہ

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم

شیطان سے بھی کم ہے

دہلیہ دیوبندیہ کے مولوی خلیل احمد انبیٹوی مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی کتاب
 براہین قاطعہ میں رقمطراز ہیں :

(بلفظ) الحاصل خور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر
 علم محیط زمین کا فرما عالم کو خلاف نصوح قطیعہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے
 ثابت کرنا شرک نہیں۔ تو کوں سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو

یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے؟ ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو، چہ جائیکہ زیادہ۔

براہین قاطعہ کی مذکورہ دو عبارتوں سے جو چیز ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے:

① شیطان اور ملک الموت کا علم زمین کو محیط ہے۔

② اور یہ نص قطعی سے ثابت ہے۔

③ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محیط زمین کا علم ماننا شرک ہے۔

④ کیونکہ یہ نص سے ثابت نہیں۔

⑤ شیطان کا علم حضور علیہ السلام سے وسیع ہے۔

⑥ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ملک الموت کے برابر بھی نہیں چہ جائیکہ زیادہ۔

ناظرین انصاف کی نظر سے توجہ فرمائیں کہ ان حضرات نے شیطان و ملک الموت کی علمی نص سے ثابت مان لی ہے اور فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وسعت علمی کا قائل ہونا شرک ہے۔ (نفوذ باللہ من ذالک) اس کے کیا معنی اگر بغرض محال یہ وسعت غیر خدا کے لیے تجویز دے اور مان لینا شرک ہے تو بھلا شیطان اور ملک الموت کے لیے تسلیم کرنا کیوں شرک نہیں اور اس پر طرہ یہ کہ وہ نص سے ثابت نہ رہے ہیں یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ شرک نص سے ثابت ہے۔ معاذ اللہ اب میں پوچھتا ہوں کہ مخالف صاحبان کے نزدیک شیطان اور ملک الموت مخلوقات میں ہیں یا کہ نہیں۔ اگر نہیں تو پھر کیا ٹھکانا۔ اور اگر کیے کہ ہاں مخلوق ہیں تو براہین قاطعہ کی عبارت مذکورہ کے اعتبار سے شرک ہے۔ تو بتلاتے کہ پھر اس حکم کے بموجب مشرک ہونا تسلیم کریں گے یا کہ انکار۔

ذرا اپنا عقیدہ انصاف کے میزان میں تول کر خود اپنے ہی انصاف پر آفرین کیجئے۔ جناب رسالت اکرمؐ یعنی نبی عظیم و خیر کے عظیم مثل و بے نظیر ہونے کے انکار میں تو محالات تک تحت قدرت بتائیں۔ کذب جیسے قبیح امر کو خدائے پاک کے لیے جائز کہیں اہل سنت کو منکر قدرت قرار دیں۔ معاذ اللہ۔ اور نبی کریمؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کے انکار میں

اللہ تعالیٰ کو تعلیم پر قادر نہ جانیں اور آنکھیں بدل کر صاف کہہ جائیں کہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے بھی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم نہیں آ سکتا۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ یا تو وہ علام الغیوب تعلیم پر قادر نہیں۔ نعوذ باللہ۔ یا اس کی تعلیم ایسی ناقص کہ جس کو تعلیم کرے اسے علم نہیں آ سکتا۔ کس قدر عداوت الرسول کا صریح مظاہرہ ہے کہ شیطان و ملک الموت کی تو وسعت علمی کا اقرار اور فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وسعت علمی کا انکار۔

یہ ناپاک کلمہ صراحتہً سرکار سیدنا آقاہ دو عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عیب لگانا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عیب لگانا کلمہ کفر نہ ہوا تو اور کیا کلمہ کفر ہوگا۔

اس کا جواب کیا ہو سکتا ہے انشاء اللہ القہار۔ روز جزا یہ ناپاک نامہ بنجارا اپنے کفر کفرے گفتار کو پہنچیں گے۔ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ۔

یاد رکھیے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم علی الاطلاق تمام مخلوق سے زیادہ علم والے ہیں۔ کسی فرد کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ نہیں جو شخص کسی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ عالم سمجھے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے کیونکہ یہ تو بین علم نبوی ہے۔

علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

میں تو بین کفر ہے

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نسیم الریاض شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں،

اَنَّ جَمِيعَ مَنْ سَبَّ النَّبِيَّ صَلَّى	جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ شَتَمَهُ	یا آپ کو عیب لگائے۔ اور یہ گالی دینے
(اَوْ عَابَهُ) هُوَ اَعْتَمَ مِنَ السَّبِّ	سے عام تر ہے کہ جس نے کسی کی نسبت
فَاَنَّ مَنْ قَالَ فَلَانٌ اَعْتَمَ	کہا کہ فلاں کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم
مِنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	کے علم سے زیادہ ہے۔ اس نے
فَقَدْ عَابَهُ وَنَقَعَهُ لَوْلَمْ يَسْبَهُ	خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عیب
دَفْعُ مَا يَكُ وَالْحُكْمُ فِيهِ حُكْمٌ	لگایا آپ کی توہین کی۔ اگرچہ گالی نہ دی

السَّابِ مِنْ غَيْرِ قُوَّةٍ بَيْنَهُمَا
 (لَا تَسْتَشْنِ) مِنْهُ (فَضْلًا) أَيْ
 صُورَةً (وَلَا نَمَازِي) فِيهِ
 تَصَرُّيًّا كَانَ أَوْ تَلَوِيًّا كَوَ هَذَا
 كُلُّهُ إِجْمَاعٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ أَيْ مَشَقَّةُ
 الْفُتُوٰى مِنْ لَدُنِّ الصَّحَابَةِ
 رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ إِلَى هَلَم
 اجراء ۱۰

یہ سب گالی دینے کے حکم میں ہے۔ ان کے
 اور گالی دینے والے کے حکم میں فرق نہیں
 نہ ہم اس سے کسی صورت استثنائیں
 ناس میں شک و تردید کو راہ دیں۔
 صاف صاف کہا ہو۔ خواہ کنایہ سے۔
 ان سب احکام پر تمام علماء و ائمہ
 فتویٰ کا اجماع ہے کہ زمانہ صحابہ کو ام
 رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آج تک برابر
 چلا آیا ہے۔

شرح شفا کی عبارت سے خوب واضح ہو گیا کہ جو کوئی یہ کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 کے علم سے فلاں کا علم زیادہ ہے یہ آپ کی نسبت عیب لگانا اور گالی دینے میں شامل ہے۔ پس
 تمام کا اس پر اجماع ہے کہ وہ کافر ہے۔ اس لیے کہ اس نے علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم
 کر کے آپ پر عیب لگایا اور گالی دی وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔
 بہر کیف گزشتہ تمام دلائل قریہ سے ثابت ہو گیا کہ علوم لوح و قلم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کا
 ایک قطرہ ہے تو کیا پھر آپ عالم کی کسی شے سے بے خبر ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں۔
 نیز قابل غور مسئلہ یہ ہے کہ رب تعالیٰ نے ہر شے لوح محفوظ میں لکھی ہے۔ لکن یا تو
 اپنی یادداشت کے لیے ہوتا ہے کہ مجھ کو نہ جائیں یا دوسروں کے بتلانے کے لیے۔
 تو اللہ تعالیٰ مجھ کو سے پاک ہے۔ لہذا یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس نے دوسروں کے لیے
 لکھا ہے۔ تو پھر لامکہ مقربین و تمام انبیاء غرض کہ ساری مخلوق سے زیادہ محبوبہ اگر کوئی خدا کے
 نزدیک ہے تو وہ صرف ذات ستودہ حبیب کردگار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں تو آپ
 سے اللہ تعالیٰ نے عالم کی کوئی شے مخفی نہیں رکھی۔

۱۔ نسیم الریاض شریعہ شفا شریف جز ۱ اربع ص ۲۲۵ مطبوعہ مصر

اگر اب بھی منکرین انکار ہی کریں تو یہ ان کی بد قسمتی ہے ۔

۷

کچھ ایسی ہی سمائی ہے ان کی آنکھوں میں
جدھر دیکھے ادھر نفی ہی نفی ہے

علم رُوح اور مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم

مشہور : مخالفین یہ بھی کہتے ہیں کہ قرآن میں ہے :

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي ۔

آپ سے رُوح کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ آپ فرمائیے کہ رُوح میرے رب کے پاس ہے۔
اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رُوح کا علم نہیں جب رُوح کا علم نہیں تو کُل علم غیب کیسے ہو سکتا؟
جواب : مخالفین کی خوش فہمیوں نے انہیں اس امر پر آمادہ کر دیا کہ وہ یہ کہتے پھرتے ہیں کہ
حضرت سرایا رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو رُوح کا علم نہ تھا۔ پھر حیرت ہے کہ یہ لوگ کس درجہ کے
عقیل ہیں۔ بجلایہ آیت کے کس لفظ کا ترجمہ ہے کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو
رُوح کا علم نہ تھا۔ اب وہی آیت جو فریقِ مخالف پیش کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیے اور تفسیر کو
ہاتھ میں لے کر فوراً کیجیے۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ	اور آپ سے یہ رُوح کو پوچھتے ہیں آپ
مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنْ	فرماؤ رُوح میرے رب کے علم سے ہے
الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ۝	مگر یہ علم تم کو نہ دیا گیا۔ مگر تھوڑا۔

علامہ علاء الدین صاحب تفسیر خازن اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں :

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حقیقت رُوح

لے پ ۱۵۰۱ ع ۱۹، س بنی اسرائیل

معلوم تھی۔ لیکن آپ نے اس کی خبر
نہ دی کیونکہ اس کا خبر نہ دینا یہ آپ کی
نبوت کی دلیل ہے۔

علم معنی الروح و لکن لم یخبر
به لان ترک الاخبار بہ کان
علما لنبوتہ۔

اس کے آگے چل کر علامہ خازن فرماتے ہیں:
وما اوتیتم الا قلیلا هو
خطاب للیہود۔

اور نہ دیا کیا تمہیں مگر تھوڑا۔ یہ خطاب
یہود کو ہے۔

اس آیت کی تفسیر سے صاف واضح ہو گیا کہ روح کی حقیقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں تھی۔
لیکن اس کا اظہار نہیں فرمایا۔

چنانچہ شیخ محقق علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ مارج النبوت میں علم روح کے
متعلق فرماتے ہیں:

مومن عارف یہ ہمت کس طرح کہنتا ہے
کہ حضور سید المرسلین و امام العارفین
سے حقیقت روح کے علم کی نفی کرے
حالانکہ حق تعالیٰ سبحانہ نے ان کو
اپنی ذات و صفات کا علم دیا ہے
اور ان نے بے علوم اولین و آخرین
کھول دیے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کے علم کے مقابل روح انسانی
کی کیا حقیقت ہے۔ وہ تو اس
دریا کا ایک قطرہ ہے اور اس جبل کا ذرہ ہے۔

چم گونہ جزأت کند مومن عارف کہ
نفی علم بحقیقت روح از سید المرسلین و
امام العارفین صلی اللہ علیہ وسلم کند
داد و است۔ اور احق سبحانہ تعالیٰ
علم ذات و صفات خود و فتح کردہ
بروئے فتح بین از علوم اولین و
آخرین روح انسانی چہ باشد کہ
در جنب جامعیت و قطرو ایست
از دریا و ذرہ ایست از صحرائے

۱۔ تفسیر الخازن جز الرابع

۲۔ مارج النبوت جز الثانی ص ۱۵

شیخ محقق علیہ الرحمۃ کے کلام سے واضح ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے آگے روح کی کیا حقیقت ہے اس لیے کہ آپ کو تو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات و صفات اور اولین و آخرین کے علوم عطا فرمادیے ہیں روح تو آپ کے دریا کا ایک قطرہ و جنگل کا ایک ذرہ ہے۔ ایک اور جوالہ ملاحظہ فرمائیے :

حجة الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں علم روح کے متعلق فرماتے ہیں :

وَلَا تَقْنُ أَنْ ذَلِكَ لَوْ يَكُنْ مَكْشُوفًا
لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَإِنَّ مَنْ لَوْ يَعْرِفُ الرُّوحَ فَكَأَنَّهُ
لَعَرَفَتْ نَفْسَهُ وَمَنْ لَعَرَفَتْ نَفْسَهُ فَيَعْرِفُ
اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَلَا يَبْعَدُ أَنْ يَكُونَنَّ
ذَلِكَ مَكْشُوفًا لِبَعْضِ الْأَوْلِيَاءِ
وَالْعُلَمَاءِ۔

یعنی گمان نہ کر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ (روح کا علم) ظاہر نہ تھا اس لیے کہ جو شخص روح کو نہیں جانتا۔ وہ اپنے نفس کو نہیں پہچانتا وہ اللہ سبحانہ کو کیونکر پہچان سکتا ہے اور بعید نہیں کہ بعض اولیاء اور علما کو بھی اس کا علم ہو۔

ان دلائل سے واضح ہو چکا کہ حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو روح کا علم ہے نیز قرآن کی کسی آیت میں علم روح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمانے کی نفی تو ہے ہی نہیں ۔ ۔ ۔ محض قیاس باطل ہے۔ آیت روح کو عدم علم نبی کے لیے سند پنا اقول درجہ کی مغایرت ہے

شیشے کے گھر میں بیٹھ کر پتھر ہی پھینکتے ہیں
دیوار آہنی یہ حماقت تو دیکھیے

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبل از نزول آیات برات

اپنی صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کا علم بھٹا

شبہ : کافروں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت باندھی تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت رنج ہوا۔ اس کے بعد خدا نے قرآن میں فرمایا کہ عائشہ پاک ہیں، کافر جھوٹے ہیں تب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا۔ لہذا اگر پہلے سے معلوم ہوتا تو غم کیوں ہوتا۔

جواب : سرمایہ مخالفین کا یہی شُبہ ہے جو ہر چھوٹے بڑے کو یاد کرا دیا گیا ہے اور اس بیباکی سے زبان پر آتا ہے کہ خدا کی پناہ۔ پھر اگر انصاف سے غور فرمائے تو کھل جائے کہ ہجر اہل فریبی کے اور کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہوش درست نصیب فرمائے تو سمجھ لینا کچھ مشکل نہیں ہے کہ بدنامی ہر شخص کے لیے غم کا باعث ہوتی ہے اور پھر جھوٹی بدنامی۔ اگر اپنی بدنامی ہوتے دیکھیں اور لوگوں کے طعن سُنیں اور یقیناً جانیں کہ جو ہم کو کما جاتا ہے بالکل غلط اور سراسر بہتان ہے تو کیا حیا داروں کو رنج نہ ہوگا اور جو ہوگا تو وہ ان کی بدگمانی کی دلیل ہو جائے گا۔ لَا خَوَالٍ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ط

حضور سرِ پا رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی نسبت کسی قسم کی بدگمانی نہ تھی پھر غم کیوں تھا؟ صرف اس وجہ سے کہ کافروں کی یہ حرکت یعنی تہمت اور اس کی شہرت پریشانی کا باعث ہو گئی تھی۔ یہ وجہ غم کی تھی نہ کہ اصل واقعہ کی ناواقفیت جیسا کہ سنہما زمانہ کا خیال ہے۔

چنانچہ قرآن کریم اس کی وضاحت فرماتا ہے :

وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ
صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ ۝
(یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) بیشک
ہمیں معلوم ہے کہ آپ ان کی باتوں سے
تنگ ہوتے ہیں۔

اس سے یہ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان مفسدوں کے اقوال کے فساد کو جانتے تھے۔ اس طرح اس موقع پر بھی کفار کی جھوٹی تہمت سے منہم تھے اور یہ جانتے تھے کہ کافر جھوٹے ہیں۔ علامہ فخر الدین رازیؒ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں :

فان قيل كيف جاز ان تكون
امراة النسبي كافرہ كامرأة
پس اگر کہا جائے کہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ
انبیاء (علیہم السلام) کی بیویاں کافر

فوج و لوط و لہم یجزان ستکون
 فاجره وایضاً ظولہ
 یجز ذلک لکان الرسول
 عرف الناس بامتناعہ
 ولو عرف ذلک لما ضاق قلبہ
 ولما سال عائشۃ کیفیۃ
 الواقعة قلنا الجواب عن الاول
 ان الکفر لیس من المغفرات
 اما کونہا فاجرة فمن المنفرات
 والجواب عن الثانی علیہ
 السلام کثیراً ما کان
 یضیق قلبہ من اقوال
 الکفار مع علمہ بفساد
 تلك الاقوال قال اللہ
 تعالیٰ ولقد نعلم انک
 یضیق صدرك بما یقولون
 فکان هذا من هذا الباب ۝

توہوں جیسے کہ حضرت لوط اور نوح علیہما
 السلام کی مگر فاحسبہ اور بدکار نہ ہوں۔
 اور اگر یہ ممکن نہ ہوتا کہ انبیاء (علیہم السلام)
 کی بیبیاں فاحسبہ ہوں تو رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور معلوم ہوتا اور
 جب حضرت کو معلوم ہوتا کہ نبیوں کی
 بیبیاں فاجرہ ہو ہی نہیں سکتیں تو
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم تنگ نہ ہوتے
 تو پہلی بات کا جواب تو یہ ہے کہ کفر
 نفرت دینے والی چیز نہیں ہے مگر نبی کا
 فاحسبہ (بدکار) ہونا نفرت دلانے
 والی چیز ہے۔ لہذا ممکن نہیں کہ انبیاء
 (علیہم السلام) کی بیبیاں فاجرہ (بدکار)
 ہوں۔ دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ
 اکثر ایسا ہوتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ و
 سلم کافروں کے اقوال سے تنگ دل
 اور مغموم ہو جایا کرتے تھے باوجودیکہ حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ کفار
 کے اقوال بالکل فاسدہ ہیں۔ چنانچہ
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولقد نعلم
 انک یضیق صدرك بما

لہ التفسیر ص ۱۶۷ آخری جزء السادس

یقولون یعنی ہم جانتے ہیں کہ آپ ان کی
 یہودہ باتوں سے تنگ دل ہوتے ہیں
 تو یہ واقعہ بھی ایسا ہے۔ یعنی حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم کا تنگ دل ہونا
 محض کفار کی یہودہ گوئی پر تھا باوجودیکہ
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی یہودہ
 بکواس کا باطل اور جھوٹا ہونا معلوم تھا۔

صاحب تفسیر کبیر کی یہ تقریر نہایت معقول ہے۔ ہر شخص جس کو زنا وغیرہ کی تہمت سے متهم کریں۔
 اور ہر جگہ اسی کا چرچا اسی کا ذکر ہو تو وہ شخص اور نیز اس کے اقارب باوجود اس کی پاکی کے اعتقاد
 کے بھی سخت مغموم و پریشان ہوں گے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت کو غم ہوا۔

مگر مخالفین غیبیہ یا بد بخت پلیدیہ نہیں مانیں گے جب تک دو الزام سرکار سیدنا
 آقا و مولا محمد رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی نہ لگائیں۔ ایک عدم علم کا، اور دوسرے
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بدگمانی کی جو شرعاً ناجائز ہے
 اور حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے تقویٰ اور متہین کے منافق ہونے کی طرف کچھ توجہ نہ فرمائی۔
 چاہیے تو تھا گمان نیک اور کی بدگمانی۔ معاذ اللہ
 امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ تفسیر کبیر میں اسی معاملہ کے متعلق دوسرے مقام پر
 فرماتے ہیں :

و ثانیہا ان المعروف من حال	یعنی دوم یہ کہ حضرت صدیقہ
عائشۃ قبل تلك الواقعة	رضی اللہ عنہا کے واقعہ سے پیشتر کے
انما هو المصنون والبعد عن	حالات سے ظاہر تھا کہ حضرت عائشہ
مقدمات الفجور ومن	رضی اللہ عنہا مقدمات فجور سے بہت
كان كذا لك كان الا مرئی	دور اور پاک ہیں۔ اور جو ایسا ہو اس
احسان الظن به و ثالثها	کے ساتھ نیک گمان کرنا چاہیے۔ سو

ان القاذبین من المنافقین
 واتباعهم وقد عرف ان الکلام
 العدو والمفتري ضرب من
 الهدیان فلمجموع هذه
 القرائن کان ذلک القول
 معلوم الفساد قبل نزول الوحی۔
 یہ کہ تہمت لگانے والے منافق اور ان کے
 اتباع تھے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ مفتری
 دشمن کی بات ایک ہدیان ہے۔ پس
 جمیع قرائن کے یہ قول بدتر از بول۔
 جس سے مخالفوں نے مدد چاہی ہے
 نزول وحی سے قبل معلوم الفساد تھا۔

اگرچہ صاحب تفسیر کبیر کے کلام سے یہ بات یقینی ہو چکی ہے کہ اس قصہ انک سے
 عدم علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ استدلال کرنا سخت بے حیائی ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ و
 السلام کو قبل از نزول وحی علم تھا کہ صدیقہ پاک ہیں۔ پھر حضرت کا ظاہر نہ فرمانا بالکل عقل کے
 موافق کہ کوئی اپنے قصیدہ اور معاملہ کا خود فیصلہ نہیں کر لیتا۔ دوسرے وحی کے انتظار۔ کہ
 فضیلت اور برأت حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی قرآن پاک سے ثابت ہوتا کہ اس تہمت کا
 بتنا رنج ہوا ہے وہ سب کا عدم ہو کر مسرت تازہ حاصل ہو۔

اب ایک ایسی مضبوط دلیل ملاحظہ فرمائیے جس کے بعد منکرین کو مجال گفتگو نہ ہوگی۔
 صحیح حدیث بخاری شریف جز الثانی باب تعدیل النساء بعضہن بعضاً ص ۳۱
 مطبوعہ مصر میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فواللہ ما علمت علی اہلی
 الاخیراً۔
 خدا کی قسم مجھے اپنی اہل پر خیر کا
 یقین ہے۔

اس حدیث سے آفتاب کی طرح ظاہر ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت صدیقہ رضی اللہ
 عنہا کی پاکی پر یقین تھا اور کفار کی تہمت سے شبہ تک نہیں ہوا۔ اس واسطے آپ نے قسم
 کھا کر فرمایا کہ خدا کی قسم مجھے اپنی اہل پر خیر کا یقین ہے۔

اب بھی اگر کوئی انکار کرے اور کہے کہ نہیں حضرت کو علم نہ تھا تو اس منکر متعصب کا
 دنیا میں تو کیا علاج مگر میدان حشر میں ان شاء اللہ اس بے باکی کی سزا ملے گی کہ سرورِ دو جہاں
 علیہ التمجید والثناء نے جس چیز پر قسم کھا کر فرمادیا کہ میں خیر جانتا ہوں یہ دشمنِ دین اسی کو

کہیں کہ وہ نہیں جانتے تھے۔ معاذ اللہ

مومن کامل کے لیے تو اتنا ہی کافی تھا کہ جب بدگمانی شرعاً جائز نہیں تو سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہرگز شبہ بھی تھا، اس لیے کہ آپ معصوم ہیں۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ آپ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر یا کسی پر بدگمانی کریں۔ مگر اب تو معاذ کے لیے بھی بحمدہ تعالیٰ حدیث و تفسیر سے ثابت ہوا کہ حضرت کو اس واقعہ سے ناواقفیت نہ تھی۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف ایک مدت تک توجہ نہ فرمانا ان کی طرف بدگمانی کی دلیل نہیں ہو سکتا بلکہ حالتِ غم کا منشا ہے التفاتی ہے۔

اور اگر خدا حق ہیں آنکھ عطا فرمائے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف چند روز توجہ نہ فرمانے سے وہ بھیہ نظر آئیں جو مومن کی رُوح کے لیے راحت ہے نہایت ہوں۔ انتظارِ وحی میں محبوبہ کی طرف توجہ نہ فرمانا، وحی دیر میں آئی، اگر فوراً آجاتی تو کافروں کی اتنی شورش نہ ہوتی۔ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو صبر پر ثواب زیادہ ہوتا رہا۔ اور امتحان بھی ہو گیا کہ کیسی صابرہ ہیں۔

اور ادھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ امتحان کے علم سے بھر دیا۔ واقعہ سامنے کر دیا۔ جملہ حالات حق تعالیٰ نے حضرت کے پیش نظر فرما دیے۔ ادھر کافروں نے جھوٹی تہمت لگائی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ محبوبِ رب اپنی محبوبہ یعنی حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تہمت پر باوجود علم کے صبر فرما کے اللہ تعالیٰ پر معاملہ تقویٰ میں فرماتے ہیں۔ جبرائیل شانِ کامل کے ہے یا کفار کے طعن سے بیقرار ہو کر سینے کا خزانہ کھول ڈالتے ہیں۔ شاید تھوڑی دیر صبر ہونا ممکن ہو اور زیادہ دیر تک صبر نہ کر سکیں۔ اس واسطے تو عرصہ تک وحی ہی نہیں آئی کہ اس میں ایک دوسرا امتحان یہ تھا کہ ان کی محبوبہ پریشان ہیں۔ ان کی تسکین فرماتے ہیں۔ وحی کلامِ محبوب حقیقی میں دیر ہونے سے بیقرار ہوئے جلتے ہیں۔

اگر حضرت کے معاملہ ظاہر نہ فرمانے اور وحی دیر میں آنے کی حکمتوں پر غور کر کے دیکھا جائے تو بڑے بڑے دفترِ ناما کافی ہیں۔

اس لیے اس مختصر میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ تو ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو

اپنی صدیقہ کی پاکی کا علم یقین تھا۔ مگر ان ناکارے بد نصیبوں کا حال دیکھے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دو بدگمانیاں کیں۔

ایک یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بدگمانی تھی۔
اور دوسری یہ کہ آپ کو واقعہ کا علم نہ تھا۔

یہ بھی ملاحظہ فرمائیے کہ انبیاء کرام علیہم السلام پر بدگمانی کرنا کیا درجہ رکھتی ہے۔

فِي السَّلَٰوِيْحِ ظَنًّا السُّوءَ بِالْاَنْبِيَاءِ
یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر
کُفْرًا
بدگمانی کرنا کفر ہے۔

اور جنہوں نے دو بدگمانیاں کیں اُن کا کیا حال ہوگا۔ اور اگر خلاصی چاہتے ہو تو توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ اب بھی اگر توبہ نصیب ہو جائے تو بہتر ہے۔

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور

عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ

شُبہ : مخالفین کا یہ بھی کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کی نماز جنازہ پڑھانے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ممانعت فرمائی۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہوتا تو آپ عبداللہ بن ابی بن سلول کی نماز جنازہ کیوں پڑھاتے۔

جواب : یہ شُبہ بھی یا تو تعصب کی بنا پر ہے یا جہالت سے۔ اُنہیں ابھی تک یہ خبر نہیں کہ جس آیت میں منافقین کی نماز جنازہ پڑھانے کی ممانعت آئی ہے کیا عبداللہ بن ابی بن سلول کی نماز جنازہ پڑھانے کے قبل اُتری یا بعد۔ اگر یہ تسلیم کر لیں کہ پہلے نازل ہوئی تو یہ ان حضرات کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت بڑا الزام ہے۔ اور اگر یہ کہیں کہ ابی بن سلول کی نماز جنازہ پڑھانے کے بعد آیت نازل ہوئی تو پھر کسی صورت عدم علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سوال یہ کہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ یہ محض ان کی غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔ ورنہ کیا جانیں کہ اس واقعہ میں حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کے پیش نظر کیا مصلحت و حکمت تھی اور یہ عمل تو آپ کے علم کی بہت بڑی دلیل ہے۔
چنانچہ قرآن کریم کی آیت اور اس کی تفسیر ملاحظہ فرمائیے :

وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ
أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ ۚ إِنَّهُمْ
كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَا تَوَّابُونَ
وَهُمْ فَيَسْتُونُ بِهِ

اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز
نہ پڑھا اور نہ ان کی قبر پر کھڑے ہونا
بے شک اللہ و رسول سے منکر ہو گئے
اور فسق ہی میں مر گئے۔

اس آیت کے تحت علامہ بغوی رحمہ اللہ تعالیٰ تفسیر مدار التذیل میں فرماتے ہیں :

عن عمر بن الخطاب قال لما
مات عبد الله بن أبي سلول
دعی للہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وثبت علیہ فقلت
یا رسول اللہ اتصلی علی
ابن ابی بن سلول وقد
قال کذا وکذا عند علیہ
فتبسم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وقال أخر عني
یا عمر فلما اكرت علیہ قال
انی خیرت فاخرت لواء علم
انی نردت علی السبعین یغفرلہ
لزدت علیہا قال فصلی علیہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ

ابو ابی عبات کا حاصل یہ ہے کہ حضرت
عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب
عبد اللہ بن ابی بن سلول مر گیا تو حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز جنازہ پڑھانے
کے لیے بلایا گیا۔ پس جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھانے کے لیے
کھڑے ہوئے تو میں نے کہا (یعنی حضرت
عمرؓ نے) کیا آپ نماز پڑھاتے ہیں۔
ابن ابی بن سلول جو آپ کو ایسے ایسے
کلمات کہتا تھا۔ یہ گن کر کہا تو حضور
صلی اللہ علیہ وسلم مکرانے اور فرمایا
جانے دو اسے عمر۔ پس جب میں نے
امرار کیا تو اس پر تو آپ نے فرمایا
میں اختیار دیا گیا ہوں کہ مغفرت

وسلم حتی نزلت الآيات
من براءة ولا تصلّ عبدي
احد منهم مات ابداً ولا
تقم على قبره الى قوله
وهم فسقوت

طلب کروں یا چھوڑ دوں، اگر میں جانتا
ہوتا کہ ستر مرتبہ سے زیادہ مغفرت طلب
کرنے سے اس کی بخشش ہوگی تو میں
مزدور کرتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان
فرماتے ہیں کہ پس پڑھائی آپ نے
نماز، یہاں تک کہ دو آیتیں نازل ہوئیں
کہ آپ نماز نہ پڑھیں ان میں سے
کسی پر کبھی جو مر جائے، اور نہ کھڑے
ہوں ان کی قبر پر فاسقوں کے قول تک۔

اس آیت و تفسیر سے صاف واضح ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز جنازہ
پڑھائی تو یہ آیات شریفہ نازل ہوئیں کہ آپ ان پر کبھی نماز جنازہ نہ پڑھیں اور نہ ان کی قبر پر
کھڑے ہوں اس لیے کہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے منکر ہوئے۔ یہ مانعت اس کی نماز
کے قبل نہ تھی نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا کہ میں اختیار دیا گیا ہوں کہ ان کی مغفرت چاہوں
یا نہ چاہوں۔

چنانچہ بخاری شریف میں بھی یہ حدیث یوں درج ہے :

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ
ان عبد اللہ بن ابی لما توفی
جاء ابنہ الی النبی صلی
اللہ علیہ وسلم فقتال
یا رسول اللہ اعطنی قیصک
واکف فب و صل علیہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ عبد اللہ بن ابی جب مر گیا تو آئے
اس کے بیٹے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس اور کہا: یا رسول اللہ! مجھے
اپنی قیص عنایت فرمائیے تاکہ میں اُسے
کفن میں رکھوں اور آپ اس کی

لہ التفسیر معالم التنزیل جز الثالث مطبوعہ مصر

وَاسْتَغْفِرْ لَهُ فَاَعْطَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَمِيصَهُ فَقَالَ اَذْنِي
 اَصْلِي عَلَيْهِ فَاَذْنَهُ فَلَمَّا
 ارَادَ اَنْ يَصْلِيَ عَلَى الْمُنْفِقِينَ
 فَقَالَ اَنَا بَيْنَ خَيْرَتَيْنِ
 قَالَ اللَّهُ تَعَالَى اسْتَغْفِرْ لَهُمْ
 اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ
 تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً
 فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ فَصَلَّ
 عَلَيْهِ فَذَلَّتْ وَلَا تَصِلُ
 عَلَى اَحَدٍ مِنْهُمْ مَا ت
 اَبْدَأُ لَهٗ

نماز جنازہ پڑھیں اور بخشش کے لیے
 دعا فرمائیں۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 نے عنایت فرمادی اپنی قمیص مبارک۔
 پس کہا اس نے کہ مجھے اذن فرمائیے
 کہ نماز پڑھوں۔ پس اسے اذن دے دیا
 جب ارادہ فرمایا آپ نے اُس پر
 نماز پڑھانے کا، تو کھینچا حضرت عمر
 رضی اللہ عنہ نے، اور کہا کیا نہیں منع کیا
 اللہ نے منافقین پر نماز پڑھنے سے، تو
 فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 کہ مجھے دو اختیار دیے گئے ہیں کہ
 استغفر لہم اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لہم
 اِنْ تَسْتَغْفِرْ لہم سَبْعِينَ مَرَّةً
 فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لہم پس نماز پڑھی
 آپ نے اس پر تو نازل ہوئی یہ
 آیت وَلَا تَصِلُ عَلَى اَحَدٍ مِنْهُمْ
 مَا ت اَبْدَأُ۔

اس حدیث شریف سے بھی یہ واضح ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عبداللہ بن ابی
 بن سلول کے بیٹے جو مسلمان صالح مخلص صحابی تھے انھوں نے آپ کی قمیص مبارک طلب کی کہ
 میرے باپ کے کفن میں رکھ دی جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قمیص مبارک عنایت
 فرمادی اور دوسری گزارش کر آپ نماز جنازہ میں شرکت فرمادیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

لے بخاری شریف ص ۱۵۳ مطبوعہ مصر

نماز جنازہ میں شرکت فرمائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے اس کے خلاف تھی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں اختیار دیا گیا ہوں کہ ان کی مغفرت کروں یا کہ نہ کروں۔ چونکہ اس وقت منافقین کی نماز جنازہ پڑھانے کی ممانعت نہیں ہوئی تھی۔

اس تفسیر و حدیث سے دو باتیں معلوم ہوئیں :

ایک تو یہ کہ آپ نے اپنی قمیص مبارک عنایت فرمائی اور جنازہ میں شرکت بھی فرمائی۔ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل مبارک کی شان تفسیر سے ملاحظہ فرمائیے کہ آپ کے اس عمل شریف میں کیا مصلحت و حکمت تھی۔

سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عباسؓ کی قمیص کا بدلہ آپ نے آمارنا تھا اُس کے لیے آپ نے پسند فرمایا کہ آپ اس کا بدلہ ادا کریں تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کلام فرمایا اس کے بارے میں جو عبد اللہ بن ابی بن سلول کے ساتھ سلوک کیا کہ نہ کام دے گی اس کو میری قمیص و نماز اللہ کی طرف سے۔ خدا کی قسم میں اُمید رکھتا ہوں کہ اسلام قبول کریں گے اس کی قوم سے ایک ہزار کافر اس وجہ سے پس ہم نے دیکھا کہ ابی بن سلول کی قوم سے ایک ہزار افراد اسلام لائے جبکہ انھوں نے دیکھا کہ عبد اللہ بن ابی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص سے برکت حاصل کی۔

قال سفیان بن عیینہ کانت لہ ید عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاحب ان یکافئہ بہا ویروی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کلم فیما فعل بعبد اللہ بن اُبی فقال صلی اللہ علیہ وسلم و ما یغنی عنہ قمیص و صلاتی من اللہ و اللہ الخ کنت ارجو ان یسلم بہ الف من قومہ فیروی انہ المسلم الف من قومہ لما ما اودہ یتبرک بقمیص النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

لہ التفسیر معالم التنزیل ج ۳ االثالث ص ۱۳۳ مطبوعہ مصر

ساحب معالم التنزیل کی عبارت سے خوب واضح ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قمیص مبارک عنایت فرمانے کی ایک وجہ یہ تھی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو بدر میں اسیر ہو کر آئے تھے تو عبد اللہ بن ابی بن سلول نے اپنا کرتہ انھیں پہنایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا بدلہ دینا بھی منظور تھا۔ آپ کی مصلحت بھی پوری ہوئی۔

چنانچہ جب کفار نے دیکھا کہ ایسا شدید العداوت شخص جب سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قمیص مبارک سے برکت حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے عقیدہ میں بھی کہ آپ اللہ کے حبیب و رسول ہیں۔ یہ سوچ کر ایک ہزار کافر جو اس کی قوم تھے مسلمان ہو گئے۔

تو بھی بہر حال اس واقعہ سے منافقین کا عدم علم مصطفیٰ علیہ التحیۃ والتشاک و دلیل دینا انہا درجہ کی جالت ہے۔ بھلا یہ بتائیے کہ ایسے بے جا اعتراضات کرنے سے ان کا مدعا ثابت ہو سکتا ہے برگز نہیں بلکہ مجدد تعالیٰ ہمارا مدعا ہی ثابت ہوا کہ آپ کو یہ علم تھا کہ میرے اس عمل سے ایک ہزار کافر مسلمان ہوں گے۔

اگر ان دلائل کے باوجود بھی منافقین حضرات باز نہ آئیں تو ہم کو معلوم نہیں کہ ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ سے کیا خاص بغض اور عناد ہے۔

مسئلہ تحیم اور

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

شعبہ : منافقین یہ بھی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھالی کہ اب میں کبھی شہد نہ پیوں گا۔ اس پر قرآن کی آیت اتری کہ آپ اپنے اوپر حرام کرتے ہیں، جو چیز اللہ نے حلال کی آپ کے لیے۔ لہذا اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہوتے تو کیوں ایک بنائی ہوئی بات پر شہد چھوڑنے کی قسم کھا لیتے۔

جواب : ہزار فکیں کہیں اور بیچارے منافقین کہتے اور کہتے پریشان ہو گئے۔ مگر آج تک اتنا ثابت نہ کر سکے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فلاں چیز کا علم حضرت حق تعالیٰ نے مرتست نہیں فرمایا۔ نہ اس مضمون کی کوئی آیت پیش کرنے کی جرأت ہوئی اور نہ حدیث

دکھانے کی ہمت۔ ہاں قیاس فاسد سبکدوشوں ایجاد کر ڈالے تو ایسے فاسد قیاس کیا مثلاً کچے
نزدیک قابل التفات ہیں۔ برگر نہیں۔

اس طرح رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم عظیم کے انکار میں مخالفین رات دن
حیلہ و حونڈتے رہتے ہیں۔ مگر اس سے کیا نتیجہ۔ یہ سب کوششیں بے سود ہیں۔ یہی شبہ تحریر وادار
پیش کرتے ہیں جس سے کوئی دانا عدم علم نہیں نکال سکے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
چھوڑ دیا تو اس کو علم سے کیا علاقہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شہد بہت پسند تھا اور آپ حضرت
زینب رضی اللہ عنہا کے پاس اکثر تشریف فرما ہو کر شہد نوش فرماتے تھے۔ حضرت سیدہ
عائشہ و حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما نے مشورہ کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس اول حضور صلی اللہ علیہ
وسلم تشریف لائیں وہ آپ سے کہے کہ آپ کے منہ سے مغایر کی بو آتی ہے آپ فرمائیں گے
کہ میں نے تو شہد پیا ہے۔ تو یہ جواب دے کر شہد کی مکھی مغایر پر بیٹھی ہوگی۔ پس چونکہ آپ کو
بدبو سے نفرت ہے آپ شہد پینا ترک فرمادیں گے۔ اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس
نشست کم ہو جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھالی کہ
اب کبھی شہد نہ پیوں گا۔

اس پرستان کریم کی یہ آیت شریفہ نازل ہوئی۔ ملاحظہ فرمائیے :

بَاتِبِ النَّبِيِّ لِمَا تَحَرَّمَ مَا أَحَدٌ
اللَّهُ لَكَ تَبْنَعِي مَرْضَاتِ زَوْجِكَ
وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

اے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

آپ اپنے اوپر کیوں حرام کیے لیتے ہیں

وہ چیز جو اللہ نے آپ کے لیے حلال

کی اپنی ازواج کی مرضی چاہتے ہو۔

اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے

قرآن کریم کی اس آیہ مبارکہ میں پہلی بات غوطہ طلبیہ سے کہ یہاں حرام کر دینے سے آپ کا
ترک کر دینا مراد ہے۔ اعتقاد ایسا نہیں جس شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ آپ نے خدا کی حلال

کہ طبع شریف میں کہاں تحمل و بردباری تھی لہذا آپ کے اخلاقِ کریمہ ایسے تھے کہ کسی کو ناراض اور
 شرمندہ کرتا گوارا نہ دیتے تھے۔ بنا علیہ اس وقت ازواج سے اس معاملہ میں سختی نہ فرمائی۔
 وہ ان کی رضا مندی کے لیے انہیں شہد چھوڑنے کا اطمینان دلا دیا۔ پھر ان پر یہ بھی مسلح فرما دیا کہ
 اس کا کس ذکر نہ کیا جاوے۔ دعایہ تھا کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا جی کے پاس شہد
 پیا تھا انہیں شہد چھوڑنے کی نصیحت نہ دی جائے کیونکہ اس سے ان کو طلال ہوگا اور منظور ہی
 نہیں کسی کی بھی دل شکنی ہو۔ دیکھیے اُبی منافق نے جس کا نفاق انہیں من الشمس ہو چکا تھا۔
 مرنے وقت اپنے لیے آپ کی قمیص مبارک طلب کی۔ آپ نے باوجود اس علم کے کہ وہ منافق
 ہے اُس کو وہ قمیص مرحمت فرمائی۔ پس رحمتِ عالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے یہ امر تعجب انگیز
 نہیں کہ آپ انہوں نے معصرت کی خوشنودی اور رضامندی کے لیے اپنے ذاتی فائدہ کو ترک فرما
 دیں۔ ایسے بے محل اعتراضات کرنے والے یہ کیا جان سکتے ہیں کہ اس آقاؐ و وجہاں کی
 رحمتِ عالمینی اور اخلاقِ عظیمہ کی خود جناب حق تعالیٰ مجبہ نے تعریف بیان فرمائی۔

اِنَّ لِّعَلٰی خَلْقٍ عَذَابًا اَوْ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ اَوْ عَزِیْزٌ عَلِیْہِ

مَا عَسَیْتَ حَرِیصٌ عَلَیْہِ بِالْمُؤْمِنِیْنَ مَرْوُفٌ رَّحِیْمٌ۔

یہ ہے اخلاقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان۔

چنانچہ علامہ خازن نے اپنی تفسیر میں اسی آیت کے ضمن دو حدیث شریف نقل فرمائی ہے

جو صحیح بخاری و مسلم شریف میں موجود ہے،

عربی عبارت کا مختصر الحاصل یہ ہے

یعنی حضرت عائشہ و حفصہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہما میں سے کسی کے پاس

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم

تشریف لائے اور انہوں نے

پنا منسوبہ کہا کہ ہم حضور کے مُرنے

سے منافق کی بُرائی میں تو آپ

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَوَكَانَ يَكُفُّ عَنْهُ زَيْنَبُ

بِنْتُ جَحْشٍ فَيَشْرَبُ مِنْهَا

عَلَا فَوَاصِتًا إِذَا حَفْصَةُ

بِنْتُ أَبِي قَحْطَبَةَ دَخَلَ عِدِيَّةُ النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فلنقل له اني اجر مند ربي
مغافير اكلت مغافير قد حذر
على احدهما فقالت ذلت
له فقال بل شربت عسلا
عند زينب بنت جحش ولس
اعود له وقد خلقت فدا
تخبري ذنبا

چنانچہ علامہ علامہ علی قاری رحمۃ اللہ الباری مرقات المفاتیح میں اسی حدیث لا تجزی کے متعلق فرماتے ہیں :

الضاهرانہ رنکلا ینکسر
خاطر زینب من امتناعه
من عسلها -
یہ اس لیے فرمایا کہ شہد چھوڑنے کی
خبر کسی کو نہ دینا تاکہ اگر حضرت زینب
بنت جحش کو معلوم ہوا تو ان کی
دل شکنی ہوگی۔

ان تمام دلائل سے صاف ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوب معلوم تھا کہ ہمارے
منہ سے جوئے مغافیر کو کوئی علاقہ نہیں۔ مگر یہ بھی معلوم تھا کہ ان کا منشا یہ ہے کہ حضور شہد
پیاد ترک فرمادیں۔ اس لیے اُن کی رضامندی کے لیے فرمایا کہ اب ہم ان کی طرف عود نہ
کریں گے۔ یعنی قسم کھاتے ہیں کہ پھر شہد نہ پئیں گے اور تم اس کو شہد چھوڑنے کی خبر نہ دینا،
اس لیے کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی دل شکنی ہوگی۔

غرض کہ قرآن کریم کی آیت شریفہ و حدیث شریفہ سے انکار علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
وسلم کو کچھ مدد نہیں پہنچ سکتی۔ نہیں معلوم کہ منکرین کس نشہ میں ہیں۔ اور وہ کیا سمجھ کر اسے
اعتراف کرتے ہیں۔ آیت یا حدیث میں ایسا لفظ بھی تو ایسا نہیں جس سے کسی طرح یہ
ثابت ہو سکے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو فلاں امر کا علم نہیں ملا۔ الحمد للہ مخالفین کے
اس شبہ کا ازالہ بھی ہو گیا اور آئینہ انھیں ایسی بات کرنے کی جرأت نہ ہوگی۔

لہ تفسیر نازن دکتہ النکاحی دسم شریعت

کلام جویریات اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

شبہ شاتمانِ رسول یہ بھی کہتے ہیں کہ انصار کی لڑکیوں نے اپنے آباء مقتولین یومِ بعاث کا مرثیہ گانے میں وفینا نبی یعلم مافی غد کہہ دیا تھا یعنی ہم میں ایک نبی ہیں جو کل کی بات جلد بتائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس کو چھوڑ دے جو کچھ کہہ رہی تھیں وہی کہے جاؤ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کل کی خبر نہیں۔

جواب: مخالفین کا یہ اعتراض ایسا ہے جس کو بڑے زور کے ساتھ بیان کر کے مقامِ نبوت کی عظمت پر حملہ کرتے ہیں۔ لیکن یہ علم و عقل سے ایسے کورے ہیں کہ اس سے یہ کسی طرح ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت کو مافی غد کا علم نہ تھا۔ یا حسبِ مرسوم مخالف غفیر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم مافی غد ثابت کرنا شرک ہے۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان جواری سے توبہ بلکہ تجدیدِ اسلام کراتے۔

پس جب حضرت نے تجدیدِ اسلام نہ کرائی تو اس سے خود ظاہر ہے کہ یہ اعتقاد برگز شرک نہیں۔

اب وہی حدیث شریف مع اس کی شرح کے ملاحظہ فرمائیے:

عن الربیع بنت معوذ بن عمرو	حضرت ربیع بنت معوذ بن عمرو
قالت جاء النبی صلی اللہ	کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
علیہ وسلم حلین ابی علی	وسلم اس زمانہ میں جبکہ میں اپنے
فجلس علی فراشی کمجلسک	شہر کے ہاں نکاح کے بعد آئی تھی
متی فجعلت جویریات لنا یفسر	تشریف لائے اور بستر پر اس طرح
بن بالدف ویندین من	بیٹھ گئے کہ جس طرح تم میرے بستر پر
قتل من ابائی یوم بدر	بیٹھے ہو دیے خطاب اس کو ہے
اذ قالت احداھن وفینا	جس کو یہ حدیث سنائی جا رہی ہے

نبی یعلم ما فی غد فقال دعی
هذہ وقولی بالذی کنت
تقولین ۛ

گھر میں جو لڑکیاں موجود تھیں انہوں نے
دف بجانا اور ہمارے آباؤں سے جو
لوگ بدر کی جنگ میں شہید ہوئے تھے
ان کی خوبیاں بیان کرنا شروع کیں۔
ان میں سے ایک لڑکی نے یہ بھی کہا کہ ہم
میں وہ نبی ہیں جو کل ہرنے والی بات کو
جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو
چھوڑ دو اور وہی کہو جو پہلے کہہ رہی تھیں۔

چنانچہ حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ مرقات المفاتیح میں اسی حدیث کی شرح فرمانے
میں۔ ملاحظہ فرمائیے :

مراۃ نسبتہ علم الغیب
الیہ لانه لا یعلم الغیب
الا اللہ وانما یعلم الرسول
من الغیب ما اعلیہ او الکراۃ
ان یدکر فی اثنا ضرب الدف
واثنا مرثیۃ القتل لعلو منصبہ
عن ذلک ۛ

منع فرمایا اس واسطے کہ انہوں نے
غیب کی نسبت مطلقاً حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کی طرف کر دی تھی درحالیکہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم بتعلیم الہی جانتے
میں یا اس واسطے کہ حضور صلی اللہ علیہ
وسلم نے مکروہ جانا کہ دف بجانے میں
آپ کا ذکر کیا جائے یا مقتولین کا مرثیہ
گمانے میں آپ کی ثنا کی جائے۔ اس لیے
کہ یہ آپ کے علوے منصب کے
خلاف ہے۔

علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشۃ السمات میں اس حدیث کی یوں شرح فرماتے ہیں

لعلو المنصب شریف لعلو المرتات شرع مشکوۃ

ملاحظہ فرمائیے :

گفتہ اند کے منع کرد آں حضرت اذیں
یعنی شامین نے لکھا ہے کہ
قول بھت آں است کہ در دے
آپ کا منع فرمانا اس لیے ہے
اسناد علم غیب است بہ آنحضرت
کہ علم غیب کی نسبت مطلقاً آپ
پس آں حضرت رانا خوش آمد
کی طرف تھی جو آپ کو پسند نہ آئی
و بعضے گویند کہ بھت آنست
اور بعض کہتے ہیں کہ آپ کا
کہ ذکر شریف دے در اثنائے
ذکر پاک ہو و لعب میں مناسب
ہو مناسب بنا شد یہ
نہیں۔

علامہ قاضی قاری رحمہ اللہ اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کے کلام سے صاف واضح
ہو گیا کہ کتب کا منع فرمانا اس بنا پر تھا کہ یا نسبت علم مطلقاً ذاتی آپ کی طرف تھی یا مستویں کے
مرثیہ کے درمیان اور یا ہو و لعب میں ذکر شریف مناسب نہ تھا۔ یہ مراد نہیں کہ آپ کو مافیہ
کا علم نہ تھا۔

آئیے اور دیکھیے کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ مداح رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم جو تمام صحابہ و موحیدین خاص کر سید المرسلین فدا و ابی و اُمّی کی موجودگی میں نہر تنہا پر
حضور پر نور آقا و سید یوم النشور کی شان میں مدح و ثنا کے موقی یوں بگیتے ہیں۔ ذرا دامن
پھیلائیے۔ سبحان اللہ !

نَبِيٌّ يَرَى مَا لَا يَرَى النَّاسُ حَوْلَهُ
وَيَسْلُوْا كِتَابَ اللّٰهِ فِي كُلِّ مَشْهَرٍ
فَاِنْ قَالَ فِي يَوْمٍ مَّقَالَتَهُ غَائِبٍ
فَتَقْصِدِيْتهَا فِي صَحْوَةٍ اَيُّوْمٍ اَوْ عَشْرِ

ان اشعار کو حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہ

سنة اشعة اللمعات بار ۳ - ص ۱۱۰ شریعت منکرہ
سنة نر قانی جزء السادس ص ۲۲۵ مطبوعہ مصر

فرمانا اور جس طرح لڑکیوں کو منع فرمایا تھا۔ منع نہ فرمانا صحتِ معنوں چو ال ہے۔ علم ما فی مذ کا
تو اس میں بھی اثبات ہے۔ جیسا کہ جواری کے کلام میں تھا کہ صاف فرما رہے ہیں:

فان قال فی یوم مقاتلہ غائب

یعنی اگر وہ غیب کی بات فرمائیں تو اس کی تصدیق کل ہو جائے گی۔

فتقدیتہا فی صحوة الیوم او عند

کہ آپ آج اوکل کے آنے والے واقعات قبل از وقت بتا دیتے ہیں۔

پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو اس سے منع نہ فرمایا
اگر یہ مضمون صحیح نہ ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیوں سنتے اور منع نہ فرماتے۔

بجہ تعالیٰ ہمارا مدعا ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ما فی عند کا علم ہے لیکن
ان بصیرت کے اندھوں کو کیا نظر آ سکتا ہے کہ حضور نبی غیب ان صلی اللہ علیہ وسلم تو صرف
کل کی خبر ہی کیا بلکہ قیامت تک کے حالات کی خبر رکھتے ہیں۔ چنانچہ احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیے۔

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام اہل جنت و نار

کے اسماء و آبار و قبائل کو جانتے ہیں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث مشکوٰۃ شریف باب الایمان واللہ

جس یوں روایت ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے

روایت ہے کہ ہم پر رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم تشریف لائے آپ کے

ہاتھ میں دو کتابیں تھیں تو آپ نے

فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ کتے ہیں

کیسی ہیں تو ہم نے عرض کی کہ نہیں

مگر یہ کہ آپ ہیں خبریں تو آپ نے

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَ قَالَ

خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ فِي يَدَيْهِ

كُتَابَانِ فَ قَالَ تَدْرُونَ مَا

هَذَا - كُتَابَانِ قُلْنَا لَا

يَا رَسُولَ اللَّهِ - الْآثَانِ تَخْبِرُنَا

فَقَالَ بَلَى فِي يَدَيْهِ الْيَمْنَى

هَذَا كِتَابٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ
فِيهِ أَسْمَاءُ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَ
أَسْمَاءُ آبَائِهِمْ وَقِبَائِهِمْ
ثُمَّ أُجْمِلُ عَلَىٰ آخِرِهِمْ فَلَا
يُزَادُ فِيهِمْ وَلَا يَنْقُصُ مِنْهُمْ
أَبَدًا ثُمَّ قَالَ لِلَّذِي فِي شِمَالِهِ
هَذَا كِتَابٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ
فِيهِ أَسْمَاءُ أَهْلِ النَّارِ وَ
أَسْمَاءُ آبَائِهِمْ وَقِبَائِهِمْ
ثُمَّ أُجْمِلُ عَلَىٰ آخِرِهِمْ فَلَا
يُزَادُ فِيهِمْ وَلَا يَنْقُصُ مِنْهُمْ
أَبَدًا ۖ

فرمایا یہ کتاب جو میرے دائیں ہاتھ
میں ہے یہ رب العالمین کی طرف سے
ہے۔ اس میں تمام جنتیوں کے نام
اور ان کے آباد کے نام اور ان کے
قبیلوں کے نام درج ہیں۔ پھر اس
کے اخیر پر میزان لگائی گئی اور ان
میں سے زیادہ کیا جائے گا اور نہ کم
کیا جائے گا۔ ہمیشہ تک۔ پھر فرمایا
یہ جو کتاب میرے بائیں ہاتھ میں ہے
یہ رب العالمین کی طرف سے ہے۔

اس میں تمام دوزخیوں کے نام ہیں
اور ان کے آباء کے نام اور ان کے
قبیلوں کے نام۔ پھر ان کے اخیر
میں میزان لگائی گئی نہ ان میں کچھ زیادہ
کیا جائے گا اور نہ کم ہمیشہ تک۔

سند المحدثین علامہ شاد عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث کے ماتحت
فرماتے ہیں :

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس اسم
یعنی دو کتابوں کا دست اقدس میں ہونا کی
حقیقت کھول دی گئی، اور اس
پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح کاشی و خفاباتی

کشف کردہ شد بر آں حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم حقیقت این امر و طبع شد
بر آن پند شد و نمائند شد و
خفائے و نوشتہ ز و اہل باطن و

اے آپ کا شے گرینہ کہ درود کتاب حق
اسے دھول پر حقیقت ہے شہ نہ
مجاز و تاویل ہے

اس سے آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کے
وہ بار و قبائل تک کا بھی علم ہے آپ کو اللہ تعالیٰ نے یہ طرز فی معاد دیاتے رہے
حوال کو جانتے ہیں۔

ایک اور حدیث شریفہ ملاحظہ فرمائیے۔

من عرق قدام فیما رسول
نہ صلی اللہ علیہ وسلم
مقاماً و خبراً من مداد الحق
حق و حد و حد الحق و حد
و حد لہ و حد لہ حد و حد
من حفظ و سید من نسیم
رواہ البخاری

حدیث

اس حدیث شریفہ سے بھی واضح ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتانے کی فرمائش سے
سے کہ جنتیوں اور دوزخیوں کے اپنی اپنی منزلوں میں داخل ہونے تک کا ہے۔

مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

قیامت تک کی تمام اشیاء کو جانتے ہیں

حضرت ذہبی رحمہ اللہ نے اس سے ایک حدیث مشکوٰۃ شریف باب اعتق فیصلہ میں

نے ائمہ اہل بیت ص ۱۰۰ نے مشکوٰۃ شریف ص ۵۰۹ میں

یوں روایت ہے :

عن حذیفة قال فینا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مقاما
ما ترک شیئا یكون فی مقامہ
ذلک الی قیام الساعۃ الا
حدث بہ حفظہ من حفظہ ونسیہ
من نسیہ قد علمہ اصحابی ہذا
انہ لیكون منہ شیء قد نسیہ فرد ذکرہ
کما ینکر الرجل وجہ لرجل
اذا غاب عنہ ثم اذا رآہ عرفہ
متفق علیہ

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت ہے کہ کھڑے ہوئے ہم
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کھڑے ہونا یعنی خطبہ پڑھا اور
وغظ فرمایا اور بخردی اُن فتنوں کی کہ
ظاہریوں کے نہیں چوڑی کوئی چیز
کہ واقعہ ہونے والی تھی اس مقام
میں قیامت تک مگر کہ بیان فرمایا
اس کو یاد رکھا اس کو اس شخص نے
کہ یاد رکھا اس کو اور بھول گیا اس کو
جو شخص کہ بھول گیا۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ شارح بخاری اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ مشیتاً
سے مراد اشیا مقدرہ ہیں۔ علامہ موصوف نے مخالفین کی تخصیص مثلاً احکام شرعیہ وغیرہ کو
ہبہ منثورا کر دیا ہے تو یہ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عالم کی کوئی شے مخفی نہیں۔

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثناء کو

کف دست کی مثل ملاحظہ فرمائیے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مواہب اللدنیہ میں یوں روایت درج ہے
ملاحظہ فرمائیے :

حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ

لے المشکوۃ شریف ص ۲۶۱ سطر

صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ
تعالیٰ قد دفع لی الدنیا
فانا انظر الیہا والی ما هو
کائن فیہا الی یوم القیمة
کانما انظر الی کفی ہذہ
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اللہ تعالیٰ نے میرے لیے دنیا کو
سامنے کیا۔ اور میں دیکھ رہا ہوں۔ اس
میں جو کچھ ہے اور جو کچھ قیامت تک
اس میں ہونے والا ہے جس طرح میں
اس سبیل کو دیکھ رہا ہوں۔

غور فرمائیے کہ اُنظر مضارع کا صیغہ ہے جو استمرار تجدیدی پر دلالت کرتا ہے۔ لہذا
اس حدیث سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم حوادث کو نہ کے ناظر بال استمرار ثابت
ہو گئے۔

علامہ زرقانی شرح مواہب قسطانی میں اسی حدیث شریف کے ضمن میں فرماتے ہیں:

قد رفع اخی اظہر و کشف لی
الدنیا بحیث احطت بجمیع
ما فیہا فانا انظر الیہا والی
ما هو کائن فیہا الی یوم
القیمة کانما انظر الی کفی
ہذہ اشارة الی انہ نظر
حقیقۃ دفع بہ انہ اسید
بالنظر العلمی
بے شک اللہ جل مجدہ نے میرے لیے دنیا
ظاہر فرمادی اسی لیے میں نے دنیا کی ہر شے
کا احاطہ کر لیا۔ پس میں دنیا کی طرف اور جو کچھ
اس میں قیامت تک ہونے والا ہے
سب کی طرف اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے
اپنی اس سبیل کی طرف، یہ اشارہ اس طرف ہے
کہ حدیث میں نظر سے حقیقۃً دیکھنا مراد ہے۔ یہ
مراد نہیں کہ نظر سے مراد صرف اس کے معنی
مجازی ہوں، یعنی محض جانتا۔

اس حدیث شریف اور اس کی شرح سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کے لیے
دنیا ظاہر فرمائی اور آپ نے جمیع مافیہا کا احاطہ کر لیا اور حضرت کا فرمانا کہ میں اس کو

۱۔ مواہب اللذیہ ص ۱۹۲

۲۔ مواہب قسطانی ج ۲ ص ۲۳۴ و کجہ مرقات الحصان ص ۵۴۱

اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے۔ سب کو مثل اپنی کف دست مبارک کے ملاحظہ فرما رہا ہوں۔

یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ حدیث میں فطر سے حقیقتاً دیکھنا مراد ہے نہ کہ نظر کے معنی مجازی۔ تو ثابت ہوا کہ حضور سرور دو جہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام عالمین کی ہر چیز کو مثل اپنے کف دست مبارک کے ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ فاعتبدوا یا اولی الابصار۔

ایک اور حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے :

عن ثوبان قال قال رسول الله	حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے کہ
صلى الله عليه وسلم ان الله	فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نرواى الى الارض فرأيت مشارقها	نے بے شک اللہ تعالیٰ نے سمیٹی
ومغاربها انتهى بقدر الحاجة	میرے لیے زمین یعنی اس کو سمیٹ کر
	مثل بتھیل کے کر دکھایا۔ پس دیکھا
	میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں
	کو یعنی تمام زمین دیکھی۔

اس حدیث شریف سے بھی یہ معلوم ہوا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مشرق و مغرب تمام زمین کو مثل بتھیل کے ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

عالم جمیع مغیبات صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشکوٰۃ شریف میں ایک طویل حدیث روایت ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

عن معاذ بن جبل رضى الله	حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے
عنده وفيه قوله صلى الله	مروی ہے جس میں ایک قول آپ کا

لہ مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۲ س ۳

علیہ وسلم فتجلی لی کل شیء وعرفت رواۃ البخاری۔
یہ ہے کہ ہرچیز عجب پر روشن ہو گئی
اور میں نے ہر چیز کو پہچان لیا۔

علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں،

پس ظاہر شد مرا ہرچیز از ہم پر ہر قسم کا علم ظاہر ہو گیا
علوم و شناختم ہمہ رایہ اور ہم نے سب کو پہچان لیا۔

دوسری حدیث حضرت عبدالرحمن بن عایش رضی اللہ عنہ سے حدیث مشکوٰۃ شریف
باب المساجد میں یوں روایت ہے۔ ملاحظہ فرمائیے،

عن عبد الرحمن بن عایش قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سألت ربی عز وجل فی احسن
صورة قال فیما یختصم
الملاء الاعلی قلت انت اعلم قال
فوضع کفہ بین کتفی فوجدت
بروہا بین شدی فعلمت
ما فی السموات والارض
وقد کذلک نری ابراہیم منکوت السموات
والارض ولیکون من الموقنین

حضرت عبدالرحمن بن عایش رضی اللہ
عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ میں نے اپنے رب عز وجل کو اچھی
صورت میں دیکھا فرمایا رب نے کہ
لانکہ کس بات میں جھگڑا کرتے ہیں تو
میں نے عرض کی تو ہی خوب جانتا ہے
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ پھر میرے رب عز وجل نے اپنی
رحمت کا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے
درمیان رکھا۔ میں نے اس کے وصول
فیض کی سردی اپنی دونوں چھاتیوں کے
درمیان پائی۔ پس جان لیا میں نے جو کچھ

لے اشعۃ اللمعات

من مشکوٰۃ شریف ص ۶۹ س ۷۰

آسمانوں اور زمین میں ہے اور آپ
نے اس مال کے مناسب یہ آیت
تلاوت فرمائی وکذٰلک الایہ یعنی ویسے
ہی دکھانے ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام
کو ملک آسمانوں اور زمینوں کے تاکہ وہ
برجائیں یقین کرنے والوں میں سے۔

وضع کف کنایہ ہے مزید فضل اور غایہ تخصیص اور ایصال فیض اور عنایت و کرم اور کریم و
ناید اور انعام سے اور سردی پانا کنایہ ہے۔ وصول اثر فیض اور حصول علوم سے۔
لہ الحمد اس حدیث شریف سے حضور مصطفیٰ علیہ التحیۃ والتناہا آسمانوں اور زمینوں کی
ہر شے کا علم ہونا ثابت ہوا۔

چنانچہ علامہ علاء قاری رحمہ اللہ الباری مرقات شرح مشکوٰۃ میں احادیث شریفہ کے تحت
فرماتے ہیں:

فعلت ای بسبب وصول ذلک	اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ
الفیض ما فی السموت والارض	اس فیض کے حاصل ہونے کے
یعنی ما اعلیہ اللہ تعالیٰ	سبب سے میں نے وہ سب
ما فیہا من الملائکۃ والاشجار	کچھ جان لیا (یعنی محمد صلی اللہ علیہ
وغيرهما عبارة عن سعة	وسلم نے) جو آسمانوں اور
علیہ الذی فتح اللہ بہ	زمینوں میں ہے۔ یعنی جو کچھ اللہ تعالیٰ
علیہ وقال ابن حجر اعم	نے تعلیم فرمایا اور ان چیزوں میں سے
جميع الكمات التي في	جو آسمان و زمین میں ہیں ملائکہ و
السموت بل وما فوقها كما	اشجار وغیرہا میں سے یہ عبارت ہے
يستفاد من قصد معراج	حضرت کے دستِ علم سے جو اللہ
والمرئى بمعنوا الجنس	تعالیٰ نے حضرت پر کھول دیا۔ علامہ

ای وجیع مافی الارضین
السبع بل وما تحتها کما
اقاده اخیارہ علیہ السلام
من الثور و الحوت
الذی علیہا الارضون
صلی علیہا یعنی ان
اللہ اراک ابراہیم
علیہ السلام ملکوت
السموت و الارض و
کشف لہ ذلک وفتح
علی ابواب الغیوب لہ

ابن حجر نے فرمایا کہ مافی السموت
سے آسمانوں کے ان سے بھی اوپر کی
تمام کائنات مراد ہے جیسا کہ قعر
معراج سے مستفاد ہے اور ارض
بمعنی جنس ہے۔ یعنی وہ تمام چیزیں جو
ساتوں زمینوں بلکہ جو ان سے بھی
نیچے ہیں سب معلوم ہو گئیں جیسا کہ
حضرت کا ثور و حوت کی خبر دینا
جن پر سب زمین ہیں اس کو مفید ہے
یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم
علیہ السلام کو آسمانوں اور زمینوں کے
ہر دکھائے اور اس کو ان کے لیے
کشف فرما دیا اور محمد پر یعنی محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم پر غیبوں کے دروازے
کھول دیے۔

علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری کی عبارت سے مزید وضاحت یہ حاصل ہوئی کہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا الایہ کذلک نوعی تلاوت فرمانے کی وجہ کہ حضرت ابراہیم
علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ نے آسمانوں اور زمینوں کے ہر دکھائے اور آپ پر
کشف فرما دیا اور حضور سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تمام مغیبات کے دروازے
کھول دیے۔

اور علامہ شیخ الشیوخ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات

لہ مرقات شریعت مشکوٰۃ ج ۱ ص ۴۶۳

شرح مشکوٰۃ میں اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں :

فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
پس دانستم ہرچہ در آسمانہا و ہرچہ
در زمین بود۔ عبارتست از حصول تمام
علوم جزوی و کلی و احاطہ آن وقتلا
و خواند آن حضرت مناسب این حال
و بقصد استشہاد بر امکان آن
ایں آیت را کہ وَكَذَلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ
مَلَكُوتَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
و ہمچنین نمودیم ابراہیم خلیل اللہ
علیہ الصلوٰۃ والسلام را ملک عظیم نماید
آسمانہا را و زمین را بیکون من
الموقنین تا آنکہ گرد ابراہیم از یقین
کنندگان بوجود ذات و صفات و
توحید و اہل تحقیق گفتہ اند کہ تفاوتست
در میان این دو رویت زیرا کہ خلیل علیہ
السلام ملک آسمان و زمین را دید۔ و
حبیب ہرچہ در آسمان و زمین
بود حالی از ذات و صفات و ظواہر و
بواطن ہر را دید و خلیل حاصل شد
مرا اورا یقین بوجود ذاتی وحدت حق
بعد از دیدن ملکوت آسمان و زمین
چنان کہ حال اہل استدلال و ارباب

حاصل یہ ہے کہ پس جاننا میں نے
جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے
یہ عبارت ہے تمام علوم جزوی و کلی
کے حاصل ہونے اور ان کا احاطہ
کرنے سے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس حال کے مناسب بقصد
استشہاد یہ آیت تلاوت فرمائی و
كَذَلِكَ نُرِي الْآيَةَ لِعَيْنِي اور ایسے
نبی ہم نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام
کو تمام آسمانوں اور زمینوں کا ملک عظیم
دکھایا تا کہ وہ ذات و صفات و توحید
کے ساتھ یقین کرنے والوں میں سے
ہوں۔ اہل تحقیق نے فرمایا کہ ان دونوں
روایتوں کے درمیان فرق ہے اس لیے
کہ خلیل علیہ السلام نے آسمان و زمین کا
ملک دیکھا اور حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے جو کچھ زمین و آسمان میں تھا ذات
صفات ظواہر و باطن سب دیکھا اور
خلیل کو وجوب ذاتی و وحدت حق کا
یقین ملکوت آسمان و زمین دیکھنے کے
بعد حاصل ہوا جیسا کہ اہل استدلال
اور ارباب سب سلوک اور محبتوں

سلوک و مہمان و طالبان می باشد
 و حبیب حاصل شد مرا اور العتین
 و وصول الی اللہ اول پس اذان
 دانست عالم را و حقایق آزا چنانکہ
 شان محبذ بان و محبوبان و مطلوبان
 اوست اول موافق است بقول ما
 ساریت شیئاً الا ساریت اللہ
 قبلہ و نشان ما بینہما یہ

سبحان اللہ۔ علامہ محدث شاہ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ الحق کے کلام سے کتنا صاف واضح
 ہو گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علوم جزئی و کلی کا احاطہ ہے۔ آپ سے عالمین آسمانوں
 زمینوں کی کوئی ایسی شے نہیں جو کہ مخفی ہو، اس لیے کہ آپ اللہ کے حبیب ہیں۔
 علامہ طہیبی رحمہ اللہ اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں،

والمعنی انہ کما مرای حتف
 علت ما فیہا من الذوات
 والصفات والظواهر
 والمغیبات۔

معنی اس حدیث کے یہ ہیں کہ جس طرح
 حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آسمان و
 زمین کے ہر کھانے گئے ایسے
 ہی مجھ پر۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 پر فیوض کے دروازے کھول دیے گئے
 یہاں تک کہ میں نے جان لیا جو کچھ
 ان آسمانوں و زمینوں میں ہے دراصل
 ظواہر مغیبات سب کچھ۔

لے اشتر الممات ج ۱ ص ۳۲۲ مطبوعہ گردیدہ کھنؤ

علامہ شاہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ الحق اور علامہ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام اور مذکورہ احادیث سے آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ ذات گرامی ہے جن کو حق تعالیٰ جل مجدہ نے جمیع غیوب و جمیع ملکات و جمیع اشیاء و جملہ کائنات یعنی تمام ملکات حاضرہ و غائبہ ما وجہہ و یوہدہ کا علم مرحمت فرمادیا ہے۔

فضل خدا سے غیب شہادت ہوا انہیں
اس پر شہادت آیت و وحی اثر کی ہے

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا محبۂ عظیم

مشہور و منکرین کا یہ کہنا ہے کہ اہل سنت بریلوی یہ جو احادیث پیش کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی دن اور ایک ہی مجلس میں صبح سے شام تک ابتداء سے لے کر قیامت تک کے سب عادت کا ذکر فرمادیا یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ زمانہ متناہیہ میں امور کثیرہ و غیر متناہیہ کا بیان کرنا محال ہے لہذا ان سے مراد امور عظام ہیں۔ یعنی موٹی موٹی باتیں بتلا دیں۔

جواب : وہاں یہودیوں نے یہ خدہ لہم اللہ کو چونکہ جناب رسالت پناہ علیہ التیمم والثناء سے خدا واسطے کی عادت ہے۔ اس لیے نماز و روزہ و عمل ثواب و غیرہ کے متعلق کوئی ضعیف حدیث بھی پیش کی جائے۔ بلکہ خون و مچرمان لیں گے۔ لیکن جس سے حضور ابد قرار مرگاریہ نامحمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال اور تعریف ثابت ہوتی ہے۔ وہ تو انہیں تیر کی طرح کلیجہ کے پار ہوتی ہے۔ اس لیے اس کی ضرورت تاویل کریں گے۔

اب ان کو عقل کا ماتم کرنا چاہیے کیونکہ وہ تو تھیں غیب کی باتیں اور آئندہ ظاہر ہونے والی اور انہوں نے احادیث کا استثناء ہی منقطع مان لیا ہے جس سے ایک بات کا معلوم ہونا بھی ناہمی نہ ہوش کی رو کیجئے۔

دوسرے : سب احادیث مذکورہ ہیں الفاظ معلوم موجود ہیں ہر تخصیص کے مخالف ہیں۔ علاوہ ازیں بطور علی الاطلاق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا کہ آپ تمہارے دفت میں مسائل کثیرہ بیان فرمادیتے تھے۔

ذرا ایک حدیث باب بدلا الخلق و ذکر الانبیاء علیہم السلام میں ہے ملاحظہ فرمائیے:

عن ابی ہریرۃ عن النسیبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال خفف
علی داؤد القرآن فکان یا مسر
بدوا بہ فتسرح فیقرئ القرآن
قبل ان تسرح دوا بہ ولا یاکل
الا من عمل یدہ . راہ البخاری

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت
داؤد علیہ السلام پر زبور پڑھنا
آسان یا گیا تھا۔ آپ اپنے جائزہ
پر زبور کئے کا حکم فرماتے پس زبور
کس جاتی آپ پڑھنا شروع کرتے
اور زبور کس چکنے سے پہلے آپ زبور
ختم فرمایتے اور اپنے کس کھانے
یعنی زور بنا کر۔

اس حدیث شریف کے تحت مظاہر حق جلد چہارم میں درج ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے
اچھے بندوں کے لیے زمانے کو طے و بسط کرتا ہے یعنی کبھی تھوڑا ہو جاتا ہے اور کبھی بہت سمور
سا۔ اور حضرت سیدنا مولانا علی حیدر کرار رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے کہ آپ رکاب میں
پاؤں رکھتے اور دوسری رکاب میں پاؤں رکھتے تک قرآن ختم فرمایتے۔ اور ایک روایت
میں ہے طہریم کعبہ سے اس کے دروازہ تک جانے میں پڑھتے اور ایسا ہی حضرت علامہ
علامہ تاجی محمد اللہ الباری مرقات میں اس حدیث کے ماتحت فرماتے ہیں:

قال سوریشتی یوید بالقرآن السزبور لانہ قسمدا عجانہ من
شریق القراۃ وقد دل الحدیث علی ان اللہ تعالیٰ یطوی
الزمان لمن یشاء من عبادہ کما یطوی اسکان لہم ولہذا
باب لا سبیل الی اوراکہ الا بالفیض الربانی

۱۔ مشکوٰۃ شریف ص ۵۰۸

۲۔ الرسالت الخلیج ج ۵ ص ۲۴۴

اس بات سے کی معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کے لیے زمانہ کو
بسط کرتا ہے بہت تھرا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت سیدنا اذہ مدیہ العظوة و
السلام زہر شریف کو زی کس پکنے سے پہلے ختم فرمایا تھے اور حضرت علی مشکک رضی اللہ تعالیٰ
عنہ ایک پاؤں تکاب میں رکھتے اور دوسرا رکھنے تک قرآن کریم کو ختم فرماتے۔

عن علی رضی اللہ عنہ قال سمعہ لوطیث ف الواسر رة
نفتی ابیاء مریم اللہ عنہم جملاً۔

مروان بن الدین عبد الرحمن بامی رتہ اللہ انسانی نعمات اونس فی حضرات اللہ سر
مذہبتے میں مدد فرمائیے:

عن بعض الشائخا فی قراء	یعنی بعضے مشائخ سے منقول
قرآن حین استم الحجیر	ہے کہ انھوں نے حجر اسود
الاسود والرحمن لاسعد	کے استوار سے دروازہ
الی حین وصول معاذات	کہہ شریف پر پہنچنے تک
باب المکة الشریفة والقد	تمام قرآن شریف پڑھ لیا
الضیفة وقد سمعہ من	اور ان شیخ شہاب الدین
الشیخ شہاب الدین	سُہروردی نے کمر کمر اور
سُہروردی منہ کلہ و حرف	حرف حرف اول سے
من اولہ الی آخرہ قدس اللہ	آمنہ تک سنا۔
اسرارہم دفعتا حرکتہا خارجہ	

دیجئے مطبعت سراپا رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے نیاز مندوں کا یہ حال ہے کہ حجر اسود
نے انھیں اس قدر دیر تک شریف تک قرآن پاک ختم فرمایا تھے۔
آئیے قرآن پاک سے بھی شہادت سن لیجئے۔

قال لہی حدہ حدہ من	اس نے عرض کی جس کے پاس
تکت اما انید بہ قبل اب	تو آپ کا عرض تھا کہ میں اسے

برئت إليك طرفك فقلنا ساءه
مستقرًا عنده قال هذا
من فضل سارقي له
میں سادہ کر دوں گا ایک پل مارنے
سے پہلے۔ پھر جب حضرت سلیمان علیہ السلام
نے تخت کو اپنے پاس رکھا ہوا
دیکھا تو فرمایا: یہ میرے رب کے فضل
سے ہے۔

غور فرمائیے کہ حضرت سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہِ مقدسہ کے نیازمند
حضرت آصف بن برخیا اسمِ عظیم کو جاننے والے تھے وہ ایک پل مارنے سے بھی پہلے بتائیں
کا تخت آپ کے حضور حاضر فرما رہے ہیں۔ معلوم نہیں کہ یہاں پر بھی مخالفین کی مافوقی جڑیں،
کیونکہ جو معجزہ کے منکر ہیں وہ کرامت کے کربال ہو سکتے ہیں۔

لیکن یہ بچارے سخت پریشان ہیں کہ کیا کریں اور کہہ جائیں کہ جب اللہ تعالیٰ کے
اویلا کا یہ حال ہے جس سے وہابی کی عقل و نگاہ بے توہینہ کے متعلق مجالِ سخن زیادہ تنگ ہے
اور انکار کریں تو بھی باعثِ ذلت و تنگ ہے۔

چنانچہ عمدۃ القاری شرح بخاری میں ہے :

فيه دلالة على انه اخبرني
المجلس الواحد بجميع احوال
المخلوقات من ابتدائها
الى انتهائها في ايراد ذلك
صكته في مجلس واحد امر
عظيم من خوارق العادة كيف
وقد اعطى مع ذلك جوامع
الكلم صلى الله عليه وسلم
يعني اس حدیث میں دلالت ہے
اس پر کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایک ہی مجلس میں سب کا بیان فرمایا
ایک ہی مجلس میں مخلوقات کے ابتداء سے
انتہائیکہ بعد حالات کی خبر دی اور ایک ہی
جلس میں سب کا بیان فرمایا
یہ بڑا معجزہ ہے اور کیونکر نہ ہو
جبکہ حضرت کو حق تعالیٰ نے جوامع الکلم
عطا فرمائے ہیں۔

لے پ ۱۹ ج ۱۰ س ۱۰۰ س الشکل ۱۰۰ عمدۃ القاری ج ۲ ص ۲۱۲

اس حدیث کی شریعت سے واضح ہو گیا کہ حضور آقا سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ایک ہی مجلس میں ابتداء سے آخر تک فرشتوں سے لے کر دخول جنت و دوزخ تک جمیع احوال کی خبر دینا بہت بڑا معجزہ ہے۔

لیکن ظالم حاسدین وہ راستہ اختیار کریں گے جو معجزہ کے خلاف ہو۔ کیونکہ ایسے اقتراعات کرنے والے معجزہ کے انکاری ہیں درحقیقت وہ نبوت کے بھی منکر ہیں۔

تحقیق نبوت اور

علم غیب

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یَا أَيُّهَا النَّبِيُّ کہہ کر خطاب فرمایا ہے جس کے معنی یہ ہیں: اسے خبر دینے والے۔ اگر اس خبر سے ضرورین کی خبر مراد ہو تو ہر مولوی معاذ اللہ نبی ہوا۔ اگہ دنیا کے واقعات مراد ہوں تو ہر اخباریڈ یا خبر دینے والا نبی ہو جائے۔ معاذ اللہ۔ تو معلوم یہ ہو گا نبی کے معنی یہ ہیں غیب کی خبریں دینے والا۔

جیسا کہ صاحب مواہب اللہ فیہ فرماتے ہیں:

النَّبِيُّ مَا خُوذَ مِنَ النَّبَاءِ بِمَعْنَى الْخَبَرِ أَيْ أَطْلَعَهُ اللَّهُ

عَلَى الْغَيْبِ

کہ نبوت اطلاع علی الغیب کا معنی ہے یا لازم نبی بروزن شریف صیغہ صفت مثبتہ کا ہے جس کے صاف معنی ہمیشہ غیب کی خبر دینے والے کے ہوتے ہیں یا اس طرح کہ لیجیے کہ چہنمبر اللہ تعالیٰ کی رضا اور عدم رضا کا خبر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا و عدم رضا فی الامور اسے درجہ کا غیب ہے کیونکہ پیغمبر اس لیے تشریف لائے کہ لوگوں کو بتلا دیں کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اور اس میں نہیں یہ دونوں باتیں غیب ہیں جس چیز کا علم اوروں کو نہ ہو۔ وہ نبی کو بتاتا ہے اور نبی وہ ہے جو غیب کی خبریں دے۔ تو یہ ثابت ہو گا کہ علم غیب نبی کے

بہ قصداً

معنی میں داخل ہے۔ درغیر تو ہو ہی نہیں سکتا کہ نبی کو علم نہ ہو اور اطلاع غیب ہو۔ تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ نبی لوگوں کو بھی مطلع فرما سکتے ہیں کہ انہیں علم غیب ہو۔

قرآن کریم کی آیت اور اس کی تفسیر ملاحظہ فرمائیے،

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٌ ۚ اوریہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

حضرت محی السنۃ علامہ بغوی رحمہ اللہ تعالیٰ تفسیر معالم التنزیل میں اسی آیت شریفہ کے تحت فرماتے ہیں،

علی الغیب وخبر السماء وما اطلع علیہ من الاخبار والقصص بضنین ای بخیل يقول انه ياتيه علم الغیب فلا يبخل به علیکم ویخبرکم ولا یکتتمہ کما یکتتم الکاهن ب	حضور صلی اللہ علیہ وسلم غیب پر اور آسمانی خبروں پر اور ان خبروں و قصوں پر بخیل نہیں ہیں۔ مراد یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس علم غیب آتا ہے پس وہ تم پر بخل نہیں فرماتے بلکہ تم کو سکھاتے ہیں اور تم کو خبر دیتے ہیں جیسے کہ کاهن چپاتے ہیں ویسے یہ نہیں چپاتے۔
---	---

صاحب معالم التنزیل کے کلام سے واضح ہو گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب بھی وہ لوگوں کو مطلع فرماتے ہیں۔

علامہ علاء الدین صاحب تفسیر خازن اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں:	يقول انه ياتيه علم الغیب فلا يبخل به علیکم بل یعلمکم به
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس علم غیب آتا ہے تو تم پر اس میں بخل نہیں فرماتے بلکہ تم کو سکھاتے ہیں۔	

۱۔ پ ۳۰ سورۃ تکویر ۲۔ التفسیر معالم التنزیل جزء السابع ص ۲۱۶ مطبوعہ مصر

۳۔ التفسیر الخازن جزء السابع ص ۲۲۵

ثابت ہو گیا کہ علم غیب پر مطلع ہونا یہ اصل نبوت کی دلیل ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ جس کو مقام نبوت پر پسند فرماتا ہے، انہیں علم غیب عطا فرمادیتا ہے۔

علامہ خازن دوسرے مقام پر آیت وَلَا يَحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ كَمَا تَحْتَ فَرَمَاتے ہیں:

يعني ان يطلعهم عليه وهم	اللہ تعالیٰ ان کو اپنے علم پر اطلاع
من الانبياء والرسل وليكون	دیتا ہے اور وہ انبیاء و رسول
ما يطلعهم عليه من علم	میں تاکہ ان کا علم غیب پر مطلع ہونا
غيبه دليلاً على نبوتهم	ان کی نبوت کی دلیل ہو۔ جیسا کہ اللہ
كما قال الله تعالى فلا يظهر	تعالیٰ فرماتا ہے کہ نہیں ظاہر کرتا اپنے
على غيبه احداً الا من ارتضى	خاص غیب پر کسی کو مگر اس رسول سے
من رسول الله	کو جس سے راضی ہو جائے۔

علامہ موصوف تفسیر خازن میں تیسرے مقام پر آیت عالم الغیب فلا يظہر کے ماتحت

فرماتے ہیں:

الا من يعطيه لرسالته ونبوته	مگر جس کو اپنی نبوت اور رسالت پر
فيظهر على ما يشاء من	چن لے پس ظاہر فرماتا ہے جس پر چاہتا ہے
الغيب حتى يستدل على	غیب تاکہ ان کی نبوت پر دلیل پڑی
نبوته بما يخبر به من الغيبات	جانے ان غیب چیزوں سے جس کی
فيكون ذلك معجزة له	وہ خبر دیتے ہیں پس یہ ان کا معجزہ ہے

ان دلائل سے یہ معلوم ہو گیا کہ نبی کا امور غیبیہ کی خبر دینا یہ ان کا معجزہ اور نبوت کی دلیل ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ علم غیب عطا فرمادیتا ہے۔

شرح عقاید نسفی یہ وہ کتاب ہے جو حنفیہ کے عقاید میں درسی کتاب ہے۔

۱۔ تفسیر خازن جزا الاول ص ۲۰۰ مطبوعہ مصر

۲۔ تفسیر خازن ص ۱۶۲ ج ۱، مصر

و بالجملۃ اعلم الغیب امر تقربوا
به اللہ تعالیٰ لاصیل السیلۃ
لعباد الاعلاء او الہام بطریق
المعجزۃ او الکرامۃ او ارشاد
الی الاستدلال بالامارات
فیما یکن فیہ ذلک ولہذا
ذکر الفتویٰ ان قول القائل
عند رؤیۃ ہمالۃ القیم
یکون مطرا مذعیاً عنہ
الغیب بعلامۃ الکفریات

حاصل کلام یہ ہے کہ علم غیب کا
ایک ایسا امر ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی
اس سے متفرد ہے۔ بندوں کو
اس کے حصول کا کوئی طریقہ نہیں مگر
اللہ تعالیٰ بطریق وحی یا الہام کے بتائے
یا بطریق معجزہ یا کرامت کے اللہ تعالیٰ
کو تا علامت ہے جس میں ممکن ہوا
اس لیے فتاویٰ میں ذکر کیا ہے کہ چاند
کے بار کو دیکھ کر کوئی غیب کا مدعی
بن کر کہے کہ پانی برسے گا۔ یہ کفر ہے۔

اس عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ بندوں کا علم بالغیب کے حصول کا کوئی ذریعہ نہیں مگر
اللہ تعالیٰ کی تعلیم اور وحی اور الہام کے ذریعہ سے بطور معجزہ اور کرامت کے ہوتا ہے کیونکہ
علم غیب ہی نبوت کی دلیل اور معجزہ ہے۔

اب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب سے مطلع ہونا از روئے قرآن ظاہر فرمائیے
وَمِنْ ذَٰلِكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيْهَا
اِلَيْكَ اَيُّہ

اس آیت شریف میں انباء جمع کا صیغہ ہے اور مضاف ہے لفظ غیب کی طرف
اور بعض یہ مضاف متعقبی ہے استغراق کا جو علم نحو و معانی و اصول میں ثابت ہے۔
لہذا آیت شریف نفس برگ اس معنی پر کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو
تمام مہیبات پر اطلاع فرمادی۔ بعض بذریعہ وحی جل اور بعض بذریعہ وحی خفی اور نُوحِيْهَا کا ضمیر

لہ شرح و تفسیر

لہ پ ۱۲ ج ۳ ص ۱۰۲

جو چیز قیامت تک اس میں ہونیوالی ہے
اسے بھی دیکھ رہا ہوں جس طرح میں ہاتھ کی
ہتھیلی کی طرف دیکھ رہا ہوں۔ اور یہ بھی حدیث
میں وارد ہے کہ بہشت دوزخ اور

وما فیہما پر مطلع ہوں۔ ادا مان باتوں کے

متعلق احادیث تو ان کے درجہ تک پہنچ

چکی ہیں اور بعض چیزوں کو پوشیدہ رکھنے

کا حکم دیا گیا ہے۔

ثابت ہوا کہ اس بات پر ایمان رکھنا واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور رسالتاً صلی اللہ
علیہ وسلم کو جمیع علوم غیبیہ پر مطلع فرما دیا ہے۔ قیامت تک کی کوئی شے آپ سے مخفی نہیں ہے۔
لیکن دشمنان دین کی رسول دشمنی اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ وہ آپ کے علم غیب شریف
کو حیوانات کے علم سے تشبیہ دیتے ہیں جیسا کہ ظاہر ہے ملاحظہ فرمائیے:

مومن وہ ہے جو ان کی عزت پر کئے دل سے
تعطیہ بھی کرتا ہے نخبہ دی تو مرے دل سے

علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین

محافلین کی زبانی

وہابیہ و یونہیہ کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب ”حفظ الایمان“

میں رقمطراز ہیں:

”پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگرچہ بقول زید صحت ہو
تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل۔ اگر
بعض علوم غیبیہ ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم تو زید و عمر و بکر
برسبی و جنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے یہ حاصل ہے۔“

لے حفظ الایمان ص ۱۵ اس ۶

دیکھا آپ نے ان شاتمانِ رسول نے کس جرات و بے باکی کے ساتھ آتائے دو جہاں
صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان میں یہ توہین کی بنے کہ حضور کی کیا تخصیص ایسا علم غیبی تو زید و عمرو
و بکر بلکہ جمیع حیوانات کو حاصل ہے۔

یعنی جیسا علم ہر نیچے، پاگل، حیوان اور چوپائے کو ہے ایسا ہی علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کا ہے۔

(استغفر اللہ) بتائیے اس سے بڑھ کر اور کیا گستاخی و ظلم ہو سکتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کے علم شریف کو چوپایوں اور حیوانوں اور پاگلوں کے علم سے تشبیہ دی جا رہی ہے۔ اور یہ
توہینِ نبوی متفقہ طور پر موجب کفر ہے۔

اب میں مخالفین سے دریافت کرتا ہوں کہ اگر بعینہ یہی عبارت علماء دیوبند پر چسپاں کر کے
یوں کہا جائے کہ بعض علوم میں علماء دیوبند کی کیا تخصیص ایسا علم تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ
جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔

تو کوئی ان میں اس بات کو برداشت نہیں کرے گا اور نہ ہی ان حضرات نے اپنے علماء
کے لیے کبھی ایسا تصور کیا ہو گا۔ لیکن افسوس کہ انہوں نے علم کی تنقیص کا نشانہ صرف جناب
آقا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی بنایا ہوا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ ان حضرات کا علم مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم پر ایسا ایمان ہے کہ آپ کے علم شریف کو چوپایوں اور حیوانوں کی مثل سمجھتے ہیں۔

مختصر طور پر یاد رکھیے

۱	المدار فی الحکم بالکفر علی
۲	الظواہر ولا نظر للمقصود
	وا ت ولا بقرائن
	حالہ۔
	وقد ذکر العلماء ان التهور
	فی عرض الانبیاء و ان
	لم یقصدا سب کفر۔

الحديث تليقح اور

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

شہرہ منکرین کا یہ بھی کہنا ہے کہ دینہ منورہ میں انصار باغوں میں زبردخت کی شاخ مادہ درخت میں لگاتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو اس فعل سے منع فرمایا تو انہوں نے یہ فعل چھوڑ دیا۔ پس پھل کم آئے یا خراب تو انہوں نے اس کی شکایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کی تو آپ نے فرمایا،

أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأُمُورِ دُنْيَاكُمْ۔

کہ دنیا کے امور میں تم مجھ سے زیادہ

جاننے والے ہو۔

معلوم ہوا کہ آپ کو اس تلیقح روکنے سے یہ علم نہ تھا کہ پھل کم آئیں گے۔ لہذا ثابت ہوا کہ آپ کو اس دنیاوی امر کا علم نہ تھا جیسا فرمایا کہ دنیا کے کاموں میں تم مجھ سے زیادہ جاننے والے ہو۔

جواب : اس حدیث تلیقح میں کس لفظ کا یہ ترجمہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہو کہ تم (مجھ سے زیادہ) جاننے والے ہو۔ انتم اعلم بامور دنیا کہ کا ترجمہ تو یہ ہے کہ تم اپنے دنیا کے کام کو ہی جانو۔ لیکن عدم علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ثابت کرنے کے لیے ان حضرات نے حدیث کا ترجمہ ہی اپنی طرف سے ایجاد کر ڈالا ہے۔

یہ تو ہے ان حضرات کی حالت۔ اب میں یہی حدیث مع شرح کے پیش کیے دیتا ہوں۔ علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ ابزاری شرح شفا بحث معجزات میں اسی حدیث تلیقح کا جواب علامہ سنوسی سے بھی نقل فرماتے ہیں :

ومن معجزاته الباهره ای آیاتہ	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روشن معجزات
الظاہرة وما جمعه اللہ من	اور ظاہر آیات میں سے وہ
العوارث ای الجزئیۃ (والعوم)	اللہ تعالیٰ آپ کے واسطے معانت جزئیہ
ای النکیۃ والمدرکات الظنیۃ	اور علوم کلیہ اور مدرکات ظنیہ اور یقینیہ
والیقینیۃ والاسرار الباطنہ و	اور اسرار باطنہ اور انوار ظاہرہ جمع کیے
الانوار الظاہرة (وخصه) من	اور آپ کو دنیا و دین کی تمام مصعوتوں
الاضلاع علی جمیع مصالح	پر اطلاع دے کر خاص کیا۔ اس پر

الدین والدین ای مایتم بہ
اسلام الامور الدنیویۃ والاخریۃ
واستشکل بانہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم وجد الانصار
یلحقون النخل فقال لو ترکتموه
فترکوه فلم یخرج شیئاً وخرج
شیعاً فقال انتم اعلم بامر دنیاکم
قال الشیخ السنوسی اراد ان
یحملہم علی فرق العوائد فی
ذلک الی باب التوکل واما
ہناک فلم یتشلوا فقال انتم
اعرف بدیناکم ولوامتشلوا
او تحملوا فی سنۃ او سنتین
مکفوا امر ہذہ المحنة لہ

یہ اشکال وارد ہو سکتا ہے کہ ایک مرتبہ
حضرت نے ملاحظہ فرمایا کہ انصار تعلق
نخل کر رہے تھے یعنی خرما کے ز کی
کلی کو مادہ کی کلی میں رکھتے تھے تاکہ وہ
حاصل ہو اور پھل زیادہ آنے۔ آپ نے
منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اس کو
چھوڑ دیتے تو اچھا تھا۔ انہوں نے
چھوڑ دیا تو پس پھل نہ آنے یا کم اور
خراب آئے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا کہ اپنے دنیاوی کاموں کو
تم جانو۔ شیخ سنوسی نے فرمایا کہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خرق و
خلاف عوائد پر برا لکھتے کرنے اور باب
توکل کی طرف پہنچانے کا ارادہ کیا تھا
انہوں نے اطاعت نہ کی اور جلدی کی
تو حضرت نے فرمادیا کہ اپنے دنیاوی
کاموں کو تم جانو۔ اگر وہ سال دو سال
اطاعت کرتے اور تعلق نہ کرتے اور
امر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اعتنا کرتے
تو انہیں تعلق کی محنت نہ اٹھانی پڑتی۔

علامہ علی قاری اور سنوسی کی شرح سے کتنا صاف واضح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

لے شرح شفاء لعلامہ قاری جز الاول ص ۲۰۷

نے ان کو تلقین کرنے سے منع فرمایا۔ تو انہوں نے اس کو چھوڑ دیا۔ جب پھل کم آئے تو آپ نے فرمایا تم اپنے دنیاوی کاموں کو جانو۔ اگر وہ آپ کے حکم کی سال دو سال اطاعت کرتے تو انہیں تلقین کرنے کی محنت نہ کرنی پڑتی اور آپ نے ان کو باب توکل تک پہنچا دینے کا ارادہ فرمایا تھا، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دینی و دنیاوی تمام مصلحتوں پر مطلع فرادیا ہے۔ بتائیے اس حدیث میں ایک لفظ ایسا ہے جس کے یہ معنی ہوں کہ تم (مجھ سے زیادہ) جانتے ہو یا اس واقعہ میں علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نفی ہو۔

اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بے علم ہونے کی دلیل لینا اول درجہ کی خباثت نہیں دیکھا ہے۔

چنانچہ علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ دوسرے مقام پر شرح شفا شریف میں اس حدیث کے ضمن میں فرماتے ہیں:

وعندى انه عليه السلام اصاب في ذلك الظن ولو ثبتوا على كلامه لفاقوا في الفن والارتفع عنهم كلفة المعالجة فانما وقع التغير بحسب جريان العادة الا ترى ان تعوديا كل شئ او شربه يتفقده في وقته واذا لم يجد يتغير عن حاله فلو صبروا على نقصان سنة او سفتين لرجع النخيل الى حاله الاول وربما كان يزيد على قدره المعلوم وفي القصبة اشارته الى التوكل وعدم المبالغة في الاسباب وغفل عنه ارباب المعالجة من الاصحاب والله اعلم بالصواب

چنانچہ علامہ قیصری رحمۃ اللہ علیہ سے فصل الخطاب میں نقل ہے :
وَلَا يَغْرُبُ عَنْ عَلِيٍّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرُزْمِينَ وَ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي
الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ مِنْ حَيْثُ
مَوْتَبَةٍ وَإِنْ كَانَ يَقُولُ أَنْتُمْ
أَعْلَمُ بِأُمُورِ دِينِكُمْ -
آسمان میں کچھ ذرہ بھر بھی پوشیدہ نہیں
اگرچہ بشریت کے اعتبار سے یہ
فسرماویں کہ تم دنیا کا کام
جانتے ہو۔

ان دلائل سے یہ ثابت ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام دنیاوی امور کا علم ہے۔
زمین و آسمان میں کوئی ذرہ ایسا نہیں جو کہ آپ سے پوشیدہ ہو۔ اور اگر وہ اُس نقصان کو
کچھ سال دو سال برداشت کر لیتے تو انھیں نفع بھی ہوتا۔ اور یہ محنت نہ اٹھانی پڑتی۔ تو معلوم یہ ہوا
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام امور دنیاوی کا علم ہے۔ دنیا کا کوئی امر قیامت تک کا آپ سے
مخفی نہیں ہے۔ آپ تو ساری دنیا کو کف دست کی مثل ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

واقعہ بر معونہ اور

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

شہید: مخفیین یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ
چند لوگ آپ میرے ساتھ کر دیں جو میری قوم کو دین کی تبلیغ کریں۔ اگر وہ اسلام لے آئیں تو
مجھے بڑی خوشی ہوگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء جلیل القدر قاری اس کے ہمراہ کر دیے
تو ان کو غدروہ سے وفائی سے شہید کر دیا گیا۔ اگر آپ کو پہلے سے معلوم ہوتا کہ یوں شہید
کر ڈالے جائیں گے تو آپ انھیں روانہ کیوں فرماتے۔

جواب: اس قصہ کو پیش کرنے سے مخفیین کا جو مدعا ہے وہ یہی ہے کہ اگر آپ کو پہلے
سے معلوم ہوتا کہ شہید کر دیے جائیں گے تو آپ انھیں کیوں روانہ فرماتے۔ کس قدر افسوس
کہ یہ ظالم کیا سمجھ گئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم باوجود علم کے کیوں انھیں روانہ نہ فرماتے
آخر وہ فرمانے کا باعث کیا۔ صرف صحابہ کی حفاظت جان یا کچھ اور بھی۔

بوش کیجیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے
رہتے اور ہمیں معاذ اللہ آپ کی طرح نہ تھیں۔ محض تن پروری مقصود ہوتی۔ جان کے لپیٹ

میں دینی خدمت سے باز رہ سکتے اور اس خیال سے کہ یہاں جان عزیز نذر اشاعت اسلام ہوتی ہے درگزر کرتے ہرچیز کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر صحابہ کے پیش آنے والے جملہ واقعات ظاہر ہیں۔ مگر یہ موقع درگزر کرنے کا نہیں کہ ایک شخص اشاعتِ اسلام کے لیے دعا کرتا ہے کہ اے حضور اپنے نیاز مندوں کو اس کی قوم کی ہدایت کے واسطے بھیج دیں اور اُسے یہ جواب دیں کہ ہمیں اشاعتِ اسلام اور ہدایتِ خلق سے جان زیادہ محبوب ہے وہاں جو جائیں گے وہ مارے جائیں گے۔ اس لیے خوفِ جان اس موقع پر اعلاءِ کلمۃ اللہ میں ہی کوشش نہیں کی جاتی۔

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

یہ سب خرافات ہیں۔ وہاں بمقابلہ اعلاءِ کلمۃ الحق کے جان کی کچھ پروا نہ تھی اور خود صحابہ کرام کو شوقِ شہادت گدگد رہا تھا اور خوشی میں بھرے ہوئے تھے شہادت ایک بہت بڑا مرتبہ ہے چنانچہ اسی واقعہ بُرمعونہ میں مقابلہ کرنے والے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جب شہید ہو گئے اور ان میں سے حضرت منذر بن عمرو رضی اللہ عنہ رہ گئے تو کفار نے ان سے کہا آپ پامیں تو ہم آپ کو امن دیں۔ مگر آپ کے آرزو مند شہادتِ دل نے ہرگز نہ مانا اور آپ نے بمقابلہ شہادت کے امن کو قبول نہ فرمایا۔ (کنزانی مدارج النبوت جلد دوم ص ۱۸۱ کتب صحاح)

یہاں تک تو تھا یہ کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو دین پر جانِ تصدق کرنے ہی کے لیے روانہ فرمایا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تھا کہ یہ سب شہید ہو جائیں گے۔ مگر جو لوگ یہ کہتے پھرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قبل واقعہ علم شہادت صحابہ تسلیم کر لینے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف قتلِ عمد کی نسبت کرنا پڑے گی۔

ترکیا وہ حضرت منذر ابن عمرو صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خودکشی کا الزام لگائیں گے کہ انھوں نے باوجود امن پانے کے شہادت ہی کو اختیار فرمایا اور اسی طرح حضرت عمر ابن امیہ ضمری اور عمارت پر بھی کہ یہ حضرات اونٹوں کو چراگاہ میں لے گئے تھے۔ جب وہ واپس آئے اور لشکر گاہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ پرندوں کو لشکر کے گرد دیکھا اور گرد و غبار اٹھا معلوم ہوا اور کافروں کے سواروں کو بندی پر کھڑا اور اصحاب رضی اللہ عنہم کو شہید دیکھا تو آپس میں مشورہ کرنے لگے۔ اب مصحت کیا ہے۔ عمرو بن امیہ ضمری کی لڑائی ہوئی کہ سید انکسائت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت

میں حاضر ہو کر احساں بیان کیا جائے۔ عارث نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ اب ہم پہنچی ہوئی شہادت بہت غنیمت ہے۔ چنانچہ انہوں نے کفار سے مقابلہ کیا اور اُن میں چار آدمیوں کو قتل کر کے خود بھی شہید ہو گئے۔ (کذا فی صحیح مسلم شریف و مدارج النبوة)

اب یہاں سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا شوق شہادت ہوتا ہے کہ انہوں نے امن و عافیت کو چھوڑ کر شہادت حاصل کرنے میں سعی فرمائی اور کامیاب ہوئے۔

اب جس طرح کوئی مسلمان یہ نہیں کہہ سکتا کہ صحابہ کرام نے قصداً و دیدہ و دانستہ اپنی جان ہلاکت میں ڈالی اور خودکشی کی۔

اسی طرح یہ کہنا بھی کسی ایمان والے کا کام نہیں ہے کہ فخرِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیدہ و دانستہ صحابہ کو روانہ فرما کر قتلِ عمد کا ارتکاب کیا۔ العیاذ باللہ۔

بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کی جانیں راہِ خدا میں نذریں اور اُن جانوں کے لیے اس سے عمدہ طور پر کام آنے کا موقع نہ تھا۔ جان کی بڑی قیمت یہی تھی کہ راہِ خدا میں نثار ہو گئیں۔

یہ کہنا کہ اس حادثہ کا اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم ہوتا تو صحابہ کو نہ بھیجتے اور صحابہ کو علم ہوتا تو وہ نہ جاتے۔ یہ صریح سرور و جہاں حبیبِ خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حبیبِ اللہ و قرابہ عظام علیہم الرضوان پر الزام لگانا ہے۔ جب جان تصدق کرنے کا موقع آتا اور یہ سمجھتے کہ جان جاتی ہے تو درگزر کر جاتے اور لوگوں کی طرح خیال کرتے کہ کون مفتِ خطروں میں جان ڈالے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

توبہ کیجیے صحابہ اور سب عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ شان نہیں کہ دین پر جان نثار کرنے سے دریغ کر جائیں۔ جان جاتی دیکھیں تو اسلام کی اشاعت کے پاس تک نہ آئیں۔ بھری غنیمت جب سمجھ لیں کہ اب جان نذر کرنے کا موقع ہے تو بڑی خوشی اور شوق سے جان نذر کریں جیسا کہ اوپر صحابہ کے واقعات سے ثابت ہو چکا ہے۔

میں پہلے ہی سرِ شوق سے مقتل میں جھکا دوں

لے جان اگر خنجرِ فدا، تمہارا

تو اس صورت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ سے واقف ہونا کس طرح مانع روانگی ہوتا۔
اب بحمد اللہ تعالیٰ مخالفین کا یہ اعتراض بالکل باطل ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کا صحابہ کرام کو باوجود پیش آنے والے واقعات پر مطلع ہونے کے روانہ فرمادینا قابل اعتراض
نہ رہا۔ پھر آپ کا یہ روانہ فرمادینا اگرچہ کسی طرح قابل اعتراض نہیں۔

اگر اللہ تعالیٰ عقل و ایمان نصیب فرماوے تو معلوم ہو کہ آپ کی اس میں بہت سی
مصلحتیں اور حکمتیں تھیں کہ ان سب کا علم ہی خاصانِ خدا ہی کو ہے۔

اسی واقعہ بزمِ معونہ میں صحابہ کا دلیری اور جوانمردی کے ساتھ حکمِ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کی تعمیل میں پڑانہ دار جان نثار کرنا اور جان دینے میں خوش ہونا عجیب قابلِ یادگار اور دل پر
اثر کرنے والی بات ہے جس سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی قوتِ ایمانی اور
محبتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اندازہ ہوتا ہے اور خلقِ اللہ کو ایسے پُر اثر واقعات سے
ہدایت ہوتی ہے۔

جیسا کہ بخاری شریف میں ہے کہ جب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بزمِ معونہ
پر پہنچے اور انہوں نے حضور سرِ پائے نور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوبِ مرغوبِ حرام بن سلمان کو
دیا کہ عامر بن طفیل کے پاس ہے جائیں۔ حرام دو شخصوں کو ہمراہ لے کر روانہ ہوئے۔ جب اس
قوم کے نزدیک پہنچے اُن دونوں شخصوں سے کہا کہ تم یہیں پر رہو میں جاتا ہوں۔ اگر ان لوگوں نے
مجھے امن دی تو تم بھی چلے آنا اور اگر مجھے مار ڈالا تو تم اصحاب کے ساتھ جا ملنا۔ پھر حرام
ابن سلمان نے ان لوگوں سے کہا امن دو تو میں تمہیں خدا کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پیام
پہنچاؤں۔ حرام بن سلمان گفتگو کر ہی رہے تھے کہ ایک شخص نے جو اُن کے پیچھے تھا ان لوگوں
کے اشارہ سے اُن پر حملہ کیا اور نیزہ مارا کہ وہ حرام کے بدن کے دوسری طرف نکل آیا۔ اس
حالت میں حرام بن سلمان کی زبان سے جو کلمے نکلے ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
محبت والوں کو اس کا کچھ لطف آئے گا۔ حالتِ تویہ کہ نیزہ سینے سے پار ہو گیا۔ اب خون چہرہ
اور تمام بدن کو زمین کر رہا ہے اور زبان پر کیا کلمہ مبارک ہے :

اللَّهُ أَكْبَرُ فَزَتْ وَ سَمِعْتُ الْكُفْبَةَ رَبِّ كَبْرُكَ قَسَمُ مِثْرِي آرزو پوری

ہو گئی اور مطلب حاصل ہو گیا اور دل گئی۔

یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل پورے طور پر ہوئی رتبہ شہادت ۵۔
سبحان اللہ! ایک تو یہ دل تھے جو یوں دلیرانہ سستیہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں جان نذر کرتے تھے۔

اور ایک یہ ناز ہے کہ سیدیہ العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کی تنقیص اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت کمال کے انکار میں رات دن سرگرم ہے۔

اسی طرح علامہ خازن اور صاحب مدارج النبوت نے لکھا ہے،

فسا نزہا قال بعضهم لبعض ایکم یسلّم رسالة رسول
الله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اهل هذا الماء فقال حرام بن
مطعم اننا فخرج بکتاب رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم
فی عامر بن طفیل وصحان علی ذلک الماء فلما اتاه
حرام بن مطعم لم یختر ما صیرت الطفیل فی کتاب رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم فقال حرام بن مطعم یا اهل بنو معونہ
فی رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم الیکم وافی اشمیر
نزالہ لا لله وانا محمد اعبہ ورسوله فاموا با لله
ورسوله فخرج الیه رجل من کسر البیت برصه فضر به فی جنبه
حتى خرج من اشف الاخر فقال الله اکبر فرت وارب
لکعبہ

میں نے اس طرح جان ناریاں تو ایمان والوں کے دلوں میں محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نغمہ راقی کے لیے ابھر رہی ہیں۔

علامہ ابن خلدون صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر نہ دینے اور قتل فرمانے میں بہت سی حکمتیں ہیں۔

لے الخازن و مدارج النبوت

چنانچہ اس واقعہ پر معونہ پر جب حادثہ رضی اللہ عنہ اپنے شوق سے متاثرہ کر کے شہید ہو گئے اور
 محمد بن امیہ ضمری باقی رہ گئے اور عامر بن طفیل نے ان کو شہید نہ کیا۔ پیشانی کے بال پڑ کر چھوڑ دیا
 اور مدینہ منورہ حاضر ہونے کی رخصت دی اور دریافت کیا کہ ان شہداء سے آپ واقف ہیں۔ فرمایا
 کہ ہاں واقف ہیں۔ تب وہ اٹھ کر شہداء کے مقتل میں آیا اور ہر ایک کا نام نسب دریافت کرنے
 لگا اور کہنے لگا کہ کوئی صاحب ایسے تم میں تھے جن کی نقش یہاں نہیں ہے۔ عمرو نے فرمایا کہ
 ہاں عامر بن فہر جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بندہ آزاد کردہ تھے۔ وہ ان میں نہیں ہیں۔
 کہا وہ کیسے آدمی تھے؟ فرمایا کہ وہ بڑے فاضل اور پرانے مسلمان تھے۔ عامر بن طفیل کا فرسے
 کہا کہ ان کی شہادت کے وقت میں نے بحشم خود دیکھا کہ وہ آسمان کی جانب اٹھا لیے گئے۔
ف : عامر بن طفیل کا ایسا عجیب و غریب واقعہ دیکھنا اور خود اس کو بیان کرنا اور پھر
 اس جماعت کے قتل سے پشیمان نہ ہونا اور ایمان سے محروم رہنا تعجب خیز ہے اور اس کی
 کو رہا باطنی اور شقاوت اذلی کی صاف نظیر ہے۔ مگر پھر بھی وہ تو کافر تھا۔

اور مسلمان صورت کے آیتیں اور حدیثیں اور عجیب عجیب واقعات کتابوں میں دیکھنے
 کے بعد بھی علم عظیم نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا انکار ہی کیے جانا اور نصوص پا کر
 بھی مطمئن نہ ہونا، بلکہ اپنے قیاسات فاسدہ اور اوہام باطلہ سے اس علم عظیم پر اعتراض کرنا
 حیرت انگیز ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت فرمائے۔

بنی کلاب میں ایک اور شخص حیار بن سلمہ بھی انہی کفار میں تھا۔ اس سے منقول ہے
 کہ جب میں نے عامر بن فہر کے نیزہ مارا اور دوسری طرف نکل آیا تو میں نے ان کی زبان سے
 یہ کلمہ سنا:

قُتِلْتُ وَاللّٰهُ۔

اور یہ دیکھا کہ وہ آسمان کی طرف اٹھا لیے گئے۔ اس وقت مجھے یہ فکر ہوئی کہ اس لفظ سے
 کیا مراد تھی تو میں فحاک بن سفیال کلابی کے پاس گیا اور انہیں تمام حال سنایا۔ کہنے لگے
 کہ ان کی مراد یہ تھی کہ خدا کی قسم میں نے مراد پالی۔ میں نے یہ سن کر فحاک سے کہا کہ مجھے
 مسلمان کر لیجیے اور میں مسلمان ہو گیا۔ اور یہ واقعہ میرے اسلام لانے کا باعث ہوا۔

سبحان اللہ! سعادت مندوں کو جیسے اس حال کے مشاہدہ سے ایمان نصیب ہوا۔
وہی اس کے استماع سے بھی صد ہا برکات حاصل ہوئے۔

مخالفین اب تو سمجھتے ہوں گے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اطلاع نہ دینے میں حکمتیں تھیں
پھر اطلاع نہ دینا علم نہ ہونے کو مستلزم نہیں۔

برخیزہ کفار نے سوال کیے مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں وقت قیامت پر مطلع نہ فرمایا۔ پھر اگر
یہ راز تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ظاہر فرما دیتے۔ اس سبب مبارک میں اللہ تعالیٰ
کے ہزاروں راز مخزون تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم امین تھے۔

پھر مخالفین غیر کا یہ کہنا کہ حضرت کا یہ عمل کہ صحابہ کو روانہ فرمایا۔ یہ اگر خدا کے حکم سے مانا
جائے تو جنہوں نے ان صحابہ کو شہید کر ڈالا تھا انہیں بھی سزا یا عذاب نہیں ملنا چاہیے کیوں کہ
ان کا قتل بھی خدا کے حکم سے تھا۔ یعنی پھر جو کوئی بُرا عمل کرتا ہے وہ خدا کے حکم سے ہے اُس کو
سزا نہیں ملنی چاہیے۔ اسی لیے نبی اللہ کو اس حادثہ سے بے خبر ماننا پڑے گا ورنہ آپ
علم ہوتے ہوئے ایسا کر رہے ہیں۔ تو پھر کیا انہوں نے صحابہ کرام سے دھوکا کیا۔

ناظرین! آپ انصاف کی نظر سے غور فرمائیں کہ ان ظالموں کی عداوت الرسول کا کتنا
صریح مظاہرہ ہے کہ معاذ اللہ نبی اللہ جن کا ہر کام رضائے الہی پر ہوتا ہے اور قرآن و سنت
اور شریعت کے منبع ہیں۔ وہ معاذ اللہ صحابہ سے دھوکہ کر رہے ہیں۔

لیکن وہ بد بخت کیا جانیں کہ حبیب خدا اشرف انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تو ایک ایک
لحہ رضائے الہی کے مطابق ہوتا ہے نبی اللہ کا تو سب سے عظیم خاصہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ
کی رضا اور عدم رضا کا مخبر صادق ہوتا ہے۔

کیا خدا کے نبی کے متعلق یہ گمان کہ ان کا صحابہ کرام کو روانہ فرمانا رضائے الہی کے
خلاف تھا۔ استغفر اللہ۔ یہ کسی مسلمان کا کام نہیں کہ وہ ایسا حملہ مقام نبوت پر کر سکے۔ کیا
خدا کے نبی اور عام لوگوں کا فعل یکساں ہو سکتا ہے۔

دیکھیے اللہ کریم کا تو اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کتنا واضح ارشاد
موجود ہے:

نبیانی اول الفہامہ۔

پہلے ہی دن میں شہید کر ڈالا۔

اس آیت و تفسیر سے واضح ہو گیا کہ معاذ اللہ اگر اللہ تعالیٰ کو یہ علم ہوتا کہ میرے ستر انبیاء کو یہود نے شہید کر دینا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کو کیوں بھجوتا۔ اب بقول غنائین یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو بھی اپنے برگزیدہ انبیاء کرام علیہم السلام کے شہید ہونے کا علم نہ تھا۔ گویا کہ ان حضرات نے خدا تعالیٰ کو ان ستر انبیاء کرام کی شہادت سے بے علم سمجھ رکھا ہے تو کیا تعجب ہے کہ اُسی کے محبوب حق علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان ستر صحابہ کرام کی شہادت سے بھی بے علم ہی سمجھا۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

تو ان تمام مذکورہ دلائل و واقعات صحیحہ سے ثابت ہو گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ستر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی شہادت کا علم تھا۔ علامہ قسطلانی نے اور نیز صحاح کی کتابوں میں یہ الفاظ مروی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان شتر قاریوں کو روانہ فرمانے سے قبل یہ اشارہ فرمادیا تھا کہ:

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اَفِ اخْتِی عِیْہِم اَہْلُ نَجْدٍ۔ مجھے اہل نجد سے خوف آتا ہے۔

جس گروہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار خوف فرمایا ہو وہ تنقیص علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ کریں تو اور کیا کریں۔ یہی وجہ ہے کہ نجدی گروہ کمزور ہے۔ اگر یہ ہدایت یافتہ ہوتے تو حضرت کو شتر قاری بھیجنے کی کیا غرض تھی۔ وہ اسی لیے کہ یہ لوگ ہدایت کی طرف آجائیں۔ اسلام کو قبول کر لیں۔ لیکن بد نصیب نجدیوں نے بجائے ہدایت حاصل کرنے کے سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صلی اللہ علیہ وسلم کو عظام کو شہید کر ڈالا۔ اللہ تعالیٰ فرقہ نجدیت دینا نہ کہ ہدایت نصیب فرمانے آجیے۔

مناسب سمجھتا ہوں کہ ان صحابہ کے نام بھی باحوالہ درج کر دوں جن کی شہادت کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شہادت سے پہلے ارشاد فرمادی تھی تاکہ ثابت ہو جائے کہ آپ کو

نہ آغازین جزاواں ص ۶۶ مطبوعہ

اپنے صحابہ کی شہادت کا علم تھا۔

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عمرؓ

اور حضرت عثمانؓ کی شہادت کا علم

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بخاری شریف مناقب ابو بکر اور ترمذی مناقب

عثمان میں روایت ہے :

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک

مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے

ہمراہ حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ اور

حضرت عثمانؓ تھے کہ آپ اُحد پہاڑ پر

چڑھے۔ اُحد حرکت کرنے لگا (یعنی

جوشِ مسرت سے) آپ نے اُحد پر

ضرب لگائی اور فرمایا : اُحد ٹھہر جا

تجھ پر ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ أُحُدًا

وَأَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ

فَوَجَفَ بِهِمْ فَفَرَجَهُ بِرَجْلِهِ

فَقَالَ أَثِمْتُ أَحَدًا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ

نَبِيٌّ وَصِدٌّ وَشَهِيدَانِ

غور فرمائیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُحد پہاڑ پر ضرب لگا کر فرماتے ہیں : اسے پہاڑ!

ٹھہر جا، تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

اس حدیث سے آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا

بھی یہ علم تھا کہ شہید کیے جائیں گے۔ ملاحظہ فرمائیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کتنا عرصہ قبل

ان کی شہادت کی خبر دے رہے ہیں۔

اَفْتَوْا مَنْوَتَ بَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ -

لے بخاری

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہادت حضرت

زید، جعفر اور رواحہ رضی اللہ عنہم کا علم

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بخاری شریف و مشکوٰۃ باب معجزات میں یہ مروی ہے

لاحظہ فرمائیے :

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زیدؓ و حضرت جعفرؓ و حضرت ابن رواحہؓ کے مارے جانے کی خبر لوگوں کو پہلے سے دے دی تھی۔ چنانچہ پھر آپ نے اس طرح بیان فرمایا کہ زید نے جھنڈا ہاتھ میں لیا اور شہید کیا گیا۔ پھر علم کو جعفر نے سنبھالا اور وہ بھی شہید ہو گیا۔ پھر ابن رواحہ نے جھنڈے کو لیا اور وہ بھی شہید ہو گیا۔ آپ یہ فرماتے جلتے اور آنکھوں میں آنسو جاری تھے پھر آپ نے فرمایا اس کے بعد نشان کو اس شخص نے لیا جو خدا کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے یعنی خالد بن ولید رضی اللہ عنہ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے دشمنوں پر فتح فرمائی۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ نَعَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا وَجَعْفَرًا وَابْنَ رَوَاحَةَ النَّاسَ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأَصِيبَ ثَمَمٌ أَخَذَ جَعْفَرٌ فَأَصِيبَ سَمٌّ أَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَأَصِيبَ وَعَيْسَاهُ تَذَرَفَانِ حَتَّى أَخَذَ الرَّايَةَ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللَّهِ يَعْنِي خَالِدَ ابْنَ وَلِيدٍ حَتَّى فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ لَهُ

۱۔ رواہ البخاری و مشکوٰۃ ص ۳۳ د

اس حدیث سے معلوم ہو گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت زید رضی اللہ عنہ و حضرت جعفر رضی اللہ عنہ و حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کا علم تھا جیسا آپ نے ان کے جنگ موتر میں شہید ہو جانے کی پہلے ہی خبر دے دی اور پھر لطف یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ شریف میں تشریف فرما ہیں اور مکہ شام میں اتنی دُور جنگ کے تمام حالات ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ اب فلاں نے جھنڈا لیا اور وہ شہید ہو گئے۔ سچ تو یہی ہے :

یا رسول اللہ خدا نے کیا آپ کو سب پر آگاہ
دو عالم میں جو کچھ چلی و خشی ہے

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو

شہادت حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا علم

حضرت ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سے مسلم شریف میں روایت ہے :

وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ	حضرت قتادہؓ کہتے ہیں کہ عمار بن یاسر
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَمَّارٍ	رضی اللہ عنہ خندق کھود رہے تھے کہ
حِينَ يَخْفَرُ الْخَنْدَقُ فَجَعَلَ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
يَمْسُهُ مِائِسُهُ وَيَقُولُ بُؤْسُ	ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا
ابْنِ سُمَيَّةَ تَقُلُّكَ الْفِئَةُ	اسیہ کے بیٹے! اس قدر سخت و سخت
الْبَاغِيَّةُ	تجھ کو ایک باغی جماعت قتل کریگی۔

چنانچہ جنگ خنین میں شہید ہوئے۔

معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا علم تھا کہ انہیں ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو آپ کی اس خبر غیب پر ایسا یقین تھا کہ ایک مرتبہ آپ بیمار ہو گئے آپ کی زوجہ آپ کی یہ حالت دیکھ کر

۱۔ حدیث مسلم شریف مشکوٰۃ ص ۵۲۲

رونے لگیں۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا :

غم مت کرو، میں اس بیماری میں وفات نہیں پاؤں گا کیونکہ :

فَإِنَّ حَبِيبِي أَخْبَرَنِي أَنَّ
تَقْتُلُنِي الْقَعْدَةُ الْبَاغِيَّةُ وَإِنْ
آخِرًا إِذَا مِمَّنَ الدُّنْيَا مَذْفُوعَةٌ
لَبَنٍ لَّهٗ
میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے
مجھے خبر دی تھی کہ مجھے باغی جماعت
قتل کرے گی اور اس دنیا میں آخری
وقت جو چیزیں کھاؤں گا وہ دودھ
ہوگا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب باغی جماعت نے حنین کے ٹھڈے میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو
پکڑا تو ان کے سامنے دودھ کا پیالہ پیش کیا۔ آپ نے پیا اور پھر مسکرانے لگیں۔ کسی نے سبب
مسکراہٹ پوچھا تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اس دودھ کو آخری وقت پینے کے
متعلق میرے آقا نے خبر دی۔ پھر آپ کو شہید کر دیا گیا۔

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو

شہادتِ امام حسین رضی اللہ عنہ کا علم

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے معجم کبیر و طبرانی شریف اور ماثبت بالسنہ ص ۱
میں شاہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے :

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ ابْنِي الْحُسَيْنَ
يُقْتَلُ بَعْدِي بِأَرْضِ الْقَفْصِ
وَجَاءَنِي بِهَا دَارُ التَّوْبَةِ وَأَخْبَرَنِي
حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
میرا فرزند حسین میرے بعد مقام قفص
(یعنی کربلا) کے میدان میں شہید کیا
جائے گا اور یہ مٹی میرے پاس

لے بخاری و صحیح اللہ

إِنَّ فِيهَا مَضْجَعَهُ يَوْمَ

لانی گئی ہے اور بجے خبر دے دی گئی ہے
کہ یہ ان کے دفن کی جگہ ہے۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پیارے نواسے حضرت
سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا علم تھا اور جس جگہ ہام شہادت پینا تھا اس مقام
میدانِ کربلا کا بھی علم تھا اور تاریخ کا بھی علم تھا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ ہجرت کے اکتیسویں سال
شہید کیے جائیں گے۔ (ماثبت بالسنہ)
علاوہ ازیں بہت سے صحابہ کی شہادت کی خبریں احادیث میں موجود ہیں۔ یہاں صرف
چند پر اکتفا کیا جاتا ہے کیونکہ صاحبِ عقل کے لیے اشارہ کافی ہوتا ہے۔

زہر آلود گوشت اور

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مشہور : مخالفین کا یہ کہنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خیر میں زہر آلود گوشت پیش کیا گیا
تو آپ نے اور صحابہ نے اسے کھایا جس سے صحابہ شہید ہو گئے۔ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا
علم ہوتا تو ان صحابہ کو کھانے سے روک دیتے۔

جواب : ناظرین بانصاف کو دشمنانِ اللہ و رسول کے شبہے دیکھتے دیکھتے یہ تو خوب ظاہر
ہو گیا ہو گا کہ یہ حضرات اپنے خدا کو ثابت کرنے سے عاجز ہو کر صرف زبانِ درازی پر آپکے ہیں
اور یہ ہے کہ جو لوگ مقامِ نبوت ہی کو نہیں جان سکے۔ وہ کیا جانیں کہ رسالت مآب صلی اللہ
علیہ وسلم کے بر قول و فعل میں کیا کیا حکمتیں ہیں اس لیے وہ سوائے زبانِ درازی و تنقیص
علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کیا کچھ کر سکتے ہیں۔

آئیے ذرا وہی حدیث ملاحظہ فرمائیے :

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ يَهُودِيَّةً قَتَلَتْ أَهْلَ

سے ابن سعد و طبرانی و کبیر حدیث شریف

خَبَرَ سَمِعْتُ شَاةً مُّصَلِّيَةً
ثُمَّ أَهْدَتْهَا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذِّي رَاعَ
فَأَكَلَ مِنْهَا وَ أَكَلَ رَهْطٌ
مِّنْ أَصْحَابِهِ مَعَهُ فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ ارْفَعُوا أَيْدِيَكُمْ وَارْسِلُوا
إِلَى الْيَهُودِيَّةِ فَذَعَاَهَا فَقَالَ
سَمِعْتُ هَذِهِ الشَّاةَ فَقَالَتْ
مَنْ أَخْبَرَكَ قَالَ أَخْبَرْتَنِي
هَذِهِ فِي يَدِي الذِّي رَاعَ قَالَتْ
نَعَمْ قُلْتُ إِنْ كَانَ نَبِيًّا فَهَلْ
تَضَرَّهَ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ نَبِيًّا
إِسْتَرْحَنَّا مِنْهُ فَقَعَا عَنْهَا رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَلَمْ يُعَاجِلْهَا وَتَوَقَّى أَصْحَابُهُ
الَّذِينَ أَكَلُوا مِنَ الشَّاةِ
وَاحْتَبَحُوا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى كَاهِلِهِ
مِنْ أَحْيَلِ الْبَدْيِ
أَكَلَ مِنَ الشَّاةِ مَجْمَعُهُ
بَبُؤْهِنَدٍ بِالنُّبَرَانِ
وَشَفَرَةٍ وَهُوَ مَوَى بَنِي

کہ ایک یہودی عورت نے جھنی ہوئی
بکری میں زہر ملا کر اس کو دیر کے طور
پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں پیش کی۔ آپ نے اس سے ایک
دستی لے لی۔ آپ نے اور آپ کے
صحابہ نے بھی کھایا۔ کھاتے ہوئے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے
فرمایا کہ اپنا ہاتھ روک لو، اس کو نہ کھاؤ
پھر اس یہودی عورت کو بلا کر آپ نے
فرمایا: کیا تو نے اس میں زہر ملا یا ہے۔
اس نے کہا آپ کو کس نے بتایا۔ تو
آپ نے فرمایا مجھ کو اس دستی نے بتایا
جو میرے ہاتھ میں ہے۔ عورت نے کہا
کہ ماں میں نے اس میں زہر ملا یا اس
خیال سے کہ اگر نبی ہوں گے تو زہر آپ
پر اثر نہ کرے گا اور اگر آپ نبی نہ ہونگے
تو یہیں نجات مل جائے گی۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو
معاف کر دیا اور سزا نہ دی۔ صحابہ میں
سے جنہوں نے بکری کو کھایا وہ فوت
ہو گئے (یعنی شہادت کی موت) اور
اس گوشت کے کھانے کے سبب آپ
نے مرندھوں کے درمیان سنگھیاں کھینچوائیں

بَيَاضَةً مِّنَ اللَّحْمِ -
ابو ہند نے سنگیاں کھینچیں جو بنی بایضہ کا
آزاد کرد و غلام تھا۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جس زہر آلود گوشت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لقمہ تناول فرمایا اسی میں سے صحابہ نے بھی لقمہ کھایا۔ اس زہر آلود گوشت کے کھانے سے صحابہ کرام وفات پا گئے۔ یعنی انہوں نے شہادت کی موت کا درجہ حاصل کیا اور پھر حضرت کا اس یودیہ کو کچھ بھی نہ کہنا۔ اور معاف فرمادینا۔

صحابہ کرام کی موت شہادت تقدیر الہیہ میں اسی طرح تھی اور ان کا اس زہر ہی کے ذریعہ وفات پانا ان کے لیے مزید ثواب تھا جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،
مَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كَيْتَبْنَا مُوْتَجِلًّا -
اور کوئی جان بے حکم خدا مر نہیں سکتی
سب کا وقت نیکہ رکھا ہے۔

اس آیت سے یہ معلوم ہو گیا کہ جس طرح اور جب کسی کی موت آتی ہے وہ اللہ کے حضور رکھا ہوا ہے۔ جس سے زیادتی اور کمی نہیں ہو سکتی۔ لہذا یہ اعتراض باطل ہے کہ وہ صحابہ شہید ہو گئے۔ جب ان کی موت شہادت اسی طرح آتی ہے آپ کیوں روکتے۔ قانون خداوندی میں جس طرح ہے وہ اسی طرح ہو کر رہنا تھا نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس زہر کے کھانے کے بعد کافی عرصہ بحکم ظاہری حیات رہے ہیں اور صحابہ شہید ہو گئے ہیں۔ تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ ان صحابہ کی موت اسی طرح اور اسی وقت آتی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تھا لیکن آپ نے اس کا اظہار نہیں فرمایا۔ اگر کسی بات کو جانتے ہوئے اس کا اظہار نہ کیا جانے تو وہ عدم علم کی وسیلہ نہیں ہو سکتی۔

چنانچہ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوت میں فرماتے ہیں:

پرسیدہ از من پروردگار من چیز ہے پس	حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ
نترانستم کہ جواب گویم پس نہادہ	شب معراج میں مجھ سے میرے
دست قدرت خود در میان دو شانہ	پروردگار عالم نے کچھ دریافت فرمایا
من بے تکشیف دے تھدیر پس یہ فترہ	میں جواب نہ دے سکا تو اُس نے

لے پ م . ع د ، من آل ط ا ن

بر آزاد رسینہ خود پس داد مرا علم
اولین و آخرین و تعلیم کرد انواع علم را
علمی بود کہ عمد گرفت از من کتمان آنرا
کہ با بچکس نگویم طاقت برداشت آن
نذار و جز من و علمی بود کہ بخیر گردانید مرا
در اظہار و کتمان آن و علمی بود کہ امر کرد
مرا تبلیغ آن بنخاص و عام از امت من
اپنا دست مبارک میرے دونوں شانوں
کے درمیان بے تکلیف و تحدید رکھا۔
(کیونکہ اللہ تعالیٰ جوارح سے منزہ و
پاک ہے پھر تحدید و تکلیف کیسی) پھر
میں نے اس کی سردی اپنے سینہ میں
پائی۔ پس مجھے علوم اولین و آخرین کے
عطا فرمانے اور چند علم اور تعلیم فرمانے
جن میں سے ایک علم وہ ہے جس کے
چھپانے کا منجھ سے عمد لیا گیا کہ میرے
سوا کسی میں برداشت کرنے کی طاقت
نہیں ہے۔ ایک علم وہ جس کا مجھے
اختیار دیا گیا اور ایک علم وہ جس کی
تبلیغ کا حکم فرمایا کہ میں اپنی امت کے
برخاص و عام کو پہنچا دوں۔

علامہ شیخ محقق علیہ الرحمۃ کی عبارت سے معلوم ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ
نے تمام اولین و آخرین کے علوم عطا فرمادینے کے علاوہ تین علوم یہ عطا فرمائے :
۱۔ ایک علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا عطا فرمایا گیا جس کو چھپانے کا حکم ہے اس پر
یہ آپ کے سوا کسی اور میں برداشت کی طاقت نہیں۔
۲۔ دوسرا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا عطا فرمایا گیا ہے جس میں آپ کو اختیار دیا گیا ہے
کہ چاہیں تو ظاہر فرمائیں اور چاہیں تو نہ ظاہر فرمائیں۔
۳۔ تیسرا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا عطا فرمایا گیا ہے کہ آپ امت کے ہر خاص

عام کو مطلع فرمادیں۔

ناظرین! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث جو علامہ شاہ عبدالحق علیہ الرحمۃ نے درج فرمائی ہے اگر منکرین اس پر ہی ایمان لے آئیں تو مجھے قری امیہ ہے کہ انشاء اللہ تمام مشکوک و شبہات کا ازالہ ہو جائے تمام چیزوں کا خزانہ ان تمام باتوں میں ہے۔
 تو معلوم یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تو ہے کہ اس میں زہر ہے لیکن آپ نے اس کا اظہار نہیں فرمایا اور نہ ہی یہاں پر اظہار کرنا تھا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اسی زہر سے بوقت رسالت شہادت کا درجہ ملنا تھا۔

چنانچہ حدیث شریف شہد ہے :

عَنْتَ مَا شَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْكَ فَرَمَاتِي هِيَ	نَبَأَ ذَلِكُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ
كَرَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى	صَرَائِعَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
مَرَضَ آخِرِي فِي فَرَمَاتِي كَرَمَاتِي	فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ
عَنْتَ أَجْرِي فِي خَيْرِي كَلَامَاتِي	يَا عَائِشَةُ مَا أَرَاكَ أَحَبُّ
لِي مِنْ زَهْرٍ أَوْ دُكْبَرِي كَاكُوشَتِي	أَلَّا أَقْدَمَ الَّذِي أَكَلْتُ
وَهُوَ وَقْتُ هِيَ كَأَسْلَمِي كَرَمَاتِي	بِخَيْرٍ وَهَذَا مَرَاتِي وَجَدْتُ
مِيرِي رُجْبَانِي كَالْبُجَانِي	أَنْقَطَعَ أَبْهَدِي مِنْ ذَلِكَ

لَسَمِ يَٰ

شیخ الحدیث حضرت علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعۃ اللمعات شہد
 مشکوٰۃ اسی حدیث کے ماتحت فرماتے ہیں :

اے عائشہ ہمیشہ بوم من یا فتم در طعائے راکہ خورم بوم بخیر گو سفند سے
 کہ زہر آلود کردند آن را اگرچہ تاثیر نہ کرد و بلاک برائے ظہور معجزہ دیکھ لے
 از دوسے باقی بود گاہ گاہ ظہور میکرد و ہذا ادق وجہ است انقطاع ابھری من ذالک

لے مشکوٰۃ شریف

اتم و این وقت یافتن من است بریدہ شدن رگ دل مرازان زہر و ابہر
 بہ فتح ہمزہ و سکون بارگ دل کذا فی الصحاح و در قاموس گفتہ پشت در گیت
 در پشت درگ گردن است و چون این متعلق است بدل بایں اعتبار آنرا
 رگ دل نیز گویند ظاہر حکمت الہی عز اسمہ اقتضائے آن کرد کہ اثر آن زہر
 را در وقت موت ظاہر گردانید از برائے حصول مرتبہ شہادت چنانکہ می گویند
 کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ باثر زہر مار مرد کہ غار ہجرت گزیہ بود

مندرجہ بالا اشعار ائمہ کی عبارت سے واضح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت زہر
 نے اثر اس لیے نہ کیا کہ آپ کو مرتبہ شہادت حاصل ہو۔ اُس زہر کے کھانے میں حکمت الہی بھی
 یہی تھی۔ اور اسی بے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غار ہجرت میں سانپ نے ڈسا تھا۔
 اس وقت تو آپ کو اُس زہر سانپ نے اثر نہ کیا لیکن بوقت دس سال حضرت ابو بکر صدیق
 نے فرمایا تھا کہ مجھے اب سانپ کا زہر تکلیف دے رہا ہے۔ یہ حکمت الہی تھی کہ آپ بھی
 مرتبہ شہادت حاصل کر لیں۔

تو یہ حکمت تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت اظہار نہ فرمایا اور نہ فرمایا تھا کیونکہ
 آپ کو مرتبہ شہادت ملنا تھا اور اُن صحابہ کی اسی وقت شہادت کی موت ہونی تھی۔
 نیز بخاری شریف میں ایک اور حدیث آتی ہے کہ فتح خیبر کے بعد کچھ یہودیوں نے ایک
 مجوسی بڑی بڑی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی جس میں زہر طایا ہوا تھا تو آپ نے ان
 تمام یہودیوں کو بلا کر فرمایا: تمہارے قبلہ و دادا کا نام کیا ہے تو انہوں نے کہا: فلاں فلاں۔ آپ
 نے فرمایا: قَالَ كَذَبْتُمْ بَلْ أَبُوكُمْ فَلَانٌ قَالُوا صَدَقْتَ۔ تم جو بولتے ہو تمہارے باپ
 دادا کا نام تو فلاں فلاں ہے تو یہودیوں نے کہا آپ سچ کہہ رہے ہیں۔ اس کے بعد
 آپ نے فرمایا: قَالَ هَلْ جَعَلْتُمْ فِي هَذِهِ الشَّاةِ سَمًّا۔ کیا تم نے اس بڑی میں زہر طایا ہے
 تو وہ بولے: نعم۔ ہاں ہم نے اس میں زہر طایا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہاں پر ان یہودیوں کے زہر لانے کا اظہار مقصود تھی اور
 جہاں یہودی عورت نے زہر طایا تھا وہاں اظہار کرنا مقصود نہ تھا کیونکہ اس میں حکمت تھی، جیسی تو
 لے اشعار ائمہ۔ ق۔ ج۔ ص۔ ۱۰۰۔ سطر ۱۰۔ مہر و مہنہ

آپ نے یہودیہ عورت کو باوجودیکہ صحابہ شہید ہوئے کچھ نہ کہا بلکہ فغفاھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معاف فرمادیا۔ ان دلائل سے قویہ ثابت ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم تھا کہ اس گوشت میں زہر ہے اور یہ بھی علم تھا کہ زہر بحکم الہی آپ پر اثر نہ کرے گا۔ اور یہ بھی علم تھا کہ جو سانحہ میرے ساتھ ہیں ان کو شہادت کی موت ملنی ہے۔ پھر ایسے اعتراضات وہی کر سکتے ہیں جو اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علم و حکمت سے ناواقف ہیں۔ الحمد للہ مخالفین کے اعتراض کا از روئے دلائل قویہ ازالہ ہو گیا۔

اب نہ قرآنی روشنی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بعض مقامات پر اظہار نہ فرمانے یا سکوت فرمانے کی وجہ ملاحظہ فرمائیے۔

قرآنی فیصلہ

بارگاہِ نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

میں بے فائدہ سوالات کی ممانعت

بعض لوگ حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بے فائدہ سوالات کیا کرتے تھے یہ خاطر مبارک پر گراں ہوتا تھا۔

تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی یہ آیت شریفہ نازل فرمائی :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا
عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبَدِّلَ لَكُمْ
تَسْأَلُكُمْ عَلَيْ

اے ایمان والو! ایسی باتیں نہ پوچھو
جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بُری لگیں

سلام ملا، الہ بن صاحب تفسیر ترازن اسی آیت کے ضمن میں فرماتے ہیں
عن ابن عباس قال کان قسوم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

لے پ ۷۰ ع ۰۳ س المائدہ

يَا لَوْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَهْزَأَ فَيَقُولُ
الرَّجُلُ مِنْ أَجْلِ وَيَقُولُ الرَّجُلُ
تَضِلُّ نَاقَةُ إِبْنِ نَاقَتِي . ۱۰

مردی ہے کہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
سے بطور تمسخر قسم قسم کے سوال کیا کرتے
تھے۔ کوئی شخص کہتا میرا باپ کون ہے؟
اور کوئی شخص کہتا میری اونٹنی گم ہو گئی
ہے وہ کہاں پر ہے۔

ایک حدیث بخاری شریف کتاب الاعتصام بالكتاب والسنة میں اسی آیت لا تسئلوا
کے تحت ہے،

ان النبي صلى الله عليه وسلم
خرج حين نراغت الشمس فصلى
الصهر فما سلم قام على المنبر
فذكر الساعة ذكران بين يديها
امورا عظما ما ثم قال من
احب ان يسال عن شيء
فليسأل منه فوالله لا تسئلوني
عن شيء الا اخبرتكم به ما دمت
في مقامى هذا قال انس
فاكثر الناس البكا دعوا اكثر
رسول الله صلى الله عليه
وسلم ان يقول سلوني فقال
انس فتام اليه رجل فقال
اليه رجل فقال اين مدخلى

تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے
جب کہ سورج اُٹھ چکا تھا۔ پس آپ
نے نمازِ ظہر پڑھ کر سلام پھیرا۔ آپ منبر پر
تشریف فرما ہوئے۔ پس قیامت کا ذکر
فرمایا کہ اس سے پہلے بڑے بڑے
واقعات ہیں۔ یہ فرمایا جو شخص جو بات
پوچھنا چاہے پوچھ لے۔ خدا کی قسم جب
میں اس مقام پر کھڑا ہوں یعنی منبر
پر، تم کوئی بات نہ پوچھو گے۔ مگر یہ کہ میں
تم کو اس کی خبر دوں گا۔ حضرت انس
کہتے ہیں کہ آپ کا یہ ارشاد سن کر
اکثر لوگوں نے رونا شروع کر دیا اور
بار بار آپ نے فرمایا کہ پوچھ لو مجھ سے
جو چاہتے ہو۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ

یا رسول اللہ قال النار فتاہ۔
 عبد اللہ ابن حذافہ فقال من
 ابی یا رسول اللہ قال ابوک
 حذافہ قال ثم اکثر ان يقول
 سلونی سلونی یہ
 ایک شخص آگے بڑھا اور کہنے لگا یا رسول اللہ
 مجھے بتائیے کہ میرا ٹھکانا کہاں پر ہے۔
 آپ نے فرمایا تیرا ٹھکانا جہنم ہے پس
 عبد اللہ بن حذافہ نے کھڑے ہو کر پوچھا
 میرا باپ کون ہے۔ آپ نے فرمایا:
 حذافہ۔ پھر بار بار آپ سے فرمایا: مجھ
 سے پوچھو۔ مجھ سے پوچھو۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جہنمی یا جنتی ہونا یہ علوم خمسہ میں سے ہے کہ سید ہے یا
 شقی ہے اسی طرح کہ کون کس کا بیٹا ہے یہ ایسی بات ہے کہ سوائے اس کی ماں کے اور کوئی
 نہیں جان سکتا۔ لیکن سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی علم ہے کہ کون جنتی اور جہنمی ہے۔ اور یہ بھی
 علم ہے کہ عبد اللہ نے دریافت کیا کہ میرا باپ کون ہے آپ نے اس کے اصل باپ کا نام حذافہ
 بتا دیا جس کے نطفہ سے وہ تھا باوجودیکہ اس کی ماں کا شوہر اور تھا جس کا یہ شخص بیٹا کہلاتا تھا۔
 یاد رہے کہ آیہ لا تہ سئلوا عن اشیاء کے تحت تفاسیر و احادیث میں مختلف اقوال آنے
 ہیں جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے لیکن اسی آیت کے تحت ایک قول یہ بھی ہے جو خازن و بحارِ ری و
 مسلم شریف میں مذکورہ واقعہ کے ساتھ ہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں حج فرض ہونے کا
 بیان فرمایا۔ اس پر ایک شخص نے کہا کیا ہر سال حج فرض ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا
 سائل نے سوال کا تکرار کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

زردنی ما ترککم و لو قلت نعم
 لوجبت ولما استطعتم۔
 کہ جو چیز میں بیان کروں اس کے درپے
 نہ ہوا کرو اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال
 حج کرنا فرض ہو جاتا اور تم نہ کر سکتے۔

یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ احکام حضور کو مغضی ہیں جو نسخہ فرض فرمادیں وہ فرض ہو جانے نہ فرمائیں

نہ ہو۔

بہر حال ہمارا مدعا ہر صورت ثابت ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی معاملہ میں مصیبت یا حکمت کی بنا پر جانتے ہوئے اس کا اظہار نہ فرمائیں۔ یعنی سکوت فرمائیں تو اس کے یہ معنی نہیں کہ آپ کو علم نہیں بلکہ یہ آپ کے علم ہی کی بہت بڑی دلیل ہے۔

اس لیے جو لوگ سرکار رسالت، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سکوت یا آپ کے اظہار نہ فرمانے سے عدم علم کی دلیل بناتے ہیں۔ یہ ان کی انتہا درجہ کی عداوت الرسول کا نمونہ ہے۔

مسئلہ دریافت اور

امت کو مفید ہدایات

شعبہ : علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے انکاری یہ بھی کہتے ہیں کہ بخاری شریف میں سے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے باپ کے تہنہ کے باب میں گیا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ نے فرمایا کون ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں۔ تو آپ نے فرمایا، میں تو میں ہی ہوں۔ گویا یہ کلمہ آپ کو ناگوار گزرا۔ لہذا اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم غیب دان ہوتے تو کیوں دریافت کرتے کہ تم کون ہو۔ آپ کو خود ہی معلوم ہو جاتا۔

جواب : مخالفین کو جب کوئی راہ نہیں ملتی تو وہ تنگ آکر ایسے اعتراضات کرنے کی کوشش کرتے ہیں جن کے باوجود بھی یہ اپنے مقصد کو حاصل کرنے سے عاجز ہی رہتے ہیں۔

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ من ذا کون ہے تو اس سے عدم علم ہونا کیسے ثابت ہوتا ہے باوجودیکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم ہے کہ دروازہ کے باہر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کھڑے ہیں تو پھر آپ کا یہ فرمانا کہ میں کہنے والے (میں) تو میں بھی ہوں۔ یہ کمال علم و حکمت کی شان ہے کہ آئندہ امت کے لیے ایک عظیم بہتری کا سبق ہے۔ لیکن ان ظالموں کو کیا معلوم کہ آپ کے من ذا فرمانے میں کیا حکمت ہے۔

اگر مخالفین یہاں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دریافت فرمانے پر عدم علم ہونا مردود دیتے ہیں تو مجھے خطہ ہے کہ وہ کہیں یہ بھی نہ کہہ سکیں کہ خدا تعالیٰ کو بھی علم نہیں۔ اس لیے کہ

حدیث شریف میں آتا ہے :

مَا يَقُولُ عِبَادِي قَالَ يَقُولُونَ
يُسَبِّحُونَكَ وَيُكَبِّرُونَكَ وَيُحَمِّدُونَكَ
وَيُتَجَدِّدُونَكَ قَالَ فَيَقُولُ هَلْ
مَرَوْنِي قَالَ فَيَقُولُونَ لَا وَاللَّهِ
مَا رَأَوْكَ يَلَهُ

اللہ تعالیٰ فرشتوں سے دریافت فرماتا ہے
کہ میرے بندے کیا کر رہے ہیں۔ فرشتے
کہتے ہیں تیری تسبیح و تحمید و بزرگی کا
ذکر کر رہے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں
سے پوچھتا ہے کیا انہوں نے مجھے دیکھا
ہے۔ فرشتے کہتے ہیں قسم ہے تیری انہوں
نے تجھ کو نہیں دیکھا۔

مخالفین کے اصول کے مطابق ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو بھی (معاذ اللہ) علم نہیں ہے۔ کیونکہ اگر
اس کو علم ہوتا تو فرشتوں سے کیوں دریافت کرتا کہ میرے بندے کیا کر رہے ہیں۔
اس لیے ہر جگہ سوال کی علت بے علمی نہیں ہوتی۔ مگر جو حکمتیں نہ سمجھتے ہوں اور کلام کی مراد سے
ناواقف ہوں۔ وہ ایسے ہی وہی شے بیان کر سکتے ہیں۔

ورنہ کسی مسلمان کو تو ہمت ہو ہی نہیں سکتی لیکن افسوس ہے کہ ان حضرات سے قبل آج تک
کسی نے ایسے سوالات کو عدم علم کی دلیل نہ سمجھا۔ مگر عجیب الفہم ہیں کہ عجیب عجیب ایجادیں کرتے
ہیں۔ یہاں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دریافت فرمانے میں جو حکمت ہے ایمان والوں کی آنکھیں
اس سے بند نہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب تعلیم فرمانا مقصود
تھا کہ تم کسی کے مکان پر جاؤ اور وہ دریافت کرے کہ تم کون ہو (میں) نہ کہہ دیا کرو بلکہ نام
بتلایا کرو۔ اور ایک لفظ میں کہہ دینا جس سے تمیز نہ ہو سکے کہ کون صاحب ہیں ناپسند ہے۔
یہ تو تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم جو قیامت تک کے مسلمانوں کے لیے بہتر تھی۔ یہ کہیں یہ
لوگ ابھی تک اسی چنڈ میں مارے مارے پھر رہے ہیں کہ حضرت کو یہ علم نہ تھا کہ دروازہ پر
کون ہے۔ استغفر اللہ۔

آئندہ سوچ کر زبان کو کھولے ورنہ بند ہی رکھنا بہتر ہے۔

حدیث الحسن الحجۃ اور

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

شُبہ و مخالفین یہ کہا کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرے کے دروازے پر جھگڑے کو سنا۔ آپ نے باہر تشریف لاکر فرمایا سوائے اس کے نہیں کہ میں آدمی ہوں۔ میرے پاس جھگڑنے والے آتے ہیں۔ شاید بعض تمہارا بعض سے خوش بیان ہو۔ اس کی خوش بیان سے میں اس کو سچا جانوں اور اس کے حق میں فیصلہ کروں پس جس کو میں حق مسلمان کا دلائل و دلائل سمجھ کر جہنم کا ایک ٹکڑا دلاتا ہوں۔ اس حدیث بخاری سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غیب دان نہ تھے اگر غیب جانتے تو خلاف فیصلہ کا آپ کو کیوں خوف ہوتا۔

جواب : اب شکرین کی حالت اس درجہ تک پہنچ چکی ہے کہ وہ محض زبان درازی پر اتر آئے ہیں استغفر اللہ۔ کیا کسی مسلمان کا ایمان اس کو اس بات کی اجازت دے سکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم معاذ اللہ کسی کا حق کسی دوسرے کو دلا دیں یا آپ کو ذرا اس کا خطرہ ہو۔ العیاذ باللہ مگر کسی بے ادب و گستاخ کو۔

اس حدیث میں ایک حرف بھی ایسا نہیں جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم حجت اشیاء کے انکار میں ذرا بھی مدد دے۔ اسالیب معرفت کے کلام سے تو یہ حضرات بالکل پاک ہیں۔ اس کا تو ان پر کسی طرح الزام نہیں آسکتا۔ ان ضعیف النہم لوگوں نے اس حدیث سے کیا سمجھا کہ یہ صلی اللہ علیہ وسلم کو امور غیب کا علم قییم نہیں بڑا یہ پھر فہم قابل تحسین و آفرین ہے۔

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود اس تمام کلام سے تہدید ہے کہ لوگ ایسا نہ کریں کہ دوسروں کا مال لینے کے لیے زبانی تو نہیں حشر پہ کریں۔

چنانچہ حدیث شریف کے الفاظ ملاحظہ فرمائیے:

فَإِنْ قَضَيْتُمْ لِأَحَدٍ مِّنْكُمْ
بِشَيْءٍ مِّنْ حَقِّ أَخِيهِ فَإِنَّمَا
يَعْنِي أَرَبِينَ تَمَّ سَعَى كُفْرًا
كِيْز دِلَاؤُونَ تَوَدَّه اس کے لیے

اَقْطَعْ لَهُ قِطْعَةً مِّنَ
النَّارِ لِي
ہنگ کا ٹکڑا ہے۔ یعنی تم کسی کا حق لینے
کی کوشش ہی نہ کرو۔

یہاں پر تو انکارِ علم غیب کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مراد تو یہ ہے کہ تم جو باتیں بناؤ تو اس سے
حاصل کیا۔ بفرض محال اگر میں تمہاری تیز زبانی اور شیریں بیانی سن کر دوسرے کا حق دلا دوں تو بھی
فائدہ کیا۔ وہ تمہارے کام کا نہیں بلکہ تمہارے لیے دوزخ کی ہنگ کا ٹکڑا ہے تو تم دوسرے کا حق
لینے کی کوشش نہ کرو۔

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی کا حق (معاذ اللہ) کسی دوسرے کو دلا دیتے تو بھی کچھ جانے غدر
ہوتی کہ کچھ شبہ کا موقع ہے کہ حضرت نے کسی کا حق تھا کسی کو دلا دیا۔ مگر یہاں شبہ کو کچھ بھی علاقہ نہیں
کہ آپ نے ایک کا حق دوسرے کو دلا دیا۔

بکرم لفظ فرمائے وہ بھی تفسیرِ شرطیہ جو صدق مقدم کو مقتضی نہیں۔ ایک فرض محال ہے۔ یعنی
ایک ناممکن بات کو محض تہدید کی غرض سے فرض کر لیا ہے۔ اگر بالفرض ایسا ہو تو بھی تمہیں کچھ
فائدہ نہیں۔ لیکن وہاں یہ دیوبند یہ خذلہم اللہ ہوش کی دوا کیجیے اور علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
کی دشمنی کی بنا پر اپنا اجتہاد صرف نہ کیجیے ورنہ ایسا ہی شرطیہ قرآن کریم میں بھی وارد ہے۔
آیت شریفہ ملاحظہ فرمائیے:

قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَنِ وَلَدٌ
فَأَنَا أَوَّلُ الْعَابِدِينَ
فما دیکھے اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کہ اگر رحمن کے ہاں بچہ ہوتا تو
سب سے پہلے میں عبادت کرتا۔

آیت کو دیکھ کر اب اس اجتہاد کی بنا پر یہ نہ کہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کے
بیٹا ہونے کا بھی خطرہ تھا۔ (معاذ اللہ)
شرح مشارق میں یوں درج ہے:

لے ترجمہ: ابوالخاری شریف

ن پ ۵۰۶ ۵۰۱۲ س نزہت

وان قوله عليه السلام فمن قضيت له بحق مسلم الخ
شرطية وهي لا تقتضي صدق المقدم فيكو و من باب فرض
المحال نظر الى عدم جواز قراره على الخطاء بجواز ذلك اذا
تعلق به فرض كما في قوله تعالى فان كان للرجل ولد فانا اول العابدين
والفرض فيما نحن فيه التهديد والتفريع على السن والاقدام على
تلحين ابجح في اخذ اموال الناس

شرح مشارق کی عبارت سے واضح ہو گیا ہے کہ یہ شرطیہ ہے اور شرطیات مقدم صدق کو مستلزم
نہیں ہوتے بلکہ فرض محال تک بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ اس آیت میں ایک محال فرض کیا گیا ہے۔
اور منکرین اپنے مدائے باطل پر سناٹا ناچا رہتے ہیں۔ مقدم میں فرض محال ہے یا نا ممکن ہے کہ
سرور اکرم رسول محترم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیصلہ سے کسی کا حق کسی دوسرے کو پہنچ جائے
اس لیے مسلمان کبھی ایسی باتیں نہیں کریں گے کیونکہ ان کے دلوں میں رسول خدا علیہ النجیۃ والثناء کا
دب و احترام موجود ہے۔

مسلمان یہ تو خوب جانتے ہیں کہ،

لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجہروا له بالمقول
کجہر بعضکم لبعض ان تعبط اعمالکم وانتم لا تشعرون۔
مقام رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دل ادب و احترام سے بھرپور ہونا چاہیے۔
ورنہ ان تعبط اعمالکم (تمام اعمال ضائع ہو جائیں گے) اور اس کا پتہ بھی نہ چل سکے گا۔
اس لیے اگر کچھ احساس ہو تو آئینہ ایسی بد زبانی سے باز رہیے اور علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
وآلہٖ وسلم کا انکار نہ کیجیے۔

شرح مشارق

نورہ نجات، پ ۱۰۰، ع ۱۳

قلادہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا

اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

شبہ : مخالف صاحبان یہ بھی کہتے ہیں کہ سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تھیں اُن کا ہار گم ہو گیا۔ حضرت وہاں پر ٹھہر گئے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے ہار ڈھونڈا۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم ہوتا تو کیوں نہ بتا دیتے۔

جواب : مخالفین کے دلائل کا دار و مدار باطل و غلط قیاسوں پر رہ گیا ہے کسی آیت و حدیث سے واپنا دعویٰ کسی طرح ثابت نہیں کر سکتے تو مجبوری و ناچاری اپنی غلط راؤں کو بجائے دلیل کے پیش کر دیتے ہیں۔ نہ معلوم انہوں نے اپنی رائے کو دلائل شریعہ میں سے کون سی دلیل قرار دے رکھا ہے۔ دینی مسائل اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف زید و عمر اور ہر ماؤشا کے منتشر خیالات بد موقوف نہیں ہیں۔ جب آیات و احادیث اور کتب معتبری سے سنیہ مانہ علیہ الصلوٰۃ کا عالم جمیع اشیاء ہونا ثابت ہے تو پھر مخالفین کے یہ باطل و ہم کس شمار و فقار میں ہیں۔ اپنے خیالات و ایسے کو آیات و احادیث کے مقابلہ میں اُن کا رد کرنے کے لیے پیش کرنا ان حضرات ہی کی جرات ہے۔

اب اس سوال کا دار و مدار صرف اس بات پر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ بتایا کہ وہاں پر ہار موجود ہے۔ بھلا یہ تو بتلائیے کہ اس کے لیے کوئی دلیل بھی ہے یا کسی کتاب کی کوئی عبارت ہے۔ ہرگز نہیں۔

مگر یہاں پر اس کی ضرورت ہی نہیں۔ صرف جہات منہ میں آئی کہ وہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جس فضیلت کا چاہا محض بزور زبان انکار کر دیا۔

چنانچہ حدیث بخاری و مسلم شریف کے الفاظ ملاحظہ فرمائیے :

فَقَعَّتْ رَأْسُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا فَوَجَدَهَا لَهُ

لہ بخاری شریف

اور اسی حدیث کی شرح امام نووی فرماتے ہیں،

يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ فَاعِلٌ وَجَدَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود اس کے واجد ہیں۔ وہ بار خود آپ نے پایا۔ پھر نہ بتلایا کہ کیا معنی۔ اور اگر فرض کر لیجئے کہ نہ بتایا تو نہ بتانا کسی عالم کا نہ جاننے کو کب مستلزم ہے یہ کہاں کی منطقی ہے۔

اگر مخاضین ہی کہیں کہ حضرت نے نہ بتایا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ معاذ اللہ ان کو علم نہ تھا تو خدا خیر کے کہیں اس قیاس سے یہ بھی نہ کہیں کہ اللہ تعالیٰ کو بھی علم نہیں تھا کیوں کہ کفار نے وقت قیامت کا بہتر سوال کیا اور آیاتِ یوم القیامہ کا مگر اللہ تعالیٰ نے یہ نہ بتایا۔ معلوم ہوتا تو کیوں نہ بتاتا۔ معاذ اللہ۔

نہ بتانا کسی حکمت سے ہوتا ہے نہ کہ اس کے لیے عدم علم ضروری ہے۔ اس نے بتانے میں جو حکمتیں ہیں وہ ان کو کیا معلوم۔ آئیے ذرا آنکھ واہوں سے پوچھیے۔

شیخ المشائخ قاضی القضاة اوجہ الحفاظ والرواة شہاب الدین ابوالفضل ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں،

وَأَسْتَدَلُّ بِذَلِكَ عَلَى جَوَابِ
الذَّاقِمَةِ فِي الْمَكَانِ الَّذِي
لَا حَادِيَهَا لَمْ
یعنی اس اقامت سے فائدہ دینا حاصل
ہوا کہ جس جگہ پانی نہ ہو وہاں ٹھہرنے
کا جواز معلوم ہوا۔

دیکھا آپ نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جلدی ہار نہ بتانے میں کیا حکمت تھی۔ اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم فوراً ہی بتا دیتے تو یہ مسائل کیونکر معلوم ہو سکتے تھے جس جگہ پانی نہ ہو وہاں ٹھہرنے کا جواز۔

دوسرے سند معلوم ہوا کہ :

وَفِيهِ إِغْتِنَاءُ الْإِمَامِ لِحِفْظِ
اور یہ بھی معلوم ہے کہ امام گو سفر

۔ فتح الباری ج ۱ ص ۱۰۱

حَقُّوْكَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاسْنُ
میں ہو مگر اس کو مسلمانوں کے
حفظ و حقوق کا خیال کرنا چاہیے۔

اس واقعہ سے علمائے یہ بھی مسئلہ معلوم کر لیا کہ امام اگر سفر میں ہو تو اس کو مسلمانوں کے
حفظ و حقوق کا پورا خیال رکھنا چاہیے۔

وَلِيَحْقُ بِنَحْصِلِ الْمَتَاعِ
الْاِقَامَةِ لِلْحَقُوْقِ الْمُنْطَقَةِ
وَدَفْنِ الْمَيِّتِ وَنَحْوِ ذَلِكَ
مِنْ مَصَالِحِ الرِّعْيَةِ

کہ دفن میت کے لیے اور اس کی
مثل رعیت کی ضرورتوں اور مصلحتوں
کے لحاظ سے امام کو قیام کرنا چاہیے۔
یہ بھی مسئلہ حاصل ہو گیا کہ امام کو دفن میت اور اس کی مثل رعیت کی ضرورتوں اور مصلحتوں کے لحاظ سے امام کو
قیام کرنا چاہیے۔

چوتھا مسئلہ یہ بھی معلوم ہے:

وَفِيهِ اِشَارَةٌ اِلَى تَرْكِ اِضَاعَةِ
الْمَالِ

اور یہ بھی حاصل ہوا کہ مال کو ضائع
نہیں کرنا چاہیے۔
دیکھا آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بارگم جو بچانے سے جو اقامت فرمائی وہ کتنی عظیم
مصلحتوں اور حکمتوں پر مبنی ہے۔

اسے بصیرت کے اندھو! ذرا آنکھوں سے پردہ کھول کر ذرا غور کرو۔
اور ایک مزے کی بات معلوم ہوئی کہ اس اقامت کی وجہ سے پانی نہ ملا اور صحابہ کرام
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو نماز کی فکر ہوئی کہ کہاں سے وضو کیا جائے گا، کس طرح
وضو کیا جائے گا۔ تو وہ بے چین ہوئے، لامحالہ ان کو سوال کرنا پڑا تو حضرت سیدنا ابو بکر
صدیق رضی اللہ عنہ سے۔ وال کیا اور حضور اقدس رحمت دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو
ایسے ضروری سوال کے لیے بھی بیدار کرنے کی کسی کو جرأت نہ ہوئی اور کسی نے گوارا نہ کیا۔
اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب سے بیدار کرنے کا کسی کو حق نہیں۔

لے فتح اباری لے ایضاً

یہی الفاظ فتح الباری میں یوں درج ہیں:

انما اشکو الی ابی بکر لکون النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان
نائماً وکانوا لا یوقظونہ۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی فکر میں تھے کہ نماز کس طرح
پڑھیں گے تو حضرت صدیقہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی کونہ میں (یعنی کمر میں) انگلیاں ماریں۔ یہ
غیر ایسی ہے کہ انسان بے اختیار اچھل پڑتا ہے مگر سرور دو جہاں آقاؐ دو عالم علیہ الصلوٰۃ و
السلام ان کے زانو پر آرام فرما رہے تھے۔ اس وجہ سے انھیں جنبش نہ ہونے پائی۔ اس سے یہ
بھی معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب اس درجہ کا ہونا چاہیے کہ ایسی طبعی حرکات بھی
نہ ہونے پائیں جن سے خواب ناز میں فرق آنے کا اندیشہ ہو۔

فیہ استحباب الصبر لمن خالہ ما یوجب الحركۃ و یحصل
بد تشویش النائم

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی اس آیت شریفہ کو نازل فرما کر تمام مسلمانوں کے لیے ایک
بیشہ کے لیے آسانی فرمادی۔

فَلَمْ تَجِدْ وَاِمَاءً فَنَسِمُوا اصْعِدًا
طِيبًا فَاَمْسَحُوا بِوُجُوْهِكُمْ
وَ اَيَّدِيْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوًّا
غَفُوْرًا رَّحِيْمًا
پس پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرو۔
تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کرو۔
بے شک اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا
اور بخشنے والا ہے۔

چنانچہ صاحب تفسیر خازن اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں اور بخاری شریف میں بھی یوں ہی
درج ہے:

قال اسید بن حضیر فواللہ
ما نزل بک من امر تکرہینہ
کہا حضرت اسید بن حضیر نے خدا کی قسم
اسے صدیقہ آپ پر کوئی امر پیش آتا ہے

لہ فتح الباری ج ۵، ع ۴، ص النساء

الاجعل اللہ ذلک لک و
للمسلمین فیہ خیراً۔

اور آپ پر گراں گزرتا ہے تو اللہ تعالیٰ
اس میں آپ کے اور مسلمانوں کے لیے
بہتری فرماتا ہے۔

ابن ابی ملیکہ کی روایت میں ہے کہ خود جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
ماکان اعظم برکۃً قلاً رتک۔

اے عائشہ! تمہارے بار کی کیسی
عظیم الشان برکت ہے۔ قیامت تک
کے مسلمان ان کے صدقہ میں سفر اور
بیماری اور مجبوری کی حالتوں میں تیم سے
لمارت حاصل کرتے رہیں گے۔

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خود حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے تین مرتبہ
یوں فرمایا:

یا عائشۃ انتک لبئارکۃ۔

اے عائشہ! تم یقیناً بے شک بڑی
برکت والی ہو۔

ناظرین با انصاف توجہ فرمائیں کہ حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے
بارگم جانے اور حضرت کے وہاں پر اقامت فرمانے میں اللہ و رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتنی
عظیم حکمتیں تھیں جو قیامت تک کے مسلمانوں کے لیے شعلِ راہ اور مجبوری و تکلیف کے وقت مدد
کرتی ہیں۔

اگر یہ بار آپ جلدی بتلا دیتے تو اقامت نہ فرماتے تو بلائیے قیامت تک کے مسلمانوں کو
یہ سادت نصیب ہو سکتی تھی برگز نہیں۔ ویعلمہم الکتاب والاحکامۃ۔

اہل ایمان کو خوب نظر آچکا ہے کہ حضرت سیدہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بار کی وجہ
سے شکر اسلام کو اقامت کرنا پڑے اور پانی نہ ملے تو ان کی برکت سے اللہ تبارک و تعالیٰ
تیمم کو جائز فرمانے اور مٹی کو مطہر کر دے۔

لیکن جہاں آنکھیں بند ہوں اور بصیرت کا نور جاتا رہا ہو وہاں سوانے اس کے کچے

نہ معلوم ہو کہ حضرت کو معاذ اللہ علم نہ تھا۔ استغفر اللہ۔

۵

چشم بد اندیش کہ برکنہ باد
عیب نماید ہنزش در نظر

تو خلاصہ یہ بڑا کہ حضرت کو سیدہ کے بار کا علم تھا لیکن حکمت مذکورہ کی بنا پر اسی وقت ذکر نہ فرمایا۔

مخالفین کا یہ قیاس فاسد باطل محض اور سراپا خو ہے اور ان کے مدعا نے باطل کو اس سے کوئی تائید نہیں پہنچ سکتی۔

پہچان نیک و بد اور

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

تشبیہ : شاتمان رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ بھی کہنا ہے کہ قیامت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعض لوگوں کو حوض کوثر کی طرف بلائیں گے۔ ملائکہ عرض کریں گے :

انک لا تلدی ما احد ثوا بے شک آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں

بعدک۔ نے آپ کے بعد کیا کیا ہے۔

ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم نہیں کہ میرے بعد لوگوں نے کیا کیا۔ یہ حدیث تفسیری شریف میں ہے۔

جواب : ناظرین مخالفین کی جہالت کا اندازہ کریں کہ خود ہی تو یہ کہہ رہے ہیں کہ حضرت کو یہ معلوم نہیں کہ لوگوں نے آپ کے بعد کیا کیا۔ اور ساتھ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ حدیث میں یہ بات موجود ہے۔

اب میں پوچھتا ہوں کہ یہ حدیث کیا تمہاری اپنی ایجاد کی ہوئی ہے یا کہ ارشاد مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اگر یہ کہو کہ یہ حدیث ہم نے ایجاد کی ہے تو پھر کیا ٹھکانہ۔ اور اگر یہ کہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود قیامت کے اس واقعہ کا اظہار فرمایا ہے تو پھر یہ آپ کے

علم غیب کی بہت بڑی دلیل ہے۔ ع

خدا جب دین لیتا ہے تو ضلالت آہی جاتی ہے

ایک وہی حدیث جو مخالف صاحبان پیش کرتے ہیں اس کو ملاحظہ فرمائیے :

عن سهل بن سعد قال قال
رسول الله صلى الله عليه
وسلم اني فرطكم على الحوض من
متر على شرب ومن شرب لم
يظلم ابدًا ليردن على اقوام
اعرفهم ويعرفونني ثم يمال بيني
وبينهم فاقول انهم مني فيقال
انك لا تدري ما احدثوا بعدك
فاقول سحقاً لمن غير بعدى
سہل بن سعد سے مروی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں
حوض کوثر پر تمہارا میرا سامان ہوں گد جو
شخص میرے پاس سے گزرے گا پانی
پئے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ ابتر میرے
پاس بہت سی قومیں آئیں گی۔ میں ان
کو پہچانوں گا اور وہ مجھے پہچانیں گی
پھر میرے اور ان کے درمیان کوئی چیز
حائل کر دی جائے گی۔ میں کہوں گا
یہ لوگ تو میرے ہیں۔ اس کا جواب
میں گے گا کہ آپ کو نہیں معلوم انہوں نے
آپ کے بعد کیا کیا۔ میں کہوں گا وہ
لوگ دور ہوں مجھ سے جنہوں نے میرے
دین میں نئی تبدیلی کی۔

غور فرمائیے کہ جب فرما عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں خود ہی یہ خبر دے رہے ہیں کہ
میرے پاس بہت سی قومیں آئیں گی میں ان کو پہچانوں گا اور وہ مجھے پہچانیں گے اور میرے
اور ان کے درمیان پردہ حائل ہوگا۔ میں کہوں گا میرے ہیں۔ ملائکہ کہیں گے آپ جانتے ہیں۔
انہوں نے کیا کیا اور پھر میں کہوں گا دور ہوں۔

اس سے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہونا صاف ظاہر ہے کہ واقعہ تو قیامت کو
پیش آنے کا اور خود نبی ہی دے رہے ہیں۔ کیا آپ نے بغیر علم کے یہ خبر دے دی۔
لے بھاری

انسان کے لیے یہ سمجھنا کچھ دشوار نہیں کہ علم نہ ہوتا تو خود ہی اس واقعہ کی خبر دینا ناممکن تھا پھر دنیا ہی میں معلوم ہونا اور اس واقعہ کا نظر انور سے گزر جانا ہے۔

چنانچہ بخاری شریف کی حدیث میں بھی مروی ہے :

بينا انا نائم فاذا امرأة حسي
اذا عرقهم خرج من رجل من
بيني وبينهم فقال هم فعلت اين
قال الى النار والله قلت وما
شانهم قال انهم ارتدوا بعدك
على ادبارهم القهقري .

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ
اسی اثناء میں کہ میں خواب میں تھا اچانک
ایک جماعت گزری حتیٰ کہ جب میں نے
ان کو پہچانا تو ایک شخص نے میرے اور
ان کے درمیان سے غل کر کھا آؤ۔ میں
نے کہا کہاں۔ اس نے عرض کی بخدا
موزخ کی طرف۔ میں نے کہا اُن کا کیا
حال ہے۔ اس نے عرض کیا کہ یہ آپ
کے بعد اٹلے پاؤں پیچھے پلٹ گئے۔

اب تو یہ بھی حدیث شریف کی روشنی سے معلوم ہو گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُن لوگوں کو دنیا میں پہچانتے اور ان کا مال جانتے تھے۔ عجیب بات ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی جو واقعہ غیب کا ہے اس کی پہلے ہی خبر دیں تو دشمن اللہ و رسول اسی حدیث سے عہم علم مراد لے۔ استغفر اللہ۔

اب رہا یہ کہ ملائکہ کا یہ کہنا انک لا تدري کہ آپ نہیں جانتے۔ ہمزہ استغنام ہے یعنی آپ جانتے ہیں اور اگر یہ کہو کہ ان حرف تحقیق ہے اور جہاں حرف تحقیق موجود ہو وہاں تو استغنام آ نہیں سکتا تو پھر استاد بھی جاہل اور شاگرد بھی جاہل۔ قرآن میں ہی حرف تحقیق اور استغنام کا جہنا ملاحظہ کیجیے :

قُمْ اَدِّنْ مُؤَذِّنْ اَيْتَمَّ الْعِيْرُ
انکہ لسا رقون ليه

پھر معن نے اعلان کیا کہ اے
ادنٹ والو کیا تم چور ہو۔

اس مقام پر ان حرف تحقیق بھی موجود ہے۔ اور استغنام بھی ہے۔ جس نے مسنی :-

لے پ ۱۲۔ سر دیست۔ ۲۵

ہوتے ہیں کہ استغنام سے اقرار کو پختہ کرنے کے لیے ان حرف تحقیق لایا جاتا ہے جیسا کہ تفاسیر سے ظاہر ہے۔ ذلک العدا علی سبیل الاستغنام۔

دوسرے مقام پر قالوا انک لانت یوسف بھائیوں نے کہا کہ تو یوسف ہے ! یہ استغنام پر اسے ثبوت اقرار کو بحرف تحقیق اور ہمزہ استغنام بھی صاف طور پر داخل ہے۔ تو ثابت ہوا کہ انک لانتی ما حدثوا بعدک کا مطلب بھی یہی ہے۔ جس میں استغنام انکاری ہے کہ کیا آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا۔ یعنی آپ جانتے ہیں۔ پھر ملائکہ جو آپ کے خادم ہیں ان کی کیا جرات کہ رسالتاً صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے علم ہونے کا اقرار کریں اور آپ کو ان سے بے علم جانیں۔ اور پھر حوالات ابھی ملائکہ کے بھی علم میں نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل از وقت یہ فرما دیا کہ ملائکہ انہوں کو کہیں گے۔

اب ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیے جو صحیح مسلم و ابن ماجہ میں موجود ہے کہ :

عُرِضَتْ عَلَیَّ اُمَّتِیْ بِاَعْمَالِہَا
حَسَنَہَا وَاقْبَحِہَا ۚ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
مجھ پر میری اُمت مع اپنے نیک و بد
اعمال کے پیش کی گئی ہے۔

تو معلوم ہوا کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر اُمت کے تمام نیک و بد صغیر و کبیر اعمال پیش کیے گئے اور پیش ہوتے ہیں۔ پھر کس طرح آپ ان لوگوں کے اعمال سے واقف نہیں۔ دوسری حدیث بخاری و مسلم شریف میں ہے :

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ
اُمَّتِیْ یُدْعَوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ
غَرًّا مُّعْجِلِیْنَ مِنْ اَثَارِ الْوُضُوْءِ
ضَمَّیْنِ اسْتَطْعَمَ مِنْکُمْ اَنْتَ
حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت
روزِ قیامت غر و مجل یعنی اس شان سے
بلائی جائے گی کہ ان کا سر اور ہاتھ
پاؤں آثارِ وضو سے پچھتے ہوں گے۔

۱۔ حدیث مسند ابن

یلیل غزۃ فلو فعل۔
پس تم میں سے جس سے ہو سکے چلنے
زیادہ کرے۔

کیا ان مرتدین کے پنج اعضاء بھی چلیں گے جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے
موسیٰ ہونے کا خیال ہو سکے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔
اب اگر بقول منافقین ذرا فرض کر لیجئے کہ آپ کو علم نہ ہوگا (معاذ اللہ) تو پھر بھی آپ اس
علامت سے پہچان سکتے ہیں چہ جائیکہ پہلے سے معلوم ہو معرفت ہو چکی ہے۔

ایک اور حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے:

اَنَا اَزَلُّ مَنْ يُؤْذَنُ لَهُ بِالشَّجْوِ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يُؤْذَنُ
لَهُ اَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ فَاَنْظُرُ
اِلَى مَا بَيْنَ يَدَيَّ فَاَعْرِفُ اُمِّيَّ
مِنْ بَيْنِ الْاُمَمِ وَ مِنْ خَلْقٍ مِثْلِ
ذَلِكَ وَ عَنْ يَمِينِي مِثْلَ ذَلِكَ
وَ عَنْ شِمَالِي مِثْلَ ذَلِكَ
فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ
كَيْفَ نَعْرِفُ اُمَّتَكَ مِنْ بَيْنِ
الْاُمَمِ فَبَيَّنَّ نَوْحًا اِلَى
اُمَّتِكَ قَالَ هُمْ غَرَامُ مَحْبِلُونَ
مِنْ اَقْرِ الصُّوهِ لَيْسَ اَحَدٌ
كَذَلِكَ عِيَهُمْ وَ اَعْرِفَهُمْ
اَنَّهُمْ يُؤْتُونَ كَتَبَهُمْ بِاَيْمَانِهِمْ
وَ اَعْرِفَهُمْ تَسْعَى بَيْنَ اَيْدِيهِمْ
ذُرِّيَّتُهُمْ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً قیامت
پہلے مجھی کو مسجد کی اجازت ملے گی اور پہلے
سراٹھانے کا بھی مجھی کو نون دیا جائیگا
پھر میں اپنے سامنے تمام امتیوں کے
درمیان اپنی اُمت کو پہچان دوں گا۔
اور اسی طرح اپنے پس پشت اور
دائیں اور بائیں بھی۔ ایک شخص نے
عرض کیا کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ و
السلام کی اُمت سے آپ کی اُمت
بہت سی امتیں ہوں گی۔ او سب
میں سے آپ اپنی اُمت کو کس طرح
پہچان لیں گے۔ فرمایا: ان کے ہاتھ
پاؤں چہرے آثار و نحو سے چمکتے
اور روشن ہوں گے اور کوئی دوسرا
اس شان پر نہ ہوگا اور میں انہیں دوں

لے مسلم شریف

پہچانوں گا کہ ان کے اعمال نامے
ان کے داہنے ہاتھوں میں ہوں گے
اور ان کی فریت ان کے سامنے دوڑتی
ہوگی۔

کیا اب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان مرتدین کو پہچاننا ممکن ہی رہے گا۔ کیا مرتدین کے
اعمال نامے بھی ان کے داہنے ہاتھوں میں ہی ہوں گے۔

مختصر طور پر اتنی ہی حدیثیں پیش کی گئی ہیں۔ کم از کم منافقین اور نہیں تو حدیثوں کو ہی یاد
کر سکیں گے۔ تو ثابت ہو کہ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم ہے کہ کون نیک اعمال و
بد اعمال کے ہیں اتنا لا ستداری یعنی آپ اپنی طرح ان کو جانتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کا دنیا ہی میں فرمانا کہ میں کہوں گا کہ انہوں نے میرے دین کو بدل دیا اور نئی نئی باتیں پیدا
کر دیں۔ یہ دور ہو جائیں۔ ذرا ہوش کیجیے یہ نمونہ بھی آپ کا ہی ہے جو جناب رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی فرما دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ آپ کے بعد ہو رہا ہے اور
قیامت تک ہونا ہے سب کا علم ہے۔ بعدہ تعالیٰ منافقین کے اس شبہ کا بھی ازالہ ہو گیا ہے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے بعد قیامت تک کے حالات واقعات ہونے سے
ان کا بھی علم ہے بھی آپ نے ان میں آنے والے واقعات کی کئی سو سال پہلے خبر دے دی ہے
چنانچہ ملاحظہ فرمائیے :

علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور زمانہ حاضرہ

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ترمذی شریف میں مروی ہے کہ زمانہ حاضرہ
کے موجودہ حالات کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی خبریں پہلے ہی دے دیں۔ ملاحظہ
فرمائیے :

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِذَا أَخَذَ الْغَنَى دُولًا وَ
الْأَمَانَةَ مُغْنًا وَ الزَّكَاةَ مُعْرَمًا
وَتَعْلَمُ بَعْضُ الدِّينِ وَأَطَاعَ
الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَهِيَ أُمُّهُ
وَأُذُنِي حَدِيثُهُ وَأَقْصَى أَبَاهُ
وظَهَرَتْ الْأَصْوَاتُ فِي الْمَسْجِدِ
وَسَادَ الْقَبِيلَةُ فَاسْتَقَمُّهُمْ وَكَانَ
نَزْجُهُمُ الْقَوْمَ أَرْدَ لَهُمْ وَالْكَرِيمُ
الرَّجُلُ مُحَافَظَةً شَرِّهِ وَظَهَرَتْ
الْبَقِيَّةُ وَالْعَارِثُ وَكُتِبَتْ الْغُفُورُ
وَلَعَنَ آخِرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَوَّلَهَا
فَذَرَعُوا عَنْهُ ذَلِكَ وَيُحَا حَمَرَاءُ
وَزَلْزَلَةٌ وَخَفَا وَمَسَحَا وَقَدْ فَا
وَأَيَاتٍ تَتَابِعُهُمْ نِظَامُهُمْ قِيَمٌ مِنْكَ
كِتَابُهُ۔ رواه الترمذی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک
ناز آئے گا جبکہ مال غنیمت کو دولت قرار
دیا جائے گا اور امانت کو غنیمت شمار کیا
جائیگا اور زکوٰۃ کو تلوان بکریا جانے گا
اور جب علم دین کو دین کے لیے نہیں بلکہ
دنیا کے لیے سیکھا جائے گا اور جب مرد
اپنی عورت یعنی بیوی کی اطاعت کرے گا
اور بیٹا ماں کی نافرمانی کرے گا اور اس کو
رجح دے گا اور جب آدمی دوست کو اپنا
ہمنشین بنائے گا اور باپ کو دور کر دے گا
اور جب مسجدوں میں زندہ زور سے باتیں
اٹھ رہے ہوں یا جائے گا اور جب قوم کی سرداری
ایک فاسق شخص کرے گا اور جب قوم کے
ہور کا سربراہ قوم کا کینہ دار زلی شخص
ہوگا اور جب کبھی کی تعلیم اس کی برائیوں
سے بچنے کے لیے کی جائے گی۔ اور جب
گمانے والی عورتیں ظاہر ہوں گی۔ اور جب
بہت ظاہر ہوں گے اور جب شرابی
پنی ہانپیں گی اور جب اس امت کے
پچھلے اور اگلے دلوں کو برا کہیں گے اور
ان پر لعنت کریں گے اس وقت تم

۱۔ حذوہ خریف ص ۴۷، سطر ۱۰

ان چیزوں کے وقوع میں آنے کا انتظار کرو
یعنی تیز و تند آندھی۔ زمین میں و جنس جانیا
صورتیں مسخ و تبدیل ہو جانے کا اور پتھروں
کے برسنے کا اور ان پے در پے نشانوں
کا یعنی جو قیامت کے ظہور سے پہلے ہوئی
گو یادہ موتیوں کی ایک لڑی ہوئی لڑی ہے
جس کے پے در پے موتی گر رہے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک اور حدیث بخاری شریف میں مروی ہے جس میں ہر کار
اہل قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد بھی درج ہے :

يَرْفَعُ الْعِلْمُ وَيَكْثُرُ الْجَهْلُ وَ
يَكْثُرُ الزَّانَا وَيَكْثُرُ شُرْبُ الْخَمْرِ
وَيُقِلُّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرُ النِّسَاءُ
حَتَّى يَكُونَ لِخَمِيْنٍ امْرَاةٌ
الْقِيَمُ الْوَاحِدُ وَفِي رِوَايَةٍ
يَقِلُّ الْعِلْمُ وَيُظْهِرُ الْجَهْلُ -
(رواہ البخاری)

ایک زمانہ آئے گا علم اٹھ جائے گا جہالت
زیادہ ہوگی زنا کثرت سے ہوگا شراب
کثرت سے پنی جائے گی مردوں کی تعداد
کم ہو جائیگی اور عورتوں کی زیادہ تعداد
ہوگی۔ یہاں تک کہ پچاس عورتوں کی
خبر گیری کر سنے والا ایک مرد ہوگا اور رویت
میں یہ افراط بھی آئے ہیں کہ علم کم ہوگا
اجہالت زیادہ ہوگی۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث بخاری شریف میں مروی ہے
جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد بھی درج ہے :

حَتَّى يَتَطَاوَلُ النَّاسُ فِي الْبُشَيَّانِ
وَحَتَّى يَكْثُرَ فَيْكُمُ السَّمَانُ
فَيَقْبِضُ حَتَّى يَهُمُّ رَبُّ الْمَالِ
مَنْ يَقْبَلُ مَدَقَّتَهُ

یہاں تک کہ لوگ لمبی اور وسیع علاتوں کے
بنانے پر فخر کریں گے اور مال کی اتنی زیادتی
ہو جائے گی کہ مال و الاغیرات لینے والے
کو ڈھونڈنے میں پریشان نہ ہو جائے

وَفِي سَرِّ دَائِيَةِ نِسَاءٍ
فَصِوْرَتِ عَارِيَّاتٍ ۚ

جس کے سامنے وہ صہ۔ حد پیش کریگا
وہ کے گاہے اس کی ضرورت نہیں ہوگی کہ
عورتوں نے کپڑے پہنے ہوں گے لیکن
ہوں گی نگیاں۔ (یعنی اتنے باریک
کپڑے کہ جسم نظر آنے لگا)

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے بھی ایک طویل حدیث بشکوۃ باب الایمان میں
روایت ہے کہ حضرت سیدنا ہیرائیل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے چند سوال کئے جس وقت قیامت اور
علامات قیامت کے بارے دریافت فرمایا تو آپ کا ارشاد یوں درج ہے :

قَالَ فَأَخْبِرْنِي عَمَّا تَمَامُهُ
قَالَ مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ
مِنَ السَّائِلِ قَالَ فَأَخْبِرْنِي
عَنْ أَمَارَاتِهَا قَالَ أَنْ تَلِدَ
أُمَةٌ مَرَّتَيْنِ وَأَنْ تُشْرَى
الْخُفَّةُ الْخُرَّاءُ الْعَالِيَةُ
بِرَعَاءِ الشَّاهِ يَكْفُؤُونَ
فِي السُّبْحَانِ ۚ

حضرت ہیرائیل علیہ السلام نے فرمایا : یا
رسول اللہ! مجھے قیامت کے متعلق خبر
دیجئے تو آپ نے فرمایا اس بدہ میں ہم سب
سے زیادہ جانتے والے نہیں۔ پھر ہیرائیل
علیہ السلام نے فرمایا قیامت کی نشانی
بتوہمے آپ نے فرمایا پہل نشان لڑی
اپنے ہاتھ یا آقا کو پہنے گی یسوی اور بخوت
سے ہوگی۔ بعد دوسری برہنہ پاہم شخص
وغیرہ بکریاں لگانے والے حال شای
علامات و عمارات میں زنگ برسر کرنے
پہن کریں گے۔

اب اس حدیث سے پہلی بات بہت ہی قابل غور یہ معلوم ہوئی کہ حضرت ہیرائیل علیہ السلام
نے قیامت کے متعلق دیانت کیا مینی قیامت کب آنے لگی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا تکلف

نہ لغاری شریف نے مشکوٰۃ شریف

فرمایا،

مَا أَسْئَلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ۔

ہم اس بارے میں سائل سے زیادہ جاننے والے نہیں۔ اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ جیسا میں اس امر کو بتعلیم الہی جانتا ہوں ایسے ہی اس امر کے متعلق تمہیں بھی علم حاصل ہے یعنی بتعلیم الہی مجھے بھی وقتِ قیامت کا علم ہے اور تجھے بھی اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام نے قیامت کی نشانیوں کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے وہ بیان فرمائیں۔ تو ثابت یہ ہوا کہ وقتِ قیامت کا سوال اور علاماتِ قیامت کا سوال آپ سے اسی لیے کیا گیا کہ آپ کو علم ہے لیکن وقتِ قیامت کے متعلق آپ نے اظہار نہ فرمایا اور مَا أَسْئَلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ فرما کر جبرائیل علیہ السلام کو سمجھا دیا کہ یہ چیز عام ظاہر کرنے والی نہیں جبکہ تم بھی جانتے ہو اور میں بھی جانتا ہوں۔ اور آگے علاماتِ قیامت کا ذکر فرمادینا یہ بھی دلیل ہوئی اس بات پر کہ آپ کو قیامت کا علم ہے۔ علاماتِ قیامت بغیر علم وقوعِ قیامت کیسے بتا سکتے ہیں۔ یہ وہی بتا سکتے ہیں جن کو وقتِ قیامت کا علم ہے۔ کچھ تعالیٰ یہ بھی مخالفین کا ایک شبہِ تجاحس کا ازالہ ہو گیا۔

علاوہ ازیں اس حدیث کے آخری حصہ میں وہ مکرر بھی قابلِ غور ہے جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام تمہیں دین سکھانے آئے تھے۔ یہ بات ایک تین ثبوت ہے کہ حضرت جبریل نے جو سوال کیے تھے لاعلمی کی وجہ سے نہیں تھے بلکہ جانتے ہوئے اور اُمت کے فائدے کے لیے تھے۔ ان میں سے ایک قیامت کا سوال بھی ہے اگر حسبہ ائیل باقی سوال جانتے ہوئے پوچھتے تھے تو یہ بھی جانتے تھے صرف بات یہ تھی کہ قیامت کے وقت کا اظہار اُمت کے لیے نہ مفیہ بجاوردنہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سائل و مسؤل نے ایسے لہذا میں بات کی کہ اس کا اظہار نہ ہو۔ اور صاف الفاظ میں یہ بھی نہیں فرمایا کہ مجھے علم نہیں۔

اب مذکورہ احادیث میں جو باتیں ظاہر ہوئیں وہ یہ ہیں کہ :

○ امانتِ خلیفہ کی جمانے گی۔

○ مالِ غنیمت کو دولت قرار دیا جائے گا۔

1. ...
 2. ...
 3. ...
 4. ...
 5. ...
 6. ...
 7. ...
 8. ...
 9. ...
 10. ...
 11. ...
 12. ...
 13. ...
 14. ...
 15. ...
 16. ...
 17. ...
 18. ...
 19. ...
 20. ...
 21. ...
 22. ...
 23. ...
 24. ...
 25. ...
 26. ...
 27. ...
 28. ...
 29. ...
 30. ...
 31. ...
 32. ...
 33. ...
 34. ...
 35. ...
 36. ...
 37. ...
 38. ...
 39. ...
 40. ...
 41. ...
 42. ...
 43. ...
 44. ...
 45. ...
 46. ...
 47. ...
 48. ...
 49. ...
 50. ...
 51. ...
 52. ...
 53. ...
 54. ...
 55. ...
 56. ...
 57. ...
 58. ...
 59. ...
 60. ...
 61. ...
 62. ...
 63. ...
 64. ...
 65. ...
 66. ...
 67. ...
 68. ...
 69. ...
 70. ...
 71. ...
 72. ...
 73. ...
 74. ...
 75. ...
 76. ...
 77. ...
 78. ...
 79. ...
 80. ...
 81. ...
 82. ...
 83. ...
 84. ...
 85. ...
 86. ...
 87. ...
 88. ...
 89. ...
 90. ...
 91. ...
 92. ...
 93. ...
 94. ...
 95. ...
 96. ...
 97. ...
 98. ...
 99. ...
 100. ...

کی طرح روشن ہو رہا ہے۔ اگر ایک عام بُرا مان کھل جانے کے باوجود بھی مخالفین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کا انکار ہی کریں تو ان شاء اللہ روز جزا اس انکار کا نتیجہ بھگتنا پڑے گا۔

ۛ

خواب میں تو ڈرنا تعجب نہیں ہے شوق
وہ جاگتے ہیں ڈرتے ہیں اب کیا کرے کوئی

یاد رہے کہ ہمیں مذکورہ احادیث سے یہ سبق حاصل کرنا چاہیے کہ یہ جو بعض افعال بُرے اور حرام ہیں اُن کے کرنے سے دوزخ کا سخت عذاب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ان چیزوں کے بارے میں قبل از وقت خبر دینے کا یہی مقصد تھا کہ لوگ ان برائیوں سے بچ جائیں۔ ورنہ سمجھ لیں کہ قربِ قیامت کی نشانیاں ظاہر ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آئے گا تو پھر کوئی نہیں چھڑائے گا۔ آج اس زمانہ حاضریہ کے حالات دیکھ کر سخت حیرانی ہوتی ہے۔ مسلمانوں کو جن کاموں سے اللہ اور اُس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منع فرمایا ہے وہی کام بڑے زور شور سے ہو رہے ہیں۔ آپ دیکھیے کہ اس سرزمین میں زنا کاری، بدکاری، بے حیائی، بے حجابی، شراب خوری، گانے بجانے، عورتوں کا لباس اتنا باریک کہ تمام جسم برہنہ نظر آتا ہے۔ یہ کام غیر مسلم لوگوں کے تھے۔ لیکن ان برائیوں کو مسلمان مردوں اور عورتوں نے اپنالیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم پر رفتہ رفتہ وہ مصائب آرہے ہیں جن کا وہم و گمان بھی نہ تھا۔ خدا را ایسے بُرے کاموں سے پرہیز کریں۔ میدانِ محشر میں اپنے ان گندے اعمال کا کیا جواب دو گے۔

علامہ محمد اقبالؒ نے مسلمانوں کی یہی حالت دیکھ کر کیا خوب کہا ہے: ۛ

وضع میں ہونصاری تو تمدن میں ہنود
یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھو کے شرمانیں یہود

یوں تو سید بھی مرزا بھی افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو ان برائیوں سے بچانے اور ہم سے وہ کام جو جس میں

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا ہے۔ آمین

ایک اور حدیث طویل حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد درج ہے ملاحظہ ہو :

وَقُلْتُ هَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الشَّرِّ
مِنْ خَيْرٍ قَالَ نَعَمْ دَفِيهِ
دَخَنٌ قُلْتُ وَمَا دَخَنُهُ قَالَ
قَوْمٌ يَسْتَنُونَ بِغَيْرِ سُنَّتِي
وَيَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي
تَصْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ
قُلْتُ فَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الْخَيْرِ
مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ دُعَاءُ
عَلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ
أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَدْ فُتِيَ
فِيهَا لَه

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
دریافت کیا : یا رسول اللہ ! کیا اس
ہدی کے بعد بھی جھلائی ہوگی۔ فرمایا : ہاں
اس جھلائی میں جو برائی کے بعد ہوگی کہ ورت
پائی جائے گی۔ عرض کی وہ کہ ورت کیا ہوگی۔
فرمایا کہ ورت سے مراد وہ قوم ہے جو میری
سنت کے خلاف عمل کرے گی اور لوگوں کو
میری راہ کے خلاف بتائے گی اُن میں دین
بھی اور خلاف بھی دیکھو گے۔ یعنی مشروع
اور غیر مشروع دونوں باتیں پائی جائیں گی۔
میں نے عرض کی اس جھلائی کے بعد بھی
کوئی برائی ہوگی۔ فرمایا : ہاں ایسے لوگ
ہوں گے جو دوزخ کے دروازوں پر کھڑے
ہو کر لوگوں کو بلائیں گے یعنی علانیہ گمراہی
پھیلائیں گے۔ جو شخص ان کی جہنمی دعوت
قبول کرے گا وہ بھی جہنم میں دھکیل دیا
جائے گا۔

لے ابو داؤد شریف

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے حدیث ابو داؤد میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا خَافُ عَلَى أُمَّتِي الْإِثْمَةَ الْمُضِلِّينَ لَهُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اپنی امت کے جیسے لوگوں سے ڈرتا ہوں وہ گمراہ کرنے والے امام ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مسلم شریف میں مروی ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَارِدُوا بِالْأَسْمَالِ فَقَنَّا لِقَطْعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَ يُصْبِحُ كَافِرًا وَيُصْبِحُ مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا يُبَيِّعُ دِينَهُ بِعَرَضٍ مِمَّنَ الدُّنْيَا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعمال نیک میں جلدی کرو ان فتنوں کے آنے سے پہلے جو تاریک رات کے ٹکڑوں کی مانند ہوں گے کہ اس وقت آدمی صبح کو ایمان کی حالت میں اُٹھے گا اور شام کو کافر ہو جائے گا اور شام کو عموماً ہو گا تو صبح کو کافر ہو جائے گا۔ اپنے دین و مذہب کو تھوڑی سی متاع پر بیچ ڈالے گا۔

حضرت جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ كَذَّابِينَ قَاخَذَرُوهُمْ

حضرت جابر بن سمرةؓ کہتے ہیں کہ میں نے سنا کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت قائم ہونے سے پہلے بہت سے جھوٹے لوگ پیدا ہوں گے یعنی جھوٹی میثاق بنانے والے لوگ پیدا ہوں گے پس ان سے بچ کر رہنا۔

نور ابو داؤد مسلم شریف

مذکور چار احادیث مبارکہ سے یہ باتیں معلوم ہوئیں:

○ ایک گروہ ایسا ہوگا جو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہوگا کہ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے مشروع اور غیر مشروع لباس پہن کر اپنے جیسا گمراہ کرنے کی کوشش کرے گا۔

○ ایک گروہ علماء سواد کا ایسا ہوگا جو حق و باطل کو ملا کر لوگوں کو گمراہی کی طرف لانے کی کوشش کرے گا۔

○ بعض لوگ ایسے ہوں گے کہ چند ٹکوں کی خاطر اپنے دین مذہب کو بیچ کر گمراہ کن عقیدہ اختیار کر لیں گے یہاں تک کہ صبح کو مومن اور شام کو منکر اور شام کو مومن تو صبح کو منکر ہوں گے۔

○ ایک گروہ ایسا ہوگا کہ لوگوں کو راہ ہدایت سے ہٹانے کے لیے اُن کو وہ دُھوٹی باتیں سنائے گا جو اُن کے باپ دادا نے بھی نہ سنی ہوں گی۔

اب ناظرین انصاف کی نظر سے ملاحظہ فرمائیں کہ حضور اکرم رسول محترم نبی غیب دان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ان چیزوں کے پیدا ہونے کے کئی سو سال پہلے خبر دے دینا کیا یہ غیب کا علم نہیں تو اور کیا ہے۔

آج زمانہ کے حالات کو اپنی آنکھوں سے دیکھیے اور رسالتا ب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کو بھی ملاحظہ فرمائیے کہ آپ نے یہ تمام چیزیں امت کے سامنے آئینہ کی طرح پیش فرما دی ہیں۔ سبحان اللہ و بکرمہ یہ اسی لیے کہ عالمین میں کوئی شے خواہ ارضی ہو یا سماوی ہو، وہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مخفی نہیں ہے۔

انگریزوں کے صریح اور صاف دلائل ہونے کے باوجود بھی مخالفین اپنے قیاس فاسدہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب شریف میں ذرہ برابر شک و شبہ کریں تو یہ اُن کی محض ضد بازی ہے اور بات کو حق جاننے اور سمجھنے کے باوجود جیسا نا ہے حالانکہ یہ یہودیوں کا شیر و تھا۔ جیسے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے،

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ
وَتَكْفُرُوا بِالْحَقِّ وَآنتُمْ

اور حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ
اور دیکھو کہ راستہ حق کو نہ چھپاؤ

تو آیہ شریفہ سے معلوم ہو گیا کہ یہودی گروہ حق کو پہچانتے ہوئے دیدہ ہوا نستہ حق کا انکار کرتے تھے اور پھر لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے حق و باطل کو ملا کر بیان کرنا انہی کا شیوہ تھا۔ ذرا اپنے عقیدہ کو انصاف کے ترازو پر تول کر دیکھیے۔ اور اپنی اس باطل پرستی پر خود ہی انصاف فرمائیے۔

قرآن و حدیث دیگر معتبر قوی دلائل سے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام ملکات حاضرہ و غائبہ کا علم ہونا ثابت ہے اور پھر موجودہ حالات سے بھی علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح ثبوت مل رہا ہے۔ یہ بھی اسی لیے تاکہ منکرین کو میدانِ محشر میں ذرا چون و چرا کا موقع نہ ملے اور نہ ہی مل سکتا ہے۔

ورفعنا لك ذكرك كا ہے سایہ تجھ پر

بول بالا ترا ذکر ہے ادغیا ترا

ہیں ان احادیث شریفہ سے یہ سبق بھی لینا چاہیے کہ آج اس زمانہ میں ایسے خطرناک لوگ موجود ہیں کہ قرآن و حدیث کو اپنے ہاتھوں میں لیے ہوئے اہل سنت کا نقاب اوڑھ کر عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش میں ہیں۔ اور لطف یہ کہ جب ان کو بات بنتی یوں نظر نہیں آتی تو پھر اپنے چیلوں کو جو بے ریش تارک سنت ہیں۔ اسٹیج پر لا کر لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی اور خبر غیب کہ آخری زمانہ میں بعض مشرعوں اور غیر مشرعوں کو گمراہ ہوں گے جو کہ لوگوں کو گمراہ کریں گے۔ اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ بعض تو گمراہ کرنے والے علماء سوا باریش ہوں گے۔ یعنی جو کچھ علیہ شریعت کا رکھ دیا اور بعض غیر مشرعوں وہ مسٹر اینڈ مولوی بے ریش ہوں گے۔ یعنی جو عوام کے نئے طبقہ کو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترک کرنے کی ترغیب اور بدعتیہ لگی پھیلانے کی کوشش کریں گے۔

اس لیے ایسے خطرناک اثر دباؤں سے ایمان کی حفاظت کیجیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اُن کا بظاہر قرآن و حدیث کی رٹ لگانا بھی جہنم میں پہنچا دے۔ جیسا کہ ارشادِ مصطفویٰ گزر چکا ہے اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ لوگوں کی ایمانی کمزوری اس حد تک پہنچ جائے گی کہ وہ تھوڑے سے لالچ کی بنا پر اپنے مذہب و ایمان کو دے کر گمراہی خرید لیں گے۔ یہاں تک کہ دین کو ایک تماشہ بنالیں گے اور اُن کے لیے یہ طریقہ بھی بڑا آسان ہے کہ چند گمراہ آدمی لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے کھلاتے پلاتے ہیں اور ساتھ ساتھ ان کو اپنے خیالات کی طرف دعوت دیتے ہیں تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ اپنا ایمان و مذہب کھو کر گستاخانِ رسول کی صف میں شامل ہو جاتے ہیں۔

۷

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہنا چوروں کی رکھوالی ہے
آنکھ نے کاجل صاف پڑا لیں یا وہ چور بلا کے ہیں
تیری گٹھڑی تاکی ہے اور تُو نے نیند نکالی ہے
یہ جو تجھ کو بلاتا ہے یہ ٹھگ ہے مار ہی رکھے گا

ہائے مسافر دم میں نہ آنا مت کیسی متوالی ہے
اس لیے ایسے خطرناک دور میں اپنے عقیدے کی حفاظت کیجیے اور خدا تعالیٰ کا صحیح خوف پیدا کیجیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ مقدسہ کی بے ادبی اور گستاخی و تنقیص علمِ غیب چھوڑ کر اس سرکارِ عالیہ کے باادب اور نیازمند ہو جائے۔

۷

واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو سُنتی مرے
یوں نہ فرمائیں تیرے شاہد کہ وہ فاجر گیا

آثارِ وضو اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

شُبہ : مگر یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ اسے حضور! آپ قیامت میں اپنی اُمت کو کیسے پہچانیں گے۔ آپ نے فرمایا: آثارِ وضو سے۔ اُن کے ہاتھ پاؤں اور چہرے چمکتے ہوں گے۔ لہذا اگر آپ غیب جاتے ہوئے تو یہ کیوں فرماتے۔

جواب : دیکھا آپ نے کہ ان حضرات کو تنقیصِ علم نبویؐ کے لیے کیا کیا باتیں سُوجھتی ہیں۔ ایسے شُبہ کرنا شرعاً بھی جائز نہیں ہیں۔ بھلا بتائیے کہ یہ جو کہتے ہیں کہ آپ اپنی اُمت کو آثارِ وضو سے پہچانیں گے۔ تو ان مرتدوں کے بھی ہاتھ پاؤں اور پیشانیاں چمکتی اور روشن ہوں گی جو آپ یہ فرمائیں گے کہ یہ میرے صحابی ہیں اور اگر یہ چمکتی ہوں گی تو کیسے بلائیں گے جبکہ یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں آثارِ وضو معرفت کا ذریعہ ہے سوچئے اور نادم ہوئیے۔

اس موقع پر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیانِ فضیلت وضو منکھور تھی۔ اس واسطے یہ فرمایا کہ ہماری اُمت کے اوپر خاص کرم الہی ہے کہ اس روز وہ سب سے ممتاز ہوگی۔ اور انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ آپ کی معرفت اس پر موقوف ہے۔ آفرین ہے ان کی سمجھ پر۔ چنانچہ یہ ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں :

دیلی از ابونافع روایت مسیکنہ کہ	یعنی دیلی نے ابونافع سے روایت
اں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودند	کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
مثلت لی اُمتی فی الماء والطین	مجھے میری اُمت کی تصویر پانی اور مٹی
یعنی تصویر اُمت من در آب و گل	میں بنا کر دکھائی گئی۔
ساختمین نمودند	

نمازت ہو کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کے چہروں کو پہچان لیا تو پھر بتائیے کہ آپ کو پہلے سے علم ہوا یا کہ نہیں۔ یقیناً۔ اور بعض احادیث میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں

فہرست حسنہا و سیہا۔ بھی آیا ہے۔

یعنی میں نے نیک و بد کو پہچان لیا ہے۔

لہذا مخالفین کا یہ شبہ بھی لایعنی ہے اس کے متعلق مزید بیان پیچھے ہو چکا ہے۔

احوال بیت المقدس

اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

شبہ : مخالفت صاحبان کا یہ بھی کہنا ہے کہ بعد معراج کے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کافروں نے بیت المقدس کا حال دریافت کیا تو آپ متردّد ہوئے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کے سامنے بیت المقدس کیا تب آپ نے کافروں کو اس کا حال بتایا۔ اس لیے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے سے علم ہوتا تو آپ تردّد نہ کرتے اور فوراً بتا دیتے۔

جواب : مخالفین کی یہ فطرت پرانی ذوالخویہ و سے چلی آ رہی ہے کہ ہمیشہ اسی فکر میں رہنا کہ کوئی اعتراض ایسا ہے جو علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر گھڑیں۔ گویا اس چیز کا انکار ہے جو قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور یہ سخت مذموم و قبیح ہے جبکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا علم جمیع اشیاء قرآنی آیات و احادیث سے ثابت ہے تو پھر ایسے اعتراضات کرنے کے یہ معنی ہیں کہ وہ آیتوں اور حدیثوں کا مقابلہ کرتے ہیں اور اپنی باطل گوئی منوانا چاہتے ہیں۔

ہر شخص جاہل ہو یا عالم ہو اُسے چاہیے کہ قرآن و حدیث سے جو چیز ثابت ہے اس پر اپنی عقل ناقص سے اعتراض کر کے ابس کی مخالفت نہ کرے بلکہ بسر و چشم تسلیم کرے۔

اب اصل شبہ کے دفع کی طرف توجہ فرمائیے کہ ہر ذی عقل اگر علم بھی نہ رکھتا ہو تاہم اتنا ضرور جان سکتا ہے کہ کفار نے جو باتیں بیت المقدس کے متعلق حضور سرایا نور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کی تھیں وہ ضرور آپ کو معلوم تھیں۔

اس لیے کہ اگر کفار ایسے امر کا سوال کرتے جس کے جاننے کا اقرار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کیا ہوتا تو آپ متردّد و غلگین نہ ہوتے بلکہ یہ صاف فرما دیتے کہ ہم اس کے جاننے کا دعویٰ نہیں کیا۔ پھر تم ہم سے کیوں دریافت کرتے ہو۔ مگر حسب اعتراض سائلین آپ نے یہ نہ فرمایا۔ بلکہ

متردد ہوئے۔ اس نے صاف ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحتاً یا اشارتاً اُن باتوں کے جاننے کا اقرار فرمایا تھا جو کافروں نے دریافت کیں اور آپ کا فرمان سراسر حق و بجا ہے۔ تو ضرور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس کے متعلق ان باتوں کا علم تھا جو کفار نے دریافت کی تھیں۔ پھر اُن کا نہ بتانا یا متردد ہونا کسی حکمت پر مبنی یا اس طرف اتفاقات نہ ہونے سے فاشی۔

اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس تشریف لے گئے اور یوں نہیں کہ سوار چلے جاتے تھے بلکہ راستہ میں بیت المقدس پر گزرے اس کو پورے طور پر دیکھا بھی نہیں، بلکہ وہاں سواری یعنی براق سے اتر کر مسجد کے اندر تشریف لے گئے۔ آئیے ذرا حدیث شریفہ ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت ثابت ابنانی اور حضرت انس رضی اللہ عنہما سے مشکوٰۃ شریف میں یہ حدیث شریف مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میرے پاس براق لایا گیا تو

لی کتبہ حتی ایتت بیت المقدس	میں اس پر سوار ہوا اور بیت المقدس
فربطته بالخلقة التي تربط	میں آیا اور میں نے براق کو اس حلقہ
بها الانبياء قال ثم دخلت	میں باندھ دیا جس سے انبیاء
المسجد فصلت فيه دكعتي	کرام علیہم السلام براقوں کو باندھتے تھے
ثم خرجت فجاءني جبرائيل	پھر میں مسجد میں داخل ہوا پھر میں نے
باناء من لبن فاخترت	دو رکعت نماز پڑھی پھر میں مسجد سے باہر
اللبن فقال جبرائيل اخذت	آیا اور جبرائیل علیہ السلام میرے پاس
الفطرة	ایک برتن دودھ کا لائے تو میں نے

دودھ پسند کیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے فطرہ کو اختیار فرمایا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت کی سیر اور بیت المقدس کا دیکھنا، وہاں ٹھہرنا، سواری سے اترنا، سواری یعنی براق کو باندھ دینا، بیت المقدس میں داخل ہونا جو کہ دو رکعتیں

ادافرمانا۔ پھر شراب چھوڑنا، دودھ اختیار کرنا صاف بتا رہا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں کے حالات سے آگاہی تھی۔ پھر اگر بقول مخالفین آپ مترود ہوئے ہوں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کو اس وقت اس طرف التفات نہ تھا نہ یہ کہ علم نہ تھا۔

چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے جس میں تردید یا ٹکڑا کا نام تک نہیں:

عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَمَّا كَذَّبَ بَنِي قُرَيْشٍ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَتَجَلَّى اللَّهُ لِي بَيْتَ الْمُقَدَّسِ فَطَفْتُ أَخْبَرَهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ لَمْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قریش نے معراج کی بابت مجھے جھوٹا قرار دیا تو ان کے سواالات کا جواب دینے کے لیے حجرِ حطیم میں کھڑا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میری نگاہوں کے سامنے کر دیا۔ میں بیت المقدس کی طرف دیکھ رہا تھا اور ان کے سوال کا جواب دے رہا تھا۔

تو معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کے تمام احوال کو جانتے تھے اور جیسا کہ مخالفین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے حدیث پیش کرتے ہیں کہ حضرت اس سے غمگین ہوئے تو یہ عدم علم کی دلیل نہیں ہے بلکہ یہ تو آپ کے علم شریف کی شان ثابت ہوتی ہے۔ ایک حوالہ اور ملاحظہ فرمائیے۔ حضرت علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ

مدارج النبوة میں فرماتے ہیں:

پس آمد ابو بکر رضی اللہ عنہ در حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وگفت یا رسول اللہ وصف کن آنرا بمن کہ

الحاصل یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور

۱۔ مشکوٰۃ شریف

من رفته ام آنجا و دیدہ ام آنرا پس
وصف کرد آنرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس گفت ابو بکر اشہد
انک رسول اللہ - الخ

بیت المقدس کے اوصاف دریا
کئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
سب بتا دیے۔ حضرت ابو بکر نے کہا میں
گوای دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

اب بتائیے مذکورہ حدیث جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پیش کی گئی ہے یا علامہ محقق
علیہ الرحمۃ کی عبارت اس روایت میں کہیں تردد یا فکر کا نام تک بھی ہے۔ ہرگز نہیں۔ تو ثابت
یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس کے احوال کا علم تھا۔

اطلاق غیب اور

مشاہدہ بیت المقدس

شُبہ: مخالفین کا یہ بھی کہنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کفار کے سوال پر بیت المقدس کو
دیکھ کر اس کی خبر دی تو وہ خبر غیب نہ کہلا سکے گی کیونکہ بیت المقدس فی الجملہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔
جواب: عجیب بات ہے کہ آپ نے دیکھ کر بیت المقدس کی خبر دی۔ اس لیے غیب نہیں۔ بھلا
بتلائیے تو سہی کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ معظمہ میں بیٹھ کر کفار کو احوال بیت المقدس بتلائے تھے
تو اس وقت اوروں کو بھی بیت المقدس نظر آ رہا تھا۔ ہرگز نہیں بلکہ یہ منظر اس وقت سب کی نظروں
سے اوجھل تھا۔ تو پھر یہ غیب ہوا یا کہ نہیں۔ اور اگر یہ کیسے کہ غیب نہیں۔ تم کہو کہ یہ کیسے تو بقول
تمہارے ہم ہی اس کا جواب دیتے ہیں۔

آیہ شریفہ ملاحظہ فرمائیے:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ مِّنْ أَشْيَاءِ
الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَقَوْلُهُ تَعَالَى
وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

بے شک اللہ تعالیٰ سے زمین اور آسمانوں
میں کوئی ایسی شے نہیں جو مخفی ہو اور وہ
ہر چیز کو جانتا ہے۔

لے پ ۳۰ - ع ۴، س آل عمران

ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ کے احاطہ علم سے کوئی شے باہر نہیں اور آسمانوں اور زمین کی کوئی شے اُس سے مخفی نہیں جبکہ اس سے کوئی شے مخفی ہی نہیں اور وہ سب کو دیکھ رہا ہے تو پھر خدا تعالیٰ کو عالم الغیب کیسے کہا جاسکتا ہے کیونکہ جب چیز دیکھی ہوئی ہے اور وہ دیکھ رہا ہے تو پھر غیب تو نہ رہا۔ اب کہیے کہ تمہارا عقیدہ کیا ہے۔

تو اُسے ہم ہی اس بات کا جواب دیے دیتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے جب کوئی شے چھپی ہوئی نہیں ہے اور حالانکہ وہ عالم الغیب والشہادۃ ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ غیب سے مراد وہ امور ہیں جو مخلوقات پر مخفی ہیں ورنہ خدا تعالیٰ کے لیے تو کوئی بات مخفی ہی نہیں۔

تو اسی طرح حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب سے وہ امور عبارت ہیں جو آپ پر ظاہر اور دیگر مخلوقات پر مخفی ہیں اور نبی اللہ کا امور غیب سے مطلع ہونا یا کسی چیز کو ملاحظہ فرمانا یہ معجزہ بھی ہے نیز یہاں پر خاصہ متبادہ بشریہ معتبر ہوگا۔ نہ جس باصرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ وہ تو خارق العادہ ہے۔ اسی وجہ سے یہ خبر معجزہ بھی ہے۔ یعنی تعریف غیب میں جس جس کا ذکر ہے اس سے عام بشری حس مراد ہے نہ کہ حس معجزہ۔ بحمد تعالیٰ مخالفین کے اوہام باطلہ کا کافی علاج ہے۔

مضمرات قلب غیب نہیں

شبیہ : منکرین کا کہنا ہے کہ جب نبی اللہ کی وحی کا تعلق قلب اقدس سے ہوا اور وہ غیب ہوا تو پھر ہر شخص جو اپنے دل کی مخفی و پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے تو پھر وہ بھی غیب مان ٹھہرا۔

جواب : ناظرین ! ان لوگوں کی حالت دیکھیے کہ علم و عقل سے ایسے کورے ہیں کہ اتنا معلوم نہیں ہے کہ یہ تو لفظ مخفی سے خارج ہو جائے گا کیونکہ مضمرات قلب تو اپنے آپ سے مخفی نہیں ہوتیں تو پھر وہ غیب کس طرح کہی جاسکتی ہیں۔ یہ ہے ان کے اس سوال کا مختصر جواب۔ انشاء اللہ تسلی ہو گئی ہوگی۔ لیکن مخالفین کی جہالت فی العلم ان کو اس بات پر بار بار مجبور کرتی ہے کہ وہ یہی کہتے پھرتے ہیں کہ جب کوئی چیز بتا دی جائے تو پھر وہ غیب نہیں رہتا۔ اور اسی مسئلہ کے ابتداء فی اصول کو نہ سمجھنے کی بنا پر یہ حضرات علم غیب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا انکار کرتے ہیں۔

کاش ! اگر وہ غیب کی تعریف اور اس کے معنی سے واقف ہوتے تو ایسی فضول چھلانگیں نہ

لگاتے۔ جب یہ لوگ غیب کی تعریف کو ہی نہیں جان سکتے تو پھر بتائیے کہ ہمارا کیا قصور۔ اس لیے ان کو اپنی جہالت پر خود ہی رونا پنا ہے۔ بجلا بتائیے کہ جنت و دوزخ اور شر و شرک کا ہمیں علم ہے۔ تو پھر اس کو غیب کیوں کہا گیا ہے کہ الذین یؤمنون بالغیب۔ لہذا پہلے اپنے ایمان کو تو دیکھیے کہ تمہارا ایمان کس بات پر صحیح ہوگا۔ جب تمہارا ایمان بالغیب ہو جائے گا تو پھر ایسا اعتراض برگز نہ کر سکو گے مزید تفصیل تیجے بیان کی جا چکی ہے۔

مسئلہ دریافت اور وجہ مصلحت

مشبہ : مخالف صاحبان یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ معراج شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جبرائیل علیہ السلام سے دریافت کرتے تھے کہ یہ کیا اور یہ کیا ہے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوتا تو دریافت کیوں فرماتے۔

جواب : ناظرین کو یہ تو اچھی طرح واضح ہو گیا ہوگا کہ ان حضرات کا یہ ہمیشہ سے مہملہ برچکا ہے کہ کوئی نہ کوئی بہانہ مل جائے جس سے تنقیص علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے۔ کیا یہ بھی کوئی عدم علم ہونے کی دلیل ہے کہ اگر حضرت کو علم ہوتا تو کیوں دریافت فرماتے حالانکہ کسی حکمت کی بنا پر باوجود علم کے کوئی چیز دریافت کی جائے تو اس سے نفی علم کا ثبوت نہیں ملتا۔ نہ یہ بات عدم علم پر بطور حجت پیش کی جاسکتی ہے۔

بعض باتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جو سائل مجیب سے دوسروں کی تعلیم کے لیے پوچھتا ہے جیسے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان اور احسان کے متعلق سوال کیا۔ اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جبرائیل علیہ السلام سے دریافت کرنا کئی حکمتوں اور مصلحتوں پر مبنی ہے اور خصوصاً امت کی تعلیم کے لیے تھا اور اس کے باوجود مخالفین یہی کہیں اور اس سے عدم علم کی دلیل ہی بنائیں۔ تو لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو بھی بے علم جانتے ہونگے اس لیے کہ قرآن میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سینا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ دریافت فرمایا :

وَمَا تَلَكَ بِبَيْمِينِكَ يَمُوسَىٰ

اور تیرے دہنے ہاتھ میں کیا ہے اے

موسیٰ! عرض کی یہ میرا عصا ہے میں

وَأَهْشُ بِمَا عَلَى غَنَمِي وَلِحْ
فِيهَا مَارِبٌ أُخْرَى لَهُ
اس پر تکیہ لگاتا ہوں۔ اور اس سے اپنی
بکریوں پر پتے جھڑاتا ہوں اور میرے اس
میں اور کام ہیں۔

تو معلوم یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا کہ آپ کے ہاتھ
میں کیا ہے؟ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کا جواب دیا۔ اس لیے بقول مخالفین معاذ اللہ اگر
اللہ تعالیٰ کو پہلے سے علم ہوتا کہ کلیم اللہ علیہ السلام کے دست مبارک میں عصا مبارک ہے تو کیوں
دریافت فرماتا کہ اے موسیٰ! تمہارے ہاتھ میں کیا ہے۔ تو اس کا جواب واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کو
علم تو ہے لیکن کسی مصلحت کی خاطر دریافت فرما رہا ہے۔ اس لیے یہ بے علمی نہیں۔
اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تو ہے کہ یہ کیا کیا ہے۔ لیکن کسی مصلحت کی بناء پر
دریافت فرمایا جو کہ آئندہ امت سے بیان کرنا ہے۔ اور اس میں کئی مصلحتیں ہیں۔ لہذا اثبات ہوا
کہ یہاں سے بے علمی مراد نہیں ہو سکتی۔

پاپوش مبارک اتارنے میں

کمال مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم

شبہ: منکرین کا یہ کہنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔ پاپوش مبارک اپنے پاؤں اطر
سے اتار دی۔ یہ دیکھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بھی پاپوشیں اتار دیں۔ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے فراغت نماز کے بعد صحابہ کرام سے دریافت فرمایا کہ تم نے ایسا کیوں کیا۔
انہوں نے جواباً عرض کیا کہ حضور! ہم نے آپ کی تعلیم میں یوں کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام
نے مجھے خبر دی تھی کہ ان میں نجاست ہے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم غیب ان ہوتے تو کیوں
نجاست آلود پاپوش سے نماز پڑھتے۔

جواب: مخالفین کا یہ اعتراض حضور سرورِ دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ اقدس میں

سخت بے ادبی و صریح گستاخی کا کلمہ ہے اور ان کی نافرمانی پر ڈال ہے۔ پاپوش مبارک میں کوئی ایسی نجاست نہ لگی تھی جس سے نماز جائز نہ ہوتی ورنہ حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام پاپوش مبارک یعنی نعلین پاک کے آثار نے پراکتفانہ فرماتے بلکہ نماز ہی از سر نو پڑھتے۔ مگر جب ایسا نہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ کچھ ایسی نجاست ہی نہ تھی جس سے نماز درست نہ ہوتی۔

چنانچہ حضرت علامہ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اشعۃ اللمعات۔ شرح مشکوٰۃ شریف میں اسی حدیث کے ماتحت یہی بات فرماتے ہیں:

وقدر بفتح قاف ذال معر در اصل آنچہ کردہ پندار و طبع و ظاہر انجاستے نبود کہ

نماز باں درست نباشد بلکہ چیزے بود مستعذر کہ طبع آنرا ناخوش وارد و الا

نماز از سر میگرفت کہ بعضے نماز باں گزارده بود و خبر دادن جبرائیل بر آوردن از

پاجہت کمال تنظیف و تطہیر بود کہ لائق بحال شریف و سہ بودہ بی

علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے کلام سے یہ حاصل ہوا ہے کہ حضرت

جبرائیل علیہ السلام کا خبر دینا اظہارِ عظمت و رفعتِ شان حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے

کہ کمالِ تنظیف و تطہیر آپ کے حال شریف کے لائق ہے اور پھر طعن یہ کہ جن کو بارگاہِ الہی

سے دیکھیں گے کا مژدہ ملا ہے اس لیے ایسے بے محل اعتراضات کو پیش کرنا خلافِ ادب

بھی ہے اور پھر یہاں سے عدم علم پر استدلال کرنا ایک خام خیال ہے۔

حدیث ذوالبیدین اور

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مشہدہ: شامان رسول یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

ایک دن نماز پڑھائی تو آپ نے دو رکعت پر سلام پھیر دیا۔ لیکن کسی کو اعتراض کرنے کی جرأت

نہ ہوئی۔ ایک ذوالبیدین بول اٹھا اور عرض کی یا رسول اللہ! آپ بھول گئے ہیں یا نماز قصہ

کی گئی ہے۔ تو آپ نے فرمایا میں بھول جاتا ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو۔ اس لیے جب بھول جاؤں تو مجھے یاد کرادیا کرو پھر آپ نے اسی وقت دو سجدے سہو کر لیے۔ لہذا جب آپ بھول گئے تو علم ہونا کیسے۔

جواب : اس اعتراض سے مخالفین کی منشا یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کسی طریق سے بھولنا ثابت ہو۔ اور اس پر دلیل یہ کہ آپ نے سجدہ سہو فرمایا۔

اب میں مخالفین حضرات سے یہ دریافت کرتا ہوں کہ ہمارے نزدیک تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھولنا محال ہے۔ لیکن اگر آپ ایسا کر کے یعنی بھول کر سجدہ سہو نہ نکالتے تو ہم اپنی بھول کو کیسے درست کر سکتے تھے۔ آپ کا یہ عمل امت کی خاطر اور مسئلہ سمجھانے کے لیے تھا، نہ کہ یہاں نسیان یا لاعلمی مراد ہے۔

دیکھیے ارشاد باری تعالیٰ واضح ہے :

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ
أُمُوهٌ حَسَنَةٌ لِّكُم
اَجْتَمَعَتْ تَمَارِے لِيے رَسُوْلُ اللّٰہ (صلی اللّٰہ
علیہ وسلم) بہترین اسوۂ حسنہ ہیں۔

اس آیت شریفہ سے صاف ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے اُسوۂ حسنہ ہیں اس لیے آپ کا ہر عمل شریف امت کے لیے ہے۔ اسی طرح رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل مبارک امت کی خاطر تھا کہ جب تم سے بھول ہو جائے تو ایسی حالت میں سجدہ سہو کر لیا کرو مگر وڑوں لیے مشکل مسائل تھے جن کو عمل مصطفوی نے امت کے لیے آسان فرمایا ہے۔ ہم ایسی عظیم نعمتوں کے ملنے پر اس بارگاہ حبیب خدا علیہ التحیۃ والتنا کا جتنا شکر کریں کم ہے۔ اب اصل شبہ کے دفعیہ کی طرف توجہ فرمائیے کہ جس حدیث سے مخالفین حضرات آپ کے لیے بھولنا ثابت کرتے ہیں۔

اسی حدیث میں یہ الفاظ درج ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ سہو فرمایا تو اس کے

بعد ایک صحابی حضرت ذوالبیدین رضی اللہ عنہ نے عرض کیا : یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم !
اَنِيتْ اَمْ قَصِرَتْ الْقِسْوَةُ
کیا آپ بھولے ہیں یا نماز قصہ کی گئی

قَالَ لَمْ أَنْسَ وَلَمْ تَقْصُرْ - لے تو آپ نے فرمایا میں بھولا ہوں اور نماز

قصر کی گئی ہے۔

اسی حدیث مبارکہ سے کتنا صاف یہ معلوم ہو گیا ہے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان پاک سے ارشاد فرما رہے ہیں کہ:

لَمْ أَنْسَ وَلَمْ تَقْصُرْ۔

(نہ میں بھولا ہوں نہ نماز قصر کی گئی ہے)

واہ کیا عجب الٹی منطوق ہے کہ رسالتا بعلیہ الصلوٰۃ والسلام تو یہ فرمائیں کہ میں بھولا نہیں۔ اور منکرین یہ کہتے پھریں کہ آپ تو (معاذ اللہ) بھولے ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا تو درکنار یہ حضرات آپ کی زبان ترجمان پر بھی یقین رکھنا گوارا نہیں کر سکتے۔ جی تو ایسے وابی شبہات رکھتے ہیں، ورنہ ایمان والوں کو کیا ضرورت۔

دوسرا حوالہ ملاحظہ فرمائیے ان شاء اللہ آنکھیں کھل جائیں گی۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہ یہ حدیث پہنچی ہے جو نو ظا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں یوں

درج ہے:

أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ آخِثٌ

لَأَنْفِي أَوْ أَنْفِي لَأَسَنَ۔

یہ حدیث پہنچی ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی

علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بھلایا گیا ہوں تاکہ

میں سنت مقرر کروں۔

اس حدیث سے ہمارا مدعا آفتاب کی طرح روشن ہو گیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں سنت کو قائم کرنے اور مسئلہ سمجھانے کے لیے بھلایا جاتا ہوں ورنہ ایسے تو مجھے نسیان نہیں ہوتا۔ وَمَنْ يُغِصِ اللَّهُ وَرَسُولُهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا۔

بحمدہ تعالیٰ مخالفین کے اس شبہ کا بھی قلع قمع ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر شے کا علم ہے۔ اور آپ کے لیے نسیان ہرگز نہیں ہو سکتا بلکہ امت کے لیے ایسا فعل فرمایا ہے۔ لہذا

لہ بخاری شریف

ایسے افعال نبوی سے لاعلمی یا نسیان مراد لینا انتہا درجہ کی جہالت ہے۔

مسئلہ نسیان اور

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

شبہ : مؤثرین کا یہ کہنا بھی ہے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھولے نہیں تو پھر تہ آن میں آتا ہے؛

وَ اذْكُرْ رَبَّكَ اِذَا نَسِيتَ۔ اور یاد کرو اپنے رب کو جب آپ بھول جائیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپ کو بھول آسکتی ہے۔

جواب : بڑے ہی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ان لوگوں کے دلوں میں مقام نبوت کی عظمت کا ذرا برابر بھی احساس پیدا نہیں ہوتا کہ کم از کم اپنی زبان کو سنبھال کر ہی ایسے الفاظ استعمال کر سکیں۔ ہم نے آج تک کسی گستاخِ رسول سے یہ کہتے نہیں سنا کہ فلاں کام میں ہم سے بھول ہوئی ہے یا ہمارے کسی مولوی سے۔ جب بھی دیکھا اور سنا تو یہی کہتے ہیں کہ فلاں کام میں فلاں فلاں نبی بھول گئے تھے۔ (استغفر اللہ)

اے صاحبو! ذرا غور کرو ان لوگوں کو کبھی اپنی بھولوں کا احساس کیا وہم و گمان تک بھی کبھی پیدا نہیں ہوا۔ لیکن جب کسی خدا کے برگزیدہ نبی و رسول اولوالعزم کا ذکر کریں گے تو قرآنی آیات کے قلم ترجمے اور اپنی بناوٹی باتوں سے ان کو قصور و اثبات کریں گے۔ (العیاذ باللہ)

جیسا کہ انھوں نے آیت وَ اذْكُرْ رَبَّكَ اِذَا نَسِيتَ سے نبی اللہ کے لیے نسیان ہونا ثابت کر کے رکھ دیا ہے۔ بھلا بتائیے اس آیت میں یہ کہاں ہے کہ نبی بھول سکتے ہیں یا بھول چکے ہیں یا آئندہ کبھی بھولیں گے انھیں ابھی تک یہ معلوم نہیں کہ اذانسیت کے مفسرین نے کیا معنی کیے ہیں۔

چنانچہ امام المفسرین علامہ ابن جریر تفسیر ابن جریر میں اسی آیت کے ماتحت فرماتے ہیں:

لے پ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

واذکر ربک اذا نسیت معناه
 واذکر ربک اذا ترک ذکرتک
 معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ اپنے
 رب کو یاد کرو جب کہ آپ اس کے ذکر کو
 چھوڑ دیں۔

اس آیت کی تفسیر سے یہ معلوم ہوا کہ نسیان کے اصل معنی ترک کے ہیں کہ جب فعل نسیان
 اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا جائے تو معنی 'ترک' کے ہوں گے۔ جب
 نسیان کے معنی ترک کرنا ہوئے تو پھر مجہول یا لاعلمی کا سوال تک پیدا نہیں ہو سکتا۔

چنانچہ مستدآن کی ایک آیت شریفہ ملاحظہ فرمائیے:
 سَنُقَرِّئُكَ فَلَا تَنْسَى الْاَمَّا شَاءَ
 اے محبوب ہم آپ کو ایسے پڑھائیں گے
 کہ آپ کبھی نہ مجہولیں گے مگر جو اللہ تعالیٰ

چاہے۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہو گیا کہ جب اللہ تعالیٰ علی کل شئی "قدیر تعظیم فرمانے والا
 اور متعلم صاحب استعداد" لعلی خلق عظیم ہے اور آگے الا ماشاء اللہ تبرک کے طور پر استعمال
 فرمایا ہے تو کیا پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نسیان ہو سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا جہاں
 آپ کو بھلانے کا ارادہ ہو وہاں مشیت ایزدی کے ماتحت مجہول کر طریقہ مسنونہ کو جاری فرمائیں گے
 یعنی آپ وہاں اس چیز کو ترک کر دیں گے آپ اس پڑھے ہوئے کو مجہول نہیں سکتے بلکہ پڑھانے
 والے کے ارشاد کے مطابق آپ اس کو ترک کریں گے تو حاصل ہو گا کہ نسیان کا لفظ جب اللہ
 تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آئے گا۔ یعنی اس فعل نسیان کا فاعل
 اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں تو وہاں معنی ترک کے ہی لیے جائیں گے۔
 چنانچہ فرائض الاسلام علامہ مخدوم ہاشم حقہ عقائد صفحہ ۱ پر فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک
 تمام انبیاء کرام علیہم السلام امور تبلیغہ میں سہو و نسیان سے محفوظ ہیں۔ اور میرے نزدیک حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم آخر الامر مطلقاً سہو و نسیان سے محفوظ تھے خواہ امور تبلیغہ ہوں یا غیر تبلیغہ۔

لے تفسیر ابن جریر جلد ۱۵ طے پ ۳۰ - ع ۱۱ - س ۱۱ اعلیٰ

اب ایک حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے کہ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

قَالَ إِنَّكُمْ تَقُولُونَ أَكْثَرَ أَبَوِ
هَرِيرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَاللَّهُ الْمَوْعِدُ وَإِنَّ إِخْوَتِي
مِنَ الْمُهَاجِرِينَ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّنْعُ
بِالْأَسْوَافِ وَإِخْوَتِي مِنَ الْأَنْصَارِ
كَانَ يَشْغَلُهُمُ عَمَلُ أَمْوَالِهِمْ وَ
كَنتُ امْرَأَةً مُسْكِينَةً أَكْرَمَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ
مِلَّتِي بَطْنِي وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ
يَبْسُطُ أَحَدٌ مِنْكُمْ تَوْبَةً حَتَّى
أَقْضَى مَقَالَتِي هَذِهِ ثُمَّ يَجْمَعُهَا
إِلَى صَدْرِهِ فَيَنْسِي مِنْ مَقَالَتِي
شَيْئًا أَبَدًا فَسَبَطْتُ تَمْرَةً لَيْسَ
عَلَيَّ ثَوْبٌ غَيْرُهَا حَتَّى تَقْضَى النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهُ
ثُمَّ جَمَعْتُهَا إِلَى صَدْرِي قَوْلَ الَّذِي
بَعَثَهُ بِالْحَقِّ مَا نَسِيتُ مِنْ مَقَالَتِهِ
ذَلِكَ إِلَى يَوْمٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ حضور صلی اللہ علیہ
وسلم سے بہت حدیثیں روایت کرتا ہے خدا
جانتا ہے کہ میرے مہاجر بھائی بازاروں
میں سودا سلف بیچنے میں مشغول رہتے ہیں۔
اور برادران انصار بھی اپنے کاموں میں مصروف
ہوتے تھے اور میں مسکین آدمی ہونے کی
وجہ سے پیٹ بھر جانے کے بعد ہر وقت
سرکارِ اہلِ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
غلام رہتا تھا ایک دن سرکار نے فرمایا تم
میں سے جو شخص بھی گفتگو کے وقت اپنا
دامن بچالے گا جب تک اپنی باتیں ختم نہ
کروں اور پھر وہ اس دامن کو اپنے سینہ
کی طرف جمع کر لے تو اسے کوئی بات بھی نہ
بھول سکے گی۔ اس پر عمل کرتے ہوئے میں
نے بھی اپنی چادر کا دامن بچا لیا ان دنوں
میرے پاس اس چادر کے سوا اور کوئی کپڑا
نہیں ہوتا تھا۔ جب بات ختم ہوئی تو میں نے
اس چادر کو اپنے سینہ کے ساتھ جمع کر لیا
اُس خدا کی قسم جس نے انھیں حق کے ساتھ مبعوث
فرمایا ہے پھر مجھے آج تک نسیان یعنی حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کی کوئی بات نہیں بھولی۔

غور فرمائیے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے دامن کو آقاؐ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دوران گفتگو پھیلاتے ہیں اور جب آپ گفتگو کو ختم فرماتے ہیں تو حضرت ابوہریرہ اپنی چادر کو اپنے سینہ کے ساتھ لگاتے ہیں تو ان کو ساری عمر کوئی بات نہیں بُھولتی۔ جس آقاؐ دو جہاں کی طفیل ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ سعادت نصیب ہو رہی ہے کہ وہ تمام عمر بھر کوئی بات نہ بُھولے۔ تو کیا جو عطا فرمانے والے ہیں انہیں بُھولنے کا خیال تک بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

اس لیے صاحبِ سامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ الصُّوفِيَّةُ وَطَائِفَةُ مِنَ الْمُتَكَلِّمِينَ السَّهْوُ وَالنِّسْيَانُ وَ
الْغَفْلَاتُ فِي حَقِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ أَهْلِ
سُنَّةٍ مَنْ مَنَعَ أَصْلًا فِي فِعْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَى إِلَيْهِ
ذَهَبَ أَبُو الْمُظَفَّرِ الْأَسْفَرَايْنِيُّ مِنْ أَيْمَةِ الْمُحَقِّقِينَ وَاسْتَدَلَّ
بِالْحَدِيثِ الْمَاءِ الَّذِي تَكَلَّمَ بِهِ الْحَفَظُ

خلاصہ یہ کہ گویا علماء اہلسنت متکلمین اور صوفیاء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اتفاق ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں سہو و نسیان ناممکن ہے۔

اور علامہ شعرانی لطائف المنن میں فرماتے ہیں:

إِنَّا صَفَا الْقَلْبُ صَارَ كَالْمِرْآةِ
وَالْكُوَّةِ الْمُصْقُوْلَةِ فَإِذَا قُوْبِلَتْ
بِأَوْجُودِ الْعُلُوِّ وَالسُّفْلِ
الطَّبَعِ جَمِيعِهِ فَلَا يَنْسَى بَعْدَ
ذَلِكَ شَيْئًا۔
جب قلب آئینہ کی طرح صاف ہو
جاتا ہے تو تمام عالم علوی اور سفلی اس کے
سامنے آتے ہی اس میں مرتسم ہو جاتا ہے
پھر کسی شے میں بھی نسیان نہیں
ہو سکتا۔

ان تمام دلائل مذکورہ سے ثابت ہو گیا کہ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سہو و نسیان نہیں ہوا۔ اور اگر آپ کوئی فعل ایسا فرمائیں تو وہ اُمت کی خاطر ہے نہ کہ نسیان کا ہونا یا لاعلمی مراد

لیجائے۔ فاتوا بسورة من مثله وادعوا شهداءكم من دون الله ان كنتم صدقین

علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق

حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ کا عقیدہ

شعبہ : مخالفین یہ بھی کہتے ہیں کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے کہ جو یہ اعتقاد رکھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں اس پر حنفیہ نے صراحتاً کفر کا فتویٰ لکایا ہے۔
جواب : علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ اسی غیب پر حکیم تکفیر نقل کرتے ہیں کہ جس پر دلیل نہ ہو اور یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ جس غیب پر دلیل نہ ہو وہ حق تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے۔
رہا وہ غیب جس پر دلیل ہے وہ حق تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو مرحمت فرمایا ہے۔ اب لطف توجیب ہے کہ میں اس درما پر خود حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ علیہ کی ہی شہادت اسی شرح فقہ اکبر سے ہی پیش کیے دوں۔

آنکھیں کھل کر دیکھیے اور کان لگا کر سنیے کہ حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری اسی

شرح فقہ میں فرماتے ہیں :

بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی	إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَطْلَعَ نَبِيَّهُ صَلَّى
اللہ علیہ وسلم کو جو آپ کی امت میں ہونا تھا	اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مَا يَكُونُ
اور جو آپ کی امت سے آپ کے بعد	فِي أُمَّتِهِ مِنْ بَعْدِهِ مِنْ
ان کے خلاف اعمال ہونے تھے۔ اور	الْخِلَافِ وَمَا يَصِيبُهُمْ فَتَالِ
جو ان کو مصیبت پہنچتی تھی مطلع کر دیا۔	أَبُو سَلِيمَانَ الدَّارَانِي فِي الْفَرَاثَةِ
ابو سلیمان دارانی نے کہا ہے۔ ذرات نفس	مَكَاشِفَةُ النَّفْسِ وَمَعَايِينَةُ
کے مکاشفے اور غیب کے معائنے کو کہا جاتا ہے	الْغَيْبِ وَهِيَ مِنْ مَقَالِمَتِ
اور یہی مقامات ایمان سے ہے۔	الْإِيمَانِ بِهٖ

سند شرح فقہ اکبر علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ

معلوم ہوا کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ صاحب فقہ اکبر نے نزدیک اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے غیب کئی کا قائل نہ ہو اور آپ کے مکاشفہ نفس کا عقیدہ نہ رکھے تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے قرابت کا منسوب ہے اور ایمان سے خالی ہے۔ اب میں مخالفین سے پوچھتا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم غیب کئی ماننے پر اگر اہل سنت بریلوی کافر ہوئے تو ذرا بھیں بھی بنا دیجیے کہ یہی ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی ہی اس عبارت سے تمہارے نزدیک کیا ٹھہرے۔

اسے منکر و اذرا ہوش و خرد سے کام لیجئے کہ صراط جہنمی پر سیر کر رہے ہو۔ ابھی اور تماشا دیکھیے۔

دوسرا حوالہ خود حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں:

ما اطلع علیہ من الغیوب	تحقیق حضور صلی اللہ علیہ
ای الامور الغیبة فی الحال	وسلم کہ امور غیبیہ حال
(وما یکون) ای مبیکون	و استقبال پر مطلع فرما
فی الاستقبال	دیا ہے۔

اب پیر کیجئے کہ تمہارے نزدیک ملا علی قاری رحمۃ اللہ کیا ہوئے۔ ان کا عقیدہ تو یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام امور غیبیہ حال و استقبال سے مطلع ہیں۔ تیسرا حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔ حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح شفا شریف میں دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

ومن معجزاته الباهر (ای	حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے
ایته الظاهرة ما جمعه الله	روشنی معجزات اور ظاہر آیات میں سے
له من المعارف ای الجزئیة	وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے عطا
(والعلوم) ای الصکیة	فرمایا معارف جزئیہ و کلیہ درکاست

- شریف شفا شریف ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ - ۱۵۰۱

تفسیر یقینیہ اور اسرار باطنیہ اور

انوار کاہرہ پر۔

والممددات الظنیة و

الیقینیة والاسرار الباطنیة

والانوار الظاہرة۔

دیکھا ملا علی قاری رحمہ اللہ کا عقیدہ جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تھا علوم

جزئیہ و کلیہ کے قائل ہیں۔

اب ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیے:

اللہ تعالیٰ نے انبیاء اور فرشتوں اور مومنین

کی علم کے ساتھ مدح کی ہے جہالت کی

نفی کے ساتھ نہیں۔ تو جس شخص نے علم کو

ثابت کیا تو اس نے جہالت کی نفی کی۔

اور جس شخص نے جہالت کی نفی کی اس نے علم کو

ثابت نہیں کیا۔

وقد مدح الله تعالى الانبياء

والملائكة والمؤمنين بالعلم

لأنبغى الجهل فمن أثبت

العلم فقد نفى الجهل ومن

نفى الجهل ولم يثبت العلم۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے انبیاء کرام علیہم السلام اور ملائکہ مقربین اور مومنین کے

واسطے علم کا کیسا عجیب نکتہ بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام مومنین کی تعریف علم سے

کی ہے جہالت کی نفی کے ساتھ نہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ جو شخص حضور سید عالم صلی اللہ

علیہ وسلم کے واسطے تعریف علمی کرے تو اس نے آپ کے علم کا ثبوت دیتے ہوئے آپ کی تعریف

بیان کی اور جس شخص نے آپ سے جہالت کی نفی کی اور آپ کے علم کا انکار کیا تو اس نے آپ کی

خدمت کی۔

جب انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ کے علم کا انکار کرنے میں یہ حال ہے اور جن لوگوں نے

محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بے علم سمجھا کہ فلاں وقت فلاں امر کا علم نہ تھا (معاذ اللہ) تو خبر

نہیں کہ وہ کون سے قعر جہنم میں پڑیں گے۔

اب غور فرمائیے کہ یہی ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ جن کی عباراتیں آفتاب کی طرح روشن ہیں کہ

وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تمام امور غیبیہ عالم و استقبالیہ و علوم جزئیہ و کلیہ و اسرار باطنیہ و درکات ظنیہ پر مطلع ہونا ثابت کر رہی ہیں۔ کیا یہی تو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اسی پر اعتقاد و اسے کو کافر بتاتے ہیں؟

مجھے مخالفین کی حالت پر تعجب آتا ہے کہ وہ کس قسم کے لوگ ہیں جو اتنا نہیں سمجھ سکے کہ علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری اپنے ہی اعتقاد پر کفر کا فتویٰ دے سکتے ہیں۔

دوسری بات جن عبارتوں سے ہم نے حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا علم غیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر عقیدہ ہونا ثابت کیا ہے اور یہی عقیدہ ہمارا اہلسنت بریلوی کا ہے تو جب ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب کُل باعلام خداوندی ماننے پر وہاں پر دیر بندیر کے نزدیک کافرو مشرک ٹھہرے تو پھر ذرا ہمیں بھی سمجھائیے کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ ایک عظیم شخصیت ایسے عقیدہ رکھنے پر تمہارے نزدیک کیا ٹھہرے؟

اتنی نہ بڑھا پاکی داماں کی حقیقت

دامن کو ذرا دیکھ ذرا بندہ تبا دیکھ

اب رہا یہ کہ وہ عبارت جو مخالفین پیش کرتے ہیں جس پر حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ نے تکفیر کی ہے کہ جس پر دلیل نہیں یعنی کسی مخلوق کے باذات و بے تعلیم الہی عام ہونے کے اعتقاد پر تکفیر کا حکم قائل کیا۔ اور یہ بالکل صحیح اور ہمارا مذہب یہی ہے۔

لیکن منکرین کا جوش تعصب سمجھیے کہ انہوں نے مثبتین علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اس عبارت سے حکم تکفیر لگا دیا حالانکہ ان کی بددیانتی کا کھلا ہوا مظاہرہ ہے کہ وہ فقہ اکبر کی پوری عبارت پیش نہیں کرتے جیسا کہ ان کی پرانی عادت ہے اور یہ مجبور ہیں۔ اسی طرح علامہ علی قاری رحمۃ اللہ کی عبارت کا ماقبل چھوڑ کر اگلی عبارت پیش کرتے ہیں اور انہوں نے بارہا اپنی کتابوں میں اس عبارت کا ماقبل چھوڑ کر رکھی ہے۔ اگر یہ عبارت پوری نکھیں یا پڑھیں تو مطلب واضح کر دیتی ہے۔ اب اصل عبارت ملاحظہ فرمائیے:

ثم اعلم ان الانبياء لم يعلموا الغيبات من الاشياء الا ما

اعلموه من تعارف و ذكر الحنفية تصريحاً بالتكفير باعتقاد

النبي صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب لمعارضه
قوله تعالى قل لا يعلم من في السموات والارض الغيب
الا الله -

ناظرین با انصاف غور فرمائیں کہ اس عبارت کی ابتداء یہاں سے شروع ہے کہ انبیاء
علیہم السلام غیب نہیں جانتے۔ مگر اسی قسم کا جو تعلیم الہی سے نہ ہو۔ اور حنفیہ نے اس
اعتقاد پر تکفیر کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود بخود یعنی بے واسطہ تعلیم الہی کے عالم الغیب میں۔
اس عبارت میں کون سی بات ہے جو ہمارے مخالف ہو۔ علامہ علی قاری رحمہ اللہ اہل بدی
کا فرمانا بالکل بجا ہے لیکن متکین فقہ اکبر کی مذکورہ عبارت کے پہلے الفاظ ثم اعلم سے ما
اعلم اللہ تعالیٰ تک سب مجھ کر جاتے ہیں۔ اور آگے و ذکر الحنفیہ سے الا اللہ
تک پیش کر دیتے ہیں۔ یہ لوگ کہاں تک اپنی مکاری کو چھپائے رکھیں گے۔ ان کی کذب بیانی
اور عبارتوں میں اپنی طرف سے توڑ مروڑ اور تحریف ظاہر ہو ہی جاتی ہے۔ جیسا کہ قرآنی آیات
اور احادیث سے بھی انہوں نے سخت بے ایمانی کی ہے۔

تصویر کا دوسرا رخ : اب قابل غور بات یہ ہے کہ مخالفین علامہ علی قاری کی عبارت
سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب جاننے کے اعتقاد پر کفر کا فتویٰ دیتے ہیں اور ادھر
یہ حضرات مخلوق کے لیے بعض مغیبات کے علم کے خود قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کو بعض مغیبات کا علم عطا فرمایا ہے۔ جیسا کہ ان کی کتابوں سے ظاہر ہے۔ ملاحظہ فرمائیے :
○ دیوبندیوں کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر کی اپنی کتاب شام اہادیہ میں ص ۱۱۰
پر رقمطراز ہیں :

”لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء و اولیاء کو نہیں ہوتا۔ میں کتابوں کو اہل حق جس
طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک مغیبات کا اُن کو ہوتا ہے۔“

○ دیوبندیوں کے مفتی مولوی رشید احمد گنگوہی طائف رشیدیہ ص ۲۷ میں رقمطراز ہیں :

”انبیاء علیہم السلام کو ہر دم مشاہدہ امور غیبیہ حضور حق تعالیٰ کا رہتا

ہے کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو تعلمون ما اعلم

لضحکۃ قلیلا ولبکیتم کثیراً۔“

○ دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی عجل الیقین صنف ۱۳۵ میں رقمطراز ہیں:

ان رسل واولیاء میں سے جسے چاہے اُسے غیب یا آئندہ کی خبر دے سکے۔“

پس ان کو جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ خدا کے بتانے سے معلوم ہوتا ہے۔

○ دیوبندیوں کے پیشوا حکیم محمد صادق سیالکوٹی اپنی کتاب ”شان رب العالمین“ میں

صفحہ ۵ پر رقمطراز ہیں:

”ہاں اللہ جتنا چاہے علم غیب اپنے پیغمبر کو بتا دیتا ہے۔“

اور اسی کتاب کے صفحہ ۵۸ پر:

”خدا اپنے رسولوں میں جس کو جتنا چاہے غیب دیتا ہے۔“

اس کے علاوہ مغلغین کی ان کتابوں میں بھی بعض انبیاء کرام کو علم غیب ہونا

موجود ہے:

فتاویٰ رشیدیہ ، تحذیر الناس ، براہین قاطعہ ، حفظ الایمان ،

المنہ مصدقہ علماء دیوبند وغیرہ۔

اتنے حوالوں سے یہ پتا تو چل ہی گیا کہ یہ لوگ انبیاء علیہم السلام اور حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کے لیے بعض عام غیب عطا ہونے کے قائل ہیں۔

اب میں وہابیہ دیوبندیہ سے پوچھتا ہوں کہ اوصرتو تم علامہ علی قاری کی عبارت سے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب ماننے پر کفر کا فتویٰ دیتے ہو اور اہلسنت بریلوی حضرات کو اس

اعتقاد پر کافر بناتے ہو۔

اور اوصرتو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بعض منیبات کا علم عطا ہونا مانتے ہو۔ تو

پھر ذرا انصاف سے بتائیے کہ اس کفر میں تمہارا بھی کچھ حصہ ہے یا کہ نہیں؟ کیونکہ تم مخلوق کیلئے

بعض عام غیب ہونے کے قائل ہو۔

ع

آج آپ اپنے دام میں ضیاد آ گیا

اب بتائیے کہ علامہ مدنی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے سوا کسی کو ہونے پر تکفیر
فرماتے ہیں یا علم حنفی پر۔

ۛ

دیدي کہ خون ناحق پروانہ شمع !
چنداں اماں نداء کہ شب را سحر کند
یاد رہے کہ مخالفین کا عقیدہ ایسا باطل ہے کہ انہوں نے اب تک مناقصہ باتیں ہی
کی ہیں۔ ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی کو غیب کا علم نہیں دیتا۔ اور دوسری طرف یہ
کہتے ہیں کہ ہاں جتنا چاہے یا بعض غیب کا علم عطا فرمادیتا ہے۔ اب خود اندازہ فرمائیں کہ ان کا
عقیدہ کیسا ہے۔ میرے خیال میں یہ اسی آیت کے مصداق ہیں:

مَذْهَبَيْنِ بَيْنَ ذَلِكَ لَا إِلَى هَؤُلَاءِ وَلَا إِلَى هَؤُلَاءِ وَمَنْ يُضِلِلْ اللَّهُ
فَمَا تَجِدْ لَهُ سَبِيلًا

علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمہ کا عقیدہ

شُبہ مخالفین یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات شریف میں
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا انکار کیا ہے۔

جواب: منکرین کی سب سے بڑی سنگاری یہی ہے کہ وہ لوگوں کو اپنی مکاریوں کے ذریعہ
گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور ہمارے ایک مایہ ناز شہنشاہ نقشبندیہ امام ربانی حضرت
مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات کو بدنام کرنے کے لیے ان پر یہ الزام لگایا کہ وہ حضور صلی
اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہونے کا عقیدہ نہ رکھتے تھے۔ استغفر اللہ۔

حالاں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے تمام مکتوبات شریف میں کہیں بھی ایک
لفظ ایسا نکال کر نہیں دیکھا جاتا کہ جس میں علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نفی ہو۔ بلکہ مکتوبات شریف
میں تو اکثر علم غیب انبیاء اور بطریق حضور صلی اللہ علیہ وسلم اویا، کو امور غیبیہ کا علم ہونا ثابت ہے

لے پ د - ۱۰۷ - س النساء

انہیں کیا معلوم کہ یہ وہ بزرگ بستی میں تھی کہ ادا من سرکار سیدنا محمد رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور وہ خود فرماتے ہیں کہ مجھے جو کچھ منایت بُرا محض نہ ا کے فعل سے درمصلحت اصل اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوا ہے۔

آئیے ذرا ایک حوالہ بطور نمونہ ملاحظہ ہو :

بعد از تحریر آں چنان معلوم شد کہ حضرت رسالت خاتمیت علیہ الصلوٰۃ والسلام با جمیع کثیر از مشایخ اُمت خود حاضر اند و ہیں رسالہ را در دست مبارک خود دارند و از کمال کرم بخشی آں مابوسہ میکنند و بہ مشایخ مے نمایند کہ ایں نوع معتقدات مے باید حاصل کردہ جماعہ کہ بایں علوم مستعد گشتہ بودند فورانی و ممتاز اند و عزیز الوجود و زور پُرس آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام و الیمۃ ایتادہ اند و انصر بطولہا و در ہماں مجلس با شاعت ایں واقعہ حقیر را امر فرمودند ۔

اس رسالہ کے لکھنے کے بعد ایسا معلوم ہوا کہ حضرت رسالت پناہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی اُمت کے بہت سے مشایخ کے ساتھ حاضر ہیں اور اسی رسالہ کو اپنے مبارک ہاتھ میں لیے ہوئے اور اپنے کمال کرم سے اسے چومتے ہیں اور مشایخ کو دکھاتے اور فرماتے ہیں۔ اس قسم کے اعتماد حاصل کرنے چاہئیں اور وہ لوگ جنہوں نے ان علوم سے سعادت حاصل کی ہے وہ نورانی اور ممتاز اور عزیز الوجود ہیں۔ اور حضور اصل اللہ علیہ وسلم کے روبرو کھڑے ہیں یہ قدر بہت بڑا ہے اور اسی مجلس میں حضور اصل اللہ علیہ وسلم نے اس خاکسار (شیخ احمد فاروقی مجدد اصف ثانیؒ) کو اس واقعے کے شائع کرنا حکم فرمایا۔

ع

برکریماں کار ہا دشوار نیست
(کریموں پر نہیں کوئی کام مشکل)

مکتوبات شریف کی مذکورہ عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی تصنیف کردہ کتاب کا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہے۔ اور حضرت کا یہ فرمانا کہ مجدد الف ثانی کی تصنیف میں جو کچھ ہے اسی قسم کے اعتقاد رکھنے چاہئیں۔ اور پھر حضرت کا یہ فرمانا کہ اس کتاب کی اشاعت کرو۔ اور یہاں سے ہم اہل سنت کی صداقت اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی عظمت کا بھی پتا چلا کہ آپ کو کیسا عظیم مرتبہ حاصل ہے۔

اولیاء اللہ کے دشمنوں کو کیا معلوم کہ اللہ کے ولیوں کو کیا کیا طاقتیں اور کتنے وسیع علوم حاصل ہیں۔ وہاں یہ دیوبندیہ کے عقائد رکھنے والوں سے آج تک کوئی ولی یا بزرگ پیدا نہیں ہوا۔ جتنے ولی، غوث، قطب، ابدال میں سب اہل سنت ہی میں ہوئے ہیں اور مٹنے والے بھی اہل سنت۔

اب حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک ارشاد ملاحظہ فرمائیے :

تنام عینی ولا ینام قلبی کہ تحریر یافتہ	حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
بود اشارت بدوام آگاہی نیست	فرماتے ہیں میری آنکھیں سو جاتی ہیں
بلکہ اخبار است از عدم غفلت	لیکن میرا دل نہیں سوتا۔ جو کھی ہوئی
از جریان احوال خویش و امت	تھی اس میں دوام آگاہی کی طرف
خویش لہذا نوم در حق آن علیہ	اشارہ نہیں ہے بلکہ اس حدیث
الصلوة والسلام ناقص طہارت	میں اس امر کی خبر دی گئی ہے کہ
نگشت و چوں نبی در رنگ	آپ اپنے اور امت کے حالات سے
شبان است در محافظت	کسی وقت بھی غافل نہیں ہیں۔
امت خود غفلت شایان منصب	اسی وجہ سے مینہ آپ کے لیے
	ناقص طہارت نہ تھی

نبوت اور نباشد۔

چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت
کی نگہداشت اور محافظت میں شبانہ
دبکریوں کے ریوڑ کے رکھوالے کی
مانند ہیں اسی لیے ادنیٰ سی غفلت
بھی آپ کے منصب نبوت کے
نشایاں نہیں ہے۔

مکتوبات شریف کی عبارت سے صاف واضح ہو گیا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
اپنی امت کے احوال سے ایک آن بھی غافل نہیں۔
ایک اور جوالہ ملاحظہ فرمائیے:

حضرت قدوة السالکین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات شریف جلد سوم مکتوب ۱۲۲
میں یہ حدیث نقل فرماتے ہیں:

انا سید دُلْدَ اَدَمَ وَلَا فخر
اَدَمَ وَمِنْ دُونِهِ تَحْتَ لَوَائِي
يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَعَلِمْتَ عِلْمُ
الْاَوَّلِينَ وَالْاٰخِرِينَ

میں اولادِ آدم کا سردار ہوں اور مجھے
کوئی فخر نہیں اور آدم علیہ السلام
اور ان کے سوا سب قیامت کے دن
میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

مجھے تمام اولین و آخرین کا علم رہا گیا ہے۔
مکتوبات شریف حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا حدیث شریف سے سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا
علم اولین و آخرین جو نابیان فرمایا ہے۔ یہ ہے عتیدہ حضرت مجدد الف ثانی کا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
تمام امت کے احوال کو جانتے ہیں اور اولین و آخرین کے احوال سے آگاہ ہیں۔

اب میں مخالفین سے پوچھتا ہوں کہ بتائیے کہ حضرت مجدد الف ثانی پر کیا فتویٰ جاری ہے
تعبیب ہے کہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ اپنے کلام سے اثبات پیش کر رہے ہیں اور یہ لوگ جھوٹ
بول کر ان کی طرف ایسی غلط بات منسوب کرتے ہیں۔

(عَوْدًا لِلَّهِ اِنَّ اَكُوْنُ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ وَالْكَافِرِيْنَ)

۱۲۲ مکتوبات شریف جلد سوم مکتوب

۱۲۲ مکتوبات شریف جلد اول مکتوب

مخالفین کی زبردست مکاری

شعبہ : منکرین یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے مدارج النبوت میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں ہے۔ لہذا شیخ احمد شہین کی بات مانی جائے یا دہلوی حضرات کی۔

جواب : وہابیہ دیوبندیہ خذلہم اللہ کو علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی دشمنی ہے کہ یہ آپ کو دیوار کے پیچھے تک بھی علم ماننے کو تیار نہیں۔

اور نطفہ یہ کہ شیخ الشیوخ عاشق رسول شیخ المحدثین علامہ شاد عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کو بدنام کرنے کے لیے ان کی کتاب مدارج النبوت کی عبارت سے بے ایمانی کا مظاہرہ کیا ہے۔ آج بھی اسی کتاب مدارج النبوت کی عبارت سے وہابی دیوبندی حضرات سخت مکاری کر رہے ہیں اور انہوں نے اپنی کتابوں میں بھی بڑی بددیانتی کے ساتھ اس عبارت کو نقل کیا ہے۔

چنانچہ مخالفین کے شیخ الحدیث مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے براہین قاطعہ صفحہ ۵۲ سطر ۱۶ میں مدارج النبوت کا یہ حوالہ اس مکاری کے ساتھ درج کیا ہے :

(بلفظہ) اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے :

یہ ہیں دیوبندیوں کے شیخ الحدیث جنہوں نے مدارج النبوت کے یہ الفاظ درج کرنے میں سخت بددیانتی کی ہے بالکل اسی طرح جیسے کوئی لا تقربوا الصلوٰۃ کو ترک نماز کے ثبوت میں لکھ دے اور اَنتُم سُکُورٰی کو چھوڑ دے۔ یہی حال خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی نے کیا ہے اب میں ناظرین کے سامنے حضرت علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مدارج النبوت کی اصل عبارت پیش کیے دیتا ہوں :

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بعض	ایجا اشکال می آزد کہ در بعض روایات
روایات میں ہے کہ آن حضرت	آمدہ است کہ گفت آن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو	صلی اللہ علیہ وسلم من بندہ ام
دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ اس کا	نمیدانم آنچه در پس این دیوار است

جوابش آنست کہ این سخن اصل
نہ دارد و روایت ہاں صحیح نشدہ است
جواب یہ ہے کہ اس بات کی کوئی اصل
نہیں۔ اور یہ روایت صحیح نہیں ہے۔
یہ ہے اصل عبارت شیخ محقق علیہ الرحمۃ کی: یہ جو مشہور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوار کے
پیشے کا بھی علم نہیں۔ شاہ عبدالحق رحمہ اللہ ڈنکے کی چوٹ اس کا جواب فرماتے ہیں کہ اس بات کی
کوئی اصل نہیں اور یہ روایت بالکل غلط ہے۔

اور ادھر مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے اپنی جہانت اور علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
عداوت کی بنا پر اعتراض کے الفاظ درج کر دیے:

”من بندہ ام نمی دانم آنچه در پس دیوار است“

اور اپنی جہانت کا مقصد لے لیا اور آگے جواب کی عبارت جو شیخ صاحب علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمائی ہے:

”جوابش آنست کہ این سخن اصل نہ دارد و روایت صحیح نشدہ است“

ساری عبارت ہضم کر گئے۔ یعنی سوال درج کر دیا اور جواب جو شیخ نے دیا وہ حذف کر دیا۔ اعوذ
باللہ من الشیطن الرجیم۔

یہ ہے ان نجدیوں کی دھوکا بازی کا صریح مظاہرہ۔ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے کیا کیا پھیلایا
کی جا رہی ہیں۔ حضرت شیخ محقق علیہ الرحمۃ کی عبارت سے یہ نقطہ بھی حاصل ہوا کہ آپ کے
زمانہ میں ہی ایک ایسا گمراہ فرقہ تھا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوار کے پیشے تک علم ماننے کے لیے تیار
نہ تھا۔ یہی حال اس فرقہ کی معنوی اولاد کا ہے۔ وہ بھی اہل حق کی مخالفت کرتے تھے۔ اور
یہ اسی کام کے ورپے ہیں۔

کس قدر افسوس ہے کہ حضور آقاؐ دو عالم شہنشاہِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم گھٹا کر
اسی بے اصل حکایت سے سند لانا اور قلعہ کاری کے لیے شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا
تہم لکھ کر یانا جو صراحتاً فرما رہے ہیں اس حکایت کی نہ جزا اور نہ کوئی بنیاد۔ آپ اس کے سوا کیا
کچھ کر ایسوں کی داد نہ فرمادے۔

اللہ اللہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مناقب عظیمہ اور ارباب فضائل سے نکلا کر اس تنگنا
میں داخل کرائیں تاکہ آیات قرآنی و صحیح احادیث بھی ڈور کر انہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

لے مار جہنم ج ۱ ص ۹۰ س ۹ مطبوعہ دہلی

تقیس شان میں یہ فراخی دیکھیں کہ اصل بے سند مقولے سب سما جائیں۔ ص
یہ دشمنی رسول نہیں تو اور کیا ہے

اور پھر ایک طرف یہ الزام کہ اہلسنت پر بلوی حضرات علماء سلف کی عبارتوں میں ایسا کچھ
کہتے ہیں اور یہ بھی ہم پر سرک بہتان۔

اور اپنی حالت یہ کہ قرآنی آیات و احادیث شریفہ و علماء محدثین و شرفاء کا ملین و سلف
صالحین و علماء اُمت کے تمام اقوال صحیحہ سے سخت بددیانتی اور صاف انکاری ہے

کس کس سے چھاؤ گے تحریک ریا کاری

محفوظ ہیں تحریریں مرقوم ہیں تفسیریں

ایک اور بات بھی قابل غور ہے کہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کا براہین قاطعہ میں یہ لکھنا کہ
شیخ روایت کرتے ہیں یہ بھی نجدیت کی جہالت فی العلم کا پورا پورا نقشہ ہے۔

یعنی دیوبندیوں کے محدث خدا جانے کیا کیا ہیں کہ حکایت و روایت کا فرق بھی نہیں جانتے
حدیث کیا پڑھ سکتے ہوں گے۔ بس یہی جہالت کا درس اور سند جہالت۔

یہاں تک تو تمام مخالفین کے اس شبہ کا جواب۔ اب مناسب سمجھتا ہوں کہ حضرت علامہ شاہ

عبدالحق صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی اسی کتاب مدارج النبوت سے علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے
دلائل پیش کروں کہ آپ کا علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا عقیدہ تھا، ملاحظہ فرمائیے۔

علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق

حضرت علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی کا عقیدہ

حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کے بارے میں حضرت شیخ الحدیث شاہ
عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ مدارج النبوت شریف میں فرماتے ہیں :

یعنی حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے زمانہ سے نفوذ اولیٰ تک

جو کچھ دنیا میں ہے سب ہمارے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر مکشف

برہ دور دنیا سے از زمان آدم تا

نفوذ اولیٰ برسے صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم مکشف ہوا تھنا تا برہ احوال اور

ارزاق تا آخر علوم گریہ و یاراں

خود رائیتر یعنی ازاں احوال خسیہ
واوہ لے

فرمادیا تھا۔ یہاں تک کہ تمام احوال
اول سے آخر تک کا حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کو معلوم ہوا اور آپ نے
اپنے اصحاب میں سے بعض کو
خبر دی۔

شیخ محقق علیہ الرحمۃ کے کلام سے واضح ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اول سے تا آخر
تمام احوال کو جانتے ہیں۔

یعنی یہ سب عقیدہ و شاہ عبدالحق صاحب علیہ الرحمۃ کا۔ اب دگائیے فتویٰ۔
آپ اور خوالہ ملاحظہ فرمائیے:

ہو لاول والاخر والظاهر و
الباطن و ہو بکل شیء علیہم۔
ایں کلمات اعجاز سات ہم مشتمل بر شتائے
انہیت تعالیٰ و تقدس کرد کتاب مجید
خطبہ کبریٰ خود خواند و ہم متضمن نعت
حضرت رسالت پناہی است کروے
بہمازا اورا ہذاں نسیمہ و توصیف
فرمودہ الخ... دوسے صلی اللہ علیہ وسلم
دانا است بہر چیز از شیعہ ناشاکام
انہی وصفات حق واسماء و افعال
و اشار و بکلیع علوم ظاہر و باطن و اول

وہ ہی اول اور وہ ہی آخر اور
وہی ظاہر اور وہ ہی باطن اور وہ ہی
ہر چیز کو جانتا ہے۔ یہ کلمات
اعجاز اور اسماء شریفہ خدا تعالیٰ
کی پاک اور شہاد کے ہیں کہ خود
کتاب مجید میں اپنی کبریائی کا
خطبہ ہے اور یہ نعت بھی ہے
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی
اور خود اللہ تعالیٰ نے جناب
رسالتاب علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی شان توصیف میں یہ

۱۔ مدارج النبوت ۱۵ ص ۱۶۵ س، مطبوعہ دہلی
۲۔ اللہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اول آخر ظاہر و باطن میں۔

وآخر احاطہ نردہ و مصلوق فوق
کل ذی علم عظیم شد عید من
الصلوة افضلها و من التحیات
و اتھما و اکملھا لہ
کلمات فرمائے ہیں۔ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم تمام چیزوں کے جاننے
والے ہیں اور آپ نے خدا تعالیٰ کی
شائیں اور اس کے احکام حق تعالیٰ کے
صفات و افعال اور سارے ظاہری
باطنی اول و آخر کے علوم کا احاطہ
فرمایا ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے کلام سے کتنا صاف ظاہر ہے کہ وہ لکھتے ہیں۔ یہ
اسمائے خدا تعالیٰ کی حمد اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت ہے۔ اور یہ کلمات خود اللہ تعالیٰ نے
آپ کی شان میں فرمائے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اول بھی آخر بھی ظاہر بھی باطن بھی ہیں۔ اور حضور
صلی اللہ علیہ وسلم تمام چیزوں کو جاننے والے ہیں۔ آپ نے تمام ظاہری باطنی و اول و آخر کے علوم کا
احاطہ فرمایا ہے۔ اب میں مخالفین سے پوچھتا ہوں کہ یہی عقیدہ اہل سنت بریلوی رکھتے ہیں اور
تمہارے نزدیک یہ مشرک و کافر ٹھہرتا ہے۔

تو فرمائیے اسی عقیدہ کے رکھنے پر شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ پر کیا کیا فتوے جڑیں گے
کیونکہ وہ صاف فرما رہے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اول و آخر و ظاہر و باطن اور ہر چیز
اول تا آخر کے عالم ہیں۔

اب جس محبوب کی تعریف و شان خود حق تعالیٰ نے ان الفاظ سے فرمائی ہے تو کیا ایسے
محبوب سے کائنات کا ذرہ ذرہ بھی غنی رہ سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

چنانچہ علامہ محمد بن احمد بن محمد بن محمد بن ابی بکر بن مروزق تلمسانی شرح شفاء شریف میں
حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فرماتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام نے حاضر ہو کر مجھے یوں سلام کیا،

السلام عليك يا اول السلام عليك يا اخرا السلام عليك يا
ظاهرا السلام عليك يا باطنا ۔

میں نے فرمایا اے جبرائیل! یہ صفات تو اللہ تعالیٰ کی ہیں اُسی کو لائق ہیں مجھ سے مخلوق کی کیونکر
ہو سکتی ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ میں یوں ہی آپ کے
حضور سلام عرض کروں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان صفات سے فضیلت دی اور
تمام انبیاء و مرسلین پر ان سے خصوصیت بخشی۔ اپنے نام و وصف سے آپ کے نام و
وصف فرمائے۔

وستاك بالا اول لا تك اول الانبياء خلقا وستاك بالا خير
لا تك اخرا الانبياء في العصر الى اخرا لامم ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اول نام رکھا کہ آپ سب انبیاء علیہم السلام سے آفرینش میں مقدم
ہیں اور آپ کا آخر نام رکھا کہ آپ سب پیغمبروں سے زمانہ میں مؤخر و خاتم الانبیاء و نبی امت آخرین
ہیں۔ باطن نام رکھا کہ اس نے اپنے نام کے ساتھ آپ کا نام نامی اسم گرامی سنہری نور سے
ساق عرش پر آفرینش آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام دو ہزار برس پہلے ابد تک نکلا۔ پھر مجھے آپ پر
درود بھیجنے کا حکم ہوا۔ میں نے آپ پر ہزار سال درود بھیجے اور ہزار سال درود بھیجے۔ یہاں تک کہ
اللہ نے آپ کو مبعوث فرمایا۔ خوشخبری دیتا اور ڈر سنا تا۔ اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور
جلائتا سورج آپ کو ظاہر نام عطا فرمایا کہ اس نے آپ کو تمام دینوں پر ظہور و غلبہ دیا اور آپ کی
شریعت و فضیلت کو تمام اہل سموت و ارض پر ظاہر و آشکار کیا۔ کوئی ایسا نہ رہا جس نے آپ
پر درود نہ بھیجے ہوں اللہ تعالیٰ نے آپ پر درود بھیجے۔

فربك محمود وانت محمد وربك الاول والاخر والظاهر والباطن

وانت الاول والاخر والظاهر والباطن ۔

یا رسول اللہ! پس آپ کا رب محمود ہے اور آپ محمد۔ آپ کا رب اول و آخر

و ظاہر و باطن ہے اور آپ اول و ظاہر و باطن ہیں (

حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

الحمد لله الذی فضل علی
جیم النبیین حتی ف
اسی وصفی۔
سب خیریاں اللہ تعالیٰ کو ہیں جس نے
مجھے تمام انبیاء پر فضیلت دی یہاں تک
کہ میرے نام و صفت میں نہ تھی

۷

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے

اور حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ مدارج النبوت میں دوسرے مقام

پر فرماتے ہیں:

ہرگز مطالعہ کنہ احوال شریف اور
از ابتدا تا انتہاء پر بینہ کرچہ تعلیم
کردہ است اور اپرور، گار و افاض
کردہ است بروی از علوم و اسرار
حاکان و مایکون بہ ضرورت
حاصل شود اور اعلم بہ نبوت اویہ شوب
شکر و ظنون قولہ تعالیٰ علمک
مالہ تکن تعلم و کان فضل اللہ
علیک عظیم اصلی اللہ علیہ
والہ وسلم و علی الہ حب
وصلہ و کمالہ۔

الحاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
خود حضور علیہ الصلوٰۃ و
السلام کو تمام احوال ابتداء
و انتہاء کی تعلیم فرمائی اور آپ
کو علوم اسرار، ماکان و مایکون
جو ہو چکا ہے اور جو ہونے
والا ہے سب پر مطلع فرما دیا۔
جیسا کہ قول تعالیٰ ہے کہ
علمک مالہ تکن تعلم
تعلیم الخ

غور فرمائیے کہ علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا بھی یہ عقیدہ کہ حضور آقلا و دجہا

لے مدارج النبوت ج ۱ ص ۴۲ س ۹ مطبوعہ دہلی

صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتداء تا انتہاء علوم ماکان و مایکون حاصل ہیں۔
 منکرو، ظالمو، اللہ و رسول کے دشمنو! کہاں تک علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار روگے
 اور کس کس کو مشرک و کافر ٹھہراؤ گے۔

بہر کیف مذکورہ تمام دلائل سے ثابت ہو گیا ہے کہ صاحب مدارج النبوت علیہ الرحمۃ کا
 علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا عقیدہ تھا ابھی بے شمار حوالے موجود ہیں۔ لیکن
 بخلاف طوالت اسی پر اکتفاء کرتا ہوں۔ مخالفین کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ
 دیوار کے پیچھے تک کا علم نہیں۔

لیجئے، اس کا جواب بھی حدیث شریف سے دینے دیتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے:

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

آگے اور پیچھے کیاں دیکھنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بخاری شریف باب شروع الصلوٰۃ میں یہ حدیث

مروی ہے:

عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ	حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ
صلی اللہ علیہ وسلم	تحقیق فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
قال هل ترون بلیق ھھن	سلم نے کیا تم نہیں دیکھتے جو میں اپنے
واللہ ما یخفی علی رکوعکم	آگے وہ جو میں دیکھتا ہوں خہ اک قسم
ولا خشوعکم وانی لا اراکم	تمہارے رکوع و خشوع مجھ پر مخفی نہیں
ور ۲ صہری ۱۶	اور میں اپنے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔

دوسری حدیث شریف انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بخاری شریف میں اس

طرح ہے:

سہ بخاری شریف باب شروع الصلوٰۃ ص ۷۷ مطبوعہ مصر

عن انس بن مالك عن النبي
 صلى الله عليه وسلم قال
 اقيموا الركوع والسجود
 فوالله اني لاراكم من
 بعدى وربما قال من بعد
 ظهري اما ركعتكم و
 سجدتكم

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما نے
 روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا صحیح کرو اپنے رکوعوں کو اور سجدوں
 کو خدا کی قسم میں آپ سے پیچھے بھی دیکھتا
 ہوں جب تم رکوع اور سجدہ
 کرتے ہو۔

تبصری حدیث شریف حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ابو ذر میں درج ہے :
 عن انس قال كان النبي صلى الله
 عليه وسلم يقول استدوا
 استدوا فوالذي نفسي بيده
 اني لاراكم من خلفي كما اراكم
 بين يدي -

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
 کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے
 برابر برابر کرو صفوں کو (یعنی جب نماز
 کو کھڑے ہوتے) قسم ہے اس
 ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے
 میں تم کو پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں جس طرح
 سامنے سے دیکھتا ہوں۔

چوتھی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بخاری شریف میں یوں مروی ہے :
 عن أبي هريرة قال قال رسول الله
 صلى الله عليه وسلم اقيموا
 ركوعكم وسجودكم فاني اراكم
 من خلفي كما اراكم من
 امامي -

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ
 فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 کہ نماز میں رکوع و سجدہ ٹھیک ٹھیک
 کیا کرو کہونکہ میں تمہیں پیچھے سے ہی طرح
 دیکھتا ہوں جس طرح سامنے سے۔

مذکورہ چار احادیث صحیحہ سے ثابت ہو گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس طرح آگے کی طرف دیکھتے ہیں اسی طرح پیچھے بھی۔ اور پتہ نہ ملنے پر صلی اللہ علیہ وسلم نمازیوں کے خشوع و خضوع اور رکوع و سجود کو بھی جانتے ہیں۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا کی قسم اٹھانا کہ میں جس طرح آگے دیکھتا ہوں اسی طرح پیچھے بھی دیکھتا ہوں کہ تمہارے خشوع و خضوع رکوع و سجود مجھ سے مخفی نہیں ہیں۔

تو بتائیے کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ معاذ اللہ آپ کو تو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ ان لوگوں کا کیا حشر ہو گا کہ نبی اللہ کی قسم پر بھی یقین نہ کیا۔

نہایت دکھ کی بات ہے کہ قرآنی آیات و احادیث کثیرہ کے باوجود ان سب کو پس پشت ڈال کر دیدہ دانستہ یہودیوں کی طرح علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر دینا، یہ کہاں کی مسلمان ہے۔

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
خصوصاً نجدیت کی وبا سے

عبارت قاضیخان اور

بحث فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ

شہرہ منکرین کا کہنا ہے کہ قاضیخان فقہ کی کتاب میں ہے:

رجل تزوج امرأة بغیر شہود	ایک مرد نے ایک عورت سے بغیر گواہوں
نقل الرجل والمرأة خدائے را	کے نکاح کیا۔ پس مرد اور عورت نے کہا
وہنیر را گواہ کریم قالوا یکون کفرًا	مرد اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو
نہ اعتقد ان رسول اللہ	ہم نے گواہ کیا قالوا یعنی کہتے ہیں کہ
صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب	یہ کفر ہو گا اس لیے کہ اس نے یہ اعتقاد
وهو ما کان یعلم الغیب حین	کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب کو
کان فی لاجیا، کیف بعد	جانتے ہیں اور حال یہ کہ وہ زندگی میں بھی

الموت -

غیب کو نہیں جانتے تھے پس بعد وفات
کے کیونکر جان سکتے ہیں۔

لہذا معدوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غیب نہ جانتے تھے۔ اور یہ بحوالہ لائق میں بھی موجود ہے۔
جواب : مخالفین کا فتویٰ ہے کہ معتقد علم غیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تکفیر فقہ سے ثابت کریں۔
مگر ابھی ان کو خبر نہیں کہ انہوں نے یہ کفر اپنے ذریعے کیا ہے کہ قاضی خان کی عبارت سے اگر کفر
ثابت ہوتا ہے تو معتقد علم غیب نبی بھی، معاذ اللہ، کافر اور تمام مخالفین یعنی نجدی بھی۔ کیونکہ
وہ قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض غیوب کا علم عطا فرمایا ہے۔

پس بموجب عبارت قاضی خان کے ان کے کفر میں ان کی فہم کے بموجب شبہ نہیں تو یہ دیکھتے
نزد چکا ہے کہ مخالفین بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض علم غیب ہونے کے اقرار ہی ہیں۔ جیسا کہ شام
امدادیہ، اعلاء کلمۃ الحق، فیصد علم غیب، فتاویٰ رشیدیہ و دیگر کتب دیوبندیہ و دہلیہ سے ثابت
کیا جا چکا ہے۔

الحاصل مخالفین بھی بعض غیوب کا اقرار کر رہے ہیں تو اگر معاذ اللہ قاضی خان کی عبارت
سے ہم اہلسنت بریلوی پر الزام آئے گا تو خود ہی غور سے خیال کیجئے کہ دیوبندی و دہلی بھی اس
میں شامل ہیں۔

دیدي کہ خون ناحق پروانہ شمع را

چنداں اماں نہ داد کہ شب را سحر کند

تو اگر دکانہ نہ ٹھہریں تو کیا اہل سنت بریلوی ہم ہی کی خطا ہے۔

اب عبارت قاضی خان پر غور فرمائیے کہ اس میں لفظ قالوا موجود ہے جو اس بات پر
دلائل کرتا ہے کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔

اور قاضی خان و فقہاء کی عادت ہے کہ وہ لفظ قالوا اس مسئلہ پر لگاتے ہیں جو خود ان کے
نزدیک غیر متحسن ہوا و اندہ سے مروی نہ ہو۔

چنانچہ اس کی وضاحت فقہ کی معتبر کتاب شامی جلد پنجم ص ۴۴۵ میں ہے :

لفظہ قالوا تذکر فیما فیہ لفظ قالوا دہاں پر بولہ جاتا ہے جہاں

اختلاف ہو۔

خلافت کا صرحوا بہ۔

اور فنیۃ الشغل شرع منیۃ العملی ببحث قنوت میں قاضیخان کی عبادت کے بارے میں
موجود ہے :

ولام قاضینہ نیشیر الی علم
احتیبارہ لہ حیث قتال
واذا صلی علی النبی علیہ
الصلوۃ والسلام فی القنوت
قالوا لا یصلی علیہ ف
القعدة الاخيرة ففی قولہ
اشارۃ الی عدم استحسانہ
لہ والی انہ غیر مردی من
الائمة کما قلنا فان ذلک
من المتعارف فی عباراتہم
لمن استقرھا واللہ تعالیٰ
اعلم۔

اب معلوم ہو گیا کہ قاضی خان کی عبادت خود قاضی خان کے نزدیک غیر مستحسن اور غیر مردی اور
ضعیف و مرجوح ہے حتیٰ کہ اس کے ساتھ حکم کرنا سخت منوع اور جہل ہے۔ اور در النہار
میں ہے :

ان الحکم والفتیاء بالقول المرجوح جہل وخرق بالاجماع۔

اور در النہار میں بھی یہی قاضی خان والی عبادت یوں موجود ہے :

تزویج بتمادۃ اللہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم یجوز بل قید
یحکم۔

دیکھا ساں پر قیل ضعف کی دلیل ہے۔

اور شامی میں بھی اس بات کا جواب یوں موجود ہے :

قيل يكفر لانه اعتقد ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم
عالم الغيب قال في التآثر خانيه
وفي الحجة ذكر
بعضوں نے کہا کہ جو شخص اعتقاد رکھے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب
ہیں وہ کافر ہو جائے گا۔ کتاب الحجۃ
اور فتاویٰ تآثر خانیہ میں ذکر کیا گیا ہے
فی الملحق انہ لا یکفر۔
وہ کافر نہیں ہو سکتا۔

اب معلوم ہو گیا کہ لفظ قالوا فقہاء کے نزدیک بترتہ اور تضعیف کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ نیز اس کے علاوہ فتاویٰ حامیہ جلد ۲ ص ۳۶۲، اور عمدۃ الرعاۃ ص ۱۵، اور لانا عبدی فی تراجم الخفیہ ص ۱۰۱ و فتح القدر کتاب الصوم جلد ۲ ص ۱۹۴ و شامی جلد ۲ ص ۳۶۳ و غنیۃ المستملی شرح فیتہ المصلی بحث قنوت ص ۴۔ ان سب نے قاضیخان کے لفظ قالوا کئے کا خاص مسلک بیان کیا ہے کہ لفظ قالوا اشارۃ الی الضعف ایضاً رسم المفتی کے اس قاعدہ کو بھی بغور زیر نظر رکھنا چاہیے کہ ان الاحکم والفتی بالقول المروجہ جملہ و فرق للاجماع۔

اور معہن المتعاقب شرح کنز الدقائق اور خزانۃ الروایات میں ہے :

وفي المصنوعات والتصحيح
انه لا يكفر لان الانبياء عليهم
الصلاة والسلام يعلمون
الغيب و يعرض عليهم
الا فلا يكون كفراً
یعنی مصنوعات میں ہے کہ صحیح یہ ہے کہ
کافر نہیں ہوتا اس لیے کہ انبیاء
علیہم الصلوٰۃ والسلام غیب کے عالم
ہیں اور ان پر اشیاء پیش ہیں پس
کفر نہ ہو گا۔

تشریح اور شامی نے بیان کیا ہے کہ اگرچہ روایات صحیحہ ۹۹ کفر پر دال ہوں۔ اور ایک روایت ضعیفہ اگرچہ غیر مذہب کی بھی ہو۔ اسلام پر دال ہو تو مسلمانوں کو کافر نہیں کہنا چاہیے۔ لہذا جو شخص ایک ضعیف روایت کی بنا پر اولیاً اللہ کو خصوصاً عوام مسلمانوں کو عموماً کھنڈہ کا فتویٰ لگا دے پاگل اور روایات نہیں تو کیا ہے۔ فانظر بعین البصيرة لابعین البصرة

تصویر کا دوسرا رخ : یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ جس طرح وہابیوں دیوبندیوں نے آیات قرآنی و احادیث صحیحہ و صحاح و مسند و علماء امت کی عبارات کو نہایت عیاری و خابازی اور ہدیانتی سے مسخ کر کے اپنی کتابوں میں تحریر کی ہیں۔ جو کلمہ اپنے مطلب کے خلاف تھا اسے چھوڑ دیا۔ اسی طرح انہوں نے فقہا کرام کی عبارات کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا ہے۔ نمونہ کے طور پر ملاحظہ فرمائیے۔

علامہ شامی جلد ۴ ص ۶۲ کی صرف یہ عبارت حاصلہ ان دعویٰ علم غیب معارضۃ نص القرآن فیکفر بها کہہ دیتے ہیں اور حالانکہ جو اصل عبارت آگے ہے وہ ترک کر دیتے ہیں چنانچہ اب اصل عبارت ملاحظہ فرمائیے:

فیکفر بها الا اذا استند ذلك	حاصل یہ ہے کہ اگر کوئی غیب جاننے کا
صریحا او دلالة الى سبب	دعویٰ رکھتا ہے اور یہ اعتقاد نہیں
من الله تعالى كوحى او الهام	رکھتا کہ ایسا اللہ تعالیٰ کے حکم سے
وكذا لو استند الى اشارة	ہوگا۔ ہاں اگر اسے کسی سبب
عامة يجعل الله تعالى	الہی کی طرف سے مراعات یا دلالت
واطال الكلام ونقل عن	نسبت کرتا ہے کہ مجھے وحی یا
مختارات الفوائد بصاحب	الہام یا علامات عادیہ کی وجہ
الهداية ولو لم يعتمد	سے ایسا معلوم ہوا ہے کوئی
بقضاء الله تعالى واد الغيب	کفر نہیں۔
لنفسه يكفر به	

علامہ شامی کی عبارت سے صاف واضح ہے کہ جو ذاتی علم غیب کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے علم غیب حاصل ہونے کا قائل ہو کفر نہیں۔ کتنی بڑی بے ایمانی اور کفر پسندی ہے کہ فقہ کی عبارات بھی مسخ کر کے پیش کرتے ہیں۔

لے علامہ شامی جز ۱ ثالث ص ۶۲

زاہد تنگ نظر نے بے کاسرہ جانا
اور کافر یہ سمجھتا ہے مسلمان ہوں میں

دوسرا حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

شیخ محمد بن اسماعیل صاحب الفصولین جلد ۲ ص ۱۲۰ پر فرماتے ہیں،

بأن النفي هو العلم بالاستقلال
لا العلم باعدام۔

دفعانے جو کہا ہے کہ آپ کے علم غیب
کا معتقد کافر ہے تو اس کا جواب یہ ہے
کہ یہ علم باہ استقلال کی نفی ہے مسلم
بالعلم کی نفی نہیں ہے۔

تیسرا حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

صاحب درمختار فرماتے ہیں،

وفيما حكل انسان غير الانبياء
لا يعلم ما اراد الله تعالى له
وبه لان ارادته تعالى غيب
الا لفقها فانهم علموا ارادته
تعالى بهم الحديث الصادق
المصدق يرد الله به خبير
الفتحة في الدين۔

حاصل یہ ہے اور اشباہ میں ہے کہ
ہر آدمی سوائے انبیاء علیہم السلام کے
بانتا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کیا ارادہ
ہے اس کے ساتھ دایرین میں۔
اس واسطے کہ حق تعالیٰ کا ارادہ غیب ہے
مگر فقیہ اس کو جانتے ہیں۔ اس
واسطے کہ دو جان گئے ہیں حق تعالیٰ کے
ارادہ کو جو ان کے ساتھ ہے رسول صادق
صدق کی اس حدیث کی دلیل سے کہ جس کے
ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ کرتا ہے اس کو
دین میں فقیہ کرتا ہے یعنی ائمہ دین میں فہم سلیم
مطہر کرتا ہے۔

اب خوب معلوم ہو گیا ہے کہ فقہاء، ڈنکے کی چوٹ سے نکل رہے ہیں کہ فقہ میں بھی جہاں انکار ہے یہی معنی ہیں کہ بے تعلیم الہی کے کسی کو عالم غیب بتانا کفر ہے اور تعلیم الہی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت ہے۔
چوتھا حوالہ ملاحظہ فرمائیے،

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تنویر الحوالک فی رؤیۃ النبی والملک میں قاضی خان اور بحر الرائق کی عبارت کا جواب ان نغلوں میں فرماتے ہیں:

وما ذکر قاضی خان من کفر من قال لا مراۃ تزوجہا لشہادۃ الرسول والملئکہ وعلا بان الرسول لا یعلم الغیب حیاً فکیف یعمد میسراً قلنا واللہ قادر ان یحضرہ وہو یحکم کل من سلمہ عندہ وسائر متہ وانما فی الکفر من انکارہ الشہود فی النکاح وهو ثابت بالحديث المتواتر فانکارہ کفر والنکاح بلا ولی وشہود خاص نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کما فی الخصائص

اور جو قاضی خان نے ذکر کیا ہے کہ وہ شخص کافر ہے جس نے اپنی عورت کے نکاح کے وقت رسول اور فرشتے کی گواہی کے ساتھ نکاح کیا اور اس سے بڑی بات کہی اُس نے کہ رسول زندہ غیب کر نہیں جانتا مردہ کیسے ہاں سکنا تم کہتے ہیں کہ اللہ قادر ہے اس بات پر کہ آپ کو حاضر دے اور شخص آپ پر سلام بھیجتا ہے اور تمام امت کے ساتھ آپ کلام کرتے ہیں اور جو اس نے کفر کا فتویٰ دیا ہے وہ نکاح میں گواہوں کے انکار سے ہے جن کا نبوت حدیث متواتر سے ہے تو اس کا انکار کفر ہے اور نکاح بلا ولی کے اور بلا گواہوں کے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے جیسا کہ خصائص کبریٰ میں موجود ہے۔

۱۔ تنویر الحوالک فی رؤیۃ النبی والملک ص ۳۵

اس سوال اور فقہاء کرام کی جہارت سے معلوم ہوا کہ وہ بھی باعلام خداوندی علم غیب کے قائل ہیں۔ لہذا فرقہ میں کی ایسی جہارت ہے تو وہاں نفی ذاتی کی ہے کہ خود بخود کوئی غیب نہیں جانتا لیکن اللہ تعالیٰ کی عطا سے علم غیب ثابت ہے۔

بجود تعالیٰ مخالفین کے اس شبہ کا بھی ازالہ ہو گیا ہے۔

چند سال پہلے آصفی اور درپردہ و ہابیوں کو اعلان ہے کہ کسی معتبر کتاب فقہ حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معتقد عطائی علم غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کفر کا فتویٰ دیکھا دیں۔

فَات لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّاسَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّارُ وَالْحِجَارَةُ۔

کفار کا ذوالقرنین اور روح اور اصحاب کف کے متعلق سوال اور

اس جواب میں

حکمت خیر اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

شبہ : منکرین کا کہنا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کفار نے چند سوالات کیے۔ روح اور ذوالقرنین اور اصحاب کف کے متعلق تو آپ نے فرمایا میں کل جواب دوں گا ایسے ہی آپ کل پر ڈالتے رہے۔ وحی بند رہی آخر کئی روز بعد یہ وحی آئی کہ آپ انشا اللہ کہہ دیا کریں۔ لہذا اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوتا تو آپ پہلے ہی انشا اللہ کہہ دیتے۔

جواب : ناظرین! آپ کو یہ تو معلوم ہو ہی چکا ہو گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے سوالات کرنے والے کافر و کفر ہی تھے کیونکہ وہ علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر تھے۔ اس لیے وہ ہر وقت اس تلاش میں رہتے تھے کوئی نہ کوئی ایسا سوال کرتے رہیں جس سے مقام نبوت کے علم کی نفی ہو۔ لیکن یہ سب کوششیں بے سود ہیں۔ بھلا اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ میں کل جواب دوں گا تو اس میں علم کی نفی کب ثابت ہوتی ہے۔ یہ محض گمان ہے۔

اب دریافت طلب امر تو یہ ہے کہ کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو جواب اللہ تعالیٰ کے اشارے سے فرمایا تھا اس پر انشاء اللہ استعمال فرماتے تھے یا امور امتحانیہ یا امور شرعیہ پر کبھی آپ نے انشاء اللہ فرمایا ہو، نہیں باقی امور میں تو آپ کا ہاں کرنا سوانے اشارے الہیہ کے ہو سکتا ہی نہیں تھا۔

اللہ تعالیٰ کی معیت خاصہ اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ ہوتی ہے۔ ایسے ہی تمام انبیاء علیہم السلام سے بڑھ کر معیت الہیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔ کیا باقی انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ اپنے مخالفین پر بوقت مقابلہ اپنی معیت کا اظہار کرتے ہوئے غالب کریں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بوقت مقابلہ کفار معاذ اللہ عاجز کریں جن کی نبوت اور غلبہ قیامت تک رہنا ہے۔ یہ قانون خداوندی کے خلاف ہے۔ جو بات مخالفین سمجھیں کہ اگر غیب ہوتا تو پہلے ہی انشاء اللہ فرمادیتے۔

آنکھیں کھول کر غور کیجئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جو کفار نابکار سے فرمایا کہ اخبوکم غداً میں تمہیں کل خبر دوں گا۔ کیا یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی خواہش سے کلام کرنا تھا یا کہ رضائے الہی پر اگر یہ تسلیم کرو کہ آپ کا اخبوکم غداً فرمانا اللہ تعالیٰ کی رضا پر تھا تو پھر شبہ کی گنجائش نہیں۔ اور اگر یہ کہہ کر آپ نے (معاذ اللہ) اخبوکم غداً اپنی مرضی اور رضائے الہی کے بغیر فرمایا تھا تو خود ہی بتائیے کہ مقابلہ نبوت کے حکم ٹھہرے یا کہ نہیں۔ کیونکہ نبی اللہ کا تو بر قول وفعل فشاء الہی پر ہی ہوتا ہے۔ اس لیے پھر تم خود ہی سوچو کہ ایسا شبہ کرنے والے کون لوگ تھے جنہوں نے یہاں تک کہہ دیا تھا کہ (معاذ اللہ) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ کو اس کا جواب بھی خود ہی دینا پڑا کہ :

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَنَاقَتِي وَ
لَا خَيْرَ دَخِرَ لَكَ مِنَ الْأُولَى
وَلَسَوْتُ يُعْطِيَنَّكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ
اے محبوب! آپ کو آپ کے رب نے
نہیں چھوڑا آپ کی تو بہر گھڑی پھلی گھڑی
سے بہتر ہے۔ آپ کو اتنا عطا فرمائیں گے
کہ قریب ہے راضی کر کے چھوڑینگے۔

لَا اَكْبِرُ جَوَابَ خَدَاوَنَدَىٰ نَعْنِي كُنَّا كَوْنَا كَبِمْ طَا كَرَكْ دِيَا اَوْرَانِ كِي تَمَامِ شُورِشُونِ كُو

طہ پ ۴ - ۱۰۵ - س النبی

ذَلِكَ غَدًا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ ۚ
 کون گا مگر یہ کہ اللہ چاہے۔

اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ یہ فرما رہا ہے کہ اسے محبوب! آپ انشاء اللہ فرمادیا کریں تو آئندہ کے لیے قانون مقرر فرمایا گیا ہے نہ کہ ماقبل کی وجہ بیان کی جا رہی ہے۔

یہ تو مخالفین کا بہت بڑا اجتہاد باطل ہے کہ وہ اس آیت شریفہ کا یوں ترجمہ کریتے ہیں کہ (معاذ اللہ) اسے نبی! تم نے انشاء اللہ کیوں نہ کہا۔ استغفر اللہ۔ یہ بھی ان لوگوں کی سب سے بڑی تمکاری اور جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذلت مقدسہ پر حملہ ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ آئندہ کے لیے قانون مقرر فرما رہا ہے اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کنار کے معاملے میں ایسے جوابات کا بوجھ ہی اٹھا دیا ہے۔

وَوَضَعْنَا عَنْكَ الزِّبْذِي
 اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۖ
 تاکہ اسے محبوب آپ کی ذات پر کسی کا بوجھ ہی نہ رہے۔

تو ان تمام دلائل قویہ سے یہ معلوم ہوا کہ اس واقعہ میں نہ تو آپ کے عدم علم پر دال ہے اور نہ نسیان مراد ہے اور نہ ماقبل کی کوئی وجہ ہے۔ اور آپ کو ان سوالات کا علم تھا لیکن اس کا اظہار اس وقت مقصود نہ تھا، نہ کہ لاعلمی مراد ہے جیسا کہ حاسدین نے علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی کی بنا پر اپنے قیاس باطل سے سمجھ لیا ہے۔

معلم رب العالمین جل جلالہ

اور معلم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

شعبہ: متکین یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہلی وحی لے کر آئے تو انھوں نے کہا: اقراء، پڑھیے اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ تو آپ نے فرمایا: ما انا بقاریء میں پڑھا ہوا نہیں۔ ایسا تین مرتبہ ہوا۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے کہا: اقراء باسم ربك الذی خلق۔ تو آپ نے پڑھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوتا تو آپ کو انا بقاریء کہنے کی کیا ضرورت تھی۔

جواب: مخالفین کا یہ اعتراض بھی اسکی صریح تمکاری اور جہالت کی بنا پر ہے۔ جہلا بتائیے تو

لحمہ، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴

سہی کہ عا انا بقاری کا ترجمہ یہ کہاں ہے کہ میں پڑھا ہوا نہیں۔ اس کے معنی تو یہ ہیں کہ میں نہیں پڑھنے والا۔ یا میں نہیں پڑھتا۔ کیونکہ قاری اسم فاعل کا صیغہ ہے کہ میں نہیں پڑھتا۔ تو اس میں آپ کے عدم علم ہونے کی دلیل کیسے ہو سکتی ہے۔ آپ کا یہ جواب اپنے مخاطب کو بالکل صحیح اور آپ کے علم عظیم کی بہت بڑی دلیل ہے۔ اگر آپ اپنے مخاطب حضرت جبرائیل علیہ السلام کو یہ جواب نہ فرماتے تو قانون خداوندی ہی غلط ہو جاتا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے عظیم خاصہ یہی ہے کہ آپ نے کسی مخلوق سے تعلیم حاصل نہیں کی۔ اور آپ کسی مخلوق سے علم نہ حاصل کرنے کی وجہ سے ہی لقب 'اُتی' سے یاد کیے جاتے ہیں۔

اور آپ کا یہی لقب انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام و اُمم سابقہ کی زبان پر جاری ہوا۔ اُتی کی طرف منسوب ہے اس لحاظ سے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے علوم و فنون کا اکتساب نہیں کیا۔ آپ کو اُتی کہتے ہیں۔ ملک عرب کی یہی حالت تھی کہ وہ لکھنے پڑھنے سے عاری ہوتے تھے۔ وہ اپنی تمام عمر اسی حالت میں گزار دیا کرتے تھے جو ایک ایسے بچہ کی ہوتی ہے جو نہ مکتب گیا، نہ درس لیا، نہ قلم ہاتھ میں پکڑا اور نہ سبق زبان پر جاری ہوا۔ چنانچہ یہود نے اہل عرب کا نام اُتیوں رکھا۔

قرآن کریم خدا اس کی وضاحت فرماتا ہے:

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا

یہودی کہتے ہیں کہ ہم ان اُتی لوگوں کے

ساتھ خواہ کچھ ہی برتاؤ کریں ہم پر کچھ

مواخذہ نہ ہوگا۔

و مٰیۤنۡ مَّیۤلَیۡ

چنانچہ یہ نام عرب کے لیے معرّفہ بن گیا اور قرآن کریم نے اسی لفظ کے ساتھ اہل عرب کو خطاب کیا:

هُوَ الَّذِیۡۤ بُعِثَ فِیۡ الْاٰمَتِیۡنِ

خدا کی وہی ذات ہے جس نے اُتیوں میں

ایک خاص رسول مبعوث فرمایا۔

رَسُوْلًاۙ

تیسری آیت قرآن حکیم نے ناخاندہ (ان پڑہ) اشخاص کے لیے لفظ اُتی کو استعمال کیا ہے:

وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ
الْكِتَابَ ۚ
یہودیوں میں ایسے ناخواندہ بھی ہیں جو کتاب کا
کچھ علم نہیں رکھتے۔

ای آیات سے ثابت ہوا کہ لفظ اُمّی کے معنی اُن پڑھ اور ناخواندہ کے ہیں۔

اب قرآن کریم نے جو حضور اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اعلان کیا ہے کہ آپ اُمّی ہیں اور پھر آپ کا خود زبانِ ترجمان سے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے جواب میں ما انا بقاریٰ فرمایا۔ اس کا حاصل یہی ہے کہ آپ نہ مخلوق میں کسی کے شاگرد اور نہ مخلوق میں آپ کا کوئی استاد ہے آپ کو جو بھی علوم ماحضان و مایکون حاصل ہیں وہی ہیں۔ اسی لیے اُمّی ہونا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جلیل القدر معجزہ قرار پایا ہے۔ اور قرآن نے لاکھوں مخالفوں کی بھیڑ میں آپ کے وصف اُمّیت کو بدلتے ہوئے پیش کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَمَا كُنْتَ تَتْلُو مِنْ قَبْلِهِ مِنْ
كِتَابٍ وَلَا تَخْطُ بِهِ مِثْلًا
إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنْتَظِرَ
اے محبوب! آپ اس سے پہلے کوئی
کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے
کچھ لکھتے تھے۔ یوں ہوتا تو باطل والے
مزدور شک لاتے

آیت بالا میں اس امر کا اظہار ہے کہ تم میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ کتاب کو
جھٹلاتے ہو اور کہتے ہو یہ کتاب من جانب اللہ نہیں ہے حالانکہ تم جانتے ہو کہ یہ میرے رسول
اُمّی ہیں۔ نہ کسی مکتب میں داخل ہوئے نہ کہیں تعلیم حاصل کی نہ کوئی کتاب پڑھی نہ اپنے ہاتھ
مبارک سے کچھ لکھا پھر تم کتاب اللہ سے کیوں منکر ہوتے ہو؟ تمہیں قرآن کے منجانب اللہ ہونے
میں شبہ اس وقت ہو سکتا تھا جبکہ یہ رسول کسی مخلوق سے تعلیم حاصل کرتے اور کسی یونیورسٹی
کی سند حاصل کرتے۔ اگر ایسا ہوتا تو تم کہہ سکتے تھے کہ یہ کتاب انھوں نے خود مرتب
کر لی ہے۔

نہ پ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵،

حضرت کا علم لدنی تھا اسے امیر!
حضرت وہیں سے آئے تھے لکھے پڑھے ہوئے

اسے منکرو باغور کرو تاریخ شاہد ہے اور قرآن کریم ناظم ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے اتنا علم نہیں کیا اور سوائے ربانی انوار و برکات کے آپ کے لوح قلب پر کسی کی تحریر و تقریر کا ایک حرف بھی ثبت نہیں ہوا۔ اور قرآن نے آپ کے اس وصف امتیت کا بار بار اظہار فرمایا۔

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ
الَّذِي آتَىٰ بِهِ
وہ جو لوگ جنہوں نے غلامی اختیار کر لی
اس رسول اُمّی کی جو غیب کی خبریں
دینے والے ہیں۔

تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ محبوب رسول وہ ہیں جن کی تعلیم حظیرہ قدس میں ہوئی ہے جن کو اگر شاگردی کا شرف عظیم حاصل ہے تو صرف رب العالمین سے ہے۔ یہی وجہ تھی کہ اس نبی اُمّی کے دربار مقدسہ میں جہان کے فصحاء، بلغاء، علماء اور فلاسفوں کی جماعتیں حاضر ہوتیں اور عرض کرتیں کہ سرکار ہمارا علم اور آپ کا عرفان قطرہ و قندم کی مثال بھی نہیں رکھتا اور فصحاء و عدنان اور بلغاء قحطان کا تو یہ حال تھا کہ

تیرے آگے یوں ہیں دبے پئے فصحاء عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جان نہیں
سبحان اللہ! یہ تو وہ علیم ہیں جنہوں نے کسی سے تعلیم حاصل نہیں کی اور ایک ان پڑھ
اور جاہل قوم میں مبعوث ہوئے جن کے لیے تعلیم و تعلم کے تمام دنیاوی اسباب مفقود تھے۔
وہ ہماری کائنات کے استاد اور دونوں عالم کے دقیقہ دان ہیں اور دماغ روشن ضمیر کو ہموار
قلب کو متجلی، روح کو منور کر دینے والی تعلیم سے نوازا رہے ہیں۔ تہذیب و اخلاق، تدبیر

منزل اقتصادیات و عمرانیات کے سبق پڑھا رہے ہیں۔

۵

اُمّی و دقیقہ دانِ عالم

بے سایہ و سائبانِ عالم

تو معلوم یہ ہوا کہ ہمارے رسول علیہ التحیۃ و الثناء کا نبی اُمّی ہونا بہت بڑا معجزہ ہے، اور کسی کو یہ کہنے کا حق نہیں ہو سکتا کہ آپ کا مخلوق میں کوئی بھی ایک آن اور ایک لمحہ کے لیے بھی معلّم و استاد بنا ہو بلکہ جو اس محبوب کا معلّم ہے اس نے خود ہی یہ اعلان فرما دیا ہے:

الرحمن علم القرآن۔ رحمن نے سکھایا قرآن۔

نیز فرمایا:

عَلَيْكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ

فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا۔

اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! جو کچھ نہ

جانتے تھے آپ ہم نے آپ کو بتا دیا

آپ پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے۔

چنانچہ امام المفسرین علامہ ابن جریر علیہ الرحمۃ تفسیر ابن جریر جزء الخامس میں اسی آیت کریمہ کے ماتحت فرماتے ہیں:

عَلَيْكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ مِنْ

خَبَرِ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ وَمَا

كَانَ وَمَا هُوَ كَأَنَّ قَبْلَ

ذَلِكَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ

عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدٌ مِنْ خَلْقِكَ۔

اے محبوب! سکھایا آپ کو جو کچھ نہ جانتے

تھے تمام اذّٰلین و آخرین کی خبروں سے

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب سے اللہ

نے آپ کو پیدا فرمایا ہے اسی وقت سے

جو کچھ ہو چکا ہے اور جو ہونے والا ہے

یعنی ماکان و مایکون کا علم عطا فرما دیا،

یہی آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔

نہ پ د ۱۳، ص ۱۳۱، من انشا۔

تفسیر ابن جریر جلد پنجم ص ۱۶۳

مذکورہ تمام دلائل اور آیۃ علمک اور علامہ ابن جریر کے کلام سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام علوم سکھا دیے ہیں۔
 علامہ ابن جریر علیہ الرحمۃ کا یہ کلام کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدائش سے ہی ماکان و مایکون کا علم عطا فرما دیا ہے۔ یہ حدیث بھی اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

کنت نبیاً و آدم بین السدوج میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ
 والجسد آدم علیہ السلام روح اور جسم کے
 درمیان تھے۔

اس حدیث کو امام احمد، بخاری، طبرانی، حاکم، ابونعیم نے بھی نقل فرمایا اور یہ حدیث مختلف الفاظ میں آتی ہے۔

تو معلوم یہ ہوا کہ نبوت ایک وصف ہے اور وصف کے لیے ذات کا پہلے ہونا ضروری ہے جس سے اس امر کی قطعی وضاحت ہوتی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھی۔

یہاں پر چلتے چلتے ذرا مغلطین کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کی کتاب نشر الطیب صفحہ ۱۰ کا بھی ایک حوالہ ملاحظہ فرمایا لیکن گاہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے پوچھا، یا رسول اللہ آپ کے لیے نبوت کس وقت ثابت ہو چکی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ جس وقت کہ آدم علیہ السلام ہنوز روح اور جسد کے درمیان تھے روایت کیا اس کو ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔

واضح رہے کہ مولوی اشرف علی تھانوی نے اسی کتاب نشر الطیب میں مذکورہ حدیث کے علاوہ اور احادیث صحیحہ نقل کی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بھی نبی تھے جبکہ

لے خصائص کبریٰ جزء الاول ص ۳

کوئی شے پیدا نہیں کی گئی تھی۔ اسی کتاب کے صفحہ ۶ پر مولوی اشرف علی تھانوی احادیث صحیحہ دلائل قویہ سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے سب کچھ پیدا فرمایا گو یا کہ آپ کو پیدا نہ کرتا تو نہ لوح و قلم ہوتے نہ زمین و آسمان ہوتے، نہ عرش و تختی ہوتے، نہ جنت و دوزخ ہوتے نہ ملائکہ ہوتے۔ غرض کہ عالمین کی کوئی شے پیدا نہ ہوتی۔

اب جب ہم اپنے مذہب حق کے تمام دلائل قرآن و حدیث سے پیش کرنے کے ساتھ انہی مخالفین کے معتبر مولوی سے مذکورہ مسئلہ پیش کرتے ہیں تو مخالفین یہاں پر یہ کہتے ہیں کہ مولوی اشرف علی تھانوی کی عبارات بھلا سے لیے حجت تو نہیں ہیں۔

تو میں اس کا جواب یہ دیتا ہوں کہ اگر مخالفین کے نزدیک مولوی اشرف علی تھانوی کی عبارات نشر الطیب تمہارے لیے حجت نہیں ہیں تو پھر اس مذکورہ مسئلہ کے عقیدہ پر جب اہل سنت بریلوی مشرک و کافر ٹھہرتے ہیں تو مولوی اشرف علی تھانوی کو بھی انہی فتوؤں کا ہار کیوں نہیں پہناتے۔ مولوی اشرف علی تھانوی کو بھی وہی کہو جو بریلویوں کو کہتے ہو۔ پر مخالفین مجبوراً پریشان ہیں کہ کیا کریں۔ ایک طرف تو مولوی اشرف علی کے گیت گاتے پھرتے ہیں اور دوسری طرف یہ کہتے ہیں کہ ہمارے لیے ان کی بات حجت نہیں۔

ۛ

دل کے پھسولے جل اُٹھے سینے کے داغ سے

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چہرہ داغ سے

بہر کیف مجھے ایسی طویل بحث میں اس وقت جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تو بات

در اصل یہ ثابت ہوئی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وقت بھی نبی تھے جبکہ عالمین کی کوئی

شے پیدا نہ ہوئی تھی اور اللہ تعالیٰ نے خود آپ کو تمام علوم کی تعلیم فرمادی۔ اسی لیے

فُوَ مَآءٌ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فرماتے ہیں:

دینی مربی فاحسن دیبی۔ مجھے میرے رب نے تعلیم دی اور

بہترین تعلیم دی۔

اللہ اکبر! متعلم رحمۃ للعالمین میں اور معلم رب العالمین ہے۔ تو معلوم یہ ہوا کہ جبرائیل علیہ السلام سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ما انا بقاری کا مطلب یہی تھا کہ میں کسی کا شاگرد تو ہوں نہیں اور نہ مجھے کسی اور سے پڑھنے کی ضرورت ہے اب تو مجھے دوسروں کو پڑھانے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں آتا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے تین مرتبہ فرمایا: پڑھیے۔ تو آپ نے فرمایا میں نہیں پڑھتا۔ لیکن غلب جبرائیل علیہ السلام نے یہ فرمایا:

اقراء باسم ربك الذی خلق۔ پڑھیے آپ اس رب کا نام لے کر جس نے

آپ کو پیدا فرمایا ہے۔

تو آپ نے فوراً فرمایا اقراء باسم ربك الذی خلق۔ نیز پڑھو یا پڑھیے اسی سے کہا جاتا ہے جو پڑھا ہوا ہو جانتا ہو۔ جبرائیل علیہ السلام کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمانا پڑھیے۔ اس کے بھی یہی معنی ہیں کہ آپ پڑھیے ہوئے ہیں۔

بہر حال لفظ نبی الاتی اور ما انا بقاری کا مطلب یہ حاصل ہوا کہ آپ نے اپنے رب العالمین ہی سے تعلیم حاصل کی ہے۔ اس لیے جو تلمیذ خاص اللہ تعالیٰ کے ہی ٹھہرے وہ کسی اور سے تعلیم حاصل نہیں کر سکتے۔ نہ کہ ما انا بقاری پر کا یہ مطلب ہے کہ آپ ان پڑھتے۔ معاذ اللہ جیسا کہ سفہاء زمانہ نے سمجھ رکھا ہے۔ یہاں تک تو تھا مخانیفین کے دو شبہوں کا ازالہ۔ الحمد للہ اب ایک بات قابل غور یہ بھی ہے کہ قرآن کریم و احادیث شریفہ سے آفتاب کی طرح روشن ہو چکا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے متعلم خاص ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کا معلم ہے۔ تو پھر دیکھنا یہ ہے کہ اگر شاگرد کے علم میں کچھ کمی رہے تو اس کی صرف چار ہی وجہیں ہو سکتی ہیں:

اول تو یہ کہ شاگرد نااہل تھا استاد سے پورا فیض نہ لے سکا۔

دوم یہ کہ استاد کامل نہ تھا کہ مکمل نہ سکھا سکا۔

سوم استاد یا تو بخیل تھا کہ پورا پورا مکمل علم اس شاگرد کو نہ دیا یا اس سے زیادہ

کوئی اور پیارا شاگرد تھا کہ اس کو سکھانا چاہتا ہے۔

چارم یہ کہ جو علوم پڑھانے وہ ناقص تھے۔ ان چار وجہوں کے علاوہ میرے خیال میں

اور تو کوئی وجہ ہو سکتی نہیں۔

اور یہاں تعلیم دینے والا خود پروردگارِ عالم اور تعلیم لینے والے حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اب جب کہ استاد بھی کامل اور شاگرد بھی کامل اور سب سے پیارا اور تمام علوم بھی مکمل، جب یہ تمام کام مکمل ہے تو ذرا انصاف سے بتائیے کہ پھر ایسے رب العالمین کے تلمیذ خاص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف میں کسی قسم کی کمی ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔

اس لیے ہم کہا کرتے ہیں اور حق کہتے ہیں کہ جو لوگ علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں کسی قسم کی تنقیص کرتے ہیں یا آپ کو کسی امر میں (معاذ اللہ) بے علم سمجھتے ہیں وہ حقیقتاً اللہ تعالیٰ کے علم میں تنقیص کرتے ہیں۔

اب ذرا انما نصین حضرات کی حالت بھی ملاحظہ فرمائیے۔
 دہلیہ دیوبندیہ کے شیخ الحدیث مولوی خلیل احمد انبیٹوی اپنی کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۲۰ پر رقم طراز ہیں:

(بلغت) مدرسہ دیوبند کی عظمت حق تعالیٰ کی درگاہ پاک میں بہت ہے.....
 یہی سبب ہے کہ ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا آپ کو یہ کلام کہاں آگئی آپ تو عربی میں۔ فرمایا کہ جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہے ہم کو یہ زبان آگئی ہے۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ دیوبند کا معلوم ہوا۔

ناظرین غور فرمائیں کہ ان لوگوں کے نزدیک مدرسہ دیوبند کی عظمت تو اعلیٰ ہوئی اور رسالتناہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ شان و عظمت ہوئی کہ تمام علمائے دیوبند معاذ اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے استاد اور آپ معاذ اللہ ان کے شاگرد۔ استغفر اللہ۔

اب بتائیے اس سے بڑھ کر کھلی گستاخی اور ظلم عظیم کیا ہو سکتا ہے کہ جس ذات مقدسہ کو خود خداوند کریم کی ذات کامل نے تعلیم دی اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم حاصل کی اور آپ کو کل عالم کی تمام زبانوں کا علم ہے۔

ان نجدیہ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد اور قرآن کریم کی آیات اور رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ

والعظیم کے تمام ارشادات کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ اعوذ باللہ السميع العظیم من
الشیطن الرجیم۔
صاحب غور کو کیا یہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں صریح گستاخی کا کلمہ
نہیں تو اور کیا ہے!

آیت علمک کے بعد

نزول وحی کا بیان

شبہ : منکرین کا یہ بھی کہنا ہے کہ آیت شریفہ علمک نہ تو کن تعلیم کے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ
نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع اشیاء کا علم عطا فرما دیا ہے۔ تو اس آیت شریفہ کے بعد بھی
حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی جب آپ کو تمام اشیاء کا علم عطا فرما دیا گیا تو اس کے
بعد وحی کا نزول کیوں ہوا اور اس کا کیا فائدہ ہے؟

جواب : اللہ اللہ کیا عجیب بات ہے بھلا ان لوگوں کو ابھی تک یہ خبر نہیں کہ کلام اللہ شریف
میں احکام مکرر نازل ہوئے ہیں۔ آیتیں مکرر آئیں۔ کئی سورتوں کا نزول عثمان نے مکرر بتا دیا ہے۔ پھر کیا شبہ اور
جو شبہ بیان کر کے علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا ہے وہی شبہ ان آیتوں میں کر کے
ان کے کلام اللہ ہونے کا انکار کرنا ناممکن ہے۔ خدا تعالیٰ محفوظ رکھے ایسے تعصب سے کہ جو
حق اور ناحق میں تمیز نہ ہونے دیں ایسی خرافات تو کب اس قابل تھیں جس کی طرف توجہ
کی جاتی۔

موصوف اس نقطہ سے کہ لوگ دھوکا نہ کھائیں ایک عبارت لکھی جاتی ہے جس سے معلوم
ہو جائے گا کہ آیات کے نزول میں بھی تکرار ہوتی ہے، کیوں اور کس لیے۔
مشکوٰۃ شریف کی حدیث معراج میں ہے:

فأعطى رسول الله صلى الله	پس معراج کی رات میں حضور صلی اللہ علیہ
عليه وسلم الصلوة الخمس	وسلم کو پانچ نمازیں اور سورۃ بقرہ
و أعطى خواتيم سورة البقرة-	کی آخری آیات عطا ہوئیں۔

اب اس سے معلوم ہوا کہ شبِ معراج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پانچ نمازیں اور سورہ بقرہ کی آخری آیات عطا ہوئیں۔ اسی حدیث کے ماتحت حضرت علامہ علی قاری رحمہ اللہ ابھاری مرتقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں تحریر فرماتے ہیں:

بشکل هذا يكون سورة البقرة
مدنيه وقصة المعراج بالاتفاق
مكية۔
یعنی معراج شریف میں خواتیم سورہ بقرہ
دیے جانے پر یہ اشکال آتا ہے کہ
سورہ بقرہ مدنی ہے مدینہ میں نازل ہوئی

اور قصہ معراج بالاتفاق مکی ہے۔

یعنی سورہ بقرہ مدنی ہے اور مدینہ میں نازل ہوئی اور اس پر سب کا اتفاق ہے اور قصہ معراج شریف بالاتفاق مکی ہے کہ معراج شریف مکہ مکرمہ سے ہوئی۔ تو جب معراج شریف میں خواتیم سورہ بقرہ عطا ہو چکی تھی تو پھر سورہ بقرہ مدنی کیوں نازل ہوئی اور اس سے کیا فائدہ۔ یہ اعتراض بھی بعینہ مخالفین کی طرح کا ہے تو اس کے جواب میں خود ہی حضرت علامہ علی قاری رحمہ اللہ ابھاری فرماتے ہیں:

حاصله انه ما وقع تكرار الوحي
فيه تعظيماً له واهتماماً
لشانه فاوحى الله اليه ملك اليمين
بلا واسطة جبريل وهذا يتم
ان جميع القرآن نزل بواسطة
جبريل۔
خلاصہ یہ ہوا کہ اس میں وحی مکرر ہوئی
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور
آپ کی شان کے لائق۔ پس اللہ تعالیٰ
نے اس رات بغیر واسطہ جبریل
وحی فرمادی۔ اور تحقیق یہ پوری کی گئی
قرآن میں جمع کرنے کے لیے بواسطہ

جبرائیل علیہ السلام کے۔

دیجئے آپ نے کہ خواتیم سورہ بقرہ دو بار نازل ہوئی پہلی بار بغیر واسطہ جبرائیل علیہ السلام کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و عظمت کی خاطر اور دوسری مرتبہ بواسطہ جبرائیل علیہ السلام کے نازل کی گئی۔

اب مخالفین سے پوچھتا ہوں کہ جب ایک مرتبہ سورہ بقرہ عطا ہو چکی ہے پھر دوبارہ اس کے

نازل کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ قبل از نزول تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہو چکا تھا۔
 صاحب تفسیر معالم التنزیل سورہ فاتحہ کے متعلق فرماتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے :
 (دفاعۃ الکتاب) مکہ وقبیل
 مدنیہ والا صحاح انہا مکیۃ
 ومدنیۃ نزلت بمکہ حین فرضت
 الصلوۃ ثم نزلت بالمدینہ
 سورہ فاتحہ کئی ہے اور کہا گیا ہے کہ
 مدنی ہے۔ اور صحیح تو یہ ہے کہ یہ کئی
 بھی ہے اور مدنی بھی۔ اولاً کتبہ میں
 نازل ہوئی اور پھر مدینہ پاک میں اس کا
 نزول ہوا۔

معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ پہلے مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور پھر مدینہ پاک میں اس کا نزول ہوا۔ اب
 بتائیے کہ پھر سورہ فاتحہ دوسری بار نازل کرنے کا کیا فائدہ۔

ماہ رمضان المبارک میں جبرائیل امین علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سارا قرآن سناتے تھے
 پھر اس کے نزول کا کیا فائدہ ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نزول قرآن سے قبل بھی سارے قرآن کا
 علم تھا بلکہ قرآن کریم سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام آسمانی
 کتابوں کا پورا علم تھا۔ آئیے ذرا ملاحظہ کیجئے :

يَا هَلْ أَتَىكَ الْكُتَابُ قَدْ جَاءَ كُتُبُ
 رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا
 مِمَّا تَخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُو
 عَنْ كَثِيرٍ
 اے اہل کتاب یعنی یہودیو! تمہارے پاس
 ہمارے وہ رسول آگئے ہیں جو تمہاری
 بہت سی چھپائی ہوئی کتاب کو ظاہر
 فرماتے ہیں اور بہت سے درگزر

فرماتے ہیں۔

ثابت ہوا کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اول ہی سے قرآن کے ماریف تھے اور آپ کو
 تمام کتب آسمانی کا بھی علم تھا۔ آپ تو ولادت سے قبل نبی صاحب قرآن ہیں۔ مگر مستعد آئی
 احکام نزول سے قبل جاری نہ فرمائے جیسا کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آیتناہ

ن پ ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳

الحکم صبیحاً و اتانی الکتاب بحین ہی سے مالکِ علم و حکمت اور صاحبِ کتاب تھے۔ تو پھر بتائیے
جیکہ آپ اول ہی سے قرآن کے عالم ہیں تو پھر نزول کا کیا فائدہ۔

اب وہابیہ دیوبندیہ سے استفسار ہے کہ سورۃ فاتحہ دوسری مرتبہ جب مدینہ میں نازل ہوئی
تو ان کے نزول سے کچھ فائدہ ہوا یا نہیں۔ فنا ہو جو ابکم فہو جوابنا۔

معنا قرآن عظیم وحی دائمہ مستمر الی یوم القیامۃ اس کا ایک ایک لفظ امت مرحومہ
کے لیے قرأت و سماع و کتابت و حفظ و نظر و فکر اُسے شمارِ برکات کا مثر اور انوار
مجتہدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا استنباط احکام میں پہلا مرجع و مخرج اور جس قدر حضور صلی
اللہ علیہ وسلم کو علوم حاصل ہوئے۔ مجتہدین و اولیاء و علماء کو بھی اس قدر کافی ہونا اور اپنی استعداد
کے لائق قرآن عظیم اخذِ علوم کے لیے زیادہ کی حاجت نہ پڑنا محض باطل و ممنوع۔

علاوہ بریں یہ اس تقدیر پر ہے کہ علمِ تمامی تعلیم کو زمانہ نزولِ آیہ سے پہلے منقض ہو جانے
پر دلالت کرے حالانکہ یہ ممنوع ہے۔ خود قرآن پاک میں ارشاد ہوا:
نزلنا علیک الکتاب تبیاناً لکل شیء۔

کیا اس کے معنی یہ ہیں کہ جس وقت یہ آیت اُتری تمام کتاب نازل ہو چکی تھی۔ اس کے بعد
کچھ نہ اُترا۔

امید ہے کہ اب ایسے اعتراض جو تعصب و عناد کی بنا پر مخالفین کرتے ہیں۔ وہ آئندہ
ایسی جزات نہ کر سکیں گے۔ لیکن یہ حق ہے کہ ولکن النجد یہ قوم یجہلون۔

ۛ

نہ رسم مہر سے واقف نہ آئین وفا جانے
بتا اسے بے مروت رہنے والا تو کہاں کا ہے

جمع اشیاء متناہی ہیں

غیر متناہی نہیں ہیں

شعبہ مخالفین کہا کرتے ہیں کہ جمع اشیاء غیر متناہی ہیں۔ پھر حضرت کو غیر متناہی کا

ۛ سورۃ مريم آیت ۳۰۔۳۱

علم کتو کر ہو سکتا ہے۔

جواب: یہ اعتراض سخت جہالت سے ناشی ہے۔ اس لیے کہ جمیع اشیاء کو غیر متناہی نہ کہیں گے مگر سفہاء۔ اب جواب کی طرف توجہ فرمائیے۔ امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تفسیر کبیر میں آیت احاط بما لدیہم واحصی کل شیء کے ماتحت فرماتے ہیں:

قلنا لا شئ ان احصاء العدد

اس میں شک نہیں کہ عدد سے شمار

کرنا متناہی چیز میں ہو سکتا ہے لیکن

لفظ شیء اس شے کے غیر متناہی ہونے پر دلالت

نہیں کرتا۔ کیونکہ ہمارے نزدیک شے

موجودات ہی ہیں اور موجود حسینہ

انما یكون فی امتناہی فاما

لفظہ کل شیء فہو لا تدل

علی كونہ غیر متناہ لان الشئ

عندناہو الموجودات والموجودات

متناہیۃ فی العدد۔

متناہی میں شمار ہیں۔

اس عبارت سے صاف واضح ہو گیا کہ موجودات متناہی ہیں پھر خواہ مخواہ اپنی طرف سے بے وجہ عالم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص کے لیے موجودات کو غیر متناہی کہنا کونسی عقل مند کی ہوش کیجئے۔

ساتی کا احترام بھی لازم ہے اسے صبا!

ہر بر قدم پہ لغزش بے جا نہ کیجئے

علم غیب حضرت سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام

اللہ تعالیٰ نے اپنے جلیل القدر نبی حضرت سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مقدسہ کو جو علوم عطا فرمائے ہیں ان کے متعلق قرآن حکیم شہد ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ملاحظہ فرمائیے:

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا

اور آدم (علیہ السلام) کو تمام اشیاء

کے نام سکھا دیے۔

۱۔ سورۃ جن، آیت ۲۸

۲۔ پ ۱، ع ۳، س البقرۃ

اس آیت شریفہ میں خود فرمائیے کہ الاسماء جمع معرف باللام ہے۔ جب اس سے پہلے معبود کا ذکر موجود نہیں یعنی ان اشیاء کا ذکر موجود نہیں جن کی طرف اللہ لام سے اشارہ ہو تو قاعدہ علم نحو اور اصول و معانی کے مطابق یہ جمع استغراق پر دلالت کرے گی۔ اور لفظ کلمہ سے تاکیدیہ احتمال تخصیص کی نفی کر دے گی۔ یعنی لفظ اسماء میں تخصیص کا احتمال تھا کہ چند خاص اشیاء کے نام بتلائے ہوں گے لیکن رب قدیر عز و جل نے کلمہ سے تاکیدیہ فرما دی کہ بعض خاص اشیاء نہیں بلکہ سب اشیاء کے نام بتلا دیے گئے۔ لہذا اس احتمال کی نفی ہو جانے کے بعد آیت شریفہ معنی استغراق میں نص حکم ہو گی کہ اللہ تعالیٰ نے سب اشیاء کے نام سکھادے کوئی ایک چیز بھی باقی نہ رہی۔

دقیقہ اور اسماء کا استغراق متلزم ہے مسمیات کے استغراق کو اور نہ خلعت لازم آئے گا علی ما تقر فی علم البرہان مطلب یہ ہوا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جہی چیزوں کے نام بتلائے تھے وہ سب چیزیں بھی بتلا دیں بلکہ دکھلا دیں۔ جیسا کہ ترویحہم علی الملئکۃ سے واضح ہوا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے سامنے وہ چیزیں پیش فرما کر یہ ارشاد فرمایا کہ ان چیزوں کے نام بتلاؤ۔ یہ سب اختراعات نہیں ہیں بلکہ اس پر متعین کے نقول ملاحظہ فرمائیے۔

مفسرین کرام میں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما و عکرمہ و قتادہ و مجاہد و ابن جریر فرماتے ہیں :

وَعَلَّمَهُ اِسْمَ كُلِّ شَيْءٍ ۔

یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو سب اشیاء کے نام تعلیم فرمادیے گئے۔
تفسیر جلالین میں اسی آیت کے ماتحت یوں درج ہے :

فَاخْبَرَهُمْ بِاَسْمَائِهِمْ فَمَسَىٰ اَدَمُ	یعنی حضرت آدم علیہ السلام نے ہر چیز
كُلِّ شَيْءٍ وَ ذَكَرَ حِكْمَةَ السَّمِی	کا نام بھی بتلا دیا اور اس کی تخلیق
لَا جِلْمَ لَهَا خَلَقَ ۔	اور پیدا نش کی حکمت بھی بتلا دی کہ یہ
	چیز اس فائدہ کے لیے پیدا فرمائی گئی ہے۔

اس آیت کی تفسیر سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے نام اور ان کی تخلیق اور پیدائش کی حکمت کا بھی علم ہے کہ یہ چیز کیوں اور کس فائدہ کے لیے پیدا فرمائی گئی ہے۔

صاحب تفسیر مآرک التنزیل اس آیت کے تحت یوں فرماتے ہیں:

و معنی تعلیمہ اسماء المسمیات
انہ تعالیٰ امراہ الاجناس
التي خلقها و علمہ ان هذا
اسمہ فرس و هذا اسمہ بعیر
و هذا اسمہ کذا و عن ابن
عباس علمہ اسم کل شیء
حتى القصعة و المعرفة بال
حضرت آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں
کے نام بتانے کے معنی یہ ہیں کہ
اللہ تعالیٰ نے ان کو وہ تمام جنسیں
بتا دیں جن کو پیدا کیا ہے اور ان کو
بتا دیا کہ اس کا نام گھوڑا، اس کا
نام اونٹ اور اس کا نام فلاں ہے
حضرت ابن عباس سے مروی ہے
کہ ان کو ہر چیز کے نام سکھا دیے
یہاں تک کہ پیالی اور چلو کے بھی۔

امام فخر الدین رازی صاحب تفسیر کبیر اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں:

قوله ای علمہ صفات الاشیاء و
نعوتہ و هو المشہود ان المراد
اسماء کل شیء من خلق من
اجناس و أحداث من جمیع
اللغات المختلفة التي يتكلم
بہر و زادہ ایوم من العربیة
والتامریة و الترومیة و غیرہ۔
حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء
کے اوصاف اور حالات سکھا دیے
اور یہ مشہور ہے کہ مراد مخلوق میں سے
میراث کی جنس کے سارے نام ہیں
جو مختلف زبانوں میں ہوں گے۔ جن کو
اولاد آدم علیہ السلام آج تک بول
رہی ہے عربی، فارسی اور رومی وغیرہ۔

لے مآرک التنزیل لے تفسیر کبیر

امام نظام علیہ الرحمۃ تفسیر فیثا پوری میں فرماتے ہیں :

علمہ من جمیع اللغات الّتی
سکھادی گئیں آدم علیہ السلام کو وہ
یتکلم بہا ولدہ الیوم من
تمام زبانیں جو آج اولادِ آدم علیہ السلام
العربیّة والفارسیّة والرّمیّة
دنیا میں بولتی ہے عربی ، فارسی اور
وغیرہا۔
رومی وغیرہ ۔

ان مذکورہ چند حوالوں کے علاوہ شیخ احمد مالکی جلد اول ص ۱۹ و تفسیر مجمل ص ۲۹ و
ابوسعود حنفی ص ۲۰۶ و تفسیر معالم التنزیل وغیرہ میں بھی یوں درج ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت
سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام اشیاء کے نام اور ساری مخلوق کے نام بتا دیے ۔
عقلی ، حسی و خیالی وہی اشیاء بتا دیں اور ان چیزوں کے ذوات و صفات کی معرفت عطا
فرمادی اور ان کے نام بتلائے ۔ ان کے بنانے کے اصول اور قوانین اور ان اشیاء کے کمالات
اور استعمال کے طریقے سب سمجھا دیے ۔ اور حضرت آدم علیہ السلام نے ملائکہ مقربین کو ان اشیاء
کے مفصل طور پر نام بتلائے اور ہر ایک کے خواص اور احوال بیان فرمائے معاش اور معاد متعلقہ
تمام احکام واضح کر دیے ۔ حضرت آدم علیہ السلام کو حیوانات و جمادات کے نام تمام شہروں اور
گاؤں کے نام پرندوں اور درختوں کے نام ، کھانے پینے کی تمام اشیاء کے نام ، جنت کی تمام
نعمتوں کے نام اور تمام مخلوق کے نام غرضیکہ ماکان و مایکون کے اسماء کل اللہ تعالیٰ نے آپ کو
سکھا دیے ۔

ان مذکورہ دلائل قویہ سے یہ ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو
کائنات کی ہر شے کے اسماء کا علم عطا فرمایا ہے ۔ کوئی ایسی شے نہیں جو حضرت آدم علیہ السلام
مغنی ربی ہو ۔ اب تک عالم میں جتنی اشیاء پیدا ہوئی ہیں یا ایجاد کی گئی ہیں یا قیامت تک جو
پیدا ہوں گی یا ایجاد ہوں گی ان سب کا علم حضرت آدم علیہ السلام کو روزِ اول سے ہی تھا ۔
اب کیے کہ یہ غیب کا علم نہیں تو اور کیا ہے ۔

اور نطفہ یہ کہ یہ علم آدم علیہ السلام ہے نہ کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ۔ حضرت
آدم علیہ السلام کے یہ تمام علوم جمع ہو کر بمبئی رسالتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کے آگے

ایک قطرہ بلکہ جنگل کا ایک ذرہ ہے۔

نکتہ: یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء کے اسماء کا علم بغیر فرشتہ کے عطا فرمایا ہے۔ اگر علوم کسی فرشتہ کے ذریعے عطا فرمائے جاتے تو لازم تھا کہ فرشتوں کو علم ہوتا۔ لیکن فرشتوں کو بھی ان علوم کا علم تھا جسے تو حضرت آدم علیہ السلام نے ملائکہ کو ان ناموں سے مطلع کیا۔ بلکہ فرشتوں کو بھی حضرت آدم علیہ السلام کے ذریعہ ان ناموں کا علم ہوا۔

اب حاصل یہ ہوا کہ جب قادر مطلق رب قدیر و جلیل عز و اسم حضرت آدم علیہ السلام کو اتنے وسیع علم بغیر ملک کے عطا فرما سکتا ہے تو کیا وہی قادر رب العزت اپنے حبیب حبیب سرکار سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر ملک کے علوم عطا نہیں فرما سکتا (حالاں کہ یہ ظاہر ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بغیر فرشتہ جبرائیل علیہ السلام کے تمام علوم عطا فرمائے ہیں)۔

مخالفین کی بے انصافی ہے کہ جب حضور آقا، شافع یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام آتا ہے تو جھٹ خدائے بزرگ و برتر کے بھی قلوب ہونے سے انکار کر دیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کو دعاؤ اللہ مجبور و معذور مان لیتے ہیں اور فرشتہ جبرائیل علیہ السلام کی درمیان میں قید نکالتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تو بغیر وحی کے کسی امر کا علم ہی نہ تھا۔ استغفر اللہ۔

اب قابل غور بات یہ بھی ہے اَوَّل نَائِبٍ كَان لَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَلِيفَةُ اَدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَضْرُو صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پہلے خلیفہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ تو جب اَوَّل خلیفہ نائب کے علوم کی یہ شان ہے تو خود ہی غور فرمائیں کہ جو صرف آدم علیہ السلام ہی نہیں بلکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء مرسلین علیہم السلام کے سردار ہیں اور ساری کائنات کے سردار ہیں ان کے علوم کی حد کون مقرر کر سکتا ہے۔ تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ رسالتنا ب صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری کائنات کی تمام اشیاء اور ساری مخلوق کے ہر ایک کی نام اور عالمین کے ذرہ ذرہ کا بھی علم حاصل ہے۔

علم غیب حضرت سیدنا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام

اللہ تعالیٰ نے اپنے برزید دینی حضرت سیدنا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی بے شمار

علوم غیبیہ سے مطلع فرمایا ہے۔ جس کے متعلق آیات قرآنی شاہد ہیں جیسا کہ مندرجہ آیت مبارکہ سے ظاہر ہے کہ آپ نے کئی پشتوں اور نسلوں میں جیسے لوگ پیدا ہونے والے تھے ان کے متعلق پہلے ہی سے خبر دے دی۔ ملاحظہ فرمائیے :

وقال نوح مراب لا تذرع علی الارض
من الکافرین دیا سرّاً انک
ان تذرم یضلوا عبادک ولا
یلدوا الا فاجوا کفاراً لہ
اور نوح (علیہ السلام) نے عرض کی :
اے میرے رب ! زمین پر کافروں میں
سے کوئی بے لالہ نہ چھوڑ۔ بیشک اگر
تو انہیں رہنے دے گا تو تیرے بندوں
کو گمراہ کر دیں گے اور ان کے اولاد ہوگی
تو وہ نہ ہوگی مگر بدکار بڑی ناشکی۔

آیت شریفہ سے صاف روشن ہے کہ حضرت سیدنا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مافی الارحام اور کئی نسلوں اور پشتوں تک کے لوگوں کے حالات کا علم تھا جہی آپ نے ایسے لوگوں کے متعلق قبل از وقت مطلع فرمادیا کہ لوگوں کو گمراہ کریں گے اور ان کی اولادیں بدکار اور ناشکی پیدا ہوں گی۔ مقام غور ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو تو مافی الارحام اور پھر ان پیدا ہونے والے لوگوں کے اعمال کا علم ہو تو کیا حضور سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لوگوں کے حالات کا علم نہیں ہو سکتا۔ ضرور ہے۔ جیسا کہ احادیث شریفہ سے ظاہر ہو چکا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آئندہ پیدا ہونے والے کئی لوگوں کی خبر دی اور تمام حالات سے آپ نے پہلے ہی خبردار فرمادیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اور فتنہ نجدیت

حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بخاری شریف و مسلم و مشکوٰۃ شریف میں باب الحجرات میں مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خین کا مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ آپ کی خدمت میں قبیلہ بنو تمیم کا ایک شخص جس کا نام ذوالخویصرہ تھا حاضر ہوا اور عرض کیا :

نہ پ ۷۰ مع ۹۰ س النوح

یا رسول اللہ! عدل و انصاف سے کام لیجئے تو حضور رسالتاً صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گستاخ کو ان نظموں میں جواب فرمایا،

فقال ويلك فمن يعدل اذا لم
اعدل قد خبت وخسرت ان
لم اكن اعدل فقال عمر
اؤذن لي اضرب عنقه فقال
دعه فان له اصحاباً يحقر
احدكم صلواته مع صلواتهم
وصيامه مع صيامهم بقرءون
القرآن لا يعاوز تراقيهم
يمرقون من الدين كما يمرق
السهم من الرمية

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افسوس
بے تہ پر میں انصاف نہ کروں گا تو کون
کرسے گا بے شک تو نا امید اور ٹوٹے
میں رہا اگر میں انصاف نہ کروں۔ حضرت
عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ!
مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن
اڑا دوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اس کو اس کے حال پر چھوڑ دے
اس لیے کہ اس شخص کے کچھ لوگ تا بعد از
ہوں گے اور تم ان کی نمازوں سے اپنی
نمازوں کو، ان کے روزوں سے اپنے
روزوں کو حقیر سمجھو گے اور وہ قرآن
پڑھیں گے۔ لیکن قرآن ان کے حلق
کے نیچے نہ جانے گا اور یہ دین سے
اسی طرح نکلے ہوں گے جس طرح تیر
شکاری کے ہاتھ سے چھوٹ کر شکار
میں سے گزر جاتا ہے۔

اس حدیث شریفہ میں حضور نبی غیبؐ ان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فرقہ آئندہ پیدا
ہونے والا تھا اس کے متعلق پہلے ہی یہ فرمادیا ہے کہ ذوالخویصر کے تا بعد از وہ لوگ ہوں گے

لہ بخاری و مسلم و مشکوٰۃ

جو کہ صوم و صلوٰۃ کے بڑے ہی پابند ہوں گے اور قرآن بہت پڑھیں گے۔ لیکن اُن کا باوجود ان تمام نیک اعمال ہونے کے حالت یہ ہوگی کہ وہ اسلام سے اس طرح خارج ہونگے جیسے شکاری کے ہاتھ سے تیر نکل جاتا ہے۔ چنانچہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر غور فرمائیے اور ادھر مخالفین کی حالت ملاحظہ فرمائیے۔ جن لوگوں کی ظاہری حالت یہ ہے کہ صوم و صلوٰۃ اور قرآن کے ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں اور وہ بڑی مغروری کے ساتھ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نیک اعمال ہی کی وجہ سے پار ہوں گے ہمیں کسی نبی و ولی کے سہارا و سید کی ضرورت نہیں۔ اور یہ نجدی اصل میں خارجی فرقہ کی ایک شاخ ہیں اور ان لوگوں کا ذوالنورین صوفی کی تاجگذاری کی یہ بھی دلیل ہے کہ جب بھی کسی دیوبندی دوہانی کو دیکھو گے تو وہ جتنے اعتراضات و تنقید کریں گے صرف حضور آقاؐ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی کریں گے۔ اس کی تفصیل آئندہ آنے گی۔ اب ان لوگوں کا حلیہ بھی حدیث شریفہ کی زبانی ملاحظہ فرمائیے۔

علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور نجدیوں کی علامات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشکوٰۃ شریف کتاب القصص باب قتل اہل الذرہ میں روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نجدیوں کی علامات تکمیل بیان فرمادی ہیں :

ثم قال يخرج في اخر الزمان	پھر آپ نے فرمایا آخری زمانے میں ایک
قوم من هذا منهم يعقودون	قوم پیدا ہوگا گویا کہ یہ شخص اس قوم میں
القرآن لا يجاوزون تراقيهم	سے ہے وہ قرآن پڑھے گی لیکن قرآن
يعرقون من الاسلام كما يهراق	ان کے حلق سے نیچے نہ جائے گا۔ وہ
الهم من الرميته سيماهم	اسلام سے اس طرح نکل جائے گی جس
التحقيق لا يزالون يخرجون	طرح تیر شکاری سے نکل جاتا ہے۔ اُن کی
حتى يخرج اخرهم مع المسيح	علامت سر نہ اٹا ہوگی۔ یہ قوم ہمیشہ

الدجال ماد لقيتموهم شر
الحق والخلق الخليفة

نکلتی رہے گدساں تک کہ ان کا آخری
شخص مسیح الدجال کے ساتھ حشر و
کرے گا اگر تم ان کو بطور جان لو کہ وہ
تمام خلقت سے بدتر ہیں۔

اس حدیث شریفہ میں بھی غور فرما۔ یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی قوم کے پیدا
ہونے کے متعلق ان کی غامبری حالت اور علامت بھی بیان فرمادی۔ یعنی ذوالنورین کی نسل سے
جو لوگ پیدا ہوں گے وہ قرآن بھی بہت پڑھیں گے اور سر بھی منڈائیں گے اور یہ قوم ہمیشہ ہمیشہ
نکلتی رہے گی۔

ادھر فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھیے اور اس طرف مخالفین کی طرف بھی توجہ دلائے
کہ وہ نمازوں اور روزوں پر عمل پیرا ہیں اور قرآن کو ماننے کے دعویدار ہیں اور سر منڈا سنے ہیں
کال غلو لیکن حالت یہ کہ وہ خلقت سے بدترین ہیں۔ یہ اسی لیے کہ وہ نیک اعمال کرنے پر غور
وگم نہ کرتے ہیں اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم و انبیاء کرام علیہم السلام کی بے ادبی و گستاخی
کرنامین ایمان سمجھتے ہیں۔ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے فتنہ کے ساتھیوں
نجدی گروہ کے فتنہ کو خطرناک قرار دیا ہے۔ حدیث شریفہ میں یہ بھی آتا ہے کہ جس غامبی نے آپ کی
شان اقدس میں یستاقی کہ تم (انصاف کیجئے) اس کا علیہ یہ تھا،

مرحک اللہ مشرف
لوحتیں حائر العینیں ناقدی
الحسن مخلوق التراس
مشرد از راس

کہ اس شخص کی داڑھی گھنی تھی۔ اپنے
اونچے رخسار، گھسی ہوئی آنکھیں،
ابھری ہوئی پیشانی، منڈا ہوا سر لہلہ
لوچھا تہنہ۔

یہ نجدیوں کا صحیح نقشہ ہے جو آئینہ کی طرح صاف نظر آ رہا ہے۔ یہ جتنی باتیں علامات
نجدیہ حدیث سے ثابت ہیں۔ میرے خیال میں کوئی نجدی اس سے غافل نہیں ہے۔ وہ مطلقاً

لے مہر تاج و تہذیب

بات ہے کہ اپنی حقیقت چھپانے کے لیے یہ خود علیہ تبدیلی کر لیں۔ آج کل کے نجدیوں کو دیکھ کر یہ شبہ نہ کیا جائے کہ وہ سب کے سب سر نہیں منڈاتے حالانکہ حدیث شریف میں یہ علامت بتائی گئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ عبد الوہاب نجدی جب اپنے گروہ میں کسی کو داخل کرتا تھا تو اسے سر منڈانے بغیر اپنے باطل گروہ میں شامل نہیں کرتا تھا۔ یہی خاص علامت حدیث میں ہے۔ مگر اب ان لوگوں نے اپنے آپ کو چھپانے کے لیے یہ کام ترک کر دیا ہے لیکن یہ اس کو اپنا امام مانتے ہیں اس لیے وہی ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث بخاری شریف جزا الرابع میں مروی ہے اور مشکوٰۃ شریف باب ذکر یمن والشام میں یوں درج ہے :

قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم	نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے
وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ بَارِكُ لَنَا فِي شَامِنَا	اللہ! ہمارے شام میں برکت عطا فرما،
اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمِينِنَا	اور یمن میں برکت دے۔ صحابہ نے عرض
قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ فِي نَجْدِنَا	کیا یا رسول اللہ! ہمارے نجد میں؟
قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا	آپ نے فرمایا اے اللہ! ہمارے لیے
شَامِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمِينِنَا	ہمارے ملک شام اور یمن میں برکت دے۔
قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَفِي نَجْدِنَا	صحابہ نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ! اور
فَاطْنَةً قَالَ فِي الثَّالِثِ هُنَاكَ	ہمارے نجد میں۔ راوی کا بیان ہے کہ
الْوَلَايَةُ وَالْفِتْنُ وَبِهَا	تیسری مرتبہ صحابہ کے جواب میں حضور
يُطْلَمُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ بِهِ	صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : وہاں
	زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں
	سے شیطان کا سینک نکلے گا۔

اس حدیث شریفہ اور احادیث میں غور فرمائیے کہ حضور رسالت کا بصلی اللہ علیہ وسلم

لے رواد بخاری و مشکوٰۃ ص ۵۸۲ سطر ۱۰

آٹک شام اور ملک بین کے لیے برکت کی دعا فرما رہے ہیں۔ مگر نجد کے اذلی محروم خطہ کے لیے دعا نہیں فرماتے تو اس کی وجہ حضور آقا، وہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان حق ترجمان نے خود ہی فرمادی کہ نجد میں توفیقے اور زلزلے ہوں گے اور شیطان کا بیسنگ ٹٹے گا۔

پہلی بات تو یہ ثابت ہوئی کہ جو لوگ آئندہ پیدا ہونے والے تھے ان سب کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم تھا جیسا کہ آپ نے پہلے ہی سے اس گروہ کے پیدا ہونے کی خبر فرمادی ہے چنانچہ اس فرمان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق بارہویں صدی میں نجد سے محمد بن عبد الوہاب پیدا ہوا جس کے متعلق حضرت علامہ محمد بن عابدین شامی علیہ الرحمۃ شامی میں فرماتے ہیں:

کَمَا وَقَعَ فِي تَرَمَانَا فِي إِبْرَاهِيمَ
عبد الوہاب الذین خرجوا من
نجد ولغلبوا علی الحرمین وکاموا
يفتحون مذهب الحنابلہ
لکنہم اعتقدوا وانہم ہستم
المسلمون وات من خالف اعتقادہم
مشرکون واستباحوا بدالہ
قتل اہل السنۃ و قتل
علماہم حتی کسر اللہ شوکتہم
وخریب بلادہم وطمس بہم
عسا کر المسلمین عام ثلاث و
ثلاثین و مائتین الف
جیسا ہمارے زمانے میں عبد الوہاب کے
ماننے والوں کا واقعہ ہوا۔ یہ لوگ نجد سے
نکل کر حرمین شریفین پر قابض ہوئے
اور اپنے آپ کو خلیفہ مہدی ظاہر
کرتے تھے۔ لیکن دراصل ان کا یہ
اعتقاد تھا کہ مسلمان صرف وہی ہیں باقی
سب مشرک ہیں۔ اسی وجہ سے انہوں
نے اہل سنت اور ان علماء کا قتل
مباح سمجھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے
ان کی شوکت توڑ دی اور ان کے شہر
ویران کیے لہذا اسلامی لشکروں کو
ان پر فتح دی۔ یہ واقعہ ۱۲۳۳ھ کا ہے۔

شیخ الاسلام حضرت ملامہ شانی علیہ الرحمۃ کی عبارت مذکورہ اوپر تب تاریخ اور خود مختصر
کے مستند مورخ مسعود عالم ندوی کی کتاب محمد بن عبد الوہاب نجدی سے یہ بات صاف روشن ہے

۱۔ شامی جزا ثالث ص ۴۱۹

کہ عبد الوہاب نجدی نے اس کے مقتدین نے تمام مسلمانان اہل سنت کو مشرک و کافر ہی جانا اور مسلمانان اہل سنت شریع رسالت کے پڑانوں کو قتل بھی کیا (یہ بات حدیث سے ہی ثابت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

يَنْفُلُونَ هَلْ اِلَّا سَلَامٌ وَيَدْعُونَ
 اهل الاوثان (یعنی وہ (نجدی) لوگ مسلمانوں کو قتل
 بھی کریں گے اور بت پرستوں کو کچھ
 نہ کہیں گے۔)

اور حرمین شریفین پر بڑے بڑے ظلم و ستم کیے۔ مسماذہ کبار رضوان اللہ تعالیٰ و اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے مزارات مقدسہ کو گرا کر زمین کے برابر کر دیا اور مسجد نبوی شریف و مزارات پاکیزہ میں جو فائوس، قالین، چادریں اور تبرکات اشیاء تھیں ان سب کو اتار کر نجد میں لے گئے۔ یہاں تک کہ دو گنبد خضریٰ جہاں آقا و جہاں حبیب خدا احسنہ مجتبیٰ جناب سیدنا محمد رسول اللہ صلوٰۃ اللہ وسلم آرام فرما رہے ہیں اور یہ وہ گنبد خضریٰ ہے جہاں ہر روز صبح و شام ستر ہزار ملائم مقربین حاضر ہو کر ہینہ درود و سلام پیش کرتے ہیں۔ ان نجدیوں نے یہاں پر بھی گنبد شریف کو ڈھانے کی کوشش باقی نہ چھوڑی (معاذ اللہ) یہ بات مخالفین کے مورخ مسعود عالم ندوی کی کتاب محمد بن عبد الوہاب سے بھی ثابت ہے۔

جو خارجی نجدی گستاخ رسول اس بُری نیت کے ساتھ گنبد خضریٰ کے قریب آنے لگا قدرت خداوندی نے ایک اثر دیا بھیج کر اس کو وہیں جاکر دیا۔ نرضیکہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم و انبیاء کرام علیہم السلام و اہل بیت اطہار کی شان و عظمت میں گستاخیاں کرنا ان نجدی و یوربندی خارجیوں کا عین بیان ہے۔

ۛ

قیامت خیز ہے افسانہ پُر درد غم میرا
 نہ کھلاؤ زباں میری نہ اٹھاؤ قلم میرا

لے مکہ، شعبہ س د م د

قارئین کرام کی خدمت میں عرض ہے کہ مجھے اس وقت اس طویل بحث میں جانے کے لیے کتاب کے طویل ہونے کا خوف ہے اس لیے آپ حضرات ہمارے علمائے اہلسنت دیوبند کی کتابوں مثلاً سیف الجبار، بوارق محمدیہ، الدرر السنیہ، دیوبندی مذہب اور تاریخی حقائق وغیرہ کا مطالعہ کریں۔

لیکن یہاں صرف اتنا نکتہ دینا ضروری ہے کہ محمد بن عبد الوہاب نجدی کے جو عقائد تھے، وہی اس کے معتقدین کے ہیں۔ عبد الوہاب نجدی کی پہلی کتاب جس کا نام کتاب التوحید ہے اس کا اردو ترجمہ دہلی کے ایک مولوی اسماعیل نے کیا اور اس کا نام تقویۃ الایمان رکھا اور ہندوستان میں اس کی اشاعت کی۔ اس شخص کو اس کفریہ کتاب کے لکھنے کی وجہ سے سرحدی مسلمان پٹھانوں نے قتل کر دیا تھا۔ (یہ بات بھی مخالفین کی کتاب حیات طیبہ سے ثابت ہے) اب عبد الوہاب نجدی اور پیروانہ اسماعیل دیوبند ان کے معتقدین کے دو گروہ بن گئے ہیں اول وہ جنہوں نے اماموں کی تقلید کا انکار کیا جو غیر معتقد یا دہائی کہلاتے ہیں۔ دوسرے وہ جنہوں نے دیکھا اس طرح اپنے کو ظاہر کرنے سے مسلمان ہم سے نفرت کریں گے انہوں نے ظاہراً اپنے آپ کو حسنی کہا۔ ان کے عقاید وہابیوں سے بھی زیادہ بدترین ہیں اور سخت خطرناک لوگ وہ ہیں جو اس وقت دیوبندی فرقہ کے نام سے مشہور ہیں۔ ان منافق قسم کے وہابیوں کا دعویٰ حقیقت ایسا ہے جیسا کہ محمد بن عبد الوہاب نجدی کا دعویٰ حنبلیت۔ تو بہر کیف دیوبندی وہابی فرقہ کے قائد عظیم عبد الوہاب نجدی باغی اور اسماعیل دیوبند مرشد عظیم ہے۔ جو عقاید ان کے وہابی ان لوگوں کے ہیں صرف اعمال میں معمولی سا ظاہری اختلاف ہے لیکن عقائد میں مکمل اتفاق ہے۔

اب ذرا چلتے چلتے دیوبندیوں کے مفتی اعظم مولوی رشید احمد گنگوہی کی کتاب فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۲۳۵ سطر ۱۱ کا ایک حوالہ ملاحظہ فرمائیں تاکہ مخالفین کی مزید تسلی ہو جائے کہ یہ بات کسی دیوبندی کے گھر کی توبہ نہیں یہ تو ان کے اپنے ہی گھر کی ہے۔

”محمد بن عبد الوہاب کے معتقدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقاید عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی.....“

دوسرا حوالہ فتاویٰ رشیدیہ کا ملاحظہ فرمائیے:

”محمد بن عبد الوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا۔ سنا ہے کہ مذہب
خوبی رکھتا تھا اور عامل بالحدیث تھا بدعت و شرک سے روکتا تھا مگر تشدید
اس کے مزاج میں تھی“^۱

یہ سب دیوبندیوں کا عقیدہ کہ محمد بن عبد الوہاب نجدی کے عقاید عمدہ تھے وہ اچھا آدمی تھا، عامل
بالحدیث تھا، بدعت و شرک سے روکتا تھا اور اس کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ثابت
ہوا کہ جو عقاید قائد نجدیہ عبد الوہاب کے تھے وہی دیوبندیوں کے ہیں اور یہی لوگ وہابی ہیں۔
مزید وضاحت کے لیے دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کا حوالہ ملاحظہ فرمائیے
دیوبندیوں کے مولوی خواجہ عزیز الحسن جو مولوی اشرف علی تھانوی کے خلیفہ اول ہیں وہ اپنی کتب
اشرف السوانح حصہ اول صفحہ ۸۰ سطر ۵ پر یہ بات لکھتے ہیں:

”پھر حضرت والا (یعنی اشرف علی تھانوی) نے ان لوگوں کو سمجھا دیا کہ بھائی

یہاں وہابی رہتے ہیں یہاں فاتحہ نیاز کے لیے مت لایا کرو۔^۲
دیکھا آپ نے مولوی اشرف علی تھانوی ڈنکے کی چوٹ یہ کہہ رہے ہیں کہ بھائی ہم
وہابی ہیں یہاں پر فاتحہ نیاز مت لایا کرو۔

اب میں دیوبندیوں سے پوچھتا ہوں کیا تم لوگ وہابی اور عبد الوہاب نجدی کے پروردگار
ہونے کے قائل ہو یا کہ نہیں۔ اگر نہیں تو گنگوہی اور تھانوی پر تمہارا کیا فتویٰ ہے۔ کیونکہ
حسین احمد ٹانڈوی نے الشہاب الثاقب اور المہند میں علامے دیوبند نے اپنی حقیقت چھپانے
کے لیے عبد الوہاب نجدی کو خوشنوار باغی تک لکھا ہے۔

سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک طرف تو گنگوہی صاحب عبد الوہاب نجدی کو عامل بالحدیث
مانیں اور دوسری طرف ٹانڈوی صاحب اس کو باغی اور خوشنوار مانیں۔
اور ایک طرف تھانوی صاحب اپنے اور تمام معتقدین کو وہابی مانیں اور دوسری

^۱ فتاویٰ رشیدیہ، ج ۲، ص ۲۳

^۲ اشرف السوانح، ص ۸۰ سطر ۵

طرف دیوبندی وہابی کے لفظ سے چڑیں۔

بہر کیف ہم دلائل قویہ سے یہ بات ثابت کر چکے ہیں کہ جو عقائد ان دیوبندیوں اور نجدیوں کے ہیں وہی عقاید عبد الوہاب نجدی کے تھے اور یہی اصل میں خارجی ہیں۔ تو بہر کیف ثابت یہ ہوا کہ جو قومیں آئندہ پیدا ہونے والی تھیں ان کے اعمال و کردار کا حضور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہے۔ جی بھی آپ نے ایسے لوگوں کی پہلے سے خبریں دے دیں۔ آئیے ذرا اور احادیث ملاحظہ فرمائیے۔

علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور فتنہ پرورش خاص

حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث ابو داؤد شریف میں روایت ہے:

واللہ ما ترک رسول اللہ صلی	خدا کی قسم کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ علیہ وسلم من قاشد	نے کسی ایسے شخص کا ذکر نہیں چھوڑا
فتنة الى ان تنقضي الدنيا	جو آج سے قیامت کے دن تک فتنہ
یبلغ من معہ ثلاثہ مائۃ	کا باعث ہو گا یعنی اس فتنہ پر پا کرنے
فصاعداً الا قد سستہ	والے شخص کا جس کے ساتھیوں کی
لنا باسمہ واسم قبیلہ	تعداد تین سو یا تین سو سے زیادہ ہو

یہاں تک کہ ہم کو اس کے باپ اور

قبیلہ نام بتا دیا۔

اس حدیث پاک سے یہ معلوم ہوا کہ حضور نبی جب ان صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک جو لوگ فتنہ برپا کرنے والے ہیں ان کے اسماء اور باپ دادا کے اسماء اور خاندان تک کو بھی جانتے ہیں اور آپ کو مافی الارحام اور لوگوں کے اعمال تک کا بھی علم ہے۔

لے ابو داؤد شریف

علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اور حالات مدینہ منورہ

حضرت ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث مشکوٰۃ شریف میں روایت ہے کہ ایک روز حمار پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا جب ہم مدینہ کے گھروں سے اُگے نکل گئے تو آپ نے مجھ سے یوں فرمایا،

اذا كان بالمدينة جوع تقوم
عن فراشك ولا تبلغ مسجدك
حتى بجهدك الجوع قالت
قلت الله ورسوله اعلم قال
تعقف يا اباذر قال كيف يا اباذر
اذا كان بالمدينة موت
يبلغ البيت العبد حتى انه
يباع القبر بالعبد قال قلت
الله ورسوله اعلم قال تصبر
يا اباذر قال كيف بك يا
اباذر اذا كان بالمدينة
قتل تغمر اليه ماء حار
الزيت قال قلت الله ورسوله
اعلم

اباذر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا تیرا کیا حال ہوگا جبکہ مدینہ میں
بھوک یعنی قحط ہوگا تو اس وقت بستر
سے نہ اٹھ سکے گا اور اپنی مسجد تک
ضعف کے سبب مشکل سے پہنچ سکے گا
میں نے عرض کیا اللہ ورسول جانتے ہیں
آپ نے فرمایا اس وقت پر ہیزگاری
اختیار کر۔ پھر آپ نے فرمایا، اسے
اباذر! تیرا کیا حال ہوگا جبکہ مدینہ میں
موت کا بازار گرم ہوگا اور قبر کی
قیمت غلام کی قیمت کے برابر ہو جائیگی
میں نے عرض کیا اللہ ورسول جانتے ہیں
آپ نے فرمایا اس وقت صبر کرنا
پھر آپ نے فرمایا اس وقت تیرا کیا
حال ہوگا۔ جب مدینہ میں قتل کا بازار
گرم ہوگا جس کا خون مقام اجماع الازیت

ل مشکوٰۃ شریف

کو ڈھانپ لے گا یعنی خون سے مقام
مذکور بھر جائے گا۔ میں نے عرض کیا:
اللہ و رسول جانتے ہیں۔

حدیث بالا سے یہ صاف واضح ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ پاک میں
قحط کے برپا ہونے اور موت کا بازار گرم ہو جانے اور قتل و غارت کے عام ہونے اور کثرت اموات
کی وجہ سے قبروں کی قیمت غلام سے بڑھ جانے کا علم تھا جیسا آپ نے ان سب حالات کے
متعلق پہلے ہی سے خبر فرمادی جو کہ آئندہ پیش آنے والے تھے۔ نیز صحابی حضرت ابو ذر رضی اللہ
عنه کا یہ فرمانا کہ اللہ و رسولہ اعلم (اللہ اور اس کا رسول جانتے ہیں) اس سے معلوم ہوا
کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا حضور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پر ایمان تھا۔ مزید تسلی
کے لیے اور احادیث شریفہ ملاحظہ فرمائیے۔

علم غیبی صلی اللہ علیہ وسلم

اور حالاتِ عرب

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ابن ماجہ شریف میں مروی ہے :

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ستكون فتنة تنظف العرب قتلها في النار اللسان فيها اشتد من وقع السيف وحدث الثاقب قال ويل للعرب من شرٍ قد اقترب افلح من كفت يدها	فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قریب ہے ایک بڑا فتنہ سارے عرب کو گھیرے گا کہ مقتول روزخ میں جانیں گے۔ اس فتنہ میں زبان لڑائی کا فتنہ تو ارمانے سے بھی زیادہ سخت ہوگا۔ دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا: بد نصیبی عرب کی کہ فتنہ قریب ہے پس فتنہ میں وہ شخص کامیاب ہوگا جس نے اپنا ہاتھ روک لیا۔
--	--

دوسری حدیث شریف حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بخاری شریف میں مروی ہے :

لا تقوم الساعة حتى يكثر السال
و يفيض حتى يخرج الرجل
نحوه ماله فلا يجد واحدا
يقبلها منه حتى تعود ارض
العرب صروجا وانهارا وفي
رواية يبلغ المسكن اهاب
او يهاب ۔

دستبرداری اللہ جل و علہ نے فرمایا : اوقات
اس وقت تک نہ آئے گی جب تک
مال و دولت اتنا زیادہ نہ بڑھ جائے
یہاں تک کہ لوگ اپنے مال کی زکوٰۃ
نہ لائیں گے اور کوئی اس کو قبول نہ کرے گا
اور جب تک عرب کی سرزمین سبز و شاداب
باغ و بہار اور نہروالی نہ بن جائے ۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جب تک حارثیہ
آبادی الہاب یا سیاب تک نہ پہنچ
جائے ۔ (یہ مدینہ کے قریب ایک بستی کا

نام ہے)

مذکورہ دونوں احادیث میں غور و جانے کو عرب کا ایک فترہ عظیمہ ہیں مبتلا ہونے اور مختل کے
دو رخ بجے اور زبان و رازی کے عام ہونے اور مال و دولت کی زیادتی ہو جانے اور عرب میں
سبز و شاداب باغ و بہار اور علاتوں کے وسیع ہو جانے ان تمام امور کا حضور رنمت دو عالم
علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم تھے جس کے متعلق آپ نے پہلے ہی سے پیشگوئیاں فرمادی ہیں نیز
یہ بات بھی معلوم ہوتی اس فترہ میں مختلین کے دو رخ ہونے کے متعلق بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کو علم تھے آئیے ذرا اس سلسلہ میں ایک اور حدیث مد نظر فرمائے ۔

علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اور ایک دوزخی شخص

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بخاری میں ایک حدیث یوں درج ہے :

قال شهدنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم
حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ ہم حضور کا

انہ غیب و سرور حبیب -
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 و سرور حبیب من صمدی
 و سرور حبیب من احمد -
 مل حصر اعدائے قاتل زحیر
 مراشدہ القاتل و کسب
 بہ العروہ و بہ تر حیل و فیل
 یا رسول اللہ امرایت اللہ و
 تحذات اللہ من اهل النار
 قد قاتل فی جبر اللہ مراشدہ
 اعدائے کثرت بہ العروہ و فیل
 اما اللہ من عروہ و فیل
 میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہمات
 شکیک ہونے و مل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے اپنے برابر میں سے ایک شخص کی
 نسبت و اپنے آپ کو مسلمان کہتا رہا
 دیا ایک شخص کو ذنی ہے ۔ پھر سب
 زانی کا وقت آیا تو یہ شخص خوب ڈرا
 اور بہت سے ذنی اس کے جبر پر آئے
 ایک شخص نے ہار مارا ۔ سات بجائے
 ہرگز نہیں کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 جس شخص کی نسبت فرمایا تھا کہ تو
 ذنی ہے وہ تو نہ کی رہا میں خوب
 اور بہت سے ذنی اس نے کمانے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ
 کہ وہ ذنیوں میں سے ہے ۔

ذکر حدیث شریف سے پہلے یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو
 اپنے آپ کو مسلمان کہتا تھا اور مسلمانوں کے ساتھ شریک ہو کر جنگ میں شامل ہونے کے بعد
 ہوا تھا آپ نے اس کے وہ ذنی ہونے کے متعلق پہلے ہی فرمایا تھا ۔ اب جب وہ شخص نے
 سبیل اللہ میں لڑا ۔ زخمی ہونے کے بعد صحابی نے عرض کی ۔ اے آقا ! جس کے متعلق
 آپ نے ذنی ہونے کی بات کی ۔ وہ لڑنے میں خوب جہاد کر رہا ہے لہذا ذنی کی بات
 یا ایسا شخص کی ذنی ہو گا ۔ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ میں اللہ
 سے ۔ وہ ذنیوں میں سے ہے ۔

چنانچہ طبرستان کا عالم ہوا کہ وہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے نکلے ہوئے
 لہجے کے ہر جملے کی حقیقت ہی کہ کما کر ہم میرا رضوان کے سامنے آجاتا ہے ۔

لاحظہ فرمائیے :

وجد الرجل الى الجراح فاهوى
بيده الى كفاته فانتزع سهماً
فانتهر بها فاشتد رجال من
السلمين الى رسول الله صلى
الله عليه وسلم فقالوا يا
رسول الله صدق الله
حديثك قد انتهر فلان و
قتل نفسه به
پس پایا اسی شخص کو اس نے زخموں کی
تعلیف سے بے چین ہو کر اپنے ہاتھ کو
اپنے ترکش کی طرف بڑھایا اور ایک تیر
نکال کر اس کو سینہ میں پیرخت کر دیا۔
یعنی خودکشی کر لی۔ یہ دیکھ کر بہت سے
اہل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
دوڑ پڑ سکے اور عرض کیا یا رسول اللہ !
خدا تعالیٰ نے آپ کی بات کو سچا کر دیا
فصل شخص نے خودکشی کر لی اور اپنے آپ کو

مار ڈالا۔

دیکھا آپ نے کہ جس شخص کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخی ہونا فرمایا تھا اس کے دوزخی
ہونے کا ثبوت منظر عام پر آ گیا کہ وہ شخص مسلمان ہو کر زخموں کی تاب نہ لا سکنے کے بعد آخر خود ہی خودکشی
کا مرتکب ہو گیا۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے خودکشی کر لینے کا علم
تھا اور دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ جو باتیں مالوں سے مخفی ہوں وہ رسالت مآب صلی اللہ
علیہ وسلم سے مخفی نہیں۔

اسی طریق کی ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیے۔

علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ایک مرتبہ کاتب وحی کو زمین کا قول سن کر

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بخاری شریف میں حدیث روایت ہے۔

لے ملادی و مشکوٰۃ

قال ان رجلا كان يكتب للنبي
صلى الله عليه وسلم
فارتد عن الاسلام ولحق
بالمشركين، فقال النبي صلى
الله عليه وسلم ان الارض لا
تقبله فاخبرني ابو طلحة انه
اتى الارض التي مات فيها
فوجد منبونا فقال ما شان
هذا فقالوا دفناه مرارا فلم
تقبل الارض له

حضرت انس کہتے ہیں کہ ایک شخص نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی لکھا کرتا تھا (جو
ایک نصیرانی تھا مسلمان ہو گیا تھا) پھر
وہ مرتد ہو گیا اور مشرکوں سے جا ملا۔ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی نسبت
فرمایا کہ زمین اس کو قبول نہ کرے گی۔
حضرت انس کا بیان ہے کہ مجھ کو حضرت
طلحہؓ نے کہا کہ میں اس زمین پر پہنچا جہاں
وہ شخص مرا تھا میں نے دیکھا کہ وہ قبر سے
باہر پڑا ہوا ہے۔ میں نے لوگوں سے پوچھا
اس کی یہ کیا حالت ہے قبر سے کیوں
باہر پڑا ہے۔ لوگوں نے بیان کیا کہ
ہم نے اس کو کئی دفعہ زمین میں دفن کیا
لیکن زمین نے اس کو قبول نہ کیا۔

اس حدیث شریفہ سے یہ معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے مرتد شخص کا یہ علم تھا
کہ اس کو زمین کبھی قبول نہ کرے گی جس کے متعلق آپ نے پہلے ہی خبر فرمادی۔

علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت محمد بن مسلمہؓ کا فتنہ سے محفوظ رہنا

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ابو داؤد و ترمذی شریف میں یہ حدیث یوں درج ہے،
قال ما اجد من الناس تدركه
حضرت حذیفہ کہتے ہیں کہ جب لوگوں کو فتنہ

ت بخاری شریف

الْفِتْنَةُ إِلَّا أَنَا خَافَهَا الْآمِعْتِدُ
 بِنِ مِلَّةٍ فَأَنَّى سَمِعْتَ رَسُولَ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 يَقُولُ لَا تَفْرُكُ الْفِتْنَةَ يٰ
 كَيْسَ مَا تَوَكَّلْتَ شَخْصًا اسْمُكَ كَيْسَ
 مَحْفُوزًا رُبَّ كَاغَرٍ مَحْدٍ بِنِ مِلَّةٍ كَيْسَ
 نِسْبَتِ مِثْلِ نَسَبِ رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ كَيْسَ يَفْرَاقُ سَابِجًا كَيْسَ كَوْنُهُ نَزَرٍ
 نَزِيرٍ بِسَابِجًا كَيْسَ

اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ علم ہے کہ فتنہ کے وقت
 کوئی اس کے اثر سے محفوظ نہ رہ سکے گا۔ مگر صحابی حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اس فتنہ کے نذر
 سے محفوظ رہیں گے اس لیے آپ نے پہلے ہی اس کی خبر فرمادی۔

علم غیبی صلی اللہ علیہ وسلم

اور حالاتِ اُمت

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے ابن ماجہ و ترمذی شریفین میں روایت ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه
 وسلم اذا وضع النيف في اُمتي
 لم ترفع عنها الى يوم القيامة
 ولا تقوم الساعة حتى تلحق
 قبائل من اُمتي بالشركيين
 حتى تقبض قبائل من اُمتي
 الاوثان وانه سيكون في اُمتي
 كذابون ثلثون كلهم يزعمون
 انه نبي الله وانا خاتم النبيين
 لا نبي بعدي ولا تزال طائفة
 رسول الله صلى الله عليه وسلم تباركوا فرما
 يري اُمتي في حجة طوارق جاسئة في
 قیامت تک اس کا سلسلہ جاری رہے گا
 اور اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک
 میری اُمت کے بعض قبائل مشرکین سے
 نہ جا ملیں اور میری اُمت کے بعض قبائل
 بتوں کی پرستش کرنے لگ جائیں اور
 میری اُمت میں تیس جگہ نبی ظاہر
 ہوں گے۔ میں میں ہر شخص یہ خیال کرتا ہوگا
 کہ یہ خدا کا نبی ہے۔ اور آخر یہ ہے کہ

لے برو اور شریفین

من اُمتی علی الحق ظاہرین
من خالفهم حتی یأتی امر
اللہ -۱۵

میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی
نہ ہوگا اور میری امت میں سے ہمیشہ ایک
جماعت حق پر رہے گی اور دشمنوں پر
غالب ہوگی جو لوگ اس جماعت کی
مخالفت کریں گے وہ اس کو کوئی نقصان
نہ پہنچا سکیں گے یہاں تک کہ خدا کا حکم
نہ آجائے کہ اسلام سب پر غالب آجائے۔

اس حدیث پاک سے یہ معلوم ہوا کہ اُمت میں ایک بار تلوار کا چل جانا اور قیامت تک ختم
نہ ہونا اور اُمت میں بعض قبائل کا مشرکوں سے ملنا اور بتوں کی پرستش کرنا۔ اور تیس ٹھوٹے لوگوں کا
جھوٹا دعویٰ نبوت کرنا اور امت میں ایک جماعت کا ہمیشہ حق پر رہنا اور دشمنوں پر غالب آنا اور
لوگوں کا اس جماعت حق کی مخالفت کرنا اور پھر اس جماعت حق کا اُن سے کچھ نقصان نہ ہونا۔
ان سب باتوں کا حضور نبی غیبؐ ان صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہے جس کے متعلق آپؐ نے پہلے ہی
خبریں دے دیں جس جماعت کے حق پر ہونے کے متعلق آپؐ نے فرمایا ہے یہ جماعت اہلسنت
ہی ہے۔ آئیے درایہ بھی بزبانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرمائیے۔

علم غیبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

باطل فرقوں کی پیداوار اور سوادِ اعظم کی قسٹ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ترمذی شریف اور حضرت عون بن مالک رضی اللہ عنہ

سے ابن ماجہ شریف میں مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

والذی نفس محمد بیدہ
لتفرقن اُمتی علی ثلث وسبعین

اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری
جان ہے میری اُمت تھیں تفرقوں میں

۱۵ ترمذی شریف

فرقة فواحدة في الجنة و
 منقسم ہوگی ایک جنتی اور بہتر دوزخی۔
 ثقتان وسبعون في النار قبل
 عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! جنتی کون ہیں
 یا رسول اللہ من هم قال
 فرمایا: اکثریت۔
 الجماعة به

اس حدیث بالا سے یہ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم ہے کہ میری امت تین تہ فرقوں میں منقسم ہو جائے گی جن میں سے صرف ایک جماعت جنتی ہے باقی بہتر کے بہتر جہنمی ہیں یعنی کہ آپ کو ہر ایک کے جنتی و دوزخی ہونے کا علم ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ اکثریت والی جماعت جنتی ہے۔

اب میں ناظرین کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ با انصاف ہو کر مسلمانوں میں یہ دیکھ لیں کہ ساری دنیا میں کون سا فرقہ اقلیت میں ہے اور کون سی جماعت اکثریت میں ہے۔

بکہ اللہ تعالیٰ آپ کو ساری دنیا میں صرف ایک ہی فرقہ میں اکثریت نظر آئے گی وہ ہم ہی اہلسنت و جماعت ہیں۔ جب ہماری اکثریت ثابت ہے تو فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اہلسنت اخلاف بریلوی جنتی ہوئے یہ بخارا و عرونی بلا دلیل نہیں۔ بلکہ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ پس معلوم ہوا کہ ہمارے مذہب کی حقانیت صداقت آفتاب کی طرح دنیا نے عالم میں روشن ہے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوتی کہ پہلی امتوں میں قبیل می جہادی اٹھ کر اصول تقالیکن امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ کرنے والے کئی اقسام ہیں جن کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہتر یا تتر فرقوں میں محدود فرمایا اور آپ نے ان فرقوں میں ایک مذہب حقہ کا پناہ فرمایا کہ میری امت کے دعووں سے جو اقلیت جماعت ہوگی وہ باطل پر ہوگی جو اکثریت پر مشتمل ہوگی وہ حق پر ہوگی۔

تیسری بات یہ معلوم ہوتی کہ دنیا نے عالم کے کسی فرقہ میں کوئی خدا کا ولی نہیں اور نہ ہو سکتا ہے اگر دینا اللہ کا طبعی ہیں تو وہ صرف ایک جماعت اہلسنت ہی میں سے ہیں جو تمام دینوں کی نظروں

لے ابن ماجہ و ترمذی

کے سامنے ہیں۔ بہر کیف اگر اکثریت ہے تو صرف اہلسنت والجماعت کی ہے۔ اور اگر اقلیت ہے تو دوسرے فرقوں میں۔ جب ہماری اکثریت ثابت تو ہمارا سچا مذہب ثابت۔
دوسری حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث ترمذی و مشکوٰۃ شریف میں

مروی ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه	فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
وسلم اتبعوا السواد الا عظم	کہ جماعت کثیر کا اتباع کرو۔ پس جو
فانه من شذوذ في النار۔	شخص جماعت سے علحدہ ہوا اس کو
(وفي حديث الثاني) ان الله	اگ میں ڈالا جائے گا (اور دوسری
لا يجمع امتي او قال	حدیث میں ہے) آپ نے فرمایا: میری
امّة محتدة على ضلالة	امت کو (یا آپ نے فرمایا کہ) امت
ويؤلف الله على الجماعة ومن	محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ گمراہی پر
شذوذ في النار۔	جمع نہیں کرے گا اور اللہ کا ہاتھ کثیر
	جماعت پر ہے۔ جو شخص کثیر جماعت سے
	علحدہ ہوا اس کو دوزخ میں ڈالا جائیگا۔

مذکورہ دونوں احادیث سے یہ واضح ہو گیا کہ جو جماعت سواد اعظم ہے یعنی کثیر ہے وہ جتنی ہے مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِي جس پر میں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں اور اصحاب (رضی اللہ عنہم اجمعین)۔ وہ گمراہ نہیں ہو سکتے اُن میں گمراہی پیدا نہیں ہو سکتی اور جو اس جماعت سے علحدہ ہوا وہ تباری ہوا۔ اور اس جماعت پر دستِ خداوندی ہے۔
ثابت ہوا کہ دنیا نے عالم میں ما انا علیہ و اصحابی پر عمل پیرا جماعت کثیر ایک ہی جماعت ہے اور وہ ہے اہل سنت والجماعت۔ اور یہی اصل صراطِ مستقیم یعنی سیدھا اور صحیح راستہ ہے۔ جس نے اس جماعت سے علیحدگی اختیار کر لی اور دوسرے باطل فرقہ

لہ ترمذی و مشکوٰۃ شریف

میں شامل ہو گیا۔ وہ گمراہی اور جہنم کی طرف چلا گیا۔

یہ مضمون تو بہت طویل ہے۔ لیکن یہاں صرف یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر چاہتے ہو کہ ہم جنت میں جائیں اور جہنم سے بچ جائیں تو ارشادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اسی مذہب مسلک حق اہل سنت و جماعت (بریلوی) کی پیروی کو اپنالو کیونکہ یہ وہی سچا مذہب ہے جس کا عقیدہ قرآن و حدیث اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مطابق صحیح ہے۔ جن کے دلوں میں اللہ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب و احترام اور سچی محبت و عقیدت ایک ایک بال میں رچی ہوئی ہے۔

آج مخالفین (دہابی و دیوبندی) اہل سنت و جماعت بریلوی کا تقریر و تحریر میں تمسخر اڑاتے ہیں کہ بریلوی بڑے محبتِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دعویدار بنے پھرتے ہیں تو یہ بھی ہم نے مانا کہ واقعی اس بات کو تم تسلیم کرتے ہو کہ اگر عشقِ رسول دیکھنا ہو اور اگر محبتِ رسول دیکھنی ہو، اور اگر ادبِ رسول دیکھنا ہو تو واقعی بریلویوں میں موجود ہے۔

الحمد للہ اس مذہب حق اہل سنت بریلوی کا ایک ایک لمحہ ادبِ مصطفیٰ و محبتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہی گزر گیا اور گزر رہا ہے اور یوں ہی روزِ آخر تک گزرتا چلا جائے گا۔ یہ وہی مذہب ہے جن کی ہر تقریر و تحریر کا مصلح نظر عظمتِ رسالت اور وقارِ نبوت کی پرچم کشانی ہے۔ اور جو پوری اعتدال پسندی سے ملت اسلامیہ کو توجید و رسالت کا درس دے رہے ہیں اور جن کی ہر تقریر و تحریر افراد و تفریط سے یکسر خالی ہے۔ محبت میں تو اس قدر خالی ہیں کہ رسالت کا ڈانڈا توحید سے ملا دیں اور بارگاہِ نبوت کے اتنے بے ادب و گستاخ و باغی بھی نہیں کہ اس مقامِ عظیم میں کسی قسم کا عیب تلاش کریں۔ اب مناسب سمجھتا ہوں کہ ہمارے دلوں میں جو حضور آقا نے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت ہے۔ اس کا ثبوت حدیث شریفہ سے ہی پیش کیے دوں۔

اہل سنت (بریلویوں) کی محبتِ رسول ﷺ

اور علمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ و اسحابہ وسلم

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مسلم شریف و مشکوٰۃ شریف میں یہ حدیث

یوں درج ہے :

عن ابی ہریرۃ انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان من اُمتی اشدّ حبّاً ناسیً یکنون بعدی یوذاً احدہم لو سرائی باہلہ یلہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری اُمت میں مجھ سے زیادہ محبت رکھنے والے وہ لوگ ہوں گے جو میرے بعد پیدا ہوں گے اور اس امر کی آرزو کریں گے کہ اگر مجھ کو دیکھ لیں تو اپنے اہل و عیال کو مجھ پر فدا کر دیں۔

مذکورہ حدیث شریفہ میں غور فرمائیے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کتنے صاف اور پیارے لفظوں میں ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) سے زیادہ محبت رکھنے والے میرے بعد بھی پیدا ہوں گے۔ آپ ذرا غور فرمائیں کہ وہ کون لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی زیارت (معاذ اللہ) شرک، بدعت اور غیر ضروری چیز ہے۔ اور وہ کون سی خوش قسمت جماعت ہے جو زیارت کو کائنات کی سب سے بڑی نعمت شمار کرتے ہیں اور خاص اسی لیے سفر کرتے ہیں۔

بھوکہ تعالیٰ دنیا نے اسلام میں کوئی ایسا فرقہ نہیں ہے جس کو خدا کے پیارے حبیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دل محبت و ادب و احترام نصیب ہو۔ یہ صرف اہلسنت و جماعت ہی ایک مذہب حق ہے کہ جن کے دلوں میں سچی محبت و عشق رسول کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ اور ایسا ایمان نصیب ہے اور یہ ہمارے مذہب کے سچا ہونے کا بھی واضح ثبوت موجود ہے اور ہم ہی اصل امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقدار ہیں۔ پھر ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ

لے مسلم شریف و مشکوٰۃ شریف ص ۵۸۳ سطر ۱۸

لے اس کے لیے ملاحظہ فرمائیے تقویۃ الایمان اور کتاب التوجیہ وغیرہما۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارا علم نہیں۔ آپ کے ساتھ محبت کرنے والوں کو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں اور ان کو بھی جانتے ہیں جن کو آپ کے ساتھ کچھ محبت نہیں۔

ۛ

اُمّتی جو کہے فریادِ حال زار کی

چھٹ جائے دولتِ کوئین تو کچھ غم نہیں

مکن نہیں کہ خیر البشہ کو خبر نہ ہو

چھوٹے نہ مگر ہم سے دامنِ محبتِ اللہ علیہ وسلم

ہماری محبتِ رسول و عشقِ رسول درِ دل کا مذاق اڑانے والے مذکورہ حدیث کو آنکھیں

کھول کر دیکھ لیں اور انصاف کے ساتھ یہ بتائیں کہ آج اس خاکدانِ گیتی میں وہ کون سے لوگ ہیں

جن کے دلوں میں عشقِ رسول ٹپ رہا ہے اھتہارِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت اور طعن و تشنیع کرنا کون سی ایمان دار ہونے کی نشانی ہے۔

مناسب سمجھا ہوں کہ اہل سنت بریلویوں میں محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے

متعلق مخالفین کا ایک حوالہ پیش کیے دوں۔

دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کا ایک بیان اشرف السوانح

جلد اول میں یوں درج ہے: (بلغتم)

اعلیٰ حضرت اور عشقِ مصطفیٰ تھانوی صاحب کی زبانی (یعنی مولوی

اشرف علی تھانوی) کا مذاق باوجود احتیاطی المسک کے اس قدر وسیع ہے

حسن ظن لیے ہونے سے کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلویؒ کے

براہمہ کہنے والوں کے جواب میں دیرِ دیر تک حمایت فرمایا کرتے ہیں اور شرع

کے ساتھ رد فرمایا کرتے ہیں کہ مکن ہے اُن کی مخالفت کا سبب واقعی عُبُت

رسول ہی جو اور وہ غلط فہمی سے ہم لوگوں کو نعوذ باللہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی شان میں گستاخ بگتے ہوں۔

اشرف السوانح ج ۱ ص ۲۱۶ مطبوعہ ۱۰

یہی جناب! یہ ہیں دیوبندیوں کے حضرت والا پیر طریقت مولوی اشرف علی تھانوی۔ کس طرح صاف الفاظ میں ہمارے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت، مجدد دین و ملت، حاجی المحرمین الشریفین، بحر العلوم، عاشق رسول، حضرت مولانا علامہ شاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات کے متعلق کس قدر عقیدت کا اظہار کر رہے ہیں کہ ممکن ہے ان کی مخالفت کا سبب واقعی حُبِ رسول ہی ہو۔ اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ گو تھانوی صاحب کا عقیدہ تو نجدیوں جیسا ہی تھا لیکن آخر تھانوی صاحب کو امام اہلسنت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی صداقت و حُبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیم کرنا پڑا۔ ہمیشہ باطل گروہ کو آخر حق کو ماننا ہی پڑتا ہے خواہ وہ منکر ہی رہے۔

تھانوی صاحب کی نمائندگی

دوسرا حوالہ دیوبندیوں کے مولوی بہاء الحق قاسمی اسوۃ اکابر صفحہ ۱۵ میں اپنے اکابرین میں سے مولوی اشرف علی تھانوی کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

حضرت (اشرف علی تھانوی) فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھ کو مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے سچے ناز پڑھنے کا موقع ملتا تو میں پڑھ لیتا۔

اس مذکورہ حوالہ سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ دیوبندیوں کے پیشوا حکیم الامت، وسیع القلب مولوی اشرف علی تھانوی ہمارے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی محبت و عشقِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ اور پھر فاضل بریلوی قدس سرہ کی حمایت بھی کرتے ہیں اور برا بھلا کہنے والوں کا رد بھی دیر دیر تک کرتے رہتے تھے اور لطف یہ کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا معتبری بننے کو بھی تیار ہیں۔

اب میں تمام دیوبندی عاشقان تھانوی سے پوچھتا ہوں کہ تمہارے وسیع القلب حکیم الامت اشرف علی تھانوی تو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی نور اللہ مرقدہ کے متعلق اس قدر عقیدت اور حمایت کا اظہار کریں اور برا بھلا کہنے والوں کا رد کریں اور انھیں عاشق رسول قرار دیں اور تم انہی تھانوی صاحب کے معتقد ہو کہ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا کہن الفاظ میں ذکر کرتے ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ دیوبندیوں اور وہابیوں کو کیا معلوم کہ اعلیٰ حضرت

فاضل بریلوی نور اللہ مرقدہ کیسی عظیم شخصیت ہیں ان کے بیان کے لیے تو دفتر درکار ہیں۔

ۛ

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مُسلم !

جس سمت آگئے ہر سنجے بٹھا دیے ہیں

بہر کیف معلوم ہوا کہ مخاضین حضرات بھی اہلسنت بریلویوں کی حُبِ رسول کے قائل ہیں لیکن جاننے کے باوجود وہ حق کا انکار کرتے ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ ہماری حُبِ رسول و ادب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہے۔ الحمد للہ ہمارے مذہب و مسلک و عقائد کی تصدیق بارگاہِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہو رہی ہے۔ جب بارگاہِ نبوی سے تو پھر بارگاہِ ربی سے بھی ہمارے عقائد کی تصدیق۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

قیصر و کسری کی ہلاکت اور حضرت سرور کو کسری کے کنگن

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بخاری شریف میں مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا ہے :

حدث کسرے فلا یكون کسرے	عنقریب کسری (شاہِ فارس) ہلاک ہوگا
بعده و قیصر لہلک ثم لا	اور اس کے بعد کوئی کسری نہ ہوگا۔ اور
یحیون قیصر بعدہ و لیتقسم	ابنہ قیصر (شاہِ روم) ہلاک ہوگا اور پھر
کنوزہما فی سبیل اللہ و سی	کوئی قیصر نہ ہوگا۔ ان دونوں بادشاہوں کے
حرب خروجة	خزانہ فی سبیل اللہ تقسیم کر دینے جائیں گے
	اور آپ نے اس راوی کا نام دھوکا
	دکھا ہے۔

سنہ بخاری شریف

○ چھادم یہ کنگن سونے کے تھے اور سونا مرد کو حرام ہے۔ مگر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ
ماکب شریعت ہیں اس لیے آپ کو اختیار ہے کہ کسی حرام چیز کو کسی کے لیے حلال فرمادیں۔
اور یہ بات آپ کی خصوصیات سے ہے۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدہ ناعمرہ فادق رضی اللہ عنہا نے
صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل میں یہ سونے کے کنگن حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کو
پہنا دیے تھے ورنہ وہ بھی جانتے تھے کہ سونا مرد پر حرام ہے۔ ایسے واقعات اختیار مصطفیٰ صلی
اللہ علیہ وسلم میں کئی آتے ہیں۔

اس سے ثابت ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح ایران اور حضرت سراقہ کو کنگی پہننے
جہانے اور حضرت سراقہ کے زندہ رہنے کا علم تھا۔

علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور قاتل و مقتول جنتی

ابن عباس کہہ رہے تھے اللہ علیٰ العالمین میں یہ حدیث مروی ہے کہ عکرمہ بن ابوجہل (یعنی ابوجہل
کے بیٹے) نے اسلام لانے سے پہلے ایک انصاری کو قتل کر دیا۔ جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم
کو اطلاع ہوئی تو آپ مسکرائے گئے۔ انصار نے عرض کی: اے پیارے آقا! ہماری جماعت کا
ایک فرد مارا گیا اور حضور مسکرا رہے ہیں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتے ہوئے فرمایا:

مَاذَا ضحكك و نكحته قتلة

و هو معه في درجة

بجہ یہ بات ہنساری ہے کہ قاتل

(یعنی عکرمہ) و مقتول (یعنی انصاری)

مذوف جنت میں ایک ہی درجہ میں

ہوں گے۔

ذکرہ حدیث میں غور فرمائیے کہ ابوجہل کے بیٹے عکرمہ نے بکالت کفر ایک مسلمان انصاری

کو قتل کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکرار ہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں اس لیے ہنس رہا ہوں کہ قاتل عکرمہ جنتی ہیں اور مقتول ایک مسلمان انصاری بھی جنتی ہیں۔ غور فرمائیے کہ یہ بات بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب ان ہونے کی بہت بڑی دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو ایسا کیوں فرمایا۔ وہ اس لیے کہ عکرمہ نے تو بحالت کفر انصاری مسلمان کو قتل کیا تھا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عکرمہ کو جنتی فرمانے سے یہ ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ علم تھا کہ عکرمہ عنقریب ایمان لے آئیں گے اور یہ بھی علم تھا کہ انصاری کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہے۔ اور وہ شہید ہوئے۔ اس لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قاتل و مقتول دونوں کو جنتی فرمایا ہے۔ چنانچہ احادیث شاہد ہیں کہ واقعی عکرمہ ایمان لے آئے اور وہ بھی صفِ صحابہ میں شامل ہو کر حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے مرتبہ حاصل کر لیا اور بحالت ایمان ہی خاتمہ ہوا۔

علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اور حضرت زید بن ارقم کا بیان

طبرانی شریف و خصائص کبریٰ میں ہے کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر جاؤ اور وہ تمہیں اپنے گھر پر ملیں گے اُن کو جنت کی بشارت دے دینا۔ پھر تم کو مقام تنفیر پر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ عمار پر سوار ملیں گے۔ اُن کی پیشانی چمک رہی ہوگی ان کو بھی جنت کی بشارت دینا۔

پھر تم چلو گے حتیٰ کہ تم کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بازار میں خرید و فروخت کرتے ہوئے ملیں گے۔ ان کو بھی جنت کی خوشخبری دینا۔ بعد مصیبت اٹھانے کے حضرت زید بن ارقم فرماتے ہیں جب میں ان حضرات کرام کے پاس پہنچا تو جیسا حضور صلی اللہ

ثم انطلق حتى تاتي عثمان فتجده
في السوق يبيع ويشترى
فبشره الجنة بعد سلام
فانطلقت فوجدتهم كما قال
رسول الله صلى الله عليه
وسلم

لہ خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۱۶۱

علیہ وسلم نے فرمایا تھا اسی حالت میں ہی
سب کو پایا۔

اس حدیث میں ہر لفظ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا غیب وان ہونا ثابت ہو رہا ہے
آپ نے حضرت زید بن ارقمؓ صحابی سے جس صحابی کی جس حالت کو بیان فرمایا حضرت زید بن ارقمؓ
رضی اللہ عنہ نے اسی حالت میں اس صحابی کو پایا۔ اس حدیث سے اس امر پر بھی واضح روشنی
پڑتی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس نورانی آنکھوں سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔
اور آپ پر ساری دنیا کف دست کی طرح ظاہر اور روشن ہے اور آپ کو ہر ایک کے صفت و دوزخی
ہونے کا علم ہے۔

علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بخاری و مسلم شریف میں ایک حدیث مروی ہے کہ جس کا
مختصر مضمون یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سرور عالم صلی اللہ علیہ
وسلم نے مجھ کو صدقہ فطر کی نگہانی پر مامور فرمایا۔ میں اس طعام صدقہ کی نگہانی کرتا تھا کہ ایک
شخص بھر اس کھانے میں سے چلو بھر کر لے جانے لگا۔ میں نے اس کو پکڑ لیا تو اس نے مجھ سے کہا
کہ میں محتاج اور عیالدار سخت حاجت مند ہوں۔ میں نے اس کو چھوڑ دیا۔

فصحت فقال النبی صلی اللہ	پس صبح ہوئی تو میں حضور صلی اللہ علیہ
علیہ وسلم یا ابا ہریرہ ما فعل	وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو
اسیرک البارحة قلت یا رسول	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسے
اللہ حشکى حاجة شديدة و	ابو ہریرہ: ارات تمہارے قیدی نے
عیا لا فرجتہ مخیت سبیلاً	کیا کیا۔ میں نے عرض کیا کہ حضور! اس
قال اما انہ قد کذبک و یعود	نے کثرت عیال بدشمت احتیاج کی
فعرفت انہ سعود لقول رسول	شکایت کی۔ مجھے رجم آیا میں نے اسے

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

چھوڑ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اس نے تم سے جھوٹ بولا اور وہ
پھر آئے گا۔ ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ آپ کے
فرمانے سے مجھے یقین ہو گیا۔ اور میں اس
کاتاک میں رہا۔

اس حدیث میں غور فرمائیے کہ یہ واقعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رات کو ہو رہا ہے
اور جب صبح ہوتی ہے تو ابو ہریرہؓ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوتے ہیں تو
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! رات والے قیدی (چور) کا سناؤ۔ اس سے
بت ہوا کہ حضور اکرمؐ کا یہ فرمانا کہ وہ پھر آنیکا علم غیب میں شامل ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مجھے
یقین ہو گیا کہ وہ آئے گا۔ چنانچہ جب رات ہوئی تو فجاء یحشوا من الطعام فاخذ منه
(وہ پھر آیا اور غلہ بھرنے لگا پس میں نے اسے پکڑ لیا) اور اس کو کہا کہ تجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس لے جاؤں گا اور تجھے ہرگز نہ چھوڑوں گا۔ تو مجھے اس پر ترس آیا اور چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی
میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا:

مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ۔ (رات والے قیدی کے ساتھ کیا کیا!)

تو میں نے عرض کیا کہ اس نے اپنی تنگ دستی کا اظہار کیا اور مجھے رحم آیا تو چھوڑ دیا۔ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا:

قَالَ اِمَّا اِنَّهٗ قَدْ كَذَبَكَ وَسَبَّحُود۔ (اس نے تجھ سے جھوٹ بولا وہ پھر آئے گا)

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں مجھے یقین ہو گیا۔ چنانچہ رات ہوئی فجاء یحشوا من الطعام (پس آیا اور
غلہ بھرنا شروع کر دیا) پس میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا کہ تیسری مرتبہ تم نے ایسا کیا سبب
نہ چھوڑوں گا اور تجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا۔ تو اس قیدی یا چور نے کہا:

دَعْنِي اَعْلَيْكَ كُلَّتْ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهَا

اِذَا دِيَّتْ اِلٰی فِرَاشِكَ فَاَقْسِرْهُ

اَيَةُ الْكُرْسِيِّ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا

مجھ کو چھوڑ دے میں تجھے چند کلمے ایسے
بتاؤں گا جن سے خدا تم کو نفع پہنچانیکا
جب تم سونے کے بستر پر جاؤ تو آیہ الکرسی

هو الھی القیوم حتی تختم الایة
 فانک لن یزال علیک من الله
 حافظٌ ولا یقریب الشیطان -
 الله لا اله الا هو الھی القیوم کو
 آخری آیت تک پڑھ لیا کرو تو خدا کی
 طرف سے تم پر ایک نگہبان رہے گا جو
 فرشتہ یا روح تمہارے قریب شیطان نہ آئے۔

پس میں (ابو ہریرہ) نے اسے چھڑ دیا۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ صبح بُھرنی بعد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو
 آپ نے فرمایا:

ما فعل اسیرک - (رات والے قیدی کے ساتھ کیا کیا)

تو میں نے عرض کی کہ اس چور نے مجھے کہا کہ میں تجھے چند کچے سککھوں گا جو تمہیں نفع دیں گے
 اس لیے میں نے اس کو چھڑ دیا۔

قال اما انت صدقك وهو
 کذوبٌ یعلم من تخاطب منه
 ثلث لیلال قلت لا قال ذاک
 شیطانٌ یله
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اس
 نے سچ کہا اگرچہ وہ جھوٹا ہے اس کے
 بعد آپ نے فرمایا تم کو معلوم ہے -
 تیس راتوں سے تم کس سے مخاطب تھے
 میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ کو
 معلوم نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا وہ شیطان تھا۔

اس حدیث سے پہلی بات تو یہ معلوم ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلی رات کا جو
 واقعہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا اُس کا علم تھا دوسری یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو
 آئندہ رات میں بھی اُس کے آنے کا علم تھا اور پھر اس کے تیسری رات آنے کا بھی آپ کو علم تھا
 سوم یہ کہ تیسری رات جو کلمات بتا کر گیا تھا اس کا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تھا چہدم

لے بخاری شریف

تینوں رات آنے والا شیطان تھا جس کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تھا۔
 اس سے پہلے ایک سبق حاصل ہوا، وہ یہ کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو توحید کا درس اللہ والا
 الاھوالحق القیتوم کا بہترین سبق دینے والا شیطان ہی تھا اتنے صدق کہ وہ کذب بات تو
 شیطان نے بڑی اچھی کہی درس تو بہترین دیا لیکن سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ
 ہے تو جھوٹا جیسا کہ حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نجدیوں کے متعلق بھی ایک بات
 فرمائی ہے:

سیخرج قوم فی آخر الزمان
 عنقریب آخری زمانہ میں ایک قوم
 حداث الاسنان سفہاء الاحلام
 پیدا ہوگی جو نہ عمر اود کم عقل ہونے کے
 یقولون من خیر قول البریۃ
 باوجود بہترین لوگوں کی سی باتیں کریں گی
 لا یجادوا یمانہم حناجرہم ان کا
 ایمان ان کے منہ سے نیچے نہ جائیگا۔

حاصل یہ ہوا کہ کبھی کبھی بعض اوقات شیطان بھی بہترین توحید اور قرآن کا درس اور وعظ
 کی تلقین کر دیتا ہے لیکن ہوتا وہ شیطان اور کاذب۔ اولئک حزب الشیطان۔ الا ان
 حزب الشیطان ہم الخاسرون۔

علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اور سونے کی اینٹ

سید المفسرین حضرت علامہ علاء الدین علی بن محمد ابن ابراہیم بغدادی علیہ الرحمۃ تفسیر خازن
 ج ۱۱ میں آیت یَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِمَنْ فِي أَيْدِيكُمْ مِنَ الْأَشْيَاءِ کے تحت فرماتے ہیں کہ
 یہ آیت حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے جو حضور سید عالم
 صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں۔ یہ کفار قریش کے اُن دس سرداروں میں سے تھے جنہوں نے جنگ

۱۰ مشکوٰۃ شریف

میں شکر کفار کے کھانے کی درآمدی لی تھی اور یہ اس غریب کے لیے بیس اوقیہ سونا ساتھ لے کر چلے تھے۔ ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ لیکن ان کے ذمے جس دن کھانا تجویز ہوا تھا خاص اسی روز جنگ کا واقعہ پیش آیا اور قتال میں کھانے کھلانے کی فرصت وملت نہ ملی تو یہ بیس اوقیہ سونا ان کے پاس پہنچ رہا۔ جب یہ گرفتار ہوئے تو یہ سونا ان سے لے لیا گیا۔ انہوں نے درخواست کی کہ یہ سونا ان کے فدیہ میں مصروف کر لیا جائے۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرمایا اور ارشاد فرمایا جو چیز ہماری مخالفت میں صرف کرنے کے لیے لائے تھے وہ نہ چھوڑی جائے گی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ پر ان کے دونوں بھتیجوں عقیل بن ابی طالب اور نوفل بن حارث کے فدیہ کا بھی بھار ڈالا گیا تو حضرت عباسؓ نے عرض کیا:

یا محمد ترک منی اکتف قریشا	یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ مجھے اس
ما بقیت فقال رسول اللہ صل	حال میں چھوڑ دو گے کہ میں باقی قریش
اللہ علیہ وسلم فلن الذهب	سے مانگ، مانگ کر بسر کیا کروں تو حضور
الذی دفعته الی ام الفضل	صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر وہ سونا
وقت خروجک من مکة وقلت	کہاں ہے جو مکہ کوڑے سے چٹے وقت تم
لہا انی لا ادري ما یصیبہ	نے اپنی بی بی ام الفضل کو دیا تھا، تم
فی وجہی هذا فان حدث بی	ان سے کہہ کر آئے ہو کہ خبر نہیں مجھے کیا
حدث فہذا لک والعبد اللہ	حادثہ پیش آئے۔ اگر میں جنگ میں کام
والعبد اللہ وللفضل وقثم	آ جاؤں تو یہ تیرا ہے اور عبد اللہ اور جیسے
یعنی بنیہ فقال العباس وما	کا اور فضل کا قثم کا لایہ سب ان کے بیٹے
یدریک یا ابن اخی قال اخبرنی	تھے، حضرت عباس نے عرض کیا آپ کو
بہ سابق قال العباس اشہد	یہ کیسے معلوم ہوا آپ نے فرمایا مجھے میرے
انک لصادق واشہد ان	ب سے خبردار کیا ہے اس پر حضرت عباس
لا الہ الا اللہ وانک عبیدہ	نے عرض کیا کہ میں گواہی دیتا ہوں جنگ
ورسولہ ولہ یعلم علیہ	آپ نے نہیں دیکھا میں گواہی دیتا ہوں کہ

احد الا الله و امر بنی اخیہ
عقیل و نوفل بن الحارث
فاستماہ
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک
آپ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میرے
اس راز پر اللہ کے سوا کوئی مطلع نہ تھا
اور حضرت عباس نے اپنے بھتیجوں عقیل
و نوفل کو حکم دیا کہ وہ بھی اسلام لائیں۔

مذکورہ قرآن کی آیت تفسیر سے معلوم ہوا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ۔ بحالت کفر جو اپنی بی بی
ام الفضل کو سونے کی اینٹ بالکل خفیہ طور پر دے کر گئے تھے اور جو وصیت بھی اس کے خراج کرنے کی کر گئے
تھے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم تھا۔ چنانچہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس
رضی اللہ عنہ کو اس سونے کی اینٹ کے متعلق خبر دی تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ اُسی وقت
آپ کا کلمہ پڑھ کر آپ کی نبوت و رسالت پر ایمان لے آئے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت
عباس رضی اللہ عنہ یہ جان چکے تھے کہ ایسی غیب مخفی باتوں کی خبر صرف اللہ تعالیٰ کا سچا نبی ہی دے
سکتا ہے۔

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

تمام ستاروں و نیکیوں کا علم

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ طاہرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حدیث مشکوٰۃ شریف

میں مروی ہے:

قَالَتْ بَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَبْرِي
فِي لَيْلَةٍ ضَاحِيَةٍ إِذْ قُلْتُ يَا
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ هَلْ يَكُونُ
حَضْرَتِ سَيِّدَةُ عَائِشَةُ صَدِيقَةُ رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ
الْسَّلَامُ أَنِّي فِيهِ كَأَنِّي رَأَيْتُ رَسُوْلَهُ فِي رَأْسِ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَبْرِي
مِثْرِي مُوَدِّعِي تَحَا. مِثْرِي مُوَدِّعِي تَحَا. مِثْرِي مُوَدِّعِي تَحَا.

لے تفسیر خازن جز ۱، ثالث ص ۲۲ مطبوعہ مصر و مکتبۃ انبی تفسیر معالم التنزیل

يَا حَيْدَرُ مِنَ الْحَسَنَاتِ عِدَّةٌ تَجْزِيهِ
السَّمَاءُ قَالَ نَعَمْ عُمْرُ فُلَانٍ
وَإِنَّ حَسَنَاتِ أَبِي بَكْرٍ تَحْتَلِي سَمَاءَ
جَمِيعِ حَسَنَاتِ عُمَرَ كَحَسَنَةِ
وَاحِدَةٍ مِنَ حَسَنَاتِ أَبِي بَكْرٍ
کیا کسی کی اتنی نیکیاں بھی ہیں جتنے آسمان پر
ستارے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا: ہاں۔ حضرت عمر کی نیکیاں اتنی ہیں
پھر میں نے پوچھا اور ابو بکر کی نیکیوں کا کیا
حال ہے۔ آپ نے فرمایا: حضرت عمر کی
نیکیاں ساری عمر کی ابو بکر کی ایک نیکی کے
برابر ہیں۔

اس حدیث شریفہ سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام ستاروں کی تعداد کا
بھی علم ہے اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تمام نیکیوں کا بھی علم ہے۔ جبھی آپ نے دوز
چیزوں کو طوطا فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نیکیاں تلوں کے برابر ہیں۔ دو چیزوں کی برابری و
کی بیشی وہی بتا سکتا ہے جسے دوزخ چیزوں کا علم بھی ہو اور مقدار بھی معلوم ہو۔ تو ثابت یہ ہوا کہ
حضور آقا، دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قیامت تک کے لوگوں کے تمام ظاہری اور پوشیدہ اعمال کا
علم ہے اور آسمانوں کے بھی تمام ظاہر و پوشیدہ تاروں کا بھی تفصیلی علم ہے۔ جیسا کہ حدیث
مشکوٰۃ شریف میں ہے:

مَحِضَتْ عَلَى أَعْمَالِ أَهْلِ حَسَنًا
وَيَتَبُ فَوْجَهُ فِي مَحَابِبِ أَعْمَالِهَا
الْأَدَى يُنَاطُ عَنْ الطَّرِيقِ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہم پر
ہماری امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں
بھی اور بُرے بھی۔ ہم نے ان کے اعمال میں
وہ تکلیف دہ چیز بھی پائی جو راستے سے
بٹا دی جاتی ہے۔

یہ حدیث بھی اس بات پر ظاہر و روشن ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری دنیا کے نیک و
اعمال کو جانتے ہیں۔ آپ کے کسی کا عمل خواہ اچھا ہو یا بُرا وہ مخفی نہیں ہے۔ لہٰذا ہی آسمانوں کے

لے مشکوٰۃ باب المسابہ

تمام تارے آپ سے مخفی ہیں۔

علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

اور مسلمانوں کی قوم نعال الشعر و ترکوں کی جنگ اور فتح اسلام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بخاری شریف و مسلم شریف میں روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقَاتِلُوا قَوْمًا يَنْعَالُهُمُ الشَّعْرُ وَحَتَّى تَقَاتِلُوا التُّرُكَ مَعَارَ الْأَعْيُنِ حُمْرَاءَ الْوُجُوهِ ذُلْفَ الْأَنْوَابِ كَأَنَّ وُجُوْهُمْ الْمَجَانَّ الْمُطْرَقَةَ لَهُ	فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک تم اس قوم سے جنگ نہ کرو گے جن کی جوتیاں بالدار چمڑے کی ہوں گی اور جب تک تم ان ترکوں سے نہ لڑو گے جن کی آنکھیں چھوٹی چھوٹی سرخ چہرے اور ناک بیٹھی ہوئی ہوگی
---	--

گویا ان کے منہ تہ بہ تہ ڈھالیں ہوں گے۔

اس حدیث شریفہ میں غور فرمائیے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی جنگ جس قوم سے ہونی تھی آپ نے اس قوم کی نشانیاں تک بھی بیان فرمادی ہیں۔ اس قوم کی جوتیاں بالدار چمڑے کی ہوں گی اور وہ ترک کی لوگ ہوں گے جن کی آنکھیں چھوٹی چھوٹی اور سرخ چہرے اور ناک بیٹھی ہوئی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی جنگ کے اور بھی تمام حالات کا علم ہے۔

علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

اور مسلمانوں کی یہودیوں سے جنگ اور فتح اسلام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مسلم شریف کی حدیث میں روایت ہے:

سند بخاری و مسلم شریف

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُقَاتِلَ الْمُسْلِمُونَ الْيَهُودَ فَيَقْتُلَهُمُ الْمُسْلِمُونَ حَتَّى يَخْتَبِئَ الْيَهُودِيُّ مِنْ وَرَاءِ الْحَجَرِ وَالشَّجَرِ فَيَقُولُ انْعَجِرُوا الشَّجَرُ يَا مُسْلِمُ بَاغِبُوا إِلَيْنَا هَذَا يَهُودِي خَنِيئٌ فَقَالَ فَأَقْتُلُوهُ إِلَّا انْفَرَقَ فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرِ الْيَهُودِيِّينَ

حضرت رسولِ مذہبِ دہم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک مسلمان یہودیوں سے نہ لڑیں گے پس ایں گے مسلمان یہودیوں کو یہاں تک کہ یہودی پتھر کے پیچھے چھپتا پھرے گا یا درخت کے پیچھے۔ اور پتھر یا درخت یہ کہے گا اے مسلمان! اسے خدا کے بندے! ادھر آ میرے پیچھے یہودی چھپا بیٹھا ہے۔ اس کو مار ڈال۔ غرقہ کا درخت ایسا نہ کہے گا اس لیے کہ وہ یہودیوں کا درخت ہے۔

اس حدیث شریفہ سے یہ معلوم ہوا کہ مسلمانوں اور یہودیوں یعنی اسرائیلیوں سے جنگ ہرے کے مشعل بھی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہے اور اس جنگ میں ایک ایسا منظر ہو گا کہ یہودی یعنی اسرائیلی جس درخت یا پتھر کے پیچھے چھپا ہو گا وہ درخت یا پتھر چار کر کے گا اے مسلمان! اسے خدا کے بندے! ادھر آ میرے پیچھے یہودی چھپا بیٹھا ہے اسے قتل کر دے۔ مگر غرقہ کا درخت ایسا نہ کہے گا اس لیے کہ یہ یہودیوں کا درخت ہے۔ آخر یہودی (اسرائیلی) لوگ بڑی دلت کے ساتھ تباہ و برباد ہوں گے اور مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا انہ قریب العالین

علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

اور مسلمانوں کی جزیرہ عرب و فارس و روم سے جنگ اور فتح اسلام

حضرت نافع بن عبد ربیع اللہ عنہ سے مشکوٰۃ شریف میں مروی ہے کہ حضور رسالت اب صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

لَا مَسَاسَ

تَغْزُونَ جَزِيرَةَ الْعَرَبِ فَيَفْتَحُهَا
 اللَّهُ ثُمَّ فَارِسَ فَيَفْتَحُهَا اللَّهُ ثُمَّ
 تَغْزُونَ الرُّومَ فَيَفْتَحُهَا اللَّهُ ثُمَّ
 تَغْزُونَ الدَّجَالَ فَيَفْتَحُهَا ۝

میرے بعد تم جزیرہ عرب سے لڑو گے۔
 اللہ تمہیں اس پر فتح دے گا۔ پھر تم
 فارس سے لڑو گے اللہ تعالیٰ اس پر
 بھی فتح دے گا۔ پھر تم دجال سے بھی
 لڑو گے اللہ تعالیٰ اس پر بھی تمہیں فتح
 دے گا۔

غور فرمائیے کہ جو جنگیں آنند ہونے والی تھیں اور مسلمانوں کو اُن کا سامنا کرنا تھا۔ حضور سید عالم
 علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے ہی خبریں فرمادی ہیں کہ مسلمان جزیرہ عرب والوں سے لڑیں گے۔ اس
 لڑائی میں بھی مسلمانوں کو فتح ہوگی اور پھر مسلمان ملک فارس والوں سے لڑیں گے اس پر بھی اسلام کو
 فتح ہوگی اور پھر مسلمان رومیوں سے لڑیں گے اس پر بھی مسلمانوں کو فتح حاصل ہوگی۔

علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اور حالات بصیرہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ابو داؤد شریف میں مروی ہے:

قَالَ يَا اَنَسُ اِنَّ النَّاسَ يُبْقِرُونَ
 اَمْصَارًا وَاَنْ مِصْرًا مِنْهَا يُقَالُ
 لَهَا الْبَصْرَةُ فَاِنَّ اَنْتَ مَرَرْتَ بِهَا
 اَوْ خَلَقَهَا فَاِيَاكَ وَصَاخَهَا وَ
 كَلَاءَهَا وَ لَحِيْدَهَا وَ سُوْقَهَا
 وَ بَابَ اَمْرَائِهَا وَ عَلَيْكَ بِضَوْجِهَا
 فَاِنَّهُ يَكُوْنُ بِهَا خُسْفٌ وَ قَدْ ذُفِّ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے
 انس! لوگ شہروں کو آباد کریں گے اُس میں
 ایک شہر ہوگا جس کو بصیرہ کہا جائے گا۔ اگر
 تو اس شہر سے گزرے یا داخل ہوئے
 تو ان مقامات پر نہ جا جہاں کی زمین شور
 ہے۔ اور نہ مقام کلاء میں جا اور نہ وہاں کی
 کھجوروں کو استعمال کر اس کے بازار سے

۱۰ مشکوٰۃ شریف

وَرَجَعْتُ وَقَوْمِي يَبْكُونَ وَ
يُصْبِحُونَ قَرَدًا وَخَنَائِرًا
اپنے آپ کو دُور رکھ۔ وہاں کے باشندہ
امیروں کے دروازوں پر نہ جا۔ شہر کے
کنارے پر پڑا رہا یا مقام ضواحمی جو بصرہ
کے قریب ہے وہاں قیام کر۔ اس لیے
کہ جن مقامات پر جانے سے تجھے منع کیا گیا
ہے ان کو زمین میں دسنا دیا جائے گا۔
ان پر پتھر برسے گا اور سخت زلزلے آئیں
گے اور ایک قوم جوگ جوشام کو اچھی ہوگی
اور صبح کو بندہ اور سوز بن جائے گی۔

دیکھا آپ نے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بصرہ میں جو آبادی کلاء خط ناک بھی اس کے متعلق
بھی تمام حالات بتا دیے یہ مقامات زمین میں دھس جائیں گے اور ان پر پتھر برسے گا اور سخت
زلزلے آئیں گے اور ایک قوم ایسی ہوگی جوشام کو اچھی ہوگی اور صبح کو بندہ اور سوز بن جائے گی۔
اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں جانے کی ممانعت فرمادی۔ یہ حدیث بھی سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کے علم غیب کی بہت بڑی دلیل ہے۔

اس طرح دوسری حدیث میں آپ نے بصرہ کی آبادی اہل کے متعلق وہاں سے اپنے لوگوں
کے نکلنے کی خبر دی ہے :

إِنَّ اللَّهَ خَرَّ وَحَلَّ يَبْقَى مَسْجِدُ
الْعِشَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَهِدًا
لَا يَقُومُ مَعَ شَهِدَاءِ بَدْرٍ
غَيْرَ هَٰؤُلَاءِ
کہ اترتا ہے مسجد عشاء سے قیامت کے
دن شہداء کو اٹھانے کا دورہ کرے گا
شہداء کے ساتھ ان شہیدوں کے سوا
کوئی نہ ہوگا۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل کی مسجد عشاء سے شہداء اور کے قیامت کے دن

سے دیکھ کر اہل واداء شریف

اُٹھنے کا علم ہے۔ یاد رہے کہ یہ وہی مسجد عشار ہے جس میں حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے چند حاجیوں کو جو اسی جگہ کے رہنے والے تھے اُن کو فرمایا کہ میری طرف سے ابلہ کی مسجد عشار میں دو رکعت یا چار رکعت نماز پڑھے اور اس کا ثواب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو کرے۔ الفاظ حدیث یہ ہیں:

قَالَ مَنْ يَضُمُّ فِي مَسْجِدِ اَنْ
يُصَلِّيَ لِي فِي الْمَسْجِدِ الْعُشَارِ
رَكَعَتَيْنِ اَوْ اَرْبَعًا يَقُولُ هَذِهِ
لِابْنِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ
فرمایا کہ میری مسجد سے ابلہ کی مسجد
عشار میں دو رکعت یا چار رکعت
نماز پڑھے اور اس کا ثواب حضرت
ابو ہریرہ کو کرے۔

اس حدیث سے ایصالِ ثواب کے متعلق بھی روشنی پڑتی ہے۔

علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خزانہ کعبہ و نہر فرات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث مسلم شریف میں مروی ہے:

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى
يَحْضُرَ الْفُرَاتُ عَنْ جَبَلٍ
مِنْ ذَهَبٍ يَقْتَتِلُ النَّاسُ
عَلَيْهِ فَيَقْتُلُ مِنْ كُلِّ
مِائَةِ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ
وَيَقُولُ كُلُّ رَجُلٍ
مِنْهُمْ لَعَلِّي اَكُونُ
الَّذِي اَنْجُوْا بِهٖ

(حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) قیامت
اس وقت تک نہ آئے گی جب تک نہر
فرات نہ کھل جائے (یعنی خشک
ہو جائے) اور اس کے اندر سے سونے
کا پہاڑ نکلے گا۔ لوگ اس خزانہ کو حاصل
کرنے کے لیے لڑیں گے اور اُن لڑنے
والوں میں ننانوے فیصد مار جائیں گے
اور ان میں ہر شخص کے گاش یا ہنڈی
پنج جاؤں اور اس خزانہ پر قبضہ کر لوں۔

ابوداؤد رحمہ اللہ مسلم شریف

حدیث بالا سے یہ معلوم ہوا کہ جو خزانہ یعنی سونے کا پہاڑ نہر فرات میں ہے اس کی کسی کو خبر تک نہیں ہے۔ لیکن حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مخفی شے کا علم ہے جس کے بچنے کی آپ نے خبر دی اور یہ بھی معلوم تھا کہ اس خزانہ پر لوگوں کی آپس میں لڑائی ہوگی کہ شاید مجھے یہ خزانہ حاصل ہو جاوے۔

دوسری حدیث حدیث عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

قَالَ تَرَكُوا لِحَبَشَةَ مَا تَرَكُوا كَذًا
فَإِنَّهُ لَا يَسْتَخِرُهُ كَنْزُ الْكَعْبَةِ
لَا ذُو الشَّوْقَيْنِ مِنْ لِحَبَشَةَ
آپ نے فرمایا حبشیوں کو چھوڑ دو۔ اور
ان سے کسی قسم کا تعزین نہ کرو جب تک
کہ وہ تم سے کچھ نہ کہیں اس لیے کہ آئندہ
نہر میں کعبہ کا خزانہ ایک حبشی ہی نکالے گا
جس کی پتہ بیاں چھوٹی چھوٹی روکی۔

دیکھیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ شریف میں خزانہ ہونے کے متعلق بھی علم ہے اور آپ کو اس حبشی کا بھی علم ہے جو اس خزانہ کو نکالے گا معلوم ہوا کہ حضور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مالین کی کوئی شے مخفی نہیں ہے اور آپ ہر ایک کے خفیہ تک کو بھی جانتے ہیں۔

علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اور محباز سے آگ کا ظہور

حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مشکوٰۃ شریف میں مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

لَا تَقُولُوا لَنَا عَشَىٰ حَتَّىٰ تَخْضَرُوا
فَإِنَّ مِنْ أَرْضِ نَجِيبٍ
قیامت سے وقت تک نہ آنے کی
یہ بات کہ کہہ رہیں مجاز سے ایک آگ

۱۰۰ ابود ذر شریف

تُصْنِيْ اَغْنَاتِ الْاَسْبَلِ
نکلے گی جو بصری کے ادنیٰ کی گردنوں کو
بصری یہ روشن کر دے گی۔

حدیث بالا اس امر پر شاہد ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حجاز سے آگ کے نکلنے کا علم تھا جس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی خبر فرمادی ہے۔

علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اور زمانہ آخر میں لوگوں کی حالت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسلم شریف میں مروی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَذْهَبُ
الدُّنْيَا حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ عَلَى
الْقَبْرِ فَيَسْتَرْغِ عَلَيْهِ يَقُولُ
يَلَيْتَنِي كُنْتُ مَكَانَ صَاحِبِ
هَذَا الْقَبْرِ وَلَيْسَ بِهِ
الذِّئْبُ إِلَّا الْبَلَاءُ
قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں
میری جان ہے۔ دنیا کے ختم ہونے سے
پہلے ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی قبر کے
پاس سے گزرے گا اور قبر پر نوٹ کر
حسرت سے کہے گا کہ کاش میں اس
شخص کی جگہ ہوتا جو قبر میں ہے اور اس کا
دین نہ ہو گا بلکہ بلاء ہوگی۔

دیکھا جو لوگوں کی حالت زمانہ آخر میں ہوتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم اٹھا کر
بیان فرمادی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زمانہ آخر کے لوگوں کی
اس حسرت پر متنا کا علم ہے جس کی آپ نے پہلے ہی خبر دے دی ہے اور جیسا آپ نے فرمایا ہے
وہی ہی لوگوں کی حالت ہوگی۔

۱۔ بصری شام میں ایک شہر ہے۔ ۲۔ مشکوٰۃ شریف ۳۔ مسلم شریف

علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اور زمانہ آخر میں اشیاء کا کلام کرنا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ترمذی شریف میں مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَقُومُ
السَّاعَةُ حَتَّى يَتَكَلَّمَ الْمُبَاقُ
الْإِنْسِ وَحَتَّى تَكَلَّمَ الرَّحْبِيلُ
عَذَابُهُ سَوَاطِلُهُ وَشِرَالُهُ
نَعْلِهِ يُخْبِرُهُ فَخُذْهُ بِمَا
أَخَذَ . أَخَذَهُ بِـ

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ
میں میری جان ہے قیامت نہ
آئے گی جب تک درندہ سے آدمیوں سے
باتیں نہ کر لیں گے اور جب تک کہ
آدمی کے چابک کی رسی کا پھندا نا اور جوتی
کا تسرہ اس سے کلام نہ کرے گا یہاں تک
کہ آدمی کی ران اس کو یہ بتلانے لگی کہ
اس کے اہل و عیال نے اس کی عدم
موجودگی میں کیا کیا۔

اس حدیث مبارکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانہ آخر کی تین باتیں پہلے فرمادی ہیں:
اول یہ کہ اسنہ زمانہ میں درندہ سے بھی آدمیوں سے باتیں کریں گے۔
دوم آدمی کے چابک کی رسی کا پھندا نا اور جوتی کا تسرہ بھی اس سے کلام کرے گا۔
سوم آدمی کی ران اس کو یہ بتلانے لگی کہ اس کے اہل و عیال نے اس کی عدم موجودگی
میں کیا کیا ہے۔

مکرمین علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہوش سے اس حدیث پر غور کریں بڑے افسوس کی
بات ہے کہ آدمی کی ران کو تو یہ علم بہہ جانے کہ اس کی عدم موجودگی میں اس کے اہل و عیال نے

لے ترمذی شریف

کیا چوکیا۔ اپنی حالت آپ خود ہی سمجھ لیئے۔

علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اور علامات قیامت و فتح قسطنطنیہ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث ابوداؤد میں مروی ہے :

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ	فَرَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَسَلَّمَ خُرُوجَ الْمُلْحَمَةِ فَتَحَ	وَقَعَ قُسْطَنْطِينِيَّةَ كِي فَتَحَ كَا سَبَبُ هُوَ كَا . اَوْر
قُسْطَنْطِينِيَّةَ وَفَتْحَ قُسْطَنْطِينِيَّةَ	قُسْطَنْطِينِيَّةَ كِي فَتَحَ وَتَجَالِ كِي حَسْرُو ج كَا
خُرُوجَ الدَّجَالِ	سَبَبُ هُوَ كَا .

حدیث بالا سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس عالمی جنگ کا بھی علم ہے اور یہ بھی علم ہے کہ مسلمان قسطنطنیہ کو فتح کر لیں گے اور اس کے بعد فتنہ دجال کا ظہور ہونا شروع ہو جائے گا اس لیے ایسے واقعات کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل از وقت اطلاع فرمادی ہے ۔

یاد رہے کہ حضور نبی سب ان عالم ماکان و مایکون علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قیامت کی بہت سی علامتیں بیان فرمائی ہیں جس کا اس کتاب میں ذکر کرنا خوف طوالت کی وجہ سے بہت دشوار ہے اس لیے مختصر طور پر یاد رکھیے کہ علامات قیامت دو قسم پر منقسم ہیں :

اول علامات صغریٰ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف سے حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور تک وجود میں آئیں گی جن کا کچھ ذکر اسی کتاب کے پچھلے مضمون زمانہ حاضریہ میں بیان ہو چکا ہے اُس میں سے کچھ یہ بھی ہیں اغلام بازی کا عام ہو جانا ، گالی گلوچ بکنا ، جھوٹ کو ہنر سمجھنا ، کم تو نا ، کم ما پنا ، دھوکہ و بددیانتی کا عام ہونا ، بے خیرتی و بے حیائی کا عام ہو جانا ، بے پردگی و فاحشہ چیزوں کا عام ہونا ، زبان درازی کا عام ہونا ، بے ادبی و گستاخی کا عام ہو جانا ۔ آپس میں بھہردی و سلک کا اُٹھ جانا ، آپس میں السلام علیکم کا سلسلہ ختم ہو جانا ، لڑائی جھگڑا فساد و فتنہ

سے ابوداؤد شریف

زور ہو جانا، اچھی بات کی کوئی قدر و منزلت نہ رہنا، علماء حق کی عزت کا احساس لوگوں کے دلوں سے اُٹ جانا، دین اسلام سے بہت دُور ہو جانا، احکام شریعہ کا خاتمہ ہو جانا، عورت کا خانہ کی ناشکری کرنا، عورتوں کی بدزبانی، زبان درازی کا فتنہ عام ہو جانا، باطل فرقوں کا رواج ہو جانا، کفار، مانک اسلام پر قابض ہونے کے لیے اسی طرح کوشش کریں گے جیسے دسترخوان پر کھانے کے لیے۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ و بخاری و ترمذی و مسلم و ابن ماجہ و بیہقی وغیرہ)۔ یہ سب چیزیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضانِ ان ہونے کی دلیل قاطبہ ہیں اور آپ لوگوں کے سامنے ہیں۔ جب یہ تمام علامات و آثار اس کے علاوہ نشانیاں نمایاں ہو جائیں تو عیسائی بہت سے ملکوں پر غلبہ پا کر قبضہ کر لیں گے۔ پھر ایک مدت کے بعد عرب اور شام کے حکمہ میں ابو سفیان کی اولاد سے ایک شخص پیدا ہو گا جو سادات کو قتل کرے گا۔ اُس کا حکم ملک شام و مصر کے اطراف میں جاری ہو جائے گا۔ اس اثنا میں بادشاہِ روم کی عیسائیوں کے ایک فرقہ کے ساتھ جنگ اور دوسرے فرقہ سے صلح ہوگی۔ ٹرینوا اور فرقہ قسطنطنیہ پر قبضہ کر لے گا۔ بادشاہِ روم دار الخلافہ کو چھوڑ کر ملک شام میں آجائے گا اور عیسائیوں کے مذکورہ فرقہ دوم کی اعانت سے اسلامی فوج ایک خونریز جنگ کے بعد فرقہ مخالف پر فتح مند ہوگی۔ دشمن کی شکست کے بعد فرقہ موافق میں سے ایک شخص بول اٹھے گا کہ صلیب غالب ہوئی اور اسی کی برکت سے فتح کی شکل دکھائی دی۔ یمن کو اسلامی لشکر میں سے ایک شخص سرسے مار پیٹ کر رہ گیا اور کئے گا کہ نہیں دین اسلام غالب ہوا۔ اور اسی کی برکت سے فتح ہوئی۔ یہ دونوں اپنی اپنی قوم کو مدد کے لیے پکاریں گے جس کی وجہ سے فوجیں خانہ جنگی شروع ہو جائیں گی۔ بادشاہِ اسلام شہید ہو جائے گا۔ عیسائی ملک شام پر قبضہ کر لیں گے اور آپس میں دونوں عیسائی قوموں کی صلح ہو جائے گی۔ بقینہ ایسٹ مسلمان دینہ منورہ چلے جائیں گے۔ عیسائیوں کی حکومت خیرت تک چلی جائے گی۔ اُس وقت مسلمان اس مجلس میں ہوں گے کہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کو تلاش کرنا چاہیے تاکہ ان کے مصائب کے دفعہ کے موجب ہوں اور دشمن کے پنجہ سے نجات دلائیں۔ (احادیث ترمذی و ابوداؤد)

اب علاماتِ کبریٰ کے متعلق مختصر طور پر ملاحظہ فرمائیے۔

علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اور حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور

دوم علامات کبریٰ جو حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور سے نفع صورت تک وجود میں آتی رہیں گی اور آغاز قیامت یہیں سے ہوگا۔ یہی بات سمجھنے کے لیے کافی ہوگی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا کہ میرا بیٹا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے سردار ہے اور فرمایا :

سَيَخْرُجُ مِنْ صُلْبِهِ رَاحِلٌ
يُسَمَّى بِاسْمِ نَبِيِّكَ رُبَّ
عنقریب اس کی پشت سے ایک
شخص پیدا ہوگا (یعنی امام مہدیؑ) جس کا
نام تمہارے نبی کے نام پر ہوگا۔

دوسری حدیث حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے ابو داؤد شریف میں مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

حَتَّى يَبْعَثَ فِيهِ رَجُلًا مَسْنِيًّا
أَوْ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ اسْمَهُ
إِسْمِي وَإِسْمُ أَبِيهِ اسْمُ أَبِي
يَسْلَاءُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا
كَمَا مِلْتُ ظُلَمًا
یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے خاندان
میں سے ایک شخص (امام مہدیؑ) کو بھیجے گا
جس کا نام میرے نام پر ہوگا اور جس کے
باپ کا نام میرے باپ کے نام پر ہوگا
اور وہ زمین کو عدل و انصاف سے معمور
کر دے گا جس طرح کہ وہ اس وقت سے
پہلے ظلم و ستم سے معمور تھی۔

تیسری حدیث حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشکوٰۃ شریف میں
مروی ہے :

لے ابو داؤد لے ابو داؤد

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَهْدِيُّ مِثْنِي
أَجَلَ الْجَنَّةِ أَتَى الْأَنْفَ لِي
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ مہدیؑ میری اولاد میں سے ہیں
ان کی پیشانی روشن کشادہ اور بلند
ناک جوگی۔

مذکورہ تین احادیث شریفہ میں غور کیجئے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت امام مہدی
رضی اللہ عنہ کے پیدا ہونے کی خبر دی اور آپ کے ماں باپ کے نام کی بھی خبر دی اور آپ کے خلیہ
کی بھی خبر دی۔

معلوم یہ ہوا کہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے خاندان اور ان کے اسماء والدین اور ان
کے خلیہ تک کا آپ کو علم ہے۔

حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ رکن و مقام ابراہیم علیہ السلام کے درمیان خانہ کعبہ کا
طواف کرتے ہوں گے کہ آدمیوں کی ایک جماعت آپ کو پہچان کر آپ کے ہاتھ پر بیعت کرے گی
اس واقعہ کی علامت یہ ہے کہ اس سے قبل گزشتہ ماہ رمضان میں چاند و سورج کو گرہن
مک چمکے گا اور بیعت کے وقت آسمان سے یہ ندا آئے گی:

هَذَا خَلِيفَةُ اللَّهِ الْمَهْدِيُّ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا ۝

بیعت کے وقت آپ کی پرچائیس سال جوگی خلافت کے مشہور ہونے پر دینہ کی پاک فوجیں آپ کے
پاس تک منتقلہ چلی آئیں گی۔ شام و عراق و یمن کے لوہیا نے کرام و ابدال عظام اور ملک عرب کے
لوگ آپ کی افواج میں داخل ہو جائیں گے اور کعبہ شریف میں جو خزانہ مدفون ہے جس کو تاج اکبہ
کہتے ہیں۔ آپ اس کو نکال کر مسلمانوں پر تقسیم فرمائیں گے۔ اسی اثنا میں خراسان سے مسلمان
منصور نامی ایک بہت بڑی مسلمان فوج لے کر آپ کے مدد کے لیے آئے گا۔ جو راستہ میں
بت سے جیسائی بے دینوں کا صفایا کر دے گا اور احرار سیانی شخص مسلمانوں کا دشمن
بہت بڑی فوج حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے مقابلے کے لیے بھیجے گا۔ یہ فوج جب تک مکر
و دینہ ستروہ کے درمیان ایک میدان میں آکر پہاڑ کے دامن میں مقیم ہوگی تو اسی جگہ قدرت
خداوندی سے سب فوج زمین میں ہی دھنس جائیں گی۔ حیرت و آوی پکا جائیں گے۔ ایک

لے اجداد و شریف

حضرت امام مہدیؑ کو اور سیانی دشمن کو مطلع کرنے کے لیے افواج مسلمانوں کی خبر سن کر عیسائی چاروں طرف سے اور روم کے ممالک سے فوج کثیر لے کر حضرت امام مہدیؑ کے مقابلے کے لیے شام میں مجتمع ہو جائیں گے ان کی فوج کے اس وقت ستر ہند سہ ہوں گے ہر ہند سہ کے نیچے بارہ بارہ ہزار آدمی (۸۴۰۰۰) ہوں گے۔ (مسلم)

حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کہ شریف سے کوچ فرما کر مدینہ منورہ پہنچیں گے اور رسول خدا احمد مجتبیٰ جناب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم کے گنبد خضردی روضہ انور پر حاضری و زیارت سے مشرف ہو کر شام کی جانب روانہ ہو جائیں گے اور دمشق کے قرب و جوار عیسائیوں کی فوج کا آنا سامنا ہو جائے گا تو حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کی فوج کے تین گروہ ہو جائیں گے:

ایک تو نصاریٰ کے ڈر سے بھاگ جائے گا جن کی توبہ کبھی قبول نہ ہوگی۔
دوم وہ گروہ جو شہید ہو کر بدر اُحد کے شہداء کے مراتب کو پہنچیں گے۔
سوم وہ جو فوجیابی حاصل کرنے یا انجام بدست نہ پانے کے لیے چھٹکارا پالیں گے۔ آپ کے ساتھ زندہ ہی ہوں گے۔

دوسرے روز بھی جنگ ہوگی جس میں آپ کے ساتھیوں نے موت یافتہ کاء کر لیا ہوا تھا وہ سب شہید ہو جائیں گے۔ حضرت امام مہدیؑ باقی ماندہ قلیل کے ساتھ تیسرے روز لڑیں گے وہ بھی شہادت کا جام نوش کریں گے۔ پھر پوچھتے رہے: حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کف فظ جماعت کو لے کر جو بہت کم ہوں گے دشمن سے لڑیں گے۔ اسی دن خدا تعالیٰ ان کو فتح و جہاں عطا فرمائے گا۔ عیسائی تباہ و برباد ہو جائیں گے جو تھوڑے بہت رہ جائیں گے وہ ذلت و رسوائی کے ساتھ بھاگیں گے۔ مسلمان ان کا تعاقب کر کے بہتوں کو جہنم رسید کر دیں گے۔ اس کے بعد حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ بے انتہاء اس فوج کو انعام و اکرام تقسیم فرمائیں گے۔ اور حضرت امام مہدیؑ بلاد اسلام کے نظم و نسق اور قوانین اور حقوق العباد کی انجام دہی میں مصروف ہوں گے۔ چاروں طرف اپنی فوجیں پھیلا دیں گے۔ ان مہمات سے فارغ ہو کر فتح قسطنطنیہ کے لیے کوچ فرمائیں گے۔ بحیرہ روم کے ساحل پر پہنچ کر قبیلہ بنو اسحاق کے ستر ہزار بہادروں کو کشتیوں

پرسوار کر کے اُس شہر کی غلامی کے لیے جس کو استنبول بھی کہتے ہیں معنی فرمائیں گے۔ جب یہ فحیل
شہر کے قریب پہنچ کر نعرہ اللہ اکبر بلند کریں گے تو ان کی فحیل نام خدا کی برکت سے منہدم ہو جائیگی
مسلمان ہڈ کر کے شہر میں داخل ہو جائیں گے۔ سرکشوں کو قتل کر کے ملک کا نظام نہایت مدد و
انصاف کے ساتھ کریں گے۔ ابدانی بیعت سے اُس وقت تک چھ سات سال کا عرصہ گزرے گا
آپ ملک شام کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔ (از احادیث)
یہ جو کچھ بیان ہوا بہت قلیل۔ اب فتنہ و جال کا ظہور ملاحظہ فرمائیے۔

علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اور دجال کا ظہور

دجال قوم یہودیوں سے ہوگا۔ عوام میں اس وقت اس کا لقب مسیح ہوگا۔ ترمذی شریف
میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:
قَالَ الَّذِي جَاءَ يُخْرِجُ مِنْ
أَرْضٍ بِالشَّرْقِ يُقَالُ لَهَا
خَوَاسَانُ يَهُ
فرمایا کہ دجال مشرق کی ایک زمین سے
نکلے گا جس کا نام خواسان
ہوگا۔

دوسری حدیث حضرت ابوبررہ رضی اللہ عنہ سے پہنچی میں مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے:

يُخْرِجُ الدَّجَانَ عَلَى حِمَارٍ
أَقْرَبَ مَا بَيْنَهُ إِذُنُ نَيْلٍ سَبْعُونَ
بِأَمَّا يَهُ
دجال ایک سفید گدھے پر سوار ہو کر
نکلے گا جس کے دونوں کانوں کے
درمیان کا حصہ ستر بار چڑھا ہوگا۔

تیسری حدیث حضرت عذیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسلم شریف میں مروی ہے کہ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

لے ترمذی لے بیہقی

الدَّجَالُ اَعُوذُ بِالْعَيْنِ الْيَسْرَى
جَعَلَ الشَّعْرَ مَعَهُ جَعْفَرُشْه
فَصَادُ ذِجْنُشْه وَجَنَّتْهُ نَارُشْه
دجال کی بانیں آنکھ کا نی برگی۔ بہت
کثرت سے بال ہوں گے۔ اس کے
ساتھ جنت و دوزخ ہوگی۔ اس کی
آگ حقیقت میں جنت ہوگی اور اس کی
جنت حقیقت میں آگ ہوگی۔

آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:
اِنَّ الدَّجَالَ مَسْوُوحُ الْعَيْنِ
عَلَيْهَا ظُفْرٌ غَلِيظٌ مَكْتُوبٌ
بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ (د، ف، د)
يَقْرَأُ كُلُّ مُؤْمِنٍ كَاتِبٍ وَ
غَيْرُ كَاتِبٍ
بے شک دجال کی آنکھ میٹھی ہونی ہوگی
اور دوسری آنکھ پر موٹا سا ناخن ہوگا
اس کی آنکھوں کے درمیان کافر
دک۔ ف۔ ر) لکھا ہوا ہوگا۔ جس کو
ہر مومن خواہ پڑھا لکھا ہو یا نہ پڑھا
لے گا۔

ذکرہ احادیث شریفہ سے یہ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی معلوم ہے کہ دجال کون ہے
لہٰذا اس سے خروج کرے گا اور یہی علم ہے کہ گدھے پر سوار ہو کر نکلے گا۔ اور یہ بھی جانتے ہیں کہ
اُس کے ساتھ جنت و دوزخ ہوگی (لیکن حقیقت میں نہیں) اور یہ بھی معلوم ہے کہ دجال کا نام
ہوگا۔ اس کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا جسے ہر مومن خواہ اُن پڑھا ہو پڑھا لے گا۔ ثابت ہوا
کہ آپ کو تمام حالات کا علم ہے جس کی آپ نے پہلے ہی خبر فرمادی ہے۔

دجال خطائی اور نبوت کا جھوٹا دعویٰ بھی کئے گا اور شہزاد یہودی لوگ اس پر ایمان لے
آئیں گے لہٰذا اس کے پاس خزانہ بہت بڑا ذخیرہ ہوگا۔ جو لوگ اس کی الوہیت کا اقرار کر لیں گے
ان کے لیے اُس کے حکم سے بارش ہوگی اناج پیدا ہوگا درخت پھل دار اور مویشی موٹے تانے
ہوں گے جو اس کی مخالفت کریں گے اُن کے لیے اپنے حکم سے اشیاء خورد و بندہ کر دے گا

لے مسلم نے مسلم

مگر خدا و بندوں کی غذا تسبیح و تمجید ہو جائے گی۔ زمین کے خزانوں کو حکم دے گا وہ اس کے ساتھ ہوجائیں گے۔ بعض آدمیوں سے کہے گائیں تمہارے مردوں ماں باپ کو زندہ کرتا ہوں تاکہ تم اس قدرت کو دیکھ کر میری خدائی کا یقین کر لو۔ پھر یہ میں میں جائے گا۔ بدین لوگ اس کے ساتھ ہوجائیں گے۔ پھر لوٹ کر مغلہ کے قریب سن ہوجائے گا اور پھر یہ مدینہ منورہ کی طرف قصد کرے گا تو خدا کے ملائکہ اس کو اس میں داخل نہ ہونے دیں گے اور دجال کی فوج بھی نہ اترے گی۔ پھر ایک بزرگ اگر دجال سے کہیں گے خدا کی قسم تو وہی دجال ہے جس کے متعلق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ دجال غصہ میں آکر کہے گا اس کو اے چہرہ پس وہ کڑے کر کے دائیں بائیں جانب پھینک دے گا اور لوگوں سے کہے گا اگر میں دونوں ٹکڑوں کو جوڑ کر پھر اس شخص کو زندہ کر دوں تو میری الوہیت کا اقرار کریں گے۔ اس کے ساتھی کہیں گے ہم پہلے ہی سے مان رہے ہیں۔ ہاں اگر ایسا ہو جائے تو مزید یقین ہوگا۔ پس دجال دونوں ٹکڑوں کو حکم دے گا کہ جمع ہو کر زندہ ہو جائے۔ وہ شخص زندہ ہو جائے گا دجال کہے گا بتلاؤ اب بھی میری خدائی میں شک کرتے ہو تو وہی شخص پھر کہے گا واقعی خدا کی قسم تو ہی مردود دجال ہے پھر دجال غصہ میں آکر کہے گا اس کی گردن پر چھری چلا دو۔ تو جگمگ رہتا ہی اس کی گردن پر چھری نہ چلے گی تو دجال شرمندہ ہو کر کہے گا: اس کو آگ میں پھینک دو۔ تو اس شخص پر آگ نہیں بلکہ بار ہو جائے گی۔ اس کے بعد دجال کی طاقت زندہ مردہ ختم ہو جائے گی۔ (الودافن اور ملک شام کی طرف روانہ ہو جائے گا اور قبل اس کے حضرت امام ہدیٰ دمشقی آپکے ہوں گے اور جنگ کی پوری تیاری و ترتیب فوج کو چکے ہوں گے اسبابِ حرب تقسیم کرتے ہوں گے۔

بکہ المختصر از احادیث اب آگے ملاحظہ فرمائیے۔

علم غیب مصطفوی صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مسئلہ شریف باب اللامع میں مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب دجال خلع کرے گا تو اس وقت جو مجاہدین دجال کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہوں گے ان کے نام اور ان کے باپ دادوں کے نام اور

اُن کے گھوڑوں کے رنگ کو پہچانتا ہوں وہ روئے زمین پر بہترین سوار ہیں۔

حدیث شریف ملاحظہ ہو:

اِنِّیْ لَا عَرَفَ اَسْمَاءُہُمْ وَاَسْمَاءُ اَبَائِہُمْ وَاَلْوَانِ خَیْرِ لِّہُمْ خَیْر

فَوَادِیْ اَدَمِنْ خَیْرِ فَوَادِیْ عَلٰی اَظْہَرِ الْاَرْضِ

غور فرمائیے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اُن مجاہدین اسلام کے اسماء اور ان کے آباء کے اسماء اور ان کے گھوڑوں کے رنگ تک کو جانتے ہیں۔ جب آپ قرب قیامت کے لوگوں کو جانتے ہیں تو جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تو کیا ہم کو نہیں جانتے۔ ضرور جانتے اور پہچانتے ہیں۔

علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اور نزول حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام

حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں (مؤذن عصر کی نماز کی اذان

دے گا لوگ نماز کی تیاری میں ہوں گے)

اچانک اللہ تعالیٰ حضرت مسیح ابن مریم
علیہ السلام کو بھیجے گا جو دمشق کے مشرقی
سفید منارہ پر نازل ہوں گے۔ اُس
وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام زرد
بجے کے کپڑے پہنے ہوں گے اور
اپنے دونوں ہاتھوں کو فرشتوں کے
پروں پر رکھے ہوئے آسمان سے
نازل ہوں گے وہ اپنا سر جھکائیں گے
تو پسینہ پچھے گا۔ اور سر اٹھائیں گے

اِذَا بَعَثَ اللّٰهُ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ
فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمِنَارَةِ الْبَيْضَاءِ
شَرْقِيَّ دِمَشْقَ بَيْنَ بَنِي سَهْدٍ
وَاصْغَا كَفِّيْدَ عَلٰی اَجْنَحَتَيْنِ
مَلَائِكَيْنِ اِذَا طَاطَا رَاسُكَ وَ
اِذَا دَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ مِنْهُ
مِثْلُ جُمَانٍ كَالَّذِيْنَ لَا يَحِلُّ
لَكَ فِرْيَعٌ مِنْ رِيْحٍ نَفْسِيَّةٍ
الْاَمَاتُ بِهٖ

ان مشکوٰۃ شریف میں مذکور ہے

توان کے سر سے چاندی کے دائروں کی
مانہ جو موتیوں جیسے ہوں گے قطرے
گہری گئے جو کافر آپ کے سانس کی ہوا
پاسے گامربانے گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ
الصلوة والسلام کے نازل ہونے کے تمام حالات کا بخبردار ہے۔ جیسی آپ نے ان کے نزول
کے متعلق پہلے ہی سے خبر فرمادی ہے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے عالمین میں جو کچھ
سوچا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے سب کا آپ کو علم ہے۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی منارہ پر جلوہ افروز
ہو کر آواز دیں گے: سُتُو۔ یعنی بیڑی لے آؤ۔ پس بیڑی حاضر کر دی جائے گی۔ آپ اس کے
ذریعہ سے فزوکش ہو کر حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ سے ملاقات فرمائیں گے۔ پھر آپ نماز میں
شامل ہوں گے آپ رات امن و امان کے ساتھ بسر کریں گے۔ دوسرے دن نہایت عیسیٰ علیہ
السلام فرمائیں گے میرے لیے ایک گھڑا و نیزہ لاؤ تاکہ اس دجال ملعون کے شر سے زمین کو پاک
کر دوں۔ پس دجال پر نہایت عیسیٰ علیہ السلام اور اسلامی فوج اس کے لشکر پر حملہ آور ہوگی
جہاں تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سانس کی ہوا جانے گی وہ وہیں نیست و نابود ہو جائیں گے
دجال آپ کے مقابلے سے ہلاک ہو گا اور مقام لُہ دُحک شام میں ایک پہاڑ ہے
پر جا کر چھپے گا۔ تو آپ اس کا تعاقب کر کے وہاں پہنچیں گے اور دجال کو قتل کر دیں گے۔ اگر
آپ ملے نہ کریں گے تو دجال آپ کے سانس سے ہی ٹھس پانے دجیسے پانی میں نمک
اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو دجال کے فتنے سے تکلیف اٹھاتے رہے اور انکی
ہمدردی و مایوسی کو صفت و اجر عظیم کی بشارت دیں گے اور نہایت عیسیٰ علیہ السلام قتل خنزیر
اور شکرست صیب اور کفار سے حربہ نہ قبول کرنے کے حکام پر درخما کر تمام کفار کو اسلام کی

طرف مدعو فرمائیں گے۔ خدا کے فضل سے کوئی کافر بلا واسلام میں نہ رہے گا۔ بعد ازاں تخت
امام مہدی رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو جائے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی آپ کی ناز جنازہ پڑھا کر
دفن فرمائیں گے۔ (مشکوٰۃ شریف)

ہذا بے رُقلید اس فتویٰ ج ماجوج کے متعلق ملاحظہ فرمائیے۔

علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اور فتنہ قوم یاجوج و ماجوج

حدیث ترمذی شریف میں مروی ہے کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا ہے :

إِذَا أُوحِيَ إِلَيَّ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَدْ
أَخْرَجْتُ عِبَادًا إِلَى لَابَدَانٍ لِأَحَدٍ
بِقَاتِلِهِمْ فَحَرَمْتُ عِبَادِي إِلَى الطُّورِ
وَيَبْعَثُ اللَّهُ يَاجُوجَ وَمَاجُوجَ
وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ
فَيَمْدُ أَوَانُهُمْ عَلَى الْحَيَاةِ
مُزَيَّنَةً فَيَشْرَبُونَ مَا فِيهَا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی حال میں
ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف وحی
بھیجے گا کہ میں نے اپنے بہت سے بندے
پیدا کیے ہیں جن میں لڑنے کی طاقت
نہیں تم میرے بندوں کو کوہ طور کی طرف
لے جاؤ (جہاں مضبوط قلعہ ہے) پھر
خدا تعالیٰ یاجوج اور ماجوج کو بھیجے گا
جو ہر بلند زمین سے اتریں گے اور
دوڑیں گے اور ان کی جماعت طبریہ (یعنی
واقعہ شام) کے تالاب پر پہنچے گی اور
اس کا سارا پانی پی جائے گی۔

غور فرمائیے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم یاجوج اور ماجوج کے بھی تمام حالات بیان

لے ترمذی

فرمادیے ہیں۔ بتائیے پھر اس آفتابِ دہماں سے کوئی شے مخفی ہو سکتی ہے! ہرگز نہیں۔
جنہوں نے ہر آئندہ چیز کے متعلق کئی سو سال پہلے خبر فرمادی ہے۔

یا جوج و ماجوج ایسی خطرناک قوم ہوگی کہ لوگوں کے قتل کرنے میں ذرا دریغ نہ کرے گی۔
وہی لوگ محفوظ رہیں گے جو کہ طور کے ایک قلعہ میں ہوں گے۔ یہ قلعہ آجکل بھی موجود ہے۔ یہ
یا جوج و ماجوج بحیرہ طبریہ میں پھنسے گی جو اس کا تمام پانی پی کر خشک کر دے گی۔ بحیرہ
طبریہ طبرستان میں ایک مدینہ چتر ہے۔ یہ قوم چلتی چلتی جبلِ ثمر پر پہنچے گی جو بیت المقدس کا ایک
پہاڑ ہے تو یہاں آکر یہ قوم کہے گی کہ زمین کے تمام لوگ تو ہم نے مار ڈالے اب آسمان والوں کو
قتل کریں وہ آسمان پر تیر چھٹکیں گے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے ان تیروں کو ویسے ہی خون آلود
کر کے نوا دے گا۔ قوم یا جوج و ماجوج بڑی خوش ہوگی کہ ہم نے تو آسمان والوں کو بھی
مار دیا ہے۔ اس قلعہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہمراہیوں پر غلہ کی زبردست تنگی ہوگی۔
داود داؤد و مشکوٰۃ آخرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے یہ دعا فرمائیں گے اور ہمراہی
آمین کہیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ قوم یا جوج و ماجوج پر ایک بیماری مثل طاعون کے، نازل فرمایا
جس سے تمام قوم یا جوج و ماجوج رات ہی میں تباہ ہو جانے لگی۔ پھر ایک جانور پرندہ ان کو توئی
اللہ تعالیٰ نیچے گا جو ان لاشوں کو جزیروں اور دریاؤں میں پھینک دے گی۔ بارش بھی ہوگی
پھر لوگ بڑی اچھی زندگی بسر کریں گے۔ یہ سب اوقات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عہد میں ہونے
ایا میں آپ کا قیام پائیس برس رہے گا۔ دترمذی و ابوداؤد، ہذا بیابان قلیل۔

یاد رہے کہ قصہ یا جوج و ماجوج کے متعلق قرآن کریم نے بھی سورہ کہف میں بیان فرمایا ہے
جس کے ساتھ حضرت ذوالقرنین کی دیوار بنانے کا ذکر ہے اور اس دیوار سے ہی اپنے وقت
کے مطابق یہ قوم نروان کرے گی۔

علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم

اور حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام و ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما

حضرت محمد بن عبد ربی اللہ تعالیٰ عنہما۔ حدیث مشکوٰۃ شریف میں مذکور ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ إِلَى الْأَرْضِ فَيَتَزَوَّجُ وَيُولِدُ لَهُ وَيَكُنُّ خَمْسًا وَآمَّا بَعَيْنِ سَنَةً ثُمَّ يَمُوتُ فَيُذْفَنُ مَعِيَ فِي قَبْرِى فَأَنْتُمْ أَنَا وَعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فِي قَبْرِ وَاحِدٍ بَيْنَ آدَمَ وَنُوحٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام زمین پر نازل ہوں گے نکاح کریں گے اور ان کے اولاد ہوگی وہ پینتالیس برس تک دنیا میں رہیں گے پھر وہ وصال فرمائیں گے اور میری قبر میں دفن کیے جائیں گے (قیامت کے دن) میں اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ایک قبر سے ابی بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان اٹھیں گے۔

حدیث بالا سے چار باتیں روشن ہوئیں :

اول یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد نکاح کرنا اور ان کے ہاں اولاد بھی پیدا ہونے کا علم ہے۔

دوم حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی علم ہے کہ قیامت کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام میرے روضۃ الطہریں میرے ساتھ مدفون ہوں گے۔

سوم یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ بھی علم تھا کہ میرے ساتھ روضۃ الطہریں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مدفون ہوں گے جیسا کہ آج بھی یہ بات روشن ہے۔

چہارم آپ کو یہ بھی علم ہے کہ قیامت کے دن ہم چاروں اکٹھے ہی اٹھیں گے۔

اب اس کے بعد ایک شخص کے پیدا ہونے کے اور دیگر حالات کے متعلق

ملاحظہ فرمائیے۔

لہ مشورۃ شریف

علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلیفہ ہجاء و دھواں و

طلوع الشمس من مغربہا و دابة الارض اور سورہ ہوا کا ظہور

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال شریف کے بعد ازاں ایک شخص فیض روئے
جس کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

وَقَوْمُ السَّاعَةِ عَشَى يَخْسَرُوْهُ
رَخْلٌ مِنْ قَحَطَاتٍ ۖ يُقَالُ لَدُوْ
الْجَنَّةِ حَايَۃٌ
قیامت نہ آنے کی بیان تک کہ ایک
شخص قحطان سے بچے گا جس کو ہجاء
کہا جائے گا

معلوم ہو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے شخص کے خانہ اں اور اس کے تمام تک کا حکم
جو قیامت کے اگلے قریب پیدا ہونے والا ہے۔ یہ شخص نبی ہجاء علیہ من گے اور نہایت سی
عدل و انصاف کے ساتھ امور خلافت کو سرانجام دیں گے۔ اسی شان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے ہیں کہ ایک تمام شرق میں دھس جائے گا اور دوسرا مغرب میں جس سے مکروں و ک
جاک جو جائیں گے (الہود اور دوزخ)۔

اس کے بعد ایک دھواں نمودار ہو کر زمیں پر چلی جائے گا جس سے لوگ تنگ ہوں گے
تو مسلمان صرف ضعف و مانع و کہ ورت و حواس و زکام میں مبتلا ہو جائیں گے۔ مگر منافقین
و کفار بیوشس ہو جائیں گے۔ یہ دھواں چالیس دن تک رہے گا۔

بعد ازاں چار راتیں بہت لمبی گزریں گی اس کے بعد سورج مغرب سے ایک قبیلہ دشمنی
کے ساتھ طلوع ہو گا تو لوگ توبہ و استغفار کریں گے مگر توبہ کا دروازہ اس وقت بند ہو جائیگا۔
اس کے بعد اپنی معمولی دشمنی کے ساتھ مشرق سے طلوع ہوتا رہے گا۔ دوسرے
روز کوہ صفا جو کبر کے مشرقی جانب واقع ہے نازل سے بھٹ جائے گا۔ (مسلم شریف)
دابة الارض یہ ایک نادر شکل کا جانور سات جانوروں سے مشابہت رکھتا ہو گا۔

سے مسلم شریف

چہرہ میں آدمی سے، پاؤں میں اونٹ سے، گردن میں گھوڑے سے، دُم میں بیل سے، سر میں
برق سے، سینگوں میں بارہ سنگوں میں سے، ہاتھوں میں بندر سے اور نہایت فصیح اللسان ہوگا
اس کے ہاتھ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور دوسرے میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی
انگھڑی یہ جانور بہت تیزی سے شہروں میں دورہ کرے گا۔ جو آدمی صاحب ایمان ہوگا اس کی
پیشانی پر ایک نورانی خط کھینچے گا جس سے اس کا چہرہ چمکے گا اور انگھڑی سے جو صاحب ایمان
نہ ہوگا اس کی پیشانی پر ٹھہرے رنگ کی لگا دے گا جس سے اس کا چہرہ سیاہ ہو جائے گا۔ اس کے
بعد ٹھنڈی ہوا آج سے چلے گی جس سے مومن خوش ہوں گے اور کافر مرنے شروع ہو جائیں گے
اس کے بعد حبش کا غلبہ ہوگا اور وہ خانہ کعبہ کو ڈھا دیں گے۔ حج موقوف ہو جائے گا۔ قرآن شریف
دلوں زبانوں اور کاغذوں پر سے اٹھایا جائے گا۔ خدا ترسی، حق شناسی، خوفِ آخرت لوگوں
کے دلوں سے معدوم ہو جائے گا۔ تمام برائیوں کا دورہ ہو جائے گا۔ پھر ایک آگ نمودار ہوگی
لا تقوم الساعة الا فی یوم الجمعة۔ پھر روز جمعہ دسویں محرم شریف کو نفعِ تصور ہوگا۔ اُسی
روز قیامت برپا ہو جائے گی۔ (کنز مشکوٰۃ، ابوداؤد و ترمذی)

گوشہ مضمون میں یہ جو گز چکا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ علم تھا کہ میرا روضہ اطہر
میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق و حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما مدفون ہوں گے اور قیامت
کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی مدفون ہوں گے۔ اب مناسب سمجھتا ہوں کہ یہ بھی بیان
کیے دوں کہ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے وصال شریف اور مقام کا بھی علم تھا تاکہ
اس شبہ کا ازالہ بھی ہوتا جائے۔

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو

اپنے وصال اور مقام کا علم

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مشکوٰۃ شریف میں مروی ہے:

عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ بَعَثَنِي
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ حضرت

معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مین کی طرف

وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ خَرَجَ مَعَهُ رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ
 وَمَعَهُ ذُكَاكِبٌ وَمَا سَوَّلَ اللَّهُ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْشِي تَحْتَ
 مَا حِلَّةٌ فَلَمَّا فَوَّخَ قَالَ الْمَشِيئُ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعَاذُ
 إِنَّكَ عَسَى أَنْ لَا تَلْقَانِي بَعْدَ
 عَامٍ هَذَا أَوْ لَعَلَّكَ أَنْ تَمَرَّ
 بِمَسْجِدِي هَذَا أَوْ قَبْرِي
 فَبَكَى مَعَاذُ جُشَاعٍ لِفَرَاقِ رَسُولِ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

بیجئے وقت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ
 وسلم خود ان کے ساتھ وصیت فرماتے
 ہوئے تشریف لائے اور جب وصیت
 فرما چکے تو فرمایا اسے معاذ قریب ہے
 کہ اس سال کے بعد ہماری تماری
 ملاقات نہ ہو اور شاید کہ تم میری اس
 مسجد اور قبر پر سے گزرو۔ یہ کلمہ جاگزیں
 سی کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ ولسناق
 رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال سے
 بے قرار ہو کر رونے لگے۔

اس حدیث شریفہ سے یہ معلوم ہوا کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے وصال
 فرمانے اور اپنی آخری آرامگاہ کا بھی علم تھا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت معاذ رضی اللہ
 عنہ کو یہ فرمایا کہ قریب سے اس سال کے بعد ہماری تماری ملاقات نہ ہو۔ اور ان سر مسجیدی
 ہذا و قدری (جو سکتا ہے تم میری مسجد و قبر پر سے گزرو) یہ کلمہ جاگزیں سن کر حضرت معاذ رضی اللہ
 عنہ بیقرار ہو کر فراق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں رونے لگے۔ آپ یقین کیجئے کہ آج بھی اس
 حدیث مبارکہ کو پڑھتے اور دیکھتے دیکھتے بے اختیار آنسو بھرتے ہیں۔ یاد ہے کہ یہی علوم غمہ میں ہے
 کہ کوئی کب مرے گا اور کہاں مرے گا۔

ایک اور حدیث حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ
 وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا:

وَأَنْذَرُ نَفْسِي بَيْنَهُ إِنْ لَا تَنْظُرُ
 إِنْ رَخْوَصَ مِنْ مَقَابِي هَذَا
 شَرُّ ذُنُوبٍ أَنْ حَتَّى الْخَيْرِ صَنَعْتَ

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبض میں
 میری جان ہے میں اس غم سے
 دھڑکاؤ، شرم و کھجوریں۔

نہ مشکوٰۃ شریف

عَلَيْهِ الدُّنْيَا وَنَرَيْنَهَا قَاحَتَارَ
الْآخِرَةِ رَاحَةً
آپ نے فرمایا خدا کا ایک بندہ جس کے
سامنے دنیا کی زینت پیش کی گئی۔ لیکن
اس بندہ نے آخرت کو پسند کیا۔

اس حدیث بالا سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے وصال کے وقت کا
علم تھا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ فرشتے پر کھڑے ہو کر عرض کو ترک و ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ بتائیے جو عرض کو ترک
کو زمین پر رکھ کر ملاحظہ فرما رہے ہیں ان سے دنیا کی کوئی شے مخفی رہ سکتی ہے، سرگز نہیں۔
اس حدیث کے آگے آتا ہے کہ جب آپ نے یہ الفاظ دہرائے کہ بندہ کو اختیار دیا گیا ہے
کہ وہ دنیا کو پسند کرے یا آخرت کو۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ الفاظ سن کر رونے لگے۔
اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی اللہ کو یہ اختیار ہوتا ہے کہ وہ جب چاہیں اپنا وصال
ہونا پسند فرمائیں۔ یہ صرف آپ ہی کے لیے نہیں بلکہ کل انبیاء علیہم السلام کو اختیار ہوتا ہے۔
جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے :

أَنَّهُ لَنْ يَقْبِضَ نَبِيٌّ حَتَّى يَرَاهُ
مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخْبِرُهُ
تحقیق کسی نبی کی روت اس وقت تک
قبض نہیں کی جاتی جب تک وہ اپنا ٹھکانا
جنت دنیا ہی میں نہ دیکھ لیں اور پھر
انھیں اختیار دیا جاتا ہے چاہے دنیا میں
رہنا پسند کر لیں یا آخرت کا۔

اس حدیث مبارکہ سے دو باتیں واضح ہو گئیں :
ایک یہ کہ نبی اللہ کو اپنے مقام جنت کا بھی علم ہوتا ہے۔
دوسری یہ کہ خدا کے انبیاء کرام علیہم السلام کو یہ اختیار ہوتا ہے جب ان کی مرضی ہو
وہ وصال فرمائیں۔ یہ ہر نبی کا خاصہ ہے۔
اس حدیث مبارکہ سے انبیاء علیہم السلام کو اپنے جیسا بشر قیاس کرنے والوں کے لیے

لے مکتوبہ شریف لے بخاری و مسلم شریف

اور یہ کہنے والوں کو نبی کریم (معاذ اللہ) اپنے خاتمہ کا بھی پتہ نہیں۔ ایک زبردست دلیل ہے۔ اس کے علاوہ اور بے شمار احادیث ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمانے کے متعلق پہلے ہی خبریں دے دیں۔ یاد رہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنے انتقال کے بعد اسی طرح زندہ رہتے ہیں جس طرح وہ اپنی ظاہری حیات میں جوتے ہیں۔ اس کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی وفات کے متعلق پہلے ہی خبریں دی ہیں اور بہت سے اولیاء کرام علیہم الرحمۃ کو بھی اس حجاب کے واسطے سے اپنا انتقال کا علم ہوتا ہے۔ جیسا کہ صاحب تفسیر عرائس البیان آیہ وَمَا تَذَرِي نَفْسٌ بَأْيٍ اَرْضٍ نَوَاثُ کما تحت فرماتے ہیں،

وَرَبَّاقُوا فِي امْرُوتٍ بِمَوْضِعٍ	حاصل یہ ہے کہ اولیاء اللہ نے اکثر یہ کہے
كَذَّابُ مِنْهُمْ اَبُو غَرِيبٍ اَلْاَصْفَانِي	کہ میں فلاں جگہ مردوں کا اور انہی میں سے
قَدَسَ اللّٰهُ رُوحَهُ مَرَضُ فِی	ابو غریب اصفہانی رحمت اللہ بھی ہیں کہ
شِرَازِ فِی مَرَضِ الشَّيْخِ اَبِي	وہ بھی شیراز میں ابو عبد اللہ بن ضیاف
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنِيفٍ قَدَسَ رُوحَهُ	رحمت اللہ کے زمانہ میں مرعین جو کہ کہنے لگے
وَقَالَ اَمْرٌ مَّت فِی شِرَازِ	کہ میں شیراز میں مردوں کے گھر کا
مَوْلَا دِمْنَوِي اِلَا فِی مَقْبَرِ الْيَهُودِ	مقبرہ یہودیوں میں دفن کرنا میں نے اسے
فَاَنِي سَأَلْتُ اللّٰهَ اَنْ اَمُوتَ فِی	تھاں سے سناں کیا ہے کہ میں طرطوس
مَرَطُوسٍ فَبَرَأَ مَعْنَى اَسْأَلُ	میں مردوں۔ پس وہ چلے گئے اور
طَرطُوسٍ وَمَاتَ سَهَابُ رَحْمَةِ اللّٰهِ	مردوں میں جا کر وفات پائی۔

علیہ السلام

اس آیت کی تفسیر سے معلوم ہو گیا کہ نہ تو ابو غریب اصفہانی رحمت اللہ کو یہ یقین تھا کہ میں مردوں میں جا کر موت آئے گی جس تو مردوں سے فرمایا کہ اگر شیراز میں وفات ہو تو مجھے یہودیوں کے قبرستان میں دفن کرنا یعنی مجھے شیراز میں ہرگز موت نہ آئے گی۔ کیا اب بھی

لے تفسیر عرائس البیان

کسی کو شبہ کی گنجائش دے سکتی ہے کہ جس آیت شریفہ کو منیٰ لعین جگہ جگہ اپنے باطل عقیدہ کو ثابت کرنے کے لئے پھرتے ہیں کہ کسی کو معلوم نہیں کہ کوئی کب اور کہاں مرے گا۔ ہم نے اسی آیت کے ماتحت تفسیر کا حوالہ دے کر ثابت کر دیا کہ اُس حضرت جناب کی بدولت اس کا علم اویا د کرام علیہم الرحمۃ کو بھی ہوتا ہے چہ جائیکہ سببہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔ جیسا کہ یہ بھی لکھا جا چکا کہ آیت بَآئِیَ اَنْرَاحِیْنَ تَمُوْتُ سَے ذاتی علم مراد ہے نہ یہ کہ کسی کو یہ علم عطا نہیں ہوتا۔

اس کے علاوہ شیخ ولی الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی فی اسماء الرجال میں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا حال لکھتے ہیں :

قال المزنی دخلت علی الشافعی	یعنی مزنی نے کہا کہ جس مرض میں امام شافعی
فی عنتہ التی مات فیہا	رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی اس میں ان کے
فقلت کیف اصبحت قال	پاس گیا اور میں نے کہا کہ آپ نے کس
اصبحت من الدنیا را حلاً والاخوانی	حال میں صبح کی۔ فرمایا اس حال میں کہ
مفارقاً والکاس المنیۃ شارباً	میں دنیا سے سفر کرنے والا ہوں۔ اپنے
ولسواء اعمالی ملاقیاً وعلی اللہ	جائیوں سے جدا ہونے والا ہوں۔ موت
واسر دأری	کا جام پینے والا ہوں اپنے کیے ہوئے
	اعمال سے ملنے والا ہوں۔ اللہ پر وارد
	ہونے والا ہوں۔

لیجئے جناب! یہاں تو حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی وفات کی پہلے ہی خبر دی اور منیٰ لعین کو ابھی جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں بھی شبہ ہے۔

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

سیدہ فاطمہ الزہراءؑ کے انتقال کا علم

اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بخاری شریف میں مروی ہے

ص ۱۰۰ الرجال

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تخت بکر حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بحالت علالت بلایا اور ان کے کان میں کرنی بات کہی (یعنی میں اس مرض میں وصال کر جانے والا ہوں) تو حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا رونے لگیں۔ پھر آپ نے ان کے کان میں کچھ فرمایا تو حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنسنے لگیں۔ حضرت ام المومنینؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہراءؓ سے رونے اور بنسنے کی وجہ دریافت کی تو حضرت زہرا خاتون جنت رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ پہلی بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ میرا اس مرض میں وصال ہوگا۔ جس کی وجہ سے میں رونے لگی۔ پھر دوبارہ آپ نے یہ فرمایا:

ثُمَّ سَأَرَنِي فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوَّلُ
أَهْلِ بَيْتِهِ أَتَّبَعَهُ فَضَحَّكَتُ بِنْتِ
پھر میری اہل بیت میں سب سے
پہلے تم ہی مجھ سے ملو گی تو میں بنسنے لگی۔
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بیٹی سیدہ النساء العالمیہ
حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کا علم تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ کے وصال
کے چھ ماہ بعد حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا۔

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

حضرت زینبؓ کے انتقال کا علم

ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات نے عرض کی: یا حبیب اللہ!
صلی اللہ علیہ وسلم، بتائیں آپ کے وصال کے بعد ہم میں سب سے پہلے کون انتقال
کرے گا؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَهْلُ بَيْتِي بَدَأُ بِنْتِ

جو تم میں سب سے زیادہ خیرات کریں گے۔

(یعنی حضرت زینب رضی اللہ عنہا)

لے بخاری شریف نہ بیسویں

ازواجِ مطہرات فرماتی ہیں کہ آپ کے وصال کے بعد حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو ہم نے سمجھ لیا کہ آپ نے انجیں کے متعلق فرمایا تھا اس لیے کہ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بہت سخی اور خیرات کرنے والی تھیں۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی زوجہ کے انتقال کا علم تھا۔ کہیں ایسا نہ سمجھ لیجے کہ اسی زوجہ کے انتقال کا ہی علم تھا بلکہ ساری دنیا کے لوگوں کے زندہ رہنے اور مرنے کا آپ کو علم ہے۔

مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کا علم

حضرت سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ میں بیمار ہو گئیں۔ ان کے عزیز و اقارب گھبرائے تو آپ نے فرمایا:

أَخْرِجُونِي مِنْ مَكَّةَ فَإِنِّي لَأَمُوتُ
بِهَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَنِي رَأَيْتُ
لَا مَوْتَ بِمَكَّةَ لَه
مجھے تمہے شریف سے چلو کیونکہ میں تمہیں
وفات نہیں پاؤں گی اس لیے کہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح
فرمایا ہے۔

چنانچہ ان کے عزیز و اقارب ان کو مکہ سے لے کر مدینہ منورہ آگئے تو مدینہ پاک میں
ہی ان کا انتقال ہوا۔

ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے انتقال اور
مقام کا بھی علم تھا۔ اور سبحان اللہ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان اور صحابیات اور ازواجِ مطہرات
اور اہل بیت رضوان اللہ کا سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علمِ غیب پر کتنا
پختہ ایمان تھا۔

لے بہتی

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا علم

امام الغائب جید کرار سیدنا حضرت علی المرتضیٰ شکل کائنات رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا،

”تمہیں ایک ضرب یہاں اور ایک یہاں ملے گی۔“

اور آپ نے کنپٹی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا،

فَيَبِئُذُ مَا حَشَى يَخْضِبُ احْيَاكَ پس تمہارے خون بکھلے گا اور تمہاری دماغی

خون میں تر ہو جانے لگی۔

اس حدیث مبارکہ میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام الشاہق والغائب حضرت سیدنا علی کریم اللہ وجہہ اکرم کی شہادت کا نقشہ قبل از وقت کھینچ کر رکھ دیا ہے اور اس کی کیفیت بھی بیان فرمادی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا علم تھا۔

حاکم کی روایت میں ہے کہ ایک بار حضرت علی رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے۔ لوگوں نے آپ کی حالت دیکھ کر کہا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اسی مرض میں انتقال فرما جائیں گے جس پر حضور نبی غیب ان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

لَنْ يَمُوتَ إِلَّا مَقْتُولًا - ۱۰ ہرگز نہیں۔ علی ترشید ہوں گے۔ (یعنی

اس مرض میں اس کا اشتغال نہیں ہوگا،

تو حاصل یہ ہوا کہ حضرت امام الشاہق والغائب سیدنا علی المرتضیٰ شکل کائنات رضی اللہ عنہ کی شہادت کا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تھا جس کی آپ نے قبل از وقت خبر فرمادی۔

لے خاصہ کبریٰ جہاں اول ص ۴۰ لے خاصہ کبریٰ

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو

حضرت عروہ کی شہادت کا علم

بہت ہی وجہ اللہ علی العالمین میں ہے کہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بن مسعود ثقفی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کی کہ مجھے اہوازت دیجئے تاکہ میں اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دوں۔ اس پر حضور عالم ماکان و مایکون صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انہم قاتلونہ (اے عروہ!) تمہاری قوم تمہیں قتل کر دے گی۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ اپنی قوم کی طرف لوٹے اور ان کو تبلیغ کی۔ مگر قوم اسلام نہ لائی۔ آپ فجر کی نماز ادا فرما رہے تھے کہ ایک ثقفی نے آپ کو نیزہ مار کر شہید کر دیا۔

ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا علم تھا۔ اور یہ بھی معلوم تھا کہ انہی کی قوم کا ایک آدمی ان پر قاتلانہ حملہ کرے گا۔

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت زید بن ارقم

کی بنیائی چلے جانے کے متعلق علم

حضرت امیر رضی اللہ عنہما بنت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے حدیث مشکوٰۃ شریف و بہقی میں مروی ہے کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیمار تھے کہ:

اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کو تشریف
وَحَلَّ عَلٰی خُرَيْدٍ يَّعُوْدُ دَاخِلًا مِنْ مَّرَضٍ	لائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
كَأَنَّ بِهِ قَالًا لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْ	اسے زید! تیری بیماری خفناک نہیں ہے
مَرَضِيكَ بَأْسٌ وَلَكِنْ كَيْفَ لَكَ	لیکن اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جبکہ

لے بہتی وجہ اللہ علی العالمین

اِذَا غِيْرَتْ بَعْدِي فَعِيَتْ قَالَ
اَخْتِيبْ وَاضْبِرْ قَالَ اِذَا قَدْ خَلُ
الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ قَالَ فَعِيَتْ
بَعْدَ مَا تَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ مَرَّ ذَا اللهُ
عَلَيْهِ بَعْدَهُ ثُمَّ مَاتَ يَلِ

یہ سب بعد تیری دروازہ ہوگی اللہ تیری آنکھوں
کی بینائی جاتی رہے گی۔ حضرت زید بن
ارقم رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں خواب کا
غالب ہوں گا اور صبر کروں گا۔ آپ نے
فرمایا تب تو توبہ حساب جنت میں
جائے گا۔ راہی کا بیان ہے کہ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد زید بن
ارقم کی بینائی جاتی رہی کہ عرصہ
اللہ تعالیٰ نے پھر بینائی عطا فرمادی اور
اس کے بعد وہ انتقال کر گئے۔

اس حدیث شریفہ سے یہ معلوم ہوا کہ حضور فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت زید بن ارقم
رضی اللہ عنہ کی بینائی چلے جانے کا علم تھا اور یہ علم تھا کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی عمر
دراز ہوگی اور ان کا اس مرض میں انتقال نہیں ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کے وصال شریف کے بعد حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی بینائی جاتی رہی۔

مسئلہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کو

حضرت عبد اللہ بن بسر کی عمر کا علم

بہنقی اور حجۃ اللہ علی العالمین میں یہ حدیث مروی ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ
وآلہ وصحبہ وسلم نے ایک صحابی حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر ہاتھ
رکھ کر فرمایا:

يَحْيِي هَذَا الْقَدَامُ قَسْرًا اس لڑکے کی عمر ایک سو سال

حدیث شریف سے یہ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم تھا کہ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کی عمر ایک سو سال ہوگی۔ صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ واقعی حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کی عمر ایک سو سال ہی ہوئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تو ہر ایک فرد کی عمر کا علم ہے۔

ما في الاحكام كاعلم

اِنَّكَ حَامِلٌ بِغُلَامٍ فَادَا وَلَدَتْهُ
فَاَنْتَبَنِیْہِ

تو ایک فرزند کے ساتھ حاملہ ہے جب
وہ پیدا ہو جائے تو اس کو میری خدمت

میں لایا۔

حضرت اُمّ الفضل رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خبر کے مطابق لڑکا پیدا ہوا میں اس کو لے کر رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نیچے کے سیدھے کان میں اذان دی اور بائیں میں اقامت اور اپنا لعابِ دہن شریف لڑکے منہ میں ڈال دیا اور فرمایا،

اِذْ هَبْنِي يَا اَبِي الْخُلَفَاءِ وَ سَمَاءُ
عَبْدُ اللّٰهِ ۞

اس خلیفوں کے باپ کو لے جا اور آپ نے
بچہ کا نام عبد اللہ تجویز فرمایا۔

حضرت ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکے کا نام عبد اللہ رکھا ہے اور اس کو خلیفوں کا باپ فرمایا ہے تو حضرت عباسؓ نے فرمایا جو کچھ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے حق ہے۔ چنانچہ اس

پیش گزنی کے مطابق حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ خلیفوں کے باپ ہوئے اور کئی خلیفے آپ ہی کی اولاد سے ہوئے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو مافی الارحام کا علم ہے۔
دوم آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ اس لڑکے کی اولاد میں بادشاہ ہوں گے۔
ثابت ہوا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مافی الارحام کا علم ہے اور وہ جناب سرور کون مملکت کی بدولت یہ علم اولیائے عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کو بھی حاصل ہے۔ دیکھیے تخت سلطنت العالیین خواجہ خواجگان بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے خاقان میں حضرت ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش کی اطلاع ان کے پیدا ہونے سے کئی سال پہلے ہی اپنے مریدوں کو دے دی اور ان کی صورت و سیرت، تاریخ ولادت اور نام وغیرہ کے متعلق پوری خبر فرمادی کہ اس مقام سے عارف باللہ حضرت ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہونگے چنانچہ ایسے ہی جوہر بولہ از تہ کرۃ الاولیاء ایسے بزار ہا واقعات معتبر کتب صحیحہ سے ثابت ہیں۔ میرے خود مرشدی و سند و عزت قبلہ عالم صوفی حسن محمد عاصب امت فیوضہم العالیہ آستانہ عالیہ نقشبندیہ گوجرانوہ کے کئی ایسے واقعات چشم دید ہیں اور عینی شاہد بھی ہیں کہ آپ نے کئی اجاب کو ان کے ہاں لایا لڑکی کے پیدا ہونے کی خبر دی ہے۔ یہ شخص اس ذات بت العزت کے فضل و کرم اور اس کے محبوب سرکار سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت و عنایت سے غلاموں کو بھی یہ علوم حاصل ہیں جن کے غلاموں کے علوم کا یہ عالم ہے۔ ان کے آقا کے علوم کی کیا شان و رفعت ہوگی۔

اب ذرا مخالفین کا بھی ایک حوالہ ملاحظہ کیجئے۔

دیوبندیوں کے دادا پیر کو استقرارِ محل سے پہلے مولوی عزیز الحسنی دیوبندیوں کے دادا پیر کو استقرارِ محل سے پہلے مولوی اشرف علی تھانوی کے پیدا ہونے کا علم ہو گیا دیوبندی اشرف السوانی صندوق میں مولوی اشرف علی تھانوی کی پیدائش کے متعلق لکھتے ہیں کہ اشرف علی تھانوی کی والدہ کے ہاں مولود زندہ نہ رہتی تھی تو ایک مرتبہ مولوی اشرف علی تھانوی کو مافی الارحام میں

حافظ پیر غلام مرتضیٰ صاحب مجذوب پانی پتی سے شکایت کی کہ حضرت ہماری لڑکی کی اولاد زندہ نہیں رہتی۔ پیر صاحب نے کچھ ارشاد فرمایا اور کہا اب کے جو بچے پیدا ہوں وہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد کر دینا۔ اس کے بعد حافظ پیر غلام مرتضیٰ مجذوب صاحب نے کہا:

(بلغت) پھر فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس کے دولڑکے ہوں گے اور زندہ رہیں گے ایک کا نام اشرف علی خاں، دوسرے کا نام اکبر علی خاں رکھنا۔^{۱۶}

پھر یہ بھی فرمایا:

ایک میرا ہو گا وہ مولوی و حافظ ہو گا۔ اور دوسرا یعنی اکبر علی دنیا دار ہو گا۔ چنانچہ یہ سب پیش گوئیاں صرف کوف راست نکلیں حضرت والا یعنی اشرف علی تھانوی زبائرتہ ذیل کہ مجھ پر مجذوب صاحب کا روحانی اثر ہے جن کی دعا سے میں پیدا ہوا ہوں اس لیے میری زبان بولتے وقت اکھڑتی ہے۔

(اشرف السوانح ص ۲۵ و ۲۶)

دیکھا آپ نے مولوی اشرف علی تھانوی اور ان کے برادر اکبر علی کے پیدا ہونے کے متعلق ان کے دادا پیر غلام مرتضیٰ صاحب استقرار محل سے قبل ہی پیشگوئی دے رہے ہیں اور ساتھ ہی دادا پیر مجذوب صاحب یہ بھی پیشگوئی دے رہے ہیں کہ اشرف علی خاں مولوی و حافظ ہو گا اور دوسرا بھائی اکبر علی خاں دنیا دار ہو گا۔ یعنی یہ کہ دونوں کی زندگی کے تمام حالات کی خبر دے رہے ہیں۔ اور لطف یہ کہ مولوی اشرف علی تھانوی ادیباء عظام سے استمداد کے منکر ہی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اس بات کا اقرار کر رہے ہیں کہ مجھ پر مجذوب صاحب کا روحانی اثر ہے جن کی دعا سے میں پیدا ہوا ہوں۔ اور اس سے بڑھ کر کمال یہ کہ دادا پیر غلام مرتضیٰ صاحب مجذوب فرماتے ہیں کہ اب کے جو بچے پیدا ہوں وہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیں کیونکہ پہلے بچے ہو کر مر جایا کرتے تھے اب جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیں تو زندہ رہیں گے اسی لیے تھانوی صاحب کے نام میں نسبت علی کا لفظ ہے یعنی اشرف علی۔ یعنی کہ غیر اللہ کی نسبت رکھ کر تھانوی صاحب زندہ رہے ورنہ محل ساقط ہی ہو جاتا۔

لیکن افسوس تو یہ ہے کہ جس پیر دادا غلام مرتضیٰ کی دعا اور پیش گوئی اور حضرت علی

کرم اللہ وجہہ الکریم کی مشکل کشائی کی طفیل مولوی اشرف علی تھانوی پیدا ہوئے اور مولوی وحافظ بنے۔ یہ سب کچھ جانتے ہوئے مولوی اشرف علی تھانوی اور معتقدین علم غیب نبوی و علوم ولایت و حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مشکل کشائی و ادویا اللہ کی برکتوں و دعاؤں اور استعداد کے ہی منکر ہو بیٹھے۔ عجیب ریاست داری کا مظاہر ہوئے کہ کھانا کس کا اور گانا کس کا یہ کون سی ایمان داری ہے من لا یشکر الناس ولا یشکر اللہ وقولہ تعالیٰ ن دنان مکفور۔

صاحبو! غور کرو یہ ہے ان لوگوں کی حالت کہ اپنے پیارے کے لیے تو مافی الارحم کا علم ہونا مان بھی لیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام و آپ کے غلاموں کے لیے یہ علم مافی الرحم باعلام نہادندی بھی شرک اور کفر جانیں۔ معلوم نہیں کہ اپنے پیرواد کا علم مافی الرحم مان کر اس کفر و شرک میں ان کا بھی کچھ حصہ ہے۔ سوچئے تو سہی ۷

نجدیوں میں شرم کا کچھ بھی اثر نہیں
ہے اعتراض غیروں پر اپنی خبر نہیں

علم غیب حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام

اللہ رب العزت جل شانہ نے اپنے برگزیدہ نبی خلیل حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی بے شمار علوم غیبیہ سے مطلع فرمایا ہے جس کے متعلق آیت شریفہ ملاحظہ فرمائیے:

وَكَذَلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونُ
مِنَ الْمُؤَقِّنِينَ ۖ
اور اسی طرح ہم حضرت ابراہیم علیہ
السلام کو دکھاتے ہیں مادی بادشاہی
آسمانوں اور زمین کی اس بلکہ وہ ہیں
یقین داور میں ہو جاتے۔

اسی آیت شریفہ کے ماتحت صاحب تفسیر خازن فرماتے ہیں،
”قِنَةُ عَنْ صَخْرَةٍ وَكُشِفَ لَهَا“ حضرت ابراہیم کو صخرہ پر کھڑا کیا گیا اور

لے پ، ۰۰، ۰۱، ۰۲، ۰۳، ۰۴، ۰۵، ۰۶، ۰۷، ۰۸، ۰۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶

عَنِ السَّمَوَاتِ حَتَّىٰ رَأَى الْعَرْشَ وَ
الْكُرْسِيَّ وَمَا فِي السَّمَوَاتِ وَكَشَفَ
لَهُ عَنِ الْأَرْضِ حَتَّىٰ نَظَرَ إِلَى
أَسْفَلِ الْأَرْضَيْنِ وَرَأَى مَا
فِيهَا مِنَ الْعَجَائِبِ ۖ
اس آیت شریفہ و تفسیر سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو جو کچھ آسمانوں
درجو کچھ زمینوں میں ہے سب کچھ آپ کو دکھا دیا گیا۔ کیا پھر آسمانوں اور زمینوں کی کوئی شے آپ
سے مخفی ہوئی؟ ہرگز نہیں۔

صاحب تفسیر دارک التنزیل اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں،
مجاہد نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
کے لیے ساتوں آسمان کھول دیے گئے
پس انہوں نے دیکھ لیا جو کچھ آسمانوں
میں ہے یہاں تک کہ ان کی نظر عرش
تک پہنچ گئی اور ان کے لیے سات
زمینیں کھولی گئیں انہوں نے وہ چیزیں
دیکھ لیں جو زمینوں میں ہیں۔

اسی تفسیر سے یہ معلوم ہو گیا کہ ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں میں جو کچھ ہے ان
سب کو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھ لیا۔

صاحب تفسیر ابن جریر اسی آیت کے ماتحت فرماتے ہیں،
حضرت ابراہیم علیہ السلام پر پوشیدہ
و ظاہر تمام چیزیں کھل گئیں۔ پس

أَنَّهُ جَلَّ لَهُ الْأَمْرُ سِرُّهُ وَ
عَلَانِيَتُهُ فَلَمْ يَخْفَ عَلَيْهِ

لہ غازی جلد ثانی ۴۸۸ دارک التنزیل

اظهار فرمایا تھا :

اول یہ کہ اِنِّی لَیَحْزُنُنِیْ کہ مجھے غم یا رنج دے گا اِنْ تَذْهَبُوْا کہ اسے لیجاؤ۔
دوم اَخَافُ میں ڈرتا ہوں اَنْ یَّاْكُلَہُ الذَّنْبُ کہ اسے بھیر یا کھا لے
تینا پچھب حضرت یوسف علیہ السلام کو برادران لے گئے اور جو سلوک آپ کے ساتھ وہاں
پر انہوں نے کیا۔ اس کے بعد جب یہ واپس آنے تو کہنے لگے :

یَا مَآ اَنَا اِنَّا زَہِبْنَا لَنَیْقُوْا	اسے ہمارے باپ اہم وعدہ کرتے
وَرَكْنَا یُوسُفَ بَعْدَ مَتَاعِنَا	نکل گئے اور یوسف (علیہ السلام) کو
فَاْكُلَہُ الذَّنْبُ وَ مَا اَنْتَ	اپنے اسباب کے پاس چھڑا تو اسے
بِیُوسُفَ نَا وَ تَوَكَّلْ اَصْدِقَیْنِہٖ	بھیر یا کھا لیا اور آپ کس طرح جاری تھیں
وَحَاۤءٌ وَّ عَلَی قَبْرِہٖ یَدْمُ کَذِبُہٗ	نہ کریں گے اگرچہ ہم بچے ہوں۔ اور
	اس کرتے پر ایک طہر نا خون لگانے۔

اپنے بیٹوں کی یہ بات سن کر حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام نے یہ جواب فرمایا :

لَیْسَ سَوَّلَتْ لَکُمْ اَفْکُلْکُمْ اَمْوَالُہٗ	بکہ تمہارے دونوں نے ایک بات تمہارے
ہُمْ صَبْرٌ حَمِیْلٌ وَّ اللّٰہُ السَّمِیْعُ	واسطے بنال ہے تو صبر اچھا اور افہمی
عَلٰی مَا یَعْمَلُوْنَ	سے وہ چاہتا ہوں ان باتوں پر جو تم

بنار ہے جو۔

اس آیت شریفہ سے آفتاب کی طرحت روشن ہو گیا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو اس بات کا حیرت تھا جو انہوں نے کہی تھی کہ اسے بھیر یا کھا گیا ہے۔ انہوں نے فرمایا یہ ایک بتائی ہوئی بات ہے یعنی میرے بیٹے یوسف کو ہرگز بھیر یا نہیں کیا یا لیکن اس نے الہی پر صبر کرتا ہوں۔ انہوں باتوں کا اظہار ہو گیا ہے۔

تینا پچھب کافی وقت گزرنے کے بعد حضرت بنیامین بھی اپنے بھائیوں کے ساتھ پہنچے

ہے دئے پ یوسف

تو وہ پونجی ان کی بوری سے نکلی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی کو وہاں ہی رکھ لیا۔ تو جب بھائی واپس آئے تو کہنے لگے کہ ابا جان! بنیامین کو اس بناء پر وہاں کے بادشاہ نے اپنے پاس رکھ لیا ہے (برادرانِ یوسف کو یہ علم نہیں تھا کہ یہ بادشاہ وہی ہے جس کو ہم نے کنوئیں میں گرا دیا تھا) تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا:

عَسَىٰ اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَنِي بِهِمْ جَمِيعًا
إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ وَتَوَلَّى
عَنَّهُمْ وَقَالَ يَأْسَفُ عَلَيَّ يُوسُفَ
وَإِئْتَصَتْ عَيْنُهُ مِنَ الْحُزَنِ
فَهُوَ كَظِيمٌ ۝

قریب ہے کہ اللہ ان سب کو مجھ سے
لا لائے بیشک وہی علم و حکمت والا ہے
اور ان سے منہ پھیرا اور فرمایا ہائے
افسوس یوسف کی جدائی پر اور ان کی
آنکھیں غم سے سفید ہو گئیں تو وہ اسی

سخت حالت میں رہے۔

اس آیت شریفہ سے بھی واضح ہو گیا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کے زندہ ہونے کا علم تھا اور یہ بھی علم تھا کہ بنیامین بھی اسی کے پاس ہے جہی آپ نے فرمایا:

قریب ہے کہ اللہ ان سب کو مجھ سے ملا دے۔

اور دوسرا یہ معلوم ہوا کہ آپ کی چشمائے مبارک حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی سے سفید ہوئیں نہ کہ لاعلمی سے۔

جب برادرانِ یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ کی یہ باتیں سنیں تو کہنے لگے،
تَاللّٰهِ تَفَتُّوْا تَذْكُرُ يُوسُفَ حَتّٰى
تَكُوْنُ حَرَضًا اَوْ تُكُوْنُ مِنَ
الْعٰلَمِيْنَ ۝

خدا کی قسم آپ ہمیشہ یوسف کو یاد کرتے
رہیں گے یہاں تک کہ گورکنار سے
جائیں یا جان سے گزر جائیں۔

یعنی بیٹوں نے کہا کہ (صدا اللہ) اگر یوسف علیہ السلام جان سے گزر جائیں یا کسی گورکنار

۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶

لگ جائیں تب بھی آپ یوسف ہی کو یاد کرتے رہیں گے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے یہ سن کر فرمایا:

إِنَّمَا أَشْكُوا بَثِّي وَحُزْنِي
إِلَى اللَّهِ وَ أَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا
تَعْلَمُونَ - يَبْنِي أَذْهَبُوا فَتَحَسُّوا
مِنْ يُونُسَ وَ أَخِيهِ وَلَا تَأْيِسُوا
مِنْ رَوْحِ اللَّهِ

میں تو اپنی پریشانی اور غم کی فسیاد
اللہ تعالیٰ سے ہی کرتا ہوں اور میں اللہ
کدھن سے وہ جانتا ہوں جو تم نہیں
جانتے۔ اسے بیڑا یوسف اور اس کے
بھائی کا سراغ لگاؤ اور اللہ کی رحمت سے

ناامید نہ ہو۔

ذکورہ آیت شریفہ سے ثابت ہوا کہ حضرت سیدنا یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے
فرزند حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام حالات کا علم تھا اسی لیے آپ نے اپنے بیٹوں کو
صاف الفاظ میں فرمادیا کہ:

إِنِّي أَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ -
جو کہ اللہ کی طرف سے میں جانتا ہوں تم
نہیں جانتے۔

اور پھر آپ نے اپنے بیٹوں سے یہ بھی فرمایا کہ جاؤ یوسف اور اس کے بھائی کا سراغ لگاؤ اس
سے صاف ظاہر ہو گیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام ان کے تمام حالات کو جانتے تھے۔
خود فرمائیے کہ جب حضرت سیدنا یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو آئندہ حالات
ذات سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ پیش آنے والے تھے ان سب کا تو آپ کو
علم ہو جانے تو کیا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو آئندہ قیامت تک کے حالات پیش آئے ہوں
ان کا علم نہیں ہو سکتا۔

کس قدر افسوس کی بات ہے کہ حضرت سیدنا یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو اللہ تعالیٰ
نے اتنے وسیع علم عطا فرمایا تھا لیکن مخالفین کی رسول دشمنی اس حد تک پہنچ چکی ہے

کہ وہ حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے دیوار کے پیچھے تک کا علم ماننے کو بھی تیار نہیں۔
اس کے معنی یہی ہیں کہ انہوں نے اپنے عقیدہ کے مطابق خدا تعالیٰ کو بھی (معاذ اللہ) آپ کے لیے
مجبور و معذور سمجھ رکھا ہے۔

علم غیب حضرت سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی بے شمار علوم غیبیہ عطا
فرمائے ہیں جس کے متعلق بہت سی آیات قرآنی شاہد ہیں۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں
واضح ہے:

قَالَ لَا يَأْتِيَكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهِ
إِلَّا نَبَأْتُكُمَا إِنَّمَا وَهَبَ قَبْلَ أَنْ
يَأْتِيَكُمَا ذِكْرًا مِمَّا عَلَّمَنِي
رَبِّي ۖ

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ
جو کھانا تمہیں ملا کرتا ہے پاس نہ آنے
پائے گا۔ میں اس کی تعبیر اس کے آنے
سے پہلے تمہیں بتا دوں گا۔ یہ اُن علموں
میں سے ہے جو میرے رب نے مجھے
سکھایا ہے (یعنی یہ تو میرے علوم کا
ایک حصہ ہے)

علامہ علاء الدین رحمہ اللہ تعالیٰ تفسیر خازن میں اسی آیت شریفہ کے ماتحت فرماتے ہیں:

انه عليه السلام اراد ان
يبين لهما درجة في العلم اعلى
واعظم مما اعتقدا فيه
وذلك انهما طلبا منه علم
التعبير ولا شك ان هذا العلم
حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ ظاہر
فرمادیا کہ علم میں میرا درجہ اس سے
زیادہ ہے جتنا کہ وہ دوگ آپ کی نسبت
اعتقاد رکھتے تھے کیونکہ علم تعبیر ظن پر
مبنی ہے اس لیے آپ نے چاہا کہ انہیں

لے پ ۱۲، ع ۱۴، ص یوسف

ظاہر فرمادیں کہ آپ فیض کی یقینی خبریں
 دینے پر قدرت رکھتے ہیں اور اس سے
 مخلوق عاجز ہے جس کو اقتدار نے نہ
 غیبی علوم عطا فرمائے ہوں۔ اس کے
 نزدیک خواب کی تعبیر کیا بڑی بات ہے
 اس وقت آپ نے مجھ سے کا اظہار
 اس لیے فرمایا کہ آپ جانتے تھے کہ وہی
 میں عنقریب ایک سولہ دیا جانے گا۔ تو
 آپ نے چاہا اس کو کفر سے نکال کر
 اسلام میں داخل کریں اور جہنم سے
 بچالیں۔

مبني على الظن والتخمين
 فإراد ان يعلمها انه يمكنه
 الاخبار عن المغيبات على
 سبيل القطع واليقين و
 ذلك مما يعجز الحسنى
 عنه و اذا قدر على الاخبار
 عن المغيبات كان اقدر
 على تبصير الترويا بطريق الادنى
 انما حدل ان تبصير رؤياهما الى
 اظهار المعجزه لانه علم ان
 احد هما يصلب فاراد ان يدخله
 في الاسلام ويخلصه من الكفر
 ودخول النار له

اس کے اگلے طور پر غازی فرماتے ہیں:

خبر وہ تھیں اس کی تعبیر سے معنی
 اس کی مقتدر اور اس کا رنگ اور اس کے
 آنے کا وقت پہلے پر اسے شمار سے
 پاس یعنی یہ کہ تم نے کیا کھایا یا کتنا
 کھایا یا کب کھایا۔

الانبات کو بتاؤ بلہ یعنی خبر نکما
 بقدره ولونہ والوقت الذی
 یصل الیکما فیہ (قبل ان
 یاتیکما) یعنی قبل ان
 یصل الیکما وای طعام
 احطتم وکم احطتم وکثرت
 احطتم۔

لے غازی جزا ثالث ص ۴۰۰ مطبوعہ مصر لے غازی

مذکورہ آیت شریفہ و تفسیر سے بہ واضح ہو گیا کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ میں تمہیں اس کھانے سے قبل ہی خبر دے دوں گا۔ اس کے آنے کا وقت اور اس کی رنگت اور اس کی مقدار اور یہ کہ کیا کھایا اور کتنا کھایا اور کب کھایا۔ تو ثابت ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ان تمام باتوں کا علم تھا۔

علامہ خازن کے کلام سے یہ بات ظاہر ہو گئی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان باتوں کا اظہار اس لیے فرمایا تاکہ اُن لوگوں کو یقین ہو جائے کہ ایسی مخفی باتوں کی قبل از وقت خبر دے دینا کسی عام مخلوق کا کام نہیں بلکہ یہ بات خواص انبیاء میں ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ غیبی علوم عطا فرماتا ہے اور دوسرے یہ بھی معلوم ہوا کہ غیب کی خبر دینا انبیاء کرام کا ایک خاص معجزہ ہے۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ جو لوگ انبیاء کرام علیہم السلام کے علوم غیبیہ کا انکار کرتے ہیں۔ درحقیقت وہ معجزہ کے انکاری ہیں۔ اور جو معجزہ نبوت کے منکر ٹھہرے پھر ان کا کیا ٹھکانہ۔ تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے علوم غیبیہ کا اس بنا پر بھی اظہار فرمایا کہ جو میرے علم کے متعلق معمولی علم ہونا خیال کرتے ہیں ان کو معلوم ہو جائے کہ میرے علوم کا وہ درجہ نہیں جو تم نے سمجھ رکھا ہے بلکہ اس سے بہت زیادہ ہے۔ جیسا کہ آجکل کے نام نہاد فتنہ پرور اشخاص نے تمام نبوت کے علوم غیبیہ کو بالکل قلیل سمجھ لیا ہے۔

اب ذرا غور فرمائیے کہ علوم حضرت سیدنا یوسف علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تو یہ شان تو حبیب خداستید المرسلین حضرت مصطفیٰ علیہ التیمۃ والثناء کے علوم غیبیہ کا کیا عالم ہو گا۔ اس لیے یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس خدا نے بزرگ و برتر سبحانہ تعالیٰ نے اپنے محبوب جناب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کائنات کے ذرہ ذرہ کا علم عطا فرمایا ہے۔ اس سرکار سے عالمین کا کوئی ذرہ پوشیدہ نہیں ہے۔

علم غیب حضرت سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام

بہت کچھ مل و ملنے اپنے برگزیدہ نبی حضرت سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی بے شمار علوم غیبیہ سے مطلع فرمایا ہے۔ قرآن حکیم میں اس کی وضاحت موجود ہے۔ جیسا کہ

قرآن کریم میں آتا ہے کہ حضرت سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کے ہاں جب قدرتِ خداوندی سے بغیر شوہر کے بچہ پیدا ہوا تو قوم نے حضرت سیدہ مریم پر عجوبے الزامات لگانے شروع کر دیے۔ آپ نے بحکم خداوندی خاموشی اختیار فرمائی اور قوم کو کوئی جواب نہ فرمایا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ملاحظہ فرمائیے :

فَاشَارَتْ اِلَيْهِ ط قَالُوا كَيْفَ
نُصَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَمْنَةِ
صَبِيحًا

میں حضرت میر نے اس پر اپنے چپے کی
طرف اشارہ کیا اور قوم والے بڑے
جم کے بات کریں اس سے جو پاتے
میں چپے ہے۔

یعنی حضرت مریم رضی اللہ عنہا نے اپنے بچے کی طرف اشارہ فرما کر یہ بتایا کہ اس بچے
 ہی سے پوچھ لو۔ تو قوم نے خسر سے کہا کہ جو ابھی چند روز کا بچہ ہے اس سے ہم کیسے بات
 کر سکتے ہیں۔ اور یہ ہماری بات کا کیا جواب دے سکتا ہے۔ یہ گفتگو سن کر حضرت سیدنا
 عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دودھ پینا چھوڑ دیا اور اپنے بائیں ہاتھ پر ٹیک لگا کر قوم کی طرف
 متوجہ ہوئے اور اپنے دست مبارک سے اشارہ کر کے کلام شروع کیا۔

قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ ط أَتَمِّتُنِي

مجھ نے فرمایا میں تجھ کا بندہ۔

اَلِكْتُبْ وَجَعَلْنِي نَبِيًّا ۝
اُس نے مجھے کتاب دی اور غیب کی

خبریں بتا رہے والائی کیا۔

اللہ اکبر! آیت شریفہ میں فرمائیے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جو ابھی بالکل چند روز کے بچے ہیں۔ وہ قوم سے کلام فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ میں خدا کا بندہ ہوں تاکہ کوئی انہیں نہ اور نہ اکابرانہ کے کوئی آپ کی نسبت یہ تہمت لگائی جائے والی تھی۔ اور یہ تہمت اللہ تعالیٰ پر لگتی تھی۔ اس لیے منصب رسالت کا اقتضا یہی تھا کہ اللہ کی برأت بیان کرنے۔ پہلے اس تہمت کو رفع

لے پ... م... لے ایضاً

فرمادیں جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لگائی جانے والی تھی۔ اس سے وہ تہمت بھی رفع ہو گئی جو والدہ پر لگائی گئی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس مرتبہ عظیمہ کے ساتھ جس بندے کو نوازتا ہے بالیقین اس کی ولادت اور اس کی شریعت پاک و طاہر ہے۔

اب پہنی بات یہ ثابت ہوئی کہ جو بات قوم نے آئندہ کہنی تھی کہ (معاذ اللہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا یا خدا کے بیٹے ہیں۔ اس کا حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو علم تھا جبھی آپ نے پہلے ہی اپنی عبدیت کا اقرار فرمادیا۔

دوم جو تہمت حضرت مریم رضی اللہ عنہا پر قوم نے لگائی تھی۔ اس کا بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو علم تھا۔ جبھی آپ نے اپنی والدہ ماجدہ کی برأت کا بھی اعلان فرمادیا کہ میری والدہ پاک و صاف ہیں۔

بہیں اس بات کا بھی پتہ چل گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام والدہ کے بطن میں ہی ستمے، تو کتاب انجیل کے عالم ہو گئے اور ابھی نیچے ہی ہیں تو نبوت کا اعلان فرما رہے ہیں کہ میں نبی ہی کر آیا ہوں۔ اور نبی کے معنی ہیں غیب کی خبریں دینے والا۔ یعنی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے غیب کی خبروں کا علم ہونا بچپن میں ہی ظاہر فرمادیا۔

پہلی بات تو یہ ثابت ہوئی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو بچپن ہی سے نبی بن گئے اور صاحب نبوت ہو گئے۔ اب جو گستاخ رسول یہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو (معاذ اللہ) پیدائش سے چالیس سال تک گمراہ رہے پھر نبوت ملی۔ استغفر اللہ! اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو بچپن سے ہی صاحب نبوت بنادے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ) چالیس سال گمراہ رکھے۔ کچھ ہر ش کیجئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اللہ تعالیٰ نے ہر شے کے پیدا کرنے سے قبل ہی نبوت، عطا فرمادی تھی۔

اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مخفی چیزوں کے متعلق خبر دینا ملاحظہ فرمائیے

وَأَنبِئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدْرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ لَإِن كُنْتُمْ ذَٰلِكَ لَا يَذَرُكُمْ إِن كُنْتُمْ	اور تمہیں خبر دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔ بیشک ان باتوں میں تمہارے لیے بڑی
--	--

مُؤْمِنِينَ۔

نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو کچھ تم کھاتے ہو اور جمع رکھتے ہو اس کی تمہیں خبر دیتا ہوں آپ آدمی کو یہ بتا دیتے تھے کہ دو کھل جو کھا چکا ہے اور جو آج کھائے گا اور جو اگلے وقت کے لیے تیار کر رکھی ہے۔ انی طرح آپ کے پاس بہت سے بچے جمع ہو جاتے آپ انہیں بتاتے تھے کہ تمہارے گھر والوں نے فلاں فلاں چیز کھانی ہے فلاں چیز تمہارے لیے اٹھا رکھی ہے۔ بچے گھر جاتے اور اپنے گھر والوں سے وہ چیز مانگتے۔ گھر والے وہ چیز دیتے اور کہتے کہ تمہیں کس نے بتایا؟ بچے کہتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بتایا ہے۔ تو لوگوں نے اپنے بچوں کو ان کے پاس جانے سے روکا کہ یہ جادوگر ہے اس کے پاس نہ جادو۔ اور ایک مکان میں زندہ بچوں کو بند کر دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بچوں کو تلاش کرتے کرتے تشریف لائے۔ لوگوں نے کہا بچے یہاں نہیں ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: اس مکان میں کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا، سو رہیں۔ فرمایا: ایسا ہی ہو گا۔ جب دروازہ کھولا تو سب سو رہے تھے۔ (بکذا غا ذن و معالہ التذیل و غیرہا تفاسیر)

الحاصل یہ ہوا کہ جو نبی حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام و مرسلہ و رسول و فرستادہ اسرا نبیل تھے اور جن کی شان میں وارد ہے:

لنعا حین نذیر و ما امر سلف و احکامہ لہا س۔

اور انبیاء و مرسلین کے سوا میں ان کے علوم غیب کی کیا شان ہو گی۔

علاوہ انہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ غیب کی خبریں دینا انبیاء و مرسلین کا معجزہ و معجزہ ہے اور بے وساطت انبیاء و مرسلین کوئی بشر امر غیب پر یقین نہیں ہو سکتا۔ اسی لیے آیہ شریفہ: ﴿يَسْتَفْتُونَكَ﴾ کے آفریں صحت میں علیہ السلام فرماتے ہیں:

و ذیہ لکھ ان حکمہ

یہ امر غیب کی خبریں دینا میرا معجزہ ہے

بہت بڑی نشانی ہے کہ یہاں لکھ

مومنین۔

اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کا یہی خاصہ ہے کہ وہ ان باتوں کی خبریں دیتے ہیں جو عاموں کو نہیں ہو سکتیں۔ اس لیے انبیاء مرسلین کی نبوت پر ایمان لانا درحقیقت ان کے علم غیب پر ایمان لانا ہے اور انبیاء عظام خصوصاً حضور سید الانس والجان صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کرنا درحقیقت ان کے اور آپ کے علم غیب کا انکار کرنا ہے۔ اور جو معجزات نبوت کا منکر ہو گیا یعنی کہ ان کے علوم غیبیہ کے عالم ہونے کا انکار کر بیٹا وہ خود ہی سمجھ لے کہ اس کا آخری ٹھکانا کیا ہوگا۔

اگر مخلصین حضرات اسی بات کو اچھی طرح سمجھ لیں تو میں پورے یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ انھیں ساری زندگی مقام نبوت کے علم غیب پر طعن و تشنیع کا موقع نہ مل سکے گا۔ اور نہ ہی وہ علم غیب نبوی کا انکار کر سکیں گے۔ بس یہ اصل وجہ ہے جو محض ان کی جہانست کی بنا پر ہے۔ خداوند کریم مقام نبوت اور جناب رسالتا ب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صحیح طور پر پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

علم غیب لدنی حضرت سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام

اللہ تعالیٰ سبحانہ نے اپنے خاص مقرب بندے حضرت سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک خاص علم لدنی عطا فرمایا ہے۔ علم لدنی وہ ہے جو بندہ کو بطریق الہام حاصل ہو۔ یہ علم باطن و مکاشفہ کا ہے۔ اہل کمال کے لیے یہ باعث فضل ہے اللہ تعالیٰ خود اس کی وضاحت فرماتا ہے کہ جو نے حضرت خضر علیہ السلام کو کیسا علم عظیم عطا فرمایا ہے۔ آیت شریفہ ملاحظہ فرمائیے:

فَوَجَدَ عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا آتِيَنَّهُ	تو مجھ سے بندوں میں سے ایک بندہ
رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاهُ	پایا (یعنی حضرت خضر علیہ السلام) جسے
مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا يَّ	ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی اور
	اسے اپنا علم لدنی عطا کیا۔

لے پ ۱۵، ع ۲۱، س الکہف

اسی آیت شریفہ کے ماتحت علامہ بیضاوی فرماتے ہیں:

أَيُّ مَتَى يَخْتَصُّ بِنَاءُ هَذَا لَا يَقْدَرُ
الْأَبْتَوِيْقْنَا وَهُوَ عِلْمُ الْغَيْبِ بِهٖ

حضرت خضر علیہ السلام کو وہ علم سکھانے

جو ہمارے ساتھ خاص ہیں بغیر ہمارے

جاننے کوئی نہیں جانتا اور وہ علم غیب ہے۔

حضرت خضر علیہ السلام نے جو حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ

فرمایا تھا کہ،

إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا۔

آپ میرے ساتھ بزرگ نہ ٹھہریں گے

صبر سے۔

اس کے ماتحت علامہ ابن جریر فرماتے ہیں حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

سے مروی ہے کہ،

وَكَانَ سَرَّحَلًا يَعْلَمُ عِلْمَ الْغَيْبِ

حضرت خضر علیہ السلام علم غیب جانتے تھے

فَذَعَلَهُ ذَلِكَ يَوْمًا

انھیں مل دیا گیا۔

ان لوگوں کے لیے مقام فور ہے جو اللہ کے سوا کسی کے لیے علم غیب جاننے کا لفظ ہونا
کفر جانتے ہیں۔ ذرا سوچیں کہ ان کے فتویٰ کے مطابق عبد اللہ بن عباس اور علامہ ابن جریر کون سا
اگر آپ ان پر کفریہ فتویٰ نہیں لکھتے تو ہمیں کیوں کافر کہتے ہیں۔ مذکورہ دونوں بزرگ بھی وہی
بات فرما رہے ہیں جو آج ہم ان کے عصمت مند کہتے ہیں کہ انبیاء اللہ تعالیٰ کی عطا سے علم غیب
جانتے ہیں۔

صاحب تفسیر مدارک التنزیل اسی آیت کے ماتحت فرماتے ہیں:

يَعْنِي الْأَخْبَارَ بِالْغُيُوبِ وَقِيلَ لِعَبْدِ

یعنی غیبت خضر علیہ السلام کو غیب کی خبریں

الْبَدَنِ مَا حَصَلَ لِلْعَبْدِ بِهَرِيْقٍ

یعنی اس کی حالت یہ تھی کہ علم غیب وہ جانتا ہے جو

دفعہ م بتہ

جس کے انکے مشق جن کی نیرت کی تھی نہیں

بجائے ان پر عمل ہو۔

علامہ بیضاوی نے تفسیر ابن جریر سے مدارک

صاحب تفسیر ابن جریر آیہ مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا کے ماتحت فرماتے ہیں :

لَمْ تُحِطْ مِنْ عِلْمِ الْغَيْبِ (خضر علیہ السلام نے فرمایا، جو علم غیب
بما علم لہ
میں جانتا ہوں آپ کا علم اسے
محیط نہیں۔

مذکورہ آیت شریفہ و مفسرین کی تفاسیر سے آفتاب کی طرح یہ روشن ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علوم غیبیہ سے مطلع فرمایا ہے۔ آپ نے جو کچھ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بیان فرمایا یہ اسی لیے تھا کہ آپ کو علم غیب حاصل تھا۔ اب خود ہی غور فرمائیے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کو علم غیب عطا فرمایا ہے تو کیا جو اس کے محبوب ہیں ان کو نہیں عطا کر سکتا! کس قدر بے انصافی اور محبوب خدہ اصلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت کا مظاہرہ ہے نیز حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کی نبوت میں اختلاف ہے۔ لیکن اس پر تو مکمل اتفاق ہے کہ آپ خدہ تعالیٰ کے جلیل القدر بندے و ولی کامل ہیں۔ مرتبہ ولایت اور مرتبہ علوم میں آپ ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے اپنی خاص رحمت حضرت خضر علیہ السلام کو عطا فرمائی ہے۔ ہر کیف آپ خواہ نبی یا ولی ہی سمجھے ہر صورت میں ہمارا مدعا ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول اولیاء اللہ کو بھی بطیفیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم علم غیب ہوتا ہے۔

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام اعمال کا علم

شُبْہہ : مکبرین یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ درود و سلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بواسطہ فرشتوں کے پیش ہوتا ہے۔ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیب دان ہوتے تو بواسطہ فرشتوں کے پیش کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

جواب : مکبرین جیسی سمجھ نہ کسی کو نہ دے۔ کیا یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عدم علم کی

لے تفسیر ابن جریر

دلیل ہے یا رفعتِ شان کی! یہی اعتراض اللہ تعالیٰ پر بھی کر ڈالیے کہ فرشتے ذکر الہی و اعمال حق بھی خدا تعالیٰ کے حضور میں پیش کرتے ہیں جیسا کہ حدیثِ معجمہ سے ثابت ہے۔
اگر یہی ذبانت ہے تو یہ بھی کہہ بیٹھنے لگا کہ اللہ تعالیٰ اگر عالم ہوتا تو فرشتے کیوں اعمال و فیرو لے جاتے ہیں۔ ایسے وہی شبہات سے توبہ کیجئے اللہ تعالیٰ بے شک عالم ہے مگر یہ امور انتظام و حکمت پر مبنی ہیں۔

گزشتہ صفحات میں متعدد قرآنی آیات و تفاسیر و احادیث و اقوال محدثین و حواجات سے ثابت ہو چکا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کے اعمالِ قلوب، اخلاق، نفقہ و درجات، ایمان و یقین، قصہ و احادیث و نیات و غیرہ بنور نبوت جانتے ہیں۔
ارشاد باری تعالیٰ ملاحظہ فرمائیے:

وَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ
ثُمَّ تَوَدُّونَ إِلَىٰ غِيْبٍ وَ
الشَّهَادَةِ وَنَسِيْتُمْ مِمَّا كُنْتُمْ
تَعْمَلُونَ ۝

اور دیکھتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے عمل کو
اور اس کا رسول۔ پھر اس کی طرف پلٹ
جاؤ گے جو عالم الغیب و اشہادہ ہے
بنامہ کا تم کو جو تم عمل کرتے رہے ہو۔

اس آیت شریفہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ تمام اعمالِ خواہ اچھے ہوں یا بُرے سب کو اپنی الوہیت سے دیکھتا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی تمام اچھے بُرے اعمال کو اپنے نور نبوت سے دیکھ رہے ہیں۔

اب جبکہ آیت شریفہ سے بھی یہ صاف واضح ہو گیا ہے کہ آپ سب کے اعمال کو دیکھنے میں تو پھر کسی مسلمان کو کیسے شبہ ہو سکتا ہے کہ معاذ اللہ! آپ کو ہمارے اعمال کا حوالہ نہیں۔ اللہ نہ تعالیٰ کے اس اعتراض کا بھی قید قبح ہو گیا۔

لے پ ۱۱۰ ع ۱۰ ص ۱۰

علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اور پاکستان کی جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء

جیسا کہ آپ گزشتہ صفحات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ذرہ ذرہ کا علم ہونا ملاحظہ کر چکے ہیں۔ اس طرح آپ اپنے پاکستان کی سترہ روزہ جنگ کے متعلق بھی غور کیجئے۔ ہماری اس اسلام اور کفر کی جنگ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تھا۔ سب سے قبل آیت شریفہ ملاحظہ فرمائیے:

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ
عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ
عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ
رَّحِيمٌ ۝۱۵

بے شک تمہارے پاس تشریف لائے
تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت
میں پڑنا گراں ہے۔ تمہارے بھلائی کے
چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان رحمت

والے ہیں۔

اس آیت شریفہ سے چار باتیں ثابت ہوئیں:

اول یہ کہ آیت میں جَاءَكُمْ کا خطاب قیامت تک کے تمام مسلمانوں سے ہے کہ تم سب کے پاس حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ جس سے یہ معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر مسلمان کے پاس ہیں اور مسلمان تو عالم میں ہر جگہ ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہر جگہ موجود ہیں۔

دوم یہ کہ آیت میں مِنْ أَنْفُسِكُمْ فرمایا گیا ہے کہ تمہارے نفسوں میں سے ہیں۔ یعنی اُن کا آنا تم میں ایسا ہے جیسے جان کا قالب میں آنا کہ قالب کی رگ رگ اور رونگٹے رونگٹے میں موجود اور ہر ایک سے خبردار رہتی ہے۔ ایسے ہی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر مسلمان کے ہر فعل سے خبردار ہیں۔ اگر آیت کے صرف یہ معنی ہوتے کہ وہ تم میں سے ایک انسان ہیں تو مِنْكُمْ کافی تھا۔

مِنْ أَنْفُسِكُمْ کیوں ارشاد ہوا۔

لے پ ۱۱: ج ۴، ص ۱۲۰

سوم۔ آیت میں عَزَّوَجَلَّ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ فرمایا گیا ہے کہ یہ وہ رسول ہیں کہ ان پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ یعنی کہ ہماری راحت و تکلیف کی ہر وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہے۔ تب ہی تو ہماری تکلیف سے قلب مبارک کو تکلیف ہوتی ہے ورنہ ہماری ہی خبر نہ ہو تو تکلیف کیسی۔ یہ کلمہ بھی حقیقت میں اَنْفِیکُو کا بیان ہے کہ جس طرح ہم کے کسی عضو کو دکھ ہو تو روح کو تکلیف ہوتی ہے اسی طرح ہم کو دکھ درد ہو تو آقا و دو جہان کو گرائی۔

چہارم۔ یہ کہ آیت میں بِالْمُؤْمِنِیْنَ مَرَاتُفَ تَرْجِیْہِ فرمایا گیا ہے کہ یہ وہ رسول کریم ہیں جو مسلمانوں پر بہت ہی مہربان اور رحم فرماتے والے ہیں۔ یعنی کہ ہر مومن خواہ کسی مکان یا کسی زمان میں ہو جب بھی مسلمانوں پر کوئی تکلیف و درد ہو تو حضور آقا و دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر نظر ہر کرم فرماتے ہیں۔ جب مسلمانوں کی تکلیف آپ کو گوارہ نہیں تو ہماری مشکل کشائی کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کی شفقت اور رحمت کو بجا۔ دستگیر فرمایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی امداد مسلمان کو ہر حال پہنچتی ہے۔

اب آپ مذکورہ آیت کو سمجھنے کے بعد غور کیجئے کہ ہماری تکلیف اور دکھ کا حضور آقا و دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہی ہے اور آپ کی رحیمی اور کریمی کا فضل عظیم بھی ہے۔
روزنامہ اخبار مشرق۔ ۱۰ اکتوبر ۱۹۹۵ء مطابق ۴ جمادی الثانی لاہور کی اشاعت میں مولانا محمد انعام کریم صدیقی جو پندرہ سال سے دینہ منورہ میں مقیم ہیں۔ اُن کا ایک خط ۲۴ ستمبر ۱۹۹۵ء ۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ کا لکھا ہوا کراچی کے خدائے ترس بزرگ جناب نور محمد صاحب بٹ کو ملا۔ وہ خط اخبار مشرق میں مع نوٹ کے شائع کیا گیا جس کا مضمون یہ ہے:

محرم انعام جناب قبلہ الحاج حضرت المکرم بٹ صاحب
اسلامیہ میگزین ذی القعدہ و برکاتہا۔ یہاں پر جس روز لاہور پر حملہ ہوا اُنکی شب میں ایک دو حضرات نے خواب میں دیکھا کہ حرم شریف میں مجمع کثیر ہے اور روزِ اقدس سے جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بہت محبت سے تشریف فرما ہوئے اور یکسو بہت خوب صورت تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر بابِ اسلام تشریف لے گئے۔ بعض حضرات نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اس قدر جلدی اس گھوڑے پر کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔ فرمایا پاکستان میں جہاد کے لیے۔ اور ایک دم برق کی مانند بندہ اس سے بھی تیز کہیں روانہ ہو گئے۔ پیچھے پیچھے مواجد شریف سے پانچ حضرات اور اس راستہ سے موڑ میں سوار ہو کر ہوائی جہاز کی طرح پرواز کر گئے۔ اور بھی بہت سے خواب اس اثنا میں اللہ کے نیک بندوں نے دیکھے ہیں۔ دعا فرمائیے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ثابت قدم رکھے اور بفضل جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فتح و عزت عطا فرمائے۔ آمین۔

اب میں ناظرین سے پوچھتا ہوں کہ ذرا انصاف سے غور فرمائیے کہ مذکورہ خط سے آفتاب کی طرح یہ واضح ہو گیا کہ جاری سترہ روزہ جنگ کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہے اور آپ نے اور آپ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے ہماری مدد فرمائی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی اس تکلیف کو گوارا نہ فرمایا تو ہم پر رحم و کرم فرماتے ہوئے ہماری مشکل کشائی فرمائی۔ الحمد للہ سب العلمین آیات قرآنی و احادیث شریفہ کے مطابق یہ بات آج بھی روشن ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے احوال کا علم ہے اور ہماری تکلیف آپ کو گوارا نہیں۔ آئیے ذرا ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیے:

روزنامہ جنگ ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۵ء مطابق ۶ جمادی الثانی کراچی کی اشاعت میں ہے: ”پاکستانی افواج نے یا رسول اللہ اور یا علی مدد کے نعرے لگاتے ہوئے بھارتی تڈی دل فوج کو بری طرح سے شکست دی۔ اس معرکہ میں نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم اور شیر خدا اپنے مجاہدین کے سروں پر موجود تھے۔ ۱۲ سو میل لمبے محاذ پر سبز کپڑوں والے مجاہد سفید لباس میں ایک بزرگ اور گھوڑے پر سوار ایک جری دیکھے گئے۔ چونکہ قریب ایک نورانی خاندان کو مجاہدین کی امداد کرتے ہوئے مجاہدین کے ساتھ ”یا رسول اللہ مدد“ کے نعرے لگاتے ہوئے دیکھا گیا۔ سیبا کوٹ شہر میں گولہ باری سے پیشتر ایک بزرگ شہر خالی کرنے کی ہدایت کرتے رہے اور باؤ از بلند کلام پڑھتے رہے۔

اس حوالہ سے پہلی بات یہ ثابت ہوئی کہ مسلمانان پاکستان نے یا رسول اللہ و

یا علی مدد کے نعروں سے بھارتی لڑی دل فوج کو زبردست شکست دی۔

دوم یہ کہ نبی آغا ازمیں حضور سرور کائنات علیہ الفضل الصلوٰۃ والتسمیات اور حضرت مظلوم کرم اللہ وجہہ الکریم کو بھی اس جنگ کا علم تھا اور آپ پاکستانی مجاہدین کے سروں پر موجود تھے یعنی حاضر اور ناظر بھی تھے اور ادینا اللہ نے مسلمانانِ پاکستان کی امداد فرمائی۔ اور خصوصاً چونکہ خلیفہ سیالکوٹ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اور ادینا، غلام کی خاص توجہ تھی۔ بہر حال آیات قرآنی و احادیث شریفہ کی تصدیق اتنی بھی دنیا کے سامنے روشن ہے۔ اگر ان واقعات کے پیش آنے کے باوجود بھی حق و صداقت کا انکار کیا جائے۔ تو اس سے بڑھ کر اور کیا ظلم ہو سکتا ہے۔

نوجوانوں اور بحیر العقول واقعات کا اعتراف مسلمان جوانوں۔ مجاہدوں اور شہریوں کے علاوہ بھارت کے جنگی قیدیوں نے بھی کیا۔ علاوہ ازیں اور بہت سے واقعات لوگوں کے سامنے آئے ہیں۔

اس بے نتیجہ ہی ہے اور ہمارا ایمان بھی یوں ہے کہ یہ سب فضل خدا اور کرم مصطفیٰ جبر الہیہ و الشانہ۔ اور نظر دینا بنتی کہ مسلمانانِ پاکستان نے دشمن کو بڑی حدت سے کچل کر رکھ دیا۔ اس کی بڑی بکری اور نقصانی قوت کا کچھ مزہ کال دیا۔ اور ایسی ذلت آمیز شکست دی کہ بھارتی مجاہدوں نے آئندہ ہم مسلمانوں کے مقابلے میں آنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ اور اگر ایسی جرأت کریں گے بھی تو انہیں ایسا سبق دیا جائے گا جو ان کی نسلیں صدیوں تک یاد رکھیں گی۔ انت۔ خدا تعالیٰ و رسولہ حکیم۔

پاکستان کے مسلمانوں نے دنیا سے اسلام میں غزوہ بدر و حنین کی وہ یاد تازہ کر کے بکریوں سے جن کا نام تاریخ کے سنہری حروف میں لکھا جائے گا۔ اور پھر نطفہ یہ کہ جن مسلمانوں نے اپنی مسند زترین جانوں کو آخر در سال صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر قربان کیا ہے انہوں نے باہر دنیا کی خوش فرمایا ہے۔ جس کی لذت دنیا کی کسی شے میں نہیں مل سکتی اور ان مسلمانوں کی تہذیبوں کے نام قیامت تک زندہ رہیں گے۔ اور خود بھی زندہ ان کے نام بھی زندہ۔

ہونے پر مخالفین کا اعتراض اور اس کا جواب

شعبہ : وہابی دیوبندی یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر اس جنگ میں انبیاء علیہم السلام اور اویہا نے مدد کی تھی۔ تو پھر جن شہروں میں بھارت کی گولہ باری سے مسلمانوں کا نقصان ہوا ہے۔ اس جانی و مالی نقصان سے تمہارے نبیوں اور ولیوں نے کیوں نہ مدد کی۔ اس لیے نبی و ولی مددگار نہیں ہو سکتے۔

جواب : مخالفین کا یہ اعتراض نبیوں و پیروں کی ذات ہی پر نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہے اور قانونِ خداوندی کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ دورانِ جنگ اگر مسلمانوں کا کوئی جانی یا مالی نقصان ہو جائے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک آزمائش ہوتی ہے۔ اور ایسا پہلی جنگوں میں ہوتا آیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ملاحظہ فرمائیے :

اِنْ يَسْئَلُكُمْ قَوْمٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ
 قَرْحٌ مِّثْلُهُ وَتِلْكَ الْآيَةُ
 لَكُمْ اُولَئِكَ بَيْنَ النَّاسِ وَلِيْعُمْ
 اللَّهُ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَيَتَّخِذَ
 مِنْكُمْ شُهَدَاۗءَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ
 الظَّالِمِيْنَ

اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچی تو وہ لوگ بھی ویسی
سی تکلیف پا چکے ہیں اور یہ دن ہیں جن
میں ہم نے لوگوں کے لیے باریاں رکھی
ہیں اور اس لیے اللہ پہچان کر ا دے
ایمان والوں کی۔ اور تم میں سے کچھ لوگوں
کو شہادت کا مرتبہ دے اور اللہ تعالیٰ

دوست نہیں رکھتا ظالموں کو۔

اس آیت شریفہ سے واضح ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مسلمانو! اگر تمہیں کوئی تکلیف دوران جنگ پہنچی ہے تو وہ لوگ بھی ایسی تکلیف پا چکے ہیں اس لیے کہ ایمان والوں کی

پہچان کر اوسے اور مسلمانوں کو شہادت کا مرتبہ دے۔

ثابت ہوا کہ دوران جنگ جو مسلمانوں کا جانی و مالی نقصان ہوا ہے یہ بھی ان کے ایمان کی آزمائش تھی اور خدا کے ہاں ثواب بھی۔ اور ان کو شہادت کا مرتبہ نصیب ہونا تھا۔ اور پھر یہ بھی کمال نعمت ہے کہ مسلمانوں کو جو تکلیفیں پہنچتی ہیں وہ تو مسلمانوں کے لیے شہادت و تطہیر ہیں۔ اور مسلمان جو کفار کو نقصان یا قتل کریں تو یہ کفار کی بزدلی اور ان کا استیصال ہے۔

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے :

وَمَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَالْحَنَنِ
فِتْنَةً وَاللَّيْنَةُ تُرْجَعُونَ إِلَيْهِ
اور ہم تمہاری آزمائش کرتے ہیں برائی
اور بھلائی سے ہلپنے کو۔ اور ہماری ہی
طرف تمہیں لوٹ کر آنا ہے۔

اس آیت شریفہ سے بھی معلوم ہوا کہ مسلمان پر بھلائی اور تکلیف اس کے امتحان کے لیے آتی ہے کہ وہ صبر و شکر میں کیا درجہ رکھ سکتے ہیں۔

تیسرے مقام پر خدا تعالیٰ فرماتا ہے :

هَٰذَا لِكُلِّ الْمُؤْمِنِينَ وَزُلُوفًا
يُرْزَلُونَ الْأَشْدِيدَ إِثْمًا
ہاں اس موقع پر (یعنی غزوہ احزاب پر)
مسلمان جہنم گئے اور زور زور سے
جہنم جڑانے لگے۔

اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ جنگ احزاب کے موقع پر مسلمانوں پر کیا عظیم وقت آیا تھا۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش تھی۔ یہ تو قانون قدرت ٹھہرا۔ پھر جو نقصان یا تکلیف پہنچے اس میں انبیاء کرام علیہم السلام و اولیاء کرام پر اعتراض کیا۔ اب آیت طیبہ کو ملاحظہ فرمائیے کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم و اولیاء کرام مددگار ہیں یا کہ نہیں ضرور ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے :

لے پ، ا، ع، م، س، انبیاء، لے پ، ا، ع، م، س، احزاب

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يَّقِيْمُوْنَ
الصَّلٰوةَ وَيُوْتُوْنَ الزَّكٰوةَ
وَهُمْ رَاكِعُوْنَ ه وَ مَنْ يَتَوَلَّ
اللّٰهُ وَرَسُوْلَهُ وَالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمْ
الْغٰلِبُوْنَ ۝

کئی بات نہیں تمہارا مددگار اللہ تعالیٰ
ہے اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ
وسلم) اور وہ ایماندار جو نماز قائم کرتے
ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے
حضور جھکے ہیں اور جو اللہ و رسول (صلی
اللہ علیہ وسلم) اور ایمان داروں کو
مددگار بنالیتا ہے تو بے شک اللہ
ہی کا گردو غالب ہے۔

دوسری آیت ملاحظہ فرمائیے :

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِیْلُ
وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰئِكَةُ
بَعْدَ ذٰلِكَ ظٰهِرُوْنَ ۝

بے شک وہ اللہ تعالیٰ تمہارا مددگار ہے
اور جبرائیل علیہ السلام اور صالح
مومنین اور فرشتے بھی اس کے بعد
مدد کرنے والے ہیں۔

اس کے علاوہ بہت سی آیات ہیں لیکن اس وقت صرف دو آیتیں پیش کی ہیں جن سے
صاف واضح ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مددگار ہیں اور حضرت
جبرائیل امین علیہ السلام و دیگر ملائکہ مقربین اور اولیاء صالحین بھی مدد فرماتے ہیں۔ اس کے
علاوہ حدیث مشکوٰۃ شریف باب یمن والشام میں بھی حدیث آتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
فرمایا ہے کہ چالیس ابدال ہیں جن کی برکت سے بارشیں ہوتی ہیں اور ان کی مدد سے دشمنوں سے
بدلہ لیا جاتا ہے۔

مخالفین حضرات جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ملائکہ مقربین اور اولیاء کاملین کی امداد کے
انکاری ہیں وہ غور سے آیات بالا کو دیکھیں اور خیال کر لیں کہ اُن کا آخری ٹھکانا کیا ہوگا۔
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا
جنہوں نے خدا تعالیٰ کی آیات کو جھٹلایا

نہ پ ۰۰ ع ۰۶ س المائدہ ۲۸ ، ع ۱۵ س التوہیم

بَیِّنَاتٍ اُولٰٓئِكَ اَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خٰلِدُوْنَ ۔
یا انکار کیا وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دوزخ
کی آگ کے ساتھی ہیں۔

اب مذکورہ آیات میں غور فرمائیے کہ پہلے آیت میں اللہ تعالیٰ کی مدد کا ذکر ہے اور اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم و ملائکہ کرام و اولیاء اللہ کی امداد فرمانے کا بیان ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ جو لوگ انبیاء علیہم السلام و خصوصاً سرور مدیر الصلوٰۃ والسلام و ملائکہ مقربین و اولیاء صالحین کی امداد کے انکاری ہیں۔ دراصل وہ خدا تعالیٰ کی امداد کے منکر ہیں۔ اگر مخالفین یہ تسلیم کر لیں کہ واقعی اللہ تعالیٰ مددگار ہے تو وہ کبھی نبیوں و دیوبندوں کی امداد کا انکار نہ کر سکیں گے۔ کیونکہ ان کا یہ اعتراض انبیاء و اولیاء پر نہیں بلکہ حقیقت میں خدا تعالیٰ کی ذات پر ہے کہ معاذ اللہ اگر اللہ تعالیٰ مددگار ہوتا تو جن لوگوں کا جانی و مالی نقصان ہوا ہے کیوں ہوتا۔ ان کی مدد کر کے بچا لیتا۔

خداوند کریم ایسے گستاخ اللہ و رسول کے دشمنوں سے ہمیشہ بچانے رکھے جنہوں نے انبیاء و اولیاء کی ہدایت کی بنا پر اس وحدہ لا شریک کو بھی کسی طرح سے خالی نہ چھوڑا۔
بھارایمان ہے کہ ہماری مدد رب العالمین جل و ملا اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے ملائکہ مقربین اور اس کے اولیاء صالحین نے فرمائی ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی اس کی نصرت شامل حال رہے گی۔

عرب کی حالیہ جنگ میں عربوں کے نقصان

ہم نے پر مخالفین کا اعتراض اور اس کا جواب
شعبہ مخالفین یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ اہل سنت بریلوی حضرات کہتے ہیں کہ پاکستان کی عزت
متردد کی جنگ جو ہندوستان کے ساتھ ہوئی اس جنگ میں مسلمانان پاکستان کی خدا
کے نبیوں اور دیوبندوں نے بھی مدد فرمائی ہے۔ اگر یہی بات ہے تو گزشتہ دنوں جو عربوں
کی رائیوں سے جنگ ہوئی تو اس میں عرب لوگوں کو مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔ تو اس
وقت بریلویوں کے نبی اور ولی کہاں چھ گئے۔ وہاں پر مدد تو نہ کی۔ لہذا ثابت ہوا کہ مدد

ہر اللہ تعالیٰ ہی کر سکتا ہے ۔

جواب : ناظرین حضرات کو یہ تو معلوم ہو ہی گیا ہو گا کہ مخالفین کی زندگی کا سرمایہ حیات و اولین عبادت یہی ہے کہ وہ ہر وقت خدا و اس کے مقبول انبیاء کرام علیہم السلام اور خصوصاً حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام و اولیاء کاملین کی شان مقدسہ میں عیب و نقص ہی تلاش کرتے رہیں کیا یہی ایمان داری کا مظاہرہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے محبوب انبیاء علیہم السلام کو بدنام کرتے ہیں ۔ استغفر اللہ ! ہمیں نہایت ہی افسوس آتا ہے کہ مخالفین نے جو یہ اعتراض نکالا ہے ایسا اعتراض تو اس وقت کے منافقین و یہود بھی کیا کرتے تھے ۔ قرآن کریم خود اس کی وضاحت فرماتا ہے :

اور انہیں اگر کوئی بھلائی پہنچے تو کہیں اللہ	وَإِنْ تُبْهِمُهُمْ حَسَنَةً يَقُولُوا هَذِهِ
کی طرف سے ہے اور انہیں کوئی بُرائی	مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَإِنْ تُبْهِمُهُمْ
پہنچے تو کہیں یہ حضور دصل اللہ علیہ وسلم	سَيِّئَةٌ يَقُولُوا هَذِهِ مِنْ
کی طرف سے آئی ہے ۔ اے محبوب !	عِنْدِكَ ط قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ
آپ فرمادوسب اللہ کی طرف سے ہے	اللَّهِ ط فَسَالٍ هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا
تو ان لوگوں کو کیا ہوا ۔ کوئی بات سمجھتے معلوم	يَكَاذِبُونَ يَعْقِلُونَ حَدِيثًا يَهُودِيًّا
نہیں ہوتے ۔	

اس آیت کریمہ سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے منافقین و یہود کے اس قول کا رد فرمایا جو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہا تھا ۔ جب کسی جنگ میں مسلمانوں کو فتح نصرت ہوتی تو منافقین یہ کہنے لگ جاتے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے ۔ اور اگر کسی وقت مسلمانوں کو کچھ مصیبت کا سامنا ہو جاتا تو کہتے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے ۔ یہ تھا منافقین کے اصل نفاق کا اظہار جو وہ محض عداوت الرسول کی بنا پر کیا کرتے تھے ۔ اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ ایسے و ایسی اعتراضات کرنا اگر وہ منافقاں و یہودیہ کا کام تھا کہ جب فتح ہو تو حسد کا نام

لے پ د . ع . س . انسا .

اور جب کوئی مصیبت ہو تو خدا کے محبوب کا نام بہ نام۔

مسلمانوں کا یہ کام نہیں ہے آپ غزوہ اُحد کے واقعہ کی طرف توجہ فرمائیے کہ جب مسلمانوں کو
تھوڑی سی تکلیف کا سامنا ہوا تو مسلمانوں نے نہ تو غزوہ اُحد کریم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر
کچھ شکوہ کیا بلکہ انہوں نے صرف اس بات کا کچھ تعجب سا کیا تو اللہ تعالیٰ نے خود اس کی وضاحت
فرمادی۔

قُلْنَا اِنِّیْ هٰذَا دَقْلٌ هُوَ مِنْ
عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ
شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ وَ مَا اَصَابَكُمْ
یَوْمَ التَّحِیِّ الْجَمْعُ فِیْ اَذْنِ اللّٰهِ
وَرِیغُکُمُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝
کہنے لگے یہ نصیب کہاں سے آئی۔ اے
محبوب افراد وہ تمہاری طرف سے
آئی ہے بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ
کر سکتا ہے اور وہ مصیبت حتم پر آئی
جس دن دونوں فوجیں ملی تھیں وہ اللہ
تعالیٰ کے حکم سے تھی اس لیے کہ پہچان

کراوے ایمان والوں کی۔

آیت بالا میں غزوہ اُحد کے مسلمانوں کو مصیبت پہنچنے کا اظہار کیا گیا ہے کہ اے مسلمانو! یہ
مصیبت تم نے اپنی طرف سے لی ہے اس لیے کہ تم نے غزوہ اُحد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی کے
بدولہ میں یہ طریقہ سے باہر نکل کر جنگ کرنے کا ارادہ کیا۔ پھر وہاں پہنچنے کے بعد باوجود حضورؐ کی رہنمائی
میں ہمدردی کے یہ ممانعت کی غفیت کے لیے اپنا ٹھکانا چھوڑا۔ یہی سبب تھا کہ قتل و زانیہ
کاٹنے لگا۔ اس واقعے میں یہی مصیبت کا سامنا کرنا پڑا تاکہ اللہ کے لیے یہ جان بڑا کہ پھر
ابھی کوئی نہ ہونے پاسے ورنہ اس کا خیال وہ کہ بھگتا پڑ جائے گا جو تم نے اس سے
تجسس کیا ہے۔

غزوہ اُحد سے پہلے سے صحابہؓ و صحابہؓ رضوان کے اس واقعے سے نہیں یہ سنی۔ اس
سبب کہ اگر کسی جنگ میں مسلمانوں کو شکست یا مصیبت کا سامنا کرنا پڑے تو وہ یہ پانی پانی

سیدنا محمدؐ و آلہٖ الطیبین

سمجھ لیں کہ یہ اُن کی اپنی کوتاہیوں کا نتیجہ ہے۔ اور آئندہ کے لیے مسلمان گزشتہ کوتاہیوں سے باز رہیں۔ تو پھر جب کبھی اسلام اور کفر کی جنگ ہوگی تو مسلمانوں کو ہی فتح حاصل ہوگی۔ تِلْكَ اَيَّامٌ نِّدْأُولَهَا بَيْنَ النَّاسِ -

ثابت ہوا کہ مسلمان کی تکلیف یا مصیبت حقیقت میں اُس کی اصلاح کے لیے ہوا کرتی ہے جو اس کے لیے آئندہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بہتری ہوتی ہے۔ اور یہ بھی اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم و ملائکہ و اولیاء کی مدد ہے تاکہ وہ اپنے آپ کو اتنا سنوار لیں کہ آئندہ بھی ان کی مدد ہو سکے۔ اسی طرح جو عرب لوگوں کو مصیبت یا نقصان کا سامنا کرنا پڑا ہے میرے خیال میں تمام عرب بھی یہ اچھی طرح جان چکے ہوں گے کہ ہم کو ایسی تکلیف کا سامنا کیوں ہوا ہے اور پاکستان کے بھی تمام لوگ یہ سمجھ چکے ہوں گے کہ عربوں کو یہ تکلیف کس بنا پر پہنچی ہے۔

فَعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْاَبْصَارِ - دانشوروں کے لیے تو اتنا ہی

کافی ہے۔

مثلاً دیکھیے اگر کسی باپ کا بیٹا کوئی ایسی ناشائستہ حرکت کر بیٹھے تو غیرت مند اچھا باپ اُس بیٹے کو مار پیٹ کر اُس کو سمجھانے کی کوشش کرتا ہے تاکہ یہ اپنی ایسی حرکت سے باز رہے اور اس کی آئندہ زندگی بہتر ہو جائے۔ اب یہ باپ تو اپنے بیٹے کی بہتری کے لیے ایسا کر رہا ہے۔ اور دوسری طرف کوئی ایسا شخص آکر یہ کہہ دے کہ دیکھو جی یہ باپ اپنے بیٹے کا بڑا ہی دشمن ہے کہ اس نے اپنے بیٹے کو اتنا پیٹا ہے۔ تو کیا ایسے شخص کی بات کو مانا جاسکے گا کہ واقعی باپ بیٹے کا دشمن ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ اُس باپ کی یہ بہت بدمردی کہی جائے گی کیونکہ وہ اس کی اصلاح کر رہا ہے۔

اسی طرح ہم مسلمانوں کو خداوند ذوالجلال کا خوف پیہ کر کے اُس کے حضور اپنے گناہوں کو معافی مانگنی چاہیے اور اس کے محبوب کی مابعداری اور سچی غلامی کا پتہ اپنے گھلے میں ڈال لینا چاہیے۔ اُس کی مدد مانگنی چاہیے۔

فَصَابِرِينَ تَرَاهُمْ فَنَجِّهِمْ -

سب مسلمانوں کو اس بارگاہِ ذوالجلال اور پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے

فرماں برداری کی توفیق عطا فرمائے اور جاری تمام کوتاہیوں کو معاف فرمائے۔ آمین
مسلمان کا تو یہ اصول ہے کہ نہ وہ ایسے مواقع پر غم اور رسول و اولیاء کی شان اقدس
میں تنقیدیں شروع کر دے کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی
شان میں ایسے کلمات کہنا کہ انہوں نے مدد نہ کی یہ تو سراسر گمراہی اور بے دینی ہے کہ یہ امت پر
اللہ سبحانہ کی ذات پر آجاتا ہے۔

آئیے ذرا آیت شریفہ ملاحظہ فرمائیے،

وَلَا تَقْنُتُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَلَا تَكُنْزُوا
لَا تَقْنُتُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَلَا تَكُنْزُوا

آیت کریمہ میں اس امر کا اظہار ہے کہ اگر تم مسلمان ہو تو غم کرنے کی ضرورت نہیں رہتی
غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو۔

اب میں تمام غیر مقلدین اور درپردہ نجدیوں سے پوچھتا ہوں کہ وہوں نے جو جنگ اسرائیلیوں
سے لڑی ہے ان عرب لوگوں کو مسلمان سمجھتے ہو یا کہ نہیں۔ اگر یہ کہ مسلمان تھے تو آیت مذکورہ کے
مطابق رب کریم پر کیا فتویٰ جڑو گے۔ (معاذ اللہ)

دوم اگر یہ جانو کہ وہ بگڑے مسلمان نہیں تھے تو پھر تمہارا اعتراض باطل۔ اب کہنے کو نہ کسی
بات پر متفق ہو یا تو اللہ تعالیٰ پر کچھ فتویٰ جڑیے اور یا وہوں کے مسلمان ہونے کا انکار کیجئے۔ کچھ
جیا، کیجئے۔ ایک طرف تو توحید اور حُب نہ کے متعلق یہودیوں کی طعن ٹھیکہ مار بنے پھرتے ہو
اور پھر اسی نہ پر ایسی بدگمانیاں۔ اور دوسری طرف مسلمان لوگوں کے بھڑکنے پھرتے ہو اور
پھر انہی مسلمانوں کو مشرک و کافر سمجھتے ہو۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ ماجرا کیا ہے۔

۴

الہی تیراں نہیں آسمان کیوں نہیں چھٹ پڑتا

ہاں بس تمہارا ایمان یہ ہو جائے گا کہ نہ وہ نہ کریم کی آمد و شالیں ہیں۔ تو یہ کچھ
کہ تمام انبیاء صیہم، انصوۃ والسلام و خیر ما خیر صیہم صیہم صیہم صیہم صیہم
حاضر ہیں و اولیاء صیہم کی مدد ساقی ہے۔ اگر تمہارا ایمان یہ ہے کہ انہی صیہم صیہم

وسید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام و ملائکہ عظام و اولیاء امداد نہیں فرماتے۔ تو تم خداوند کریم کی امداد کے منکر ٹھہرے پھر تو تم مانگ حقیقی ہی کی استعانت کا انکار کر رہے ہو۔ تو بتائیے اس میں ہمارا کیا قصور !

فاعتبروا یا اولی الابصار۔

ۛ

آج لے اُن کی پناہ آج مدد مانگ اُن سے

پھر نہ مانیں گے قیامت کو اگر مان لیا

اس کے علاوہ اور بہت سے دلائل فرقانیہ و حدیثیہ موجود ہیں۔ لیکن اسی پر اکتفا

کرتا ہوں۔

علم غیب منصفہ صلی اللہ علیہ وسلم و انبیاء علیہم السلام

و اولیاء کے متعلق غوثِ صمدانی شیخ سیدنا عبدالفتا اور

جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

شعبہ : مخالفین یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ حضرت پیرانِ پیر غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جن کی روح کو بریلوی ختم کیا رکھیں کا ایصالِ ثواب کرتے ہیں۔ اُن کا عقیدہ تھا کہ اللہ کے سوا کسی نبی و ولی کو غیب کا علم نہیں ہو سکتا۔ اور جو ایسا عقیدہ رکھے وہ کافر و مشرک ہے۔ لہذا بریلوی گیا رکھیں تو اُن کے نام کی دیتے ہیں لیکن بات اُن کی نہیں مانتے۔

جواب : میں علانیہ طور پر کہتا ہوں کہ اگر مخالفین میں کچھ سچائی ہے تو حضرت پیرانِ پیر غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کسی ایک اصل کتاب کا یہ حوالہ دکھا دیں کہ آپ نے یہ فرمایا ہو کہ اللہ کے سوا کسی نبی و ولی کو غیب کا علم نہیں ہو سکتا۔ اور جو ایسا عقیدہ رکھے وہ کافر و مشرک ہو گا۔ انشاء اللہ کبھی نہیں دکھا سکتے۔ یہ محض حضرت پیرانِ پیر غوثِ الثقلین رضی اللہ عنہ کو بدنام کرنے کے لیے اُن کی طرف یہ بات جھوٹ منسوب کی گئی ہے۔ اور یہ تو دہابِ بدیہ بنیہ کی فطرت ہو چکی ہے کہ وہ

بزرگان دین کی طرف خبری باتیں منسوب کر کے اُن کو بدنام کرنا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ نیچے ایسی
سکاریوں کا ذکر ہو چکا ہے۔

اب آئیے اور انہیں کھول کر خدمت پیران پر شیخ عبد اللہ درجیدنی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد
لاحظہ فرمائیے :

يُكْشَفُ لَهَا مِنْ لُكُوتٍ وَتُفْهِقُ
لَهَا أَنْوَاعُ الْعُلُومِ مِنَ الْجَبَرُوتِ
وَيُفْقُونَ غَرَائِبَ الْحِكْمِ وَ
الْعُلُومِ وَيُظَلِّغُونَ عَلَى مَا ذُتْ
عَنْهُمْ مِنَ الْأَقْثَرِ وَتُحْفَظُ
مُكْتَسَفٌ هُوَ جَانِبٌ هُوَ دِيَانَةُ كَيْدِ
عَالَمِ مَكْتَسَفٌ هُوَ دُشْنٌ هُوَ جَانِبٌ هُوَ
كَيْدِ كَيْدِ قِسْمِ كَيْدِ مَالِ جَبَرُوتِ
عَلِيٍّ عَالِمِ مَكْتَسَفٍ هُوَ كَيْدِ
جَانِبِ هُوَ كَيْدِ قِسْمِ كَيْدِ خَبَرِ
مُطْلَعٌ هُوَ هُوَ

یعنی جناب : خدمت پیران پر تو صاف لفظوں میں فرما رہے ہیں کہ او یا، اللہ کے سچے حامی
مکنت روشن ہو رہے ہیں۔ اور کئی علوم مازہ جبروت سے حاصل ہو جاتے ہیں اور انہیں عجیب
علوم اور حکمتیں آتی ہیں اور کئی قسم کے بھی علوم پر مطلع ہوتے ہیں۔ اب بتائیے کیا ایسا
عقیدہ رکھنے پر خدمت پیران پر رحمۃ اللہ علیہ پر کیا فتویٰ جڑاؤ گے۔ یا بقول تمہارے کیا پیر صاحب
رحمۃ اللہ علیہ اپنی ہی تکفیر کا حکم دے رہے ہیں۔

اس کے آگے خیر الطاہرین میں فرماتے ہیں :

وَقِيلَ إِذَا صَلَّيْتَ اللَّهَ بِالْحَقِّ
أَعْطَكَ مِرَادًا تُبْصِرُ فِيهَا كَلِمًا
شَرًّا مِنْ عَجَائِبِ الدُّنْيَا وَ
الْآخِرَةِ
اور یہ بھی کیا گیا ہے کہ جس وقت تو اللہ کو
صدق دل سے صبح کرے تو تجھے اللہ
ایک شیشہ عطا کرے گا جس میں تو دنیا و
عقبیٰ کی کل اشیاء کو دیکھ لے گا۔

ابھی اور آگے دیکھیے پیران پر رحمۃ اللہ علیہ کیا فرماتے ہیں :

اللَّهُ وَبِئْسَ الْبَدَنُ أَمْثَلُ يُخْرِجُهُمْ
مِنْ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّوْرِ وَهُوَ
نور منوں کا دھار ہے ایمان دہنے
اُن کو نہ جبروت سے نکالتا ہے۔ نور

نور سے خیر الطاہرین معبود صمد

عَزَّ وَجَلَّ اَظْلَعَهُمْ عَلَى مَا اُضْمِرَتْ
 قُلُوبُ الْبَعِيدِ وَالْصَّوْتُ عَلَى
 النَّيَّاتِ اِذَا جَعَلَهُمْ رَاقِبًا
 حَوَائِيسَ الْقُلُوبِ وَلاَصْنَاعِ
 عَلَى السَّرَائِرِ وَالْخَفِيَّاتِ
 کطرف اور وہ عزوجل بندوں کے
 دلوں کے بھیدوں پر اور نیتوں پر ان کی
 مطلع کرتا ہے۔ اس وقت میرے
 رب نے ان کو تمام قلوب کے
 جاسوس مقرر فرما دیا ہے اور بھیدوں اور
 غیبات کا امین و واقف بنایا ہے۔

مذکورہ دونوں عبارتوں سے صاف ظاہر ہو گیا کہ حضرت پیران پر غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ
 اولیاء اللہ کے واسطے دنیا و عقبی کے علم کئی کا حکم صادر فرما رہے ہیں کہ اولیاء اللہ بندوں کی نیتوں اور
 دلوں کے بھیدوں اور غیبوں کے امین و واقف ہوتے ہیں جن کے علموں کے مہ غیب کے متعلق
 آپ کو یہ عقیدہ ہے تو ان کے آقا کے علوم غیبیہ کے متعلق آپ کا کیا عقیدہ ہونا چاہیے؟
 کی غفلتوں پر تعجب ہوتا ہے جو اتنا بھی نہیں سمجھ سکتے۔ حضرت پیران پر دستگیر رحمتہ اللہ علیہ اپنے
 ہی اس اعتقاد پر کفر و شرک کا فتویٰ دے سکتے ہیں۔ اب یا تو جو ہم پر فتوے جرات سے ہو وہ چھوڑ
 دو یا حضرت پیران پر رحمتہ اللہ علیہ کی بات تسلیم کر لو۔ ان دونوں سے یہ ثابت ہو گیا کہ جب مذہب
 پیران پر غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ علم غیب اولیاء کے متعلق اتنا صاف ہے تو انبیاء
 علیہم السلام و حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا ہوگا۔ اور مزے کی بات تو یہ ہے کہ حضرت
 پیران پر غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ خود قصیدہ غوثیہ میں فرماتے ہیں :

نَظَرْتُ إِلَى بِلَادِ اللَّهِ جَمْعًا
 كَخَرْدَلَةٍ عَلَى حَكْمِ اِتِّصَالِ

(ہم نے اللہ کے تمام شہروں کو اس طرح دیکھ لیا جیسے چند رائی کے
 دانے ملے ہوئے ہیں)

لے غنیۃ الطالبین

حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کا تو خود اتنا بلند مقام ہے کہ آپ تمام شہروں کو مثل رانی کے دانے کے ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

دوسرے مقام پر بھٹہ الاسرار میں آپ فرماتے ہیں:

وعزة راقی ان السعداء والاشقیاء
لیعرضون علی عینی فی اللوح
المحفوظ بلہ
میری آنکھوں کو محفوظ میں ہے۔

اس کے علاوہ آپ کے متعلق بہت سے دلائل ہیں۔ لیکن اسی پر بس کرتا ہوں۔ الحمد للہ مخالفین کے اس شبہ کا بھی ازالہ ہو گیا جو یہ جگہ جگہ چپا کرتے پھرتے ہیں۔ بے خودی خود قابلیں کو بے غلامان مصطفیٰ کے علوم کا یہ عالم ہے تو حضور پر نور ستیہ یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم کا کیا عالم ہو گا۔

مخالفین کی کمال فریب کاری

شبہ مخالفین یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ حدیث میں آتا ہے کہ ایک تہ تبرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ٹھوڑے پر سوار تھے کہ کسی شخص نے آپ سے دریافت کیا کہ ٹھوڑے کی ٹانگیں کتنی ہیں۔ تو آپ نے نیچے اتر کر ٹھوڑے کی ٹانگیں ٹن کر بتایا کہ ٹھوڑے کی ٹانگیں چار ہوتی ہیں۔ لہذا اگر آپ کو غریب بتاتا تو نیچے اتر کر کیوں بتاتے۔

جواب واستعمر اللہ، استغفر اللہ! اعوذ باللہ من استیظن الرحیم۔ ناظرین! باہتمام غور فرمائیے کہ مخالفین حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ عظیم کے انکار میں کیا چربا بات کہتے ہیں جس کا اثر تک نہ کسی حدیث میں اور نہ کسی کتاب میں ذکر اور پھر اُصحت یہ کہ یہ بات ویسے ہی مشہور نہیں کر رکھی جتنی کہتے ہیں کہ حدیث میں ہے۔ ہاں یہ ٹھیک ہے کہ واقعی یہ بات کسی حدیث میں تو نہیں ابتر گردہ خبیث کی زبانوں پر ہے۔ ظالم! ہوش کرو کیوں رسالتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی کی بنا پر ایسی غلط باتیں آپ کی حق منسوب کر رہے ہیں تو یہی کہیں گے کہ ایسے کاذب

نے ہوتا ہے۔

گروہ کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی خبر فرمادی ہے :

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَالُونَ
كَذَّابُونَ يَأْتُونُكُمْ مِنْ
الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ
وَلَا آبَاؤُكُمْ فَإِيَّاكُمْ لَا يُضِلُّوْكُمْ
وَلَا يَفْتِنُوْكُمْ بِهِ

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
آخری زمانہ میں ایسے فریب دینے والے
اور جھوٹے لوگ ہوں گے جو تمہارے پاس
ایسی حدیثیں لائیں گے جن کو نہ تو تم نے
کبھی سنا ہو گا اور نہ تمہارے باپوں
نے۔ پس بچو ایسے لوگوں سے اور نہ
اپنے قریب آنے دو تاکہ وہ
نہ تو تم کو گمراہ کریں اور نہ فتنہ میں
ڈالیں۔

حدیث بالا میں غور کیجئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ زمانہ آخر میں ایسے جھوٹے فریبی
لوگ ہوں گے جو تمہارے پاس ایسی حدیثیں لائیں گے جن کو نہ تو تم نے کبھی سنا ہو گا اور نہ تمہارے
باپوں نے۔ ایسے لوگوں سے کنارہ کرو اور اپنے قریب نہ آنے دو تاکہ وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور فتنہ
میں نہ ڈالیں۔

یہی حال اس وقت مخالفین کا ہے کہ وہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور حضور
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عدم علم ثابت کرنے کے لیے جو وہ باتیں لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں
جو لوگوں نے اور ان کے باپ دادوں نے کبھی نہیں سنی۔ جیسے آپ دیکھیے کہ گھوڑے کی ٹانگوں کی بات
ایسی سنائی جو کبھی سننے میں نہیں آئی اور ان کے علاوہ بھی مخالفین جھوٹی باتیں سنانے کے عادی
ہو چکے ہیں۔ محض اس لیے کہ لوگوں کو گمراہ کیا جائے۔

لہذا ناظرین کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ فرمانِ مسطوفی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل

لے مسلم شریف

کر کے ان سے بچیں ورنہ ان لوگوں کا مایوسی ہے کہ وہ عوام کو ایسی جھوٹی حدیثیں سناتا کر گمراہ کرتے پھریں۔ اسی طرح آیات قرآنی کے بھی غلط معانی کر کے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں لہذا ان کی تقریریں، تحریروں، کتابوں، رسالوں اور ذرائع و حدیث کے تراجم سے احتراز کرنا چاہیے کیونکہ جو لوگ غلط حدیثیں گھڑ لیتے ہیں کیا وہ تراجم میں خیانت نہ کرتے ہوں گے۔

علم غیب حضرت سیدنا سیماں علیہ الصلوٰۃ والسلام

اور ہمدردی کے کلام کی بحث

مشہور مخالفین کا قول ہے کہ حضرت سیماں علیہ السلام نے مدینہ کے متعلق فرمایا کہ وہاں کے لوگ سب لہذا نہ اذیت سیماں علیہ السلام کو دے غیب ہوتا تو آپ اس سے باز رہتے کیوں تو چھتے نیز جب وہ آپ کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ جو کچھ میرا باقی ہے آپ کو اس کو دے دیں۔ اس سے ہمدردی ہو کر آپ کو جیسے کے اقوال کا علم نہیں۔

جواب: جواب دینے سے قبل یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ ہم اہل سنت و جماعت غیب غیب و اسرار کے لیے مکات و مایکون کے ہوش و سونے پر توجہ دیتے ہیں۔ تو یہ انبیاء کریم علیہم السلام اور ساری کائنات حتیٰ کہ موت و قیامت کے ہر ایک طرف متوجہ ہو جائیں تو بھی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کے آگے ایک فطرت ہیں۔ اور یہ ہمدردی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے ہو کر بھی خدا کے علوم کے آگے ایک نہ دیکھی نہیں۔

خاص یہ کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے علوم میں ہر کچھ سمیت سات باب صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم غیب کے آگے مثل قمر ہیں۔

اس لیے مخالفین سب سے پہلے ہمارے عقیدہ کی پہچان پیدا کریں پھر وہ ہمارے سامنے بات کریں۔ جب ہم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کے آگے انبیاء علیہم السلام کے علوم کو مثل ایک قمر دیکھتے ہیں۔ تو پھر اس اعتقاد کے مطابق نجد یہ کہ کیا گنجائش سے کہ وہ ایسے نزاعات ہمارے عقاید پر چسپاں کریں۔

نہ ان دشمنان انبیاء کو دعوت عامہ سے کفر و کینہ کی کسی ایک نیت سے یہ ثابت کر دیں کہ

اللہ تعالیٰ نے فلاں چیز کا علم فلاں نبی کو عطا نہیں فرمایا۔ انشاء اللہ قیامت تک کوئی دلیل پیش نہ کر سکو گے۔ تو پھر تمہارا کیا حق ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے علوم غیبیہ میں تنقیص کرو۔ کیا تم نے یہ ٹھیکہ لے رکھا ہے یہ کہتے پھر وہ فلاں نبی کو فلاں امر کا علم نہ تھا۔ (العیاذ باللہ)

اللہ تعالیٰ نے تو نبوت کا خاصہ اولین یہی رکھا ہے کہ ان کو علوم غیبیہ سے مطلع فرمادیتا ہے اس لیے جو لوگ نبوت کے علوم میں تنقیص کرتے ہیں وہ دراصل نبوت کے منکر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مخالفین کے بعض مولویوں نے قرآن کے ترجمہ میں جہاں لفظ نبی آیا ہے اس کا معنی ہی ہضم کر دیا ہے۔ لیکن اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اپنے ترجمہ میں لفظ نبی کا ترجمہ فرمایا ہے۔ یہ ہے ان لوگوں کی خدمت دین اور دیانت۔

اب اہل شبہ کے جواب کی طرف توجہ فرمائیے۔

بھلا قرآن کی کس آیت کا یہ ترجمہ ہے کہ آپ نے یہ پوچھا ہو کہ جہاد کہاں گیا ہے۔ یہ کذب بیانی اور آیتوں کے ساتھ خیانت کی عادت معلوم نہیں۔ کب تک ان کا ساتھ دے گی۔ قرآن کریم کے تو پیارے الفاظ یہ ہیں:

وَلَقَدْ عَلَّمْتُمُ الْقُرْآنَ فَأَلَّا يَلَاذِقُوا
الْهُدَىٰ هُدًىٰ مِّنَ الْغَايِبِينَ
اور پرندوں کا جائزہ دیا تو فرمایا کیا بات
ہے میں ہدایت کو نہیں دیکھتا یا وہ واقعی
حاضر نہیں۔

اس آیت کریمہ سے سیدنا حضرت سیدنا علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے عدم علم کی دلیل اخذ کرنا سخت کج روی ہے۔ آپ کا ناواقف ہونا تو تب ثابت ہوتا کہ آپ حاضر کو غائب فرماتے۔ جو پرندہ مجلس میں غیر حاضر تھا اسی کے متعلق آپ نے یہ فرمایا ہے:

مَالِي لَا أَرَىٰ الْهُدَىٰ هُدًىٰ

کہ میں آج بہ ہر مجلس میں نہیں دیکھتا ہوں کیا بات ہے۔ کیونکہ اگرچہ حاضر کو بلا اظہار سبب اپنے علم پر ہی موقوف رکھتے۔ تو یہ شہادت ہی عدالت کے خلاف تھا۔ اس واسطے آپ نے ہدایت کے متعلق سختی کے

الفاظ استعمال فرمائے کہ اگر وہ میرے پاس کوئی بین دلیل نہ پیش کر سکا۔ تو میں اسے سخت عذاب کروں گا یا ذبح کروں گا۔ تو آپ کا یہ فرمانا حضرت سلیمان علیہ السلام کے عدم علم پر دلالت نہیں کرتا بلکہ یہ دوسروں کو عبرت دلانا تھا کہ کوئی دوسرا جہ غیر اجازت غیر حاضری نہ کرے۔ اس لیے فرمایا، مَا لِي لَا أَرَى الْفُؤَادَ هَذَا۔ یہ کس لفظ کا معنی ہے کہ آپ کو علم نہ تھا۔ معنی تو یہ ہے کہ میں بدبخت کو نہیں دیکھتا۔ یہ تو آپ کے علم کی دلیل ہے کہ کئی لاکھوں انسانوں اور جنوں اور چوپایوں اور درندوں اور پرندوں میں سے خصوصاً بدبخت کو نامزد کر کے اس کی غیر حاضری کی اطلاع دے رہے ہیں۔ یہ تو آپ کے علم غیب کی دلیل ہے۔ لہذا آئندہ آیت قرآنی سے غلط استدلال کر کے انبیاء صلواتہم وسلم کے علم کی تنقیص کرنے کی بے جا کوشش نہ کیجئے۔

اب رہا یہ کہ بدبخت نے کہا

أَخْلَطْتُ بِمَا لَمْ تُحِيط بِهِ۔ میں وہ بات دیکھ کے آیا ہوں جو آپ نے

نہیں دیکھی۔

مخالفین کا یہ استدلال کرنا کہ اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کو علم غیب ہوتا تو بدبخت یہ کیوں کہتا۔ پھر اس کے صاف معنی یہ ہونے کہ منکرین دُک حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے ایک پرندے بدبخت کا علم زیادہ مانتے ہیں۔ یعنی کہ پرندے کا علم تو مانتے ہیں لیکن بعض انبیاء کی بناء پر نبی اللہ کا علم ماننے کو تیار نہیں (العیاذ باللہ)۔ نہ عقل دے تو یہ بکھرنا کچھ مشکل نہیں کہ یہ کتنا بدبخت اپنا ہے یا حقیقت پر مبنی ہے۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ کسی مسلمان کا یہ عقیدہ ہو کہ اس بدبخت کا یہ کتنا حقیقتاً صحیح ہو۔ یہ محالات سے ہے کہ وہ حضرت سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام جن سے ہوا کا ذرہ ذرہ بھی شرق و غرب میں اور شمال و جنوب میں بغیر اجازت اور خبر کے حرکت نہ کرے اور ان سے ایک پرندے (بدبخت) کے علم کو زیادہ کہا جائے۔ تو یہ کتنا ایمان اجازت نہیں دیتا۔ اور آیات قرآنیہ کے بالکل خلاف۔

ارشاد خداوندی ہوتا ہے :

وَلِسُلَيْمَانَ الْبَزْجَةُ وَجَمْعُ تَخْبِرُ

اور ہر سے سلیمان علیہ السلام کے تابع زور کی ہوا کی جو اس کے علم سے پہنچی تھی۔

وَلِسُلَيْمَانَ الْبَزْجَةُ وَجَمْعُ تَخْبِرُ

بِأَمْرِهِ يَنْ

لے پ ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳

کیا بلقیس کے شہر ہوا چلتی تھی یا کہ نہیں؟ ضرور چلتی تھی۔ وہاں کے تمام مقامات کے ذرہ ذرہ کی ہوا سے حضرت سلیمان علیہ السلام باخبر ہوں۔ لیکن بلقیس اور اس کے تخت سے بے خبر ہوں۔ اس لیے یہ اعتراض بُدُہ کے کلام کو لے کر قرآن کے خلاف ہے۔ باقی رہا یہ کہ آپ نے اس کا رد کیوں نہ فرمایا۔ تو ہر ایک کا بیان سُننا اور اس کا انتظام کرنا یہ اصولِ سلطنت سے ہے اور اگر بادشاہ اپنی عقل کے مطابق اپنی سلطنت کے کاروبار کو چلائے تو یہ بھی اصولِ سلطنت کے خلاف ہے اس لیے بُدُہ کے کہنے پر بُدُہ کو خط دیا اور بلقیس کی طرف بھیجا اور فرمایا کہ ہم دیکھیں گے کہ یہ سچا ہے یا جھوٹا ہے۔ تو اس ترتیب سے اور مہلت سے بلقیس کو بلایا اور وہ آپ کے نام مبارک سے ہی مع اپنی جماعت کے مسلمان ہو گئی۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی عزت اپنے مقام پر بالا تر رہی۔ اگر دمعاً اللہ، آپ کو علم نہ ہوتا اور آپ کی نظر بلقیس کے شہر اور تخت تک نہ پہنچ سکتی۔ تو آپ نے عفریت کو قیل کر کے آصف بن برخیا کے عرض کرنے کو کیوں مقدم سمجھا حالانکہ عفریت اتنا زبردست جن تھا جو دعویٰ کرتا تھا کہ میں ہزاروں میلوں سے بلقیس کا اتنا بھاری بھر کم تخت آپ کے کھڑے ہونے سے قبل پیش کر سکتا ہوں۔ لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کی طاقت کو کمزور قرار دیا تو آصف بن برخیا جو آپ کی غلامی میں حاضر رہتا تھا اس نے عرض کی حضور! میں آپ کے پلک جھپکنے سے قبل تخت بلقیس پیش کر دوں گا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے دیکھا تو تخت سامنے پڑا تھا۔ بکذا ۱۱

اور اگر بُدُہ کے کلام پر ہی اعتماد ہے تو بُدُہ جس کو عرشِ عظیم کہتا تھا تو حضرت سلیمان علیہ السلام کا غلام اس عرشِ عظیم کو آنکھ جھپکنے سے پہلے ہی اٹھا لایا۔ کیا وہ ہزاروں میلوں سے اتنے بڑے تخت کو بغیر علم کے ہی اٹھا لایا۔

اسے جس کے غلاموں کو اتنا علم ہے اور اتنی نظر اور اتنی طاقت ہو۔ تو بھلا اس کے آقا کے علم و نظر اور طاقت کا کیا عالم ہو گا۔ جب تمہیں غلاموں کے علم کا پتا نہیں تو آقا کے علم کو کیا سمجھ سکتے ہو۔ اور پھر جو آقاؤں کے آقا ہیں ان کے علوم کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ اور اگر پھر

یہ کہو کہ بُدبُدی کے کلام پر اٹھاؤ ہے تو بُدبُدی یہ بھی کہتا ہے:

وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ - اس (بقیس) کے پاس ایک

عرش عظیم ہے۔

کیا اس پر بھی تمہارا ایمان یہی ہوگا کہ اس کا عرش اللہ کے عرش سے بڑا ہے یا مساوی؟ ترجمیں
یہی کہنا پڑے گا کہ اس کی اپنی عقل کا اندازہ ہے اور اَحْطَتْ بِهَا لَمْ تُحْطِ بِہِ میں اس کی
عقل کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔ تو پھر یہ تمہاری کون سی دیانت داری ہے۔ معدوم ہو کہ جن کے خدام
اتنی اتنی دور کی خبریں رکھتے ہیں اُن کے آقا کے متعلق اُن کے غیب کا ہم کیا اندازہ لگا سکتے ہیں۔
اس لیے یہ تسلیم کرنا پڑے گا حضرت سیدنا علیہ السلام کا علم ہوا کے ذرے ذرے وہاں تھا کہ
محیط تھا۔ لہذا آپ سے بقیس کا شہر اس کا تحت معنی نہ تھا۔ الحمد للہ رب العالمین منافع کے
ان دو اعتراضوں کا بھی قلع قمع ہو گیا۔

سیدنا حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام

اور عسّم کی وجہ

شجرہ منافعین کا اعتراض ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو غیب کا علم ہوتا تو آپ کو
پایس سال اُسے کی یاد دیتے تھے لہذا آپ کو اپنے بیٹے یوسف علیہ السلام کے متعلق کچھ نہ تھا۔
جواب: دیکھنا آپ نے منافعین کہاں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی دشمنی ان میں کس طرح
سرايت کر چکی ہے کہ اپنی قوم سے یہ باتیں کہنا شروع کر دی ہیں کہ حضرت سیدنا یعقوب
علیہ السلام کو اپنے ذرا نہ تخت باؤست علیہ السلام کا علم نہ تھا تبھی پایس سال روئے رہے۔
بعد یہ کون سی اُمت کا ترجمہ ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنے بیٹے یوسف علیہ السلام
کچھ نہ تھا تو آپ پایس سال تک رہے۔ یہ ترجمہ بانی نہیں تو دیکھئے کہ قرآن مجید
کے تو حقائق صاف اعلان کرتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے یوسف کو کہا:

وَأَعْرِضْ عَنْ سَخِرَ بِهِ وَبَخَسَ بِهِ إِنَّكَ لَهُ تَوَكَّلْتُ وَأَنَا تَوَكَّلُ - میں نے سَخِرَ سے تَوَكَّلْتُ سے تَوَكَّلْتُ

میں تَوَكَّلْتُ۔

اس سے واضح ہوا کہ آپ کو حضرت یوسف علیہ السلام کے چلے جانے یعنی آپ سے جدا ہونے کا غم تھا اور دوسرے مقام پر یہ بھی ہے کہ
 وَأَبْيَضَّتْ عَيْنُهُ مِنَ الْحُزْنِ - آپ کی آنکھیں غم کی وجہ سے سفید ہو گئیں۔ (پ ۱۳، ۴۴)

تو ظاہر ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو غم صرف حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی کی بنا پر تھا نہ کہ لاعلمی کی وجہ سے۔

اسی طرح اگر یہ کہو کہ آپ کو حضرت یوسف علیہ السلام کا علم نہیں تھا۔ یہ بھی غلط۔ قرآن نے اس کی بھی وضاحت فرمادی ہے کہ حضرت سیدنا یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیٹوں سے فرمایا تھا:

بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَهْوَاءً - بلکہ یہ تمہاری اپنی بنائی ہوئی باتیں ہیں۔
 یعنی کہ آپ کو علم تھا کہ میرا یوسف خیریت سے ہے اور انہوں نے میرے آگے بھیڑیے کے کھاجانے کی چال چلی ہے۔

اور اسی طرح دوسرے مقام پر آتا ہے کہ آپ نے فرمایا تھا:

يٰۤبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَبْتَخَسُّوْا مِنْ يُّوسُفَ وَآخِيْهِ - اے بیٹو! جاؤ میرے یوسف اور اس کے بھائی کی تلاش کرو۔ (پ ۱۳، ۴۴)

اس کے علاوہ اور بہت سی آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت سیدنا یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام حالات کا علم تھا اور غم آپ کو صرف حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی کی بنا پر تھا نہ یہ کہ آپ کو معاذ اللہ علم نہیں تھا۔ منہ منی یقین کا یہ اعتراض بھی بالکل باطل ہے اس لیے ان کا یہ حق نہیں کہ نبی اللہ کے علم پر تشکیک کریں۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس فرشتوں کا آنا

اور بیٹے کو ذبح کرنے کی تیاری کرنا اور اس کی تحقیق

مشبہ : منکرین کا کہنا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس فرشتے آئے تو آپ نے

اُن کے آگے بُنا ہوا گوشت پیش کیا تو فرشتوں نے کہا ہم نہیں کھا سکتے۔ لہذا اگر آپ کو علم ہوتا کہ یہ فرشتے ہیں تو ان کے آگے کھانا کیوں پیش کرتے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے لے گئے۔ اگر آپ کو یہ علم ہوتا کہ بیٹے نے پک ہی جاتا تھا۔ تو لے جانے کی کیا ضرورت؟

جواب: بڑے ہی افسوس کی بات ہے کہ منکرین نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واقعاتِ عظیمہ جو اُمت کے لیے بہترین نمونہ ہیں۔ اور باعثِ برکت و ہدایت اور خدا تک پہنچنے کی رسی ہیں۔ اُن سے بھی ان حضرات نے عدمِ علم کی دلیل اخذ کرنے کی کوشش کی ہے۔ قرآنِ حکیم کی کس آیت کا یہ معنی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اُن فرشتوں کا علم نہیں تھا (معاذ اللہ) (یہ کہاں ہے کہ فرشتوں نے کہا کہ ہم نہیں کھاتے) یہ تو بکرا براہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ:

أَلَا شَأْنُكُمْ لَا تَكُلُونَ - (کیا تم نہیں کھاتے)

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عزت و عظمت پر حملہ کرنے کے لیے کیا کیا ایجادیں کر ڈالیں۔ بھوکا کیا جانیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے محل میں کیا کیا حکمتیں ہیں۔ قرآنِ کریم کی پیاری آیات تو یہ ہیں:

ہل انت حذیث ضعیف ابواہیم	اسے محبوب! کیا آپ کے پاس ابراہیم
انصرمین ہ اذ دھوا علیہ	(علیہ السلام) کے معزز مہمانوں کی خبر آئی۔
فَقُلُوا اسْلَمُوا قُلْ سَلَامٌ قَوْلًا	محبوب و ماس کے پاس آکر بولے سلام
مُتَبَرِّکُونَ ہ قَرَأَ اِلٰی اَهْلِبِهِ	فرمایا: سلام۔ ناشتا سا لوگ ہیں۔ پھر
فَخَاءَ يَبْعَثُ سِجِّينَ ہ فَقَرَّبَهُ	وہ اپنے گھر گیا تو ایک فرج بھڑاسے آیا
اٰنِیْمُ قُلْ اَلَا شَأْنُكُمْ لَا تَكُلُونَ	پھر اسکان کے پاس بھاگ کھاتا تھا

قرآنِ کریم کی آیات سے معلوم ہوا کہ وہ دھوکہ جو شکل آدمی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو

لا کے اسحاق علیہ السلام کے پیدا ہونے اور حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کو عذاب میں مبتلا کرنے کے لیے آنے تھے۔ یہ آپ کے خاص عزت والے مہمان تھے۔ بیشک فرشتوں نے نہیں کچھ کھانا اور نہ کھا سکتے ہیں۔ لیکن آپ نے مہمانوں کی مہمان نوازی کا حق ادا کرنا تھا اور یہ حق ادا فرماتے ہوئے خود ہی فرشتوں سے فرمایا:

اَلَا تَاْكُلُوْنَ . (کیا تم نہیں کھاتے)

یعنی واقعی کھا نہیں سکتے۔ خلیل الرحمن کا بہ تو خاصہ عظیم تھا کہ آپ نے ہر مقام پر اپنا حق ادا فرمادیا، اس کے آگے ہی یہ بھی آتا ہے کہ فرشتوں نے آپ سے فرمایا:

لَا تَخَفْ وَبَشِّرُوْهُ بِغُلَامٍ عَلِيْمٍ -

خوف نہ کیجئے اور آپ کو خوش خبری ہو ایک

علم والے لڑکے کی۔ یعنی حضرت اسحاق

(پ ۲۶، ۱۹۷۷ء)

علیہ السلام کی۔

غور طلب امر یہ بھی ہے کہ فرشتے لڑکے کے پیدا ہونے کی بھی خوشخبری دے رہے ہیں اور ساتھ ہی اُس لڑکے کے عظیم ہونے کی بھی بشارت دے رہے ہیں جو لا کا پیدا بھی نہیں ہوا۔ وہ حضرت اسحق علیہ السلام عظیم ہوں اور جن کے باپ یہ پیدا ہونے والا ہے وہ باپ حضرت خلیل علیہ السلام معاذ اللہ بے علم ہوں۔ مخالفین کی عقلوں پر ایسے غلاف چڑھ چکے ہیں کہ انہیں مقام نبوت کے احترام کی ذرا تمیز نہیں رہی۔ اگر یہ نبوت کے قدردان ہوتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ مقام نبوت کے کئی عظیم خواص میں سے ایک یہ خاصہ بھی ہے کہ وہ تمام فرشتوں کو جانتے ہیں۔

ذرقانی شرح مواہب لدنیہ میں حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے:

النبوة عبادة عما يختص به النبي

نبوت اس چیز سے عبادت ہے کہ جس

ویدرن به غیر وہو یختص

کے ساتھ نبی مختص ہے اور غیروں سے

ما حایج من الخواص احدها

متنازع ہے۔ اول یہ کہ جو امور اللہ جل جلالہ

یعرف حقایق الامور المتعلقة

اور اس کی صفات اور فرشتوں اور

بالله تعالیٰ صفاته وملئکته

آخرت کے ساتھ متعلق ہیں نبی ان کے

والدار الاخرة علما مخالفاً

حسب حق کا عارف ہوتا ہے اور دوسروں کو

لغيره بكثر المعلومات
 وزيادة الكشف والتحقيق
 وثانيهما ان له في نفسه
 صفة بهائم لا فعال
 الغارقة للعادة كما
 ان لنا صفة تم بهما
 الحركات المقرونة بارادتنا
 وهي القدرة ثالثهما ان له
 صفة بها يبصر الملثكة
 ويشاهد كما ان للبصير
 صفة بها يفارق لحي
 رابعهما ان له صفة يدرك
 ما سكون في الغيب
 كثرت معلومات اور زيادتي كشف و
 تحقيق ميں اس سے کچھ نسبت نہیں ۔
 دوم یہ کہ ان کی ذات ميں ایک ایسا
 وصف ہے جس سے افعال غارقہ عادت
 نام ہوتے ہیں۔ جس طرح کہ ہم ایک
 وصف قدرت کا حاصل ہے جس سے
 ہمارے حرکات ارادیہ پورے ہوتے ہیں
 سوم یہ کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل ہے
 جس سے ظلمہ کو دیکھتا ہے اور ان کا
 مشاہدہ کرتا ہے جس طرح کہ بینا کو ایک
 وصف حاصل ہے جس کے باعث نابینا
 سے متاثر ہے۔ چہارم یہ کہ نبی کو ایک
 وصف ایسا حاصل ہے جس سے وہ
 غیب کی آئندہ باتوں کا ادراک کریتا ہے

حضرت علامہ بکر العلوم دہلوی شریعت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے اس نفیس کلام سے
 آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو حقایق امور کا
 علم عطا فرمایا ہے اور کثرت معلومات دنیاوی کشف و تحقیق میں اور سب سے زیادہ ممتاز فرمایا ہے۔
 افعال غارقہ کی اسی صفت عطا فرمائی جیسے ہمیں حرکات ارادیہ کی کہ ہم جب چاہیں حرکت کریں یا بے
 وہ جب چاہیں افعال غارقہ ظاہر فرمائیں۔ اور ایک صفت ایسی دی جس سے وہ ظلمہ کو اس طرح
 دیکھتے ہیں جس طرح بینا اور باب صفت غیب کی ایسی عنایت فرمائی جس سے وہ غیب کی آئندہ
 خبریں جانتے ہیں۔

لے زرقانی شان مراتب لدنیہ

نمازت ہو کہ نبوت میں یہ خاصہ ہے کہ وہ دُعا کو دیکھتے ہیں اور ان کا مشاہدہ کہتے ہیں۔ تو کیا حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اُن طائفہ کو جو بشکل آدمی تشریف لائے نہ پہچان سکے۔ ضرور پہچانتے تھے۔ مگر وہ کیا جانیں جو ابھی تک تمام نبوت کی عزت و عظمت سے ہی ناواقف ہیں۔ اب رہا مخالفین کا یہ کہنا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ لہذا اگر آپ کو علم ہوتا کہ اس نے ذبح سے بچ جانا ہے تو ذبح کرنے کی تیاری کیوں فرماتے۔ بھلا یہ تو بتلائیے کہ کون سی وہ آیت ہے جس کا یہ ترجمہ ہو کہ آپ کو علم نہیں۔ پھر تعجب ہے کہ منکرین نے اس واقعہ ذبح سے آپ کے عدم علم کا ثبوت کیسے لے لیا۔ اس واقعہ کو تو عدم علم سے کچھ علاقہ ہی نہیں۔

قرآن کریم کے تو پیارے الفاظ یہ ہیں:

قَالَ يٰٓإِسْحَاقُ إِنِّيٓ أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ
أَنِّيٓ أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَىٰ
قَالَ يٰٓأَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي
إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّٰبِرِينَ ۖ
فرمایا اسے پیارے بیٹے! میں نے خواب
میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کرتا ہوں۔
تیری کیا مرضی ہے؟ بیٹے نے کہا ابا جان!
کیجئے جس بات کا آپ کو حکم ہوتا ہے
خدا نے چاہا قریب ہے کہ آپ مجھے
صابر پائیں گے۔

اس آیت شریفہ سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بیٹے کو ذبح کرنے کا خواب خواب نہیں تھا بلکہ یہ بھی حکم خدا تھا کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے خواب بھی الہام ہوا کرتے ہیں اسی لیے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا:
افعل ما تؤمر۔ (آپ کو جو حکم ہوا ہے کیجئے)

بیٹے کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ بھی خدا کا حکم ہے۔ معلوم ہوا کہ بیٹے کو بھی اس کا علم تھا کہ یہ خدا کا حکم ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کے حکم سے بیٹے کو ذبح کر دینے کا ارادہ فرمایا تو

نَدَب ۱۰۰ ع ۱۰۰ س الصَّفَت

اس میں آپ کے مدد علم کا ثبوت کیسے ہو سکتا ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

فَقَدْ آتَيْنَاكَ دَلِيلًا لِلْجَبِينِ ۝
وَمَا يَنْبَغِيهِمْ قَدْ
صَدَقْتُ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذِبُكَ
نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝

تو جب ان دونوں نے ہمارے حکم پر
گردن رکھی اور باپ نے بیٹے کو دے
کے بل ٹا با (اس وقت کا حال نہ پوچھو)
تو ہم نے اسے نہ فرمائی اسے ابراہیم:
بے شک! تو نے خواب سچا کر دکھایا بیشک
ہم نیکوں کو ایسا ہی عطا دیتے ہیں۔

(پ ۴۰۰ ع ۷)

اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت
اسمعیل علیہ السلام نے ہمارے حکم سے گردن جھکا دی تو ہم ہی نے کہا اسے ابراہیم! تو نے
خواب کو سچا کر دکھایا۔

اور فرمایا:

وَتَرَكْنَا فِي الْآخِرِينَ ۝
ہم اس کو پچھلوں میں یاد رکھیں گے۔

اس واقعہ ذبیحہ سے تو اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کی شان و
رفتہ اور آپ کی تعریف بیان فرما رہا ہے اور آپ کے اس واقعہ غیبیہ کو قیامت تک کے مسلمانوں
میں یاد رکھنا چاہیے لیکن دشمنان نبوت کو یہ سوچ رہا ہے کہ (معاذ اللہ) آپ کو علم نہ تھا۔ نہ
غیب جاننا رہا ہے و یہ اس تمام حالی میں غیب نکال رہے ہیں۔ درحقیقت یہ خدا تعالیٰ
سے تم کو رہے جس اور اس غیب نکال رہے ہیں (الیاذ بانہ) کہ تم کو کتابت کو محال
ہے۔ یہ نہیں کہ اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا:

لَا تَخْشَى الْوَيْلَ وَ السَّيْئَ ۝
کیا تجھے یقین نہیں! آپ نے فرمادیا:

مَعْرِضًا ۝
اس لیے کمال کو اطمینان ہو۔

سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

لذا اثبات ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو بھی علم غیب نہیں (معاذ اللہ) اگر خدا کو علم ہوتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کیوں دریافت کرتا کہ کیا تجھے یقین نہیں۔ اس لیے ایسے واقعات انبیاء عظیم الصلوٰۃ والسلام میں عدم علم کا ثبوت لینا انتہا درجہ کی جہالت ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے واقعات میں ہزار ہا حکمتیں سوا کرتی ہیں جو عام لوگوں سے بالاتر ہیں۔ اس واسطے کسی کا کیا حق ہے کہ وہ محبوب خدا کے علوم میں تنقیص کرتا پھرے۔ الحمد للہ۔

حضرت عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعہ کی تحقیق

شعبہ منکرین علم غیب کا بیان ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام جس بیابان جگہ سے گزرتے ہوئے وہاں کچھ دیر آرام کرنے کے لیے سو گئے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو وہاں پر سو سال تک رکھا۔ آپ جب سو سال کے بعد اُٹھے تو پوچھا گیا کہ اے عزیر! کتنی دیر یہاں ٹھہرے ہو تو کہنے لگے : آدھایا پورا دن۔ اگر اُن کو علم ہوتا تو یہ کیوں کہتے کہ آدھایا پورا دن ٹھہرا ہوں۔

جواب : نہایت افسوس کی بات ہے کہ مخالفین نے حضرت سیدنا عزیر علیہ السلام کے واقعہ کو بھی آپ کے علم نہ ہونے کی سند بنالیا ہے۔ یہ تو ان کی پرانی فطرت ہے کہ قرآنی آیات طیبات کو سب چاہا اور جس طرح چاہا اپنے مدعا کو ثابت کرنے کے لیے توڑ موڑ لیا۔ مگر اس سے کیا نتیجہ نکلا کہ اپنی اخوت بھی تباہ کر رہے ہیں۔ اور یہ سب کوششیں بے سود ہیں۔ اسی طرح حضرت سیدنا عزیر علیہ السلام کے واقعہ سے کوئی دانا عدم علم نہیں نکال سکے گا۔ مگر اگر حضرت عزیر علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ :

قَالَ لِبَيْتِ يَوْمًا اَدْبَعْدَ يَوْمٍ - (پ ۳۰۳)

تو اس میں کیا حرج ہے اور تمہیں کیا حق ہے کہ یہ کہو کہ آپ کو علم نہیں۔ یہ کہنا کہ آپ کو علم نہیں یہ کس لفظ کا ترجمہ کر رہے ہو۔ اس کا مطلب پھر یہی ہو گا کہ تم اپنے مدعا کو ثابت کرنے سے قاصر ہو کر محض زبان دمازی اور قرآنی آیات سے متکاری کرنی شروع کر دیتے ہو تو ایسے فاسد قیاس کیا عقلا کے نزدیک قابل انتہات ہیں ! آپ جیسے شیطانی قیاس والوں کو حضرت عزیر علیہ السلام کا لُبْتُ يَوْمًا اَدْبَعْدَ يَوْمٍ فرمانے سے یہ عدم علم کا شبہ پیدا

ہوا ہے تو لازم ہے کہ وہ یہ بھی کہتے پھریں کہ حضرت عزیر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

صَلُّ لَيْسَتْ - (آپ یہاں کتنی دیر ٹھہرے، رپٹا، بقرہ)

لہذا اگر اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہوتا تو حضرت عزیر علیہ السلام سے کیوں دریافت کرتا۔ تو یہ وہی شیطانی شبہ ہے۔ تو کیا قابل انتقادات ہو سکتا ہے۔ ایسے واقعات جو کئی حکمتوں پر مبنی ہوں اور ان کے لیے نصیحت آموز ہوں عدم علم کی برگز دیں نہیں جوتے۔ اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہے۔ اس کا علم قدیم بالذات ہے مگر ایسے لفظوں سے یہ معنی سمجھ لینا اور انکار علم میں سند و نا کو باطنی اور ناجہانی ہے بد سیدنا حضرت عزیر علیہ السلام کے علم غیب کا واضح ثبوت ہے کہ آپ نے فرمایا میں یہاں پر دن یا کچھ حصہ ٹھہرا ہوں۔ اس لیے کہ آپ بعد از انتقال عالم برزخ میں چلے گئے اور برزخ کا عالم وہ ہے جہاں دن ہے رات۔ اب جب آپ اُٹھے تو دریافت کیا پروردگار عالم نے کہ آپ کتنا عرصہ یہاں پر ٹھہرے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا، دن یا دن کا کچھ حصہ۔ یعنی عالم دنیا کے سو سال عالم برزخ کے مقابلہ میں کچھ نہیں۔ اور اگر بیان مقصود بحکاب سے تو بش ایک دن یا اس کا کچھ حصہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اسے عزیر علیہ السلام! آپ سو سال ٹھہرے ہیں۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ نے عالم دنیا کے سو سال اور حضرت عزیر علیہ السلام نے عالم برزخ کے سو سال کو تمثیل دنیا ایک دن یا اس کا کچھ حصہ بیان فرمایا تاکہ دونوں جہاں کی حقیقت واضح ہو جاوے۔ اسی لیے حیات کے بعد موت اور موت کے بعد دوبارہ حیات کا مسئلہ بھی روشن فرمادیا۔ عالم دنیا اور عالم برزخ کا مسئلہ بھی سمجھا دیا۔ تیرا خارجی طور پر بصورت دنیا فی الحقیقت خانی غیب آپ نے آرام فرمایا تو اس وقت دن کا کچھ وقت گزر گیا تھا اور جب اُٹھے تو کچھ دن باقی تھا۔ اس کے مطابق بھی جواب بصورت ظاہر و درست تھا اور رہا باطن میں اس واقعہ کے راز تو وہ الہی علم ہی پہچانتے ہیں۔ وہ بیوقوف کیا جانے جس کو تنقیص کے سوا اور کچھ نہ جانتا ہی نہیں ہے۔

مسلمان کا یہی حق ہے کہ وہ خدا کے محبوبوں کا ادب و احترام اور ان کی عزت و توقیر بجالانے۔ خوب سوچے اور خدا کا خوف پیدا کیجے اور آئندہ گستاخیوں سے باز رہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تو وہ ذاتِ عظیمہ ہے جن کی تعریف و شائق خود خداوند کریم نے بیان فرمائی بلکہ سارا قرآن خلق رسول ہی سب۔ کون سے جو آپ کی شان کا اعجاز کرے۔

آئیے ذرا اب حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ ملاحظہ فرمائیے کہ وہ رسالتِ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کتنی عظیم حقیقت کا اظہار کرتے ہیں۔

شانِ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حضرت سیدنا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا عقیدہ

قصیدہ نعمان :-

وَاللّٰهُ لَوْ أَنَّ الْبَحَارَ مِثْلُ أَذْهُمُ
وَالشَّعْبُ أَقْلَامُ جَعَلَن لِّذَا كَا
لَعَزَّزُوا الشَّعْلَانِ يَجْمَعُ نَذْرَهُ
أَبَدًا وَمَا اسْتَطَاعُوا لَكَ إِذْرَاكَ

(ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر تمام سمندر ان کی روشنائی ہو جائیں اور تمام رُفے زمین کے درخت قلم بنا دیں جائیں اور تمام گروہ جن و انس (یا ساکنانِ ارض و سما) مل کر ایڑی چوٹی کا زور لگائیں بائیمہ آپ کے مکارم و اوصافِ جمیلہ سے ایک ذرہ بھر بھی نہ ٹکے سکیں۔ لکھنا تو درکنار اس کا ادراک بھی نہ کر سکیں)۔

اس میں شک نہیں کہ رئیس الفقہاء سراج الملت حضرت سیدنا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ایسی حقیقت بیان فرمائی ہے جس پر ہر صحیح العقیدہ مسلمان کا یقین اور ایمان ہے۔ لیکن آج ہمیں ایسے لوگوں سے واسطہ پڑ رہا ہے جو اصلِ حقیقت کے دعویدار ہیں اور اپنے تئیں حضرت امام موصوف رحمۃ اللہ کے متعلم بن ظاہر کرتے ہیں۔ نہ صرف ان کے عقاید سے بالکل منحرف ہیں بلکہ شاہِ دو جہاںِ رحمت عالمیاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مراتبِ عالیہ اور علومِ غیبیہ پر بھی تنقید کرتے ہیں۔

حضرت امام موصوف رحمۃ اللہ کا عقیدہ دیکھیے آپ فرماتے ہیں ساکنانِ دو جہاں، جن و انس اور ٹکڑے سب کو جمع کر لیا جائے تمام سمندروں کا پانی سیاہی بنا دی جائے اور روئے زمین پر جتنے درخت ہیں سب کے قلم بنا دیے جائیں اور یہ سارے سرکارِ ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدارج اور اوصافِ جمیلہ قلمبند کرتے رہیں باوجود سعیِ عظیم کے آپ کے کمالات سے ایک ذرہ بھر

ذکر کیس جگہ ملو و مراتب کا ادراک بھی ذکر سکیں۔

جب اہل بعیرت حضور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور منصب عالی کو نہیں سمجھ سکتے تو ارباب عقل کے اعتراضات بے معنی ہیں۔ جو لوگ محض اپنی ذاتی قیاس آرائی کی بنا پر لوگوں میں غلط بیانی کرتے رہتے ہیں امام موصوف علیہ الرحمۃ نے پچ فرمایا کہ آپ کے اوصاف جبرہ و عقل و فہم سے باہر ہیں۔ مثلاً

عقل قرباں کن بہ پیش مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی میں ایک مقام پر فرماتے ہیں،

المرء عالم الناس خواہند کہ فرامی حصد

بادشاہاں را در بند معلوم کنند و بکنند

ہرگز نمی تواند فہمہ و ازیناست کہ گفتہ اند

لَا يَعْرِفُ النَّوْبِيَّ إِلَّا النَّوْبِيَّ وَلَا

يَعْرِفُ النَّسَبِيَّ إِلَّا النَّسَبِيَّ۔

یعنی یہ قول معروف ہے کہ دل کو دل

نہی کو نبی پہچانتا ہے۔

بر مقلد کہ رسیدی نرسہ زبہ نبی

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس مقام پر پہنچے ہیں وہاں کسی نبی یا ولی کو رسائی نہیں ہے

اس واسطے کہ ذات باری تعالیٰ کے آپ کے درجات عالیہ کو کا حق کوئی نہیں جانتا

مَاذَا يَقُولُ النَّاسُ يَحْوُونَ وَمَا مَعِي

أَنْ يَجْعَلَ الْكِتَابُ مِنْ مَقْنَتِ حَقِّ

يَا أَيُّهَا الْمُرْتَدُّ، يَا أَيُّهَا الْمَذْهَبِيُّ، يَسِينُ وَطَنُكَ وَيَاسْتَدِيْكَ وَأَبُوكَ

آپ کی تعریف میں کیا کہہ سکتے ہیں کیونکہ یہ تمہاری شانیں رکھنے والے آپ کی سیرت و صورت صوفی اور اوصاف حمید سے کہ چاہتے ہیں وہ سکیں۔

لا يمكن الثناء كما كانت حقته

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ہمارا مخالفین سے کوئی ذاتی عناد نہیں ہے بلکہ صرف یہ مقصد ہے کہ وہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام و حضور فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبیاں و گستاخیاں اور توہین آمیز کلمات چھوڑ دیں۔

تمام وہابیہ دیوبندیہ اچھی طرح سن لیں کہ مجھے ہر روز جتنی چاہو گایاں دو، تو مجھے اس شرط پر منظور ہیں کہ تم حضور آقا و جہاں صلی اللہ علیہ وسلم، دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء صالحین کی شان اقدس میں بے ادبی کا کوئی کلمہ نہ ہو۔

علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ اپنی کتاب شفا شریف میں فرماتے ہیں کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ سے منقول ہے،

قال ابو حنیفۃ و اصحابہ علی	حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ
اصلہم من کذب باحد من	کے اصحاب نے فرمایا جو کوئی کسی نبی کی
الانبياء او تنقص احدا منهم	تکذیب یا تنقص کرے وہ مرتد ہے۔
فہو مرتد	

اس کے آگے چل کر حضرت علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

قال محمد بن یحییٰ بن یحییٰ	محمد بن یحییٰ بن یحییٰ فرماتے ہیں کہ تمام علماء امت کا
العلماء علی ان شاتم النبی	اس بات پر اجماع ہے کہ نبی کریم صلی اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم المستنقص	علیہ وسلم کی شان اقدس میں توہین و
لہ کافرو من شک فی کفرہ	تنقیص کرنے والا کافر ہے اور جو اس کے
وعذابہ کفری	کفر اور عذاب میں شک کرے وہ بھی کاذب ہے۔

آپ نے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کا عقیقہ اور مذہب دیکھ لیا ہے اب سوچیے کہ اصل حنفی کون ہے اور نقل کون کیا نبی کے علوم میں کی بیان کرنا توہین یا تنقیص نہیں؟ ضرور ہے۔ بعض دیوبندی حضرات یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ جن کتابوں میں دیوبندیوں نے توہین آمیز عبارات لکھی ہیں ان کی نیت توہین و تنقیص کی نہ تھی۔ مناسب سمجھتا ہوں کہ انہی کے مولوی کی زبانی یہ بات پیش کیے دونوں کے الفاظ توہین میں نیت معتبر نہیں ہوا کرتی۔

دیوبندیوں کے شارح بخاری مولوی انور شاہ کشمیری اپنی کتاب اکفار المحدثین میں قلم اڑاتے ہیں:

المدار فی النکاح، کفر علی الفواہر
ولا یطریق مقصود والنسبات
ولا یطریق قرآن حالہ بہ
کفر کے حکم کا دار مدار ظاہر پر ہے
قصہ و نیت و قرآن حال پر
نہیں۔

اس کے آگے انور شاہ کشمیری تحریر کرتے ہیں:
وقد ذکر العلماء ان التهود فی
عرض الانبیاء وان لم یقصد
السب کفر بہ
عطا نے فرمایا انبیاء عظیم السلام کی
شان میں دلیری و جرأت بھی کفر ہے
الرجح توہین مقصود نہ ہو۔

ان تمام مذکورہ عبارتوں پر غور کیجئے کہ دیوبندیوں کے شارح بخاری مولوی انور شاہ کشمیری کتنا صاف لکھ رہے ہیں کہ انبیاء کرام عظیم السلام کی شان میں دلیری و جرأت بھی کفر ہے اگرچہ توہین مقصود نہ ہو۔ کفر کے حکم کا دار مدار ظاہر پر ہے قصہ و نیت و قرآن حال پر نہیں۔
اب بتائیے کہ مخالفین کا کیا ٹھکانہ جن کا سڑیہ حیات صرف یہی ہے کہ انبیاء عظیم الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخیاں کریں۔

اس لیے اب بھی وقت ہے کہ اس بارگاہ مقدسہ کے باادب ہرجاء اور سچی توبہ کیجئے۔ ورنہ اپنا آخری مقام سوچ رکھو۔ تنقیص انبیاء عظیم السلام معمولی سی بات ہوئی تو آج اتنا اختلاف کیوں ہوتا۔ حنفیہ ناصبہ فصل مذہب حنفیہ۔

لے اکفار المحدثین ص ۷۷ لے اکفار المحدثین

حسب سب اکتے ہو کر ایک آیت قطعی الدلالتہ یا ایک حدیث متواتر یقینی الافادہ چھانٹ لائیں جس سے صاف صریح طور پر ثابت ہو کہ حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فلاں چیز کا علم حضرت حق مجد تعالیٰ نے مرحمت نہیں فرمایا۔

ان الله لا يعدي كيد الخائنين . تو خوب جان لو کہ اللہ

راہ نہیں دینا و غابازوں کے مکر کو۔ (۵۲:۱۲)

ان شاء اللہ قیامت تک کوئی دیس نہ لاسکو گے۔ الحمد للہ سب العلمین۔

اس کتاب میں ان سوالوں کے جوابات ہیں جو دیوبندی وہابی اکثر اہل سنت ضروری (بریلویوں) پر حضور پر نور ناصر دین الکریم والنور کے علم شریف کے بارے میں کیا کرتے ہیں جو اجمالاً از روئے قرآن مجید واحادیث شریفہ اور اقوال ائمہ کرام سے بطریق حسن بلاطعن تشنیع بحسب توفیق لکھے گئے ہیں۔ اگر مخالفین کے کچھ اور سوالات علم غیب کے متعلق رہ گئے ہیں تو انکے بھی تفصیلان شاء اللہ و رسول الکریم آنسو کسی اور کتاب میں جوابات پیش کر دیے جائیں گے۔ مکمل اطمینان رکھیے۔

اس کتاب کے لئے جانے کے بعد اگر وہابیہ دیوبندیہ اہلسنت مذہب حق پر حضور انور اعلان سرور کائنات افضل الصلوٰۃ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علوم غیبیہ پر کسی قسم کا کوئی جدید یا پرانا اعتراض پیش کریں تو براہ کرم مطلع فرمائیں۔ ان شاء اللہ و رسول الکریم اس کا مدلل جواب دیا جائے گا۔ پھر انہیں اعتراض کرنے کی جرأت نہ ہوگی۔ کتابت علم خیر الانام کو جو کوئی تعصب کی پٹی اتار کر فرقہ پرستی سے علیحدہ ہو کر اور حق شناسی کی عینک لگا کر اس کا معائنہ کرے گا تو بغضب اس پر حق واضح ہو جائے گا کہ صحیح عقیدہ پر کون ہیں اور جھوٹے مدعیان کون ہیں؛ یہ تو خداوندی فیصلہ ہے۔ والذین جاہدوا فینا لنمہدینہم سبیلنا۔ جو لوگ بغض، تعصب، حسد، عناد کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ہمارے دین اور راہ ہدایت کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہمارا وعدہ ہے کہ ان کو خود اپنے مذہب و عقیدے کی پہچان کرا دیں گے۔

مسئلہ غیب کے متعلق ہمارے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت مولانا علامہ شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الذلۃ المکیۃ فی الدقائق الضبیۃ، غائس او معتاد، انباء المصلیٰ بحال سرواخی، مال الحبیب بعلوم الغیب، اللؤلؤ المکنون فی علم البشیر، ماکان و ما یكون وغیرہ کا مطالعہ رکھیں۔ اور اس کے علاوہ حکیم الامت سید المفسرین صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا حکیم محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف مثلاً حکمۃ العلی لا خلا عمر لسمعی و اطیب البیان کو بھی زیر مطالعہ رکھیں جن کے جواب آج تک مخالفین نہ دے سکے اور نہ قیامت تک دے سکیں گے۔ علاوہ انہی ہمارے موجودہ علمائے اہل سنت بریلوی کی بے شمار تصانیف ہیں جو قابل دید ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پڑھنے اور عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے مسلک کے تمام علمائے کرام کو مزید اشاعت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ اور تمام احباب اہلسنت کو بھی دین و دنیا میں کامیابی عطا فرمائے۔ اس کے ساتھ ہی میں بارگاہ رب العزت میں یہ دعا بھی کرتا ہوں کہ میرے جد امجد محترم المقام قبلہ و کعبہ جناب محمد الیقین صاحب غفرلہ المتین کو ملی لو ہمارے گزشتہ سال ۲۸ صفر المظفر ۱۴۲۹ھ / ۱۸ جون کو اللہ کو پیار سے رو گئے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ ان پر اپنی خاص رحمتیں نازل فرمائے اور انہیں بہار جنت میں مان مقام عطا فرمائے۔ انہوں نے میری زندگی کا مقصد صرف یہی رکھا کہ میں دین حق کو پیچاؤں اور مسلک اہلسنت بریلوی پر قائم رہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں، تمناؤں اور کوششوں کو عملی تعالیٰ نے پورا فرمایا۔ اور مجھ میں جو کمزوریاں ہیں اللہ تعالیٰ دور فرمائے۔

یہ فقرہ لطیف ابھی ناتمام ہے

جو کچھ بیاں ہوا ہے وہ آغاز باب تھا

یہ جو کچھ بیاں کیا گیا نہ تو اس سے اپنی علمی لیاقت کا اظہار منظور ہے اور نہ ہی اپنی قابلیت دینی، مقصد و سبب یہ محض خداوند کریم جل شانہ اور اس کے پیارے حبیب مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشنودی و رضا کی خاطر ہے کہ وہ صحیح مراد مستقیمہ کو اختیار کر کے اپنی آخرت کو سنواریں۔ دعا فرمائیے کہ ذات خضر زحیم اور پیارے حبیب زہد زحیم کو حقیر کو تقصیر نہ ناکارہ خلق اور زمانہ سے زیادہ گنہگار کے یہ ٹوٹے پھوٹے الفاظ قبول فرمائے۔ و اللہ اعلم

ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله تواباً
 تَرْجِيماً ۝ آمین۔ اور خصوصی دُعا فرمائیے کہ مولیٰ عزوجل اپنے محبوبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی
 فیصل میری سیاہ کاریوں کو معاف فرمائے اور مسلکِ حقِ اہل سنت (بریلوی) پر خاتمہ فرمائے۔
 اور یہ کتاب 'علم خیر الانام' میری اندھیری گور کا چراغ ہو، میری قبر پہارِ جنت کا باغ ہو۔ آمین۔
 بحرۃ سید المرسلین۔

آخری دُعا پروردگارِ عالم کی بارگاہ میں دُعا ہے کہ وہ ہم سب کو اپنے پیارے
 حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلے اور سرکارِ شہنشاہِ نقشِ بند
 اور سرکارِ غوثیت مآب و سرکارِ شاہِ کلیم اللہ دہلوی و سرکارِ نظام الدین اولیاء و سرکارِ فرید الدین
 گنج شکر و سرکارِ شہاب الدین سُہروردی و سرکارِ سلطانِ الهند خواجہ معین الدین چشتی اجمیری و
 سرکارِ ابو علی شاہ قلندر و سرکارِ خواجہ باقی باللہ و سرکارِ داتا علی جویری و سرکارِ امام علی الحق رحمہ اللہ علیہم
 اجمعین کے صدقے سے گستاخوں و بے ادبوں اور باطل فرقوں سے محفوظ رکھے اور ایمان پر خاتمہ
 فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔ اقول قولی هذا و استغفروا اللہ لی و ساوا المؤمنین و
 المؤمنات و الصلوٰۃ الزکیات التامیات علی سیدنا محمد النبی المعبودات مظهر
 الحقیقات و علی الہ و صحبہ و الاکابر المتواترات و اللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم و علمہ
 جن مجدۃ و اتم و احکم۔ اللہم صل علی بدر التمام اللہم صل علی نور الظلام اللہم
 صل علی مفاح دار السلام اللہم صل علی شفیع فی جمیع الانام۔ بجاہ حبیبک
 التواؤف الرحیم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم۔



قیان ان نبوت اور واقعہ کربلا پر ایک بی مثال مدلل و
مفصل اور تحقیقی جامع کتاب

شہادۂ نواسہ سیدالابرار



مناقب النبی المختار

مواف

حقہ علامہ مولانا محمد عبد السلام قادری
رضوی

حبیب خدا کی نصیحتیں

اردو ترجمہ
من وصایا الرسول ﷺ

مصنف: حضرت شیخ حمزہ محمد صالح عجاج
مترجم: علامہ محمد طاہر نجفی

مدینہ منورہ کے ممتاز عالم دین
حضرت شیخ حمزہ محمد صالح عجاج کارِ رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک نصیحتوں کو مختلف کتب احادیث سے اکٹھا
کیا ہوا مجموعہ ہے۔ یہ نصیحتیں ہمیں ترغیب دلاتی ہیں کہ ہم
اللہ رب العزت کی اخلاص کے ساتھ عبادت کریں۔
تسبیحات و تحلیلات کی کثرت کریں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز
ہونے کی فضیلت، روزہ، نماز اور صدقہ خیرات کی فضیلت،
والدین کی اطاعت، حسن خلق، صلہ رحمی، ہمسائیگی کے حقوق کی نگہداشت،
کھانا کھلانے، مسکینوں، یتیموں سے محبت کرنے
پر ابھارتی ہیں!

صفحات: ۲۷۲ © ہدایہ: ۷۵/- روپے

دارالافتاء دارالحدیث
لاہور

بارگاہِ رسالت مآبہ ﷺ میں
ہدیہٴ درود و سلام کے موضوع پر
علمِ اسلام میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب

کے
شہدۂ آفاق
شرح

دلائل الخیرات

از: امامِ علامہ
محمد مہدی قاسمی خاں
مطالعُ السرّات

از: شرفِ اہلسنت شیخ الحدیث
علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری
کامستند عام، فہم اردو ترجمہ

خصوصیات

- قرآن مجید ۱۰ احادیث اور اسلاف کی روایات کی روشنی میں درود و سلام کے بے شمار فضائل اور فوائد و ثمرات کا حسین و نگار بیان۔
- قرآن و حدیث کی روشنی میں حضور ﷺ سے محبت و عشق کے تعلق پر مدلل بحث۔
- اللہ تعالیٰ کے شانہ سے (۹۹) اسمائے حسنیٰ کے فوائد و خواص کا بیان۔
- دوسوا ایک (۲۰۱) اسماء الحسنیٰ منیٰ و مدنیہ علم کے فضائل و خصوصیات پر مختصر اور کیفیات محبت سے لبریز تذکرہ۔
- روحِ رسول ﷺ کے تفصیلی احوال کا روضہ پرور بیان۔
- نبی اکرم ﷺ صحابہ کرامؓ تابعینؓ اور بعد کے علماء سے وہی ہدیہٴ درود و سلام کا جامع ذخیرہ۔
- درود و سلام کی تشریحات میں سیرت و اخلاق نبوی منیٰ و مدنیہ علم اور اسلاف کے عقائد کا ایمان افروز تذکرہ۔

گنج بخش روڈ ۵ لاہور

فون: ۴۳۱۴۸۸۵

نورینہ رضویہ پبلی کیشنز

پتہ

سیرت النبیؐ و معجزات انبیاء کرامؑ

امام علامہ یوسف بن اسماعیل زہریؒ کی تالیف کی نادر تصنیف

سیرت النبیؐ و معجزات انبیاء کرامؑ

اردو ترجمہ کے ساتھ پیش خدمت ہے

ترجمہ سیرت النبیؐ و معجزات انبیاء کرامؑ

۱۔ معجزہ کی حقیقت معجزات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیگر انبیاء کرام کے معجزات سے موازنہ۔

- ۲۔ سیرت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر پہلو میں پوشیدہ معجزات کا ترتیب وار مفصل بیان۔
- ۳۔ فضائل و خصائص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور احوال سیرت کا عشق آف دہ مذکورہ۔
- ۴۔ آمد و بعثت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق آسمانی کتب، یہودی و نصرانی علماء، کاہنوں اور جنات کی بشارات کا تفصیلی بیان۔
- ۵۔ معجزات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل پر اکابر ائمہ کرام کے فرامودات کا بیان۔
- ۶۔ علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ، توکل اور کرامات اہل بیت پر عمل بحث۔
- ۷۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کرامات کا جامع تذکرہ۔

اعلیٰ طباعت • آفٹ پریس
مضبوط ریگزین جلد • مناسب قیمت

سلیبس و محققانہ ترجمہ
مقصود کتاب کے عین مطابق

پیشہ نوریہ رضویہ پبلیکیشنز